تذکرۃ الاولیاء

مرتبہ

مولانا ابوالفضل عثمانی

فرید مبین پبلشرز ناظم آباد کراچی ۱۸

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (القرآن)

تذکرۃ الاولیاء

(اردو)

مُصنّفہ

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح وترتیب

مولانا زبیر افضل عثمانی

محمد عبدالعلیم مظفر

ناشر

قیمت ۲۴/- روپے

فرید مبین پبلشرز ناظم آباد کراچی

Marfat.com

تذکرۃ الاولیاء

مترجم ——— مولانا زبیر افضل عثمانی

بار اوّل ——— جنوری ۱۹۷۳ء

تعداد اشاعت ——— ۲۰۰۰ (دوہزار)

قیمت فی جلد ——— [redacted]

مطبع ——— مشہور آفسٹ پریس کراچی

سول ایجنٹ

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

Marfat.com

باب ۳

خواجہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ باعمل عالم بھی تھے اور زاہد و متقی بھی۔ سنت نبوی پر سختی سے عمل کرنے اور سدا خشیت الٰہی میں غرق رہتے۔ آپ کی والدہ، ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی کنیز تھیں اور جب بچپن میں آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو ام المومنین آپ کو گود میں اٹھا کر اپنے پستان مبارک آپ کے منہ میں دے دیتیں۔ اور وفور شوق میں آپ کے پستان سے دودھ بھی نکلنے لگتا۔ اندازہ فرمائیے کہ جس نے ام المومنین کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب کا کون منکر ہو سکتا ہے۔

بچپن میں سعادت بچپن میں آپ نے ایک دن حضور اکرمؐ کے پیالے کا پانی پی لیا۔ اور جب حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ میرے پیالے کا پانی کس نے پیا ہے؟ تو حضرت ام سلمہ نے کہا کہ حسن نے۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ اس نے جس قدر پانی میرے پیالے میں سے پیا ہے اسی قدر میرا علم اس میں نفوذ کر گیا۔

حضورؐ کی دعا ایک دن حضور اکرمؐ حضرت ام سلمہ کے مکان پر تشریف لائے تو انہوں نے حسن بصری کو آپ کی آغوش مبارک میں ڈال دیا۔ اس وقت حضورؐ نے آپ کے لئے بھلائی کی دعا فرمائی۔ اور اس دعا کی برکت سے آپ کو بے پناہ مراتب حاصل ہوئے۔

وجہ تسمیہ ولادت کے بعد جب آپ کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام حسن رکھو کیونکہ یہ بہت ہی خوبرو ہے۔ حضرت ام سلمہ نے آپ کی تربیت فرمائی اور ہمیشہ یہی دعا کیا کرتی تھیں کہ اے اللہ حسن کو مخلوق کا رہنما بنا دے۔ چنانچہ آپ یکتائے روزگار بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور ایک سو بیس صحابہ سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ ان میں ستر شہدائے بدر بھی شامل ہیں۔ آپ کو حضرت حسن بن علی سے شرف بیعت حاصل تھا اور انہیں سے تعلیم بھی پائی۔ لیکن تحفہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ آپ حضرت علی سے بیعت تھے اور انہیں کے خلفاء میں سے ہوئے۔ ابتدائی دور میں آپ جواہرات کی تجارت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا نام حسن لولوی پڑ گیا۔

ایک مرتبہ تجارت کی نیت سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کے پاس بغرض ملاقات پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا اس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ فرمایا کہ ہاں چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں آپ نے

Marfat.com

دیکھا کہ دیبائے رومی کا ایک بہت ہی مکلف خیمہ نصب ہے اور اس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں پھر علماء اور باحشمت افراد وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ پھر حکماء و میر منشی وغیرہ پہنچے اور کچھ کہہ کر چل دیئے، پھر نہایت خوبرو کنیزیں زرو جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپ نے حیرت زدہ ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک خوبصورت، بہادر، جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں مدفون ہے۔ چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آکر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعہ تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے۔ مگر اللہ تعالٰی سے جنگ کرنا ممکن نہیں اس کے بعد حکماء آکر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک دیتے۔ پھر علماء و مشائخ آکر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو دفع کیا جا سکتا تو ہم دفع کر دیتے۔ پھر حسین کنیزیں آکر کہتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتیں پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آکر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے۔ اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام ہو۔ یہ کہہ کر واپس ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن نے یہ واقعہ سن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا۔ اور دنیا سے بیزار ہو کر فکر آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مشہور ہے کہ ستر سال تک آپ ہمہ وقت باوضو رہے، اور اپنے ہمعصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حسن بصری ہم سے زیادہ افضل کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حسن کے علم کی ہر فرد کو ضرورت ہے اور اس کو سوائے خدا کے کسی کی حاجت نہیں۔ اسی لئے وہ ہم سب کے سردار ہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ کا مقام

ہفتہ میں ایک مرتبہ آپ وعظ کیا کرتے تھے مگر جب تک حضرت رابعہ بصری شریک نہ ہوتیں تو وعظ نہیں کہتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے وعظ میں تو بڑے بڑے بزرگ حاضر ہوتے ہیں، پھر آپ صرف ایک بوڑھی عورت کے نہ ہونے سے وعظ کیوں ترک کر دیتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاتھی کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں کیسے سما سکتا ہے؟ اور جب آپ کو دوران وعظ جوش آ جاتا تو رابعہ بصری سے فرماتے کہ یہ تمہارے ہی جوش و گرمی کا اثر ہے۔

سبق آموز جوابات

ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ کیا آپ اپنے وعظ میں کثیر لوگوں کے اجتماع سے خوش ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو اس وقت مسرور ہوتا ہوں جب کوئی عشق الٰہی میں دل جلا آ جاتا ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں؛ فرمایا کہ اسلام کتاب میں ہے اور مسلمان قبر میں۔ جب آپ سے دین کی اساس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ تقویٰ دین کی اساس ہے۔ اور لالچ تقوے کو ضائع کر دیتا ہے۔ پوچھا گیا کہ جنت عدن کا کیا مفہوم ہے۔ اور اس میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا کہ اس میں سونے کے محلات ہیں اور سوائے نبی کریم ؐ، صدیقین و شہداء، عادل بادشاہ اور دیگر انبیائے کرام کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ سوال کیا گیا کہ کیا روحانی طبیب کسی دوسرے کا علاج کر سکتا ہے؛ فرمایا اس وقت تک نہیں

جب تک خود اپنا علاج نہ کرے۔ کیونکہ جو خود ہی گم کردہ راہ ہو وہ دوسرے کی رہبری کیسے کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ میرا وعظ سنتے رہو تمہیں فائدہ پہنچے گا۔ لیکن میری بے عملی تمہارے لئے ضرر رساں نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے قلوب تو سوتے ہوئے ہیں ان پر آپ کا وعظ کیا اثر انداز ہوگا؟ فرمایا کہ خوابیدہ قلوب کو تو بیدار کیا جا سکتا ہے البتہ مردہ دلوں کی بیداری ممکن نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض جماعتوں کے اقوال ہمارے قلوب میں خوف و خشیت پیدا کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تم دنیا میں ڈراتے والوں ہی کی صحبت اختیار کرو۔ تاکہ روز حشر رحمت خداوندی تم سے قریب تر ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض حضرات آپ کا وعظ محض اس لئے یاد کرتے ہیں تاکہ نکتہ چینی کر سکیں۔ فرمایا کہ میں صرف قرب الٰہی اور جنت کا متمنی رہتا ہوں، کیونکہ نکتہ چینیوں سے تو اللہ تعالےٰ کی ذات بھی مبرا نہیں۔ اسی لئے میں لوگوں سے ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ مجھے برا بھلا نہ کہیں گے عرض کیا گیا کہ بعض افراد کا یہ خیال ہے کہ دوسروں کو نصیحت اسی وقت کرنی چاہیئے جب خود بھی تمام برائیوں سے پاک ہو جائے۔ فرمایا کہ ابلیس تو یہی چاہتا ہے کہ اوامر و نواہی کا سد باب ہو جائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا مسلمان کو بغض و حسد کرنا جائز ہے؟ فرمایا کہ برادرانِ یوسف کا واقعہ کیا تمہارے علم میں نہیں کہ بغض و حسد کی وجہ سے ہی انہیں کیا کیا ضرر پہنچا۔ البتہ اگر حسد میں رنج و غم کا پہلو ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ریاکاری باعث ہلاکت ہے

آپ کے ایک ارادت مند کی یہ کیفیت تھی کہ آیات قرآنی سن کر بے ہوش ہو جاتا تھا آپ نے فرمایا کہ اپنے فعل میں اس امر کو ملحوظ رکھا کرو کہ آواز نہ نکلنے پائے، کیونکہ آواز نکلنے سے ریاکاری محسوس ہونے لگتی ہے جو انسان کے لئے باعث ہلاکت ہے اور اگر کسی پر حال طاری نہ ہو بلکہ وہ قصداً طاری کر لے اور کوئی نصیحت بھی اس پر کارگر نہ ہو تو وہ گناہگار ہے۔ اور جو شخص قصداً روتا ہے اس کا رونا شیطان کا رونا ہے۔

بے باک مردِ خدا

ایک مرتبہ دوران وعظ حجاج بن یوسف برہنہ شمشیر اپنی فوج کے ہمراہ وہاں پہنچا۔ اسی محفل میں ایک بزرگ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ آج حسن بصری کا امتحان ہے کہ وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یا وعظ میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حجاج کی آمد پر کوئی توجہ نہیں کی اور اپنے وعظ میں مشغول رہے۔ چنانچہ اس بزرگ نے یہ تسلیم کر لیا کہ واقعی آپ اپنی خصلتوں کے اعتبار سے اسم بامسمٰی ہیں کیونکہ احکام خداوندی بیان کرتے وقت آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اختتام وعظ کے بعد حجاج نے دست بوسی کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اگر تم مردِ خدا سے ملنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھ لو۔ پھر بعض لوگوں نے انتقال کے بعد حجاج کو خواب میں دیکھا کہ میدان حشر میں کسی کا متلاشی ہے اور جب اس سے پوچھا گیا، کہ کس کی جستجو میں ہو؟ تو کہنے لگا کہ میں اس جلوہ خداوندی کا متلاشی ہوں جس کو موحدین تلاش کیا کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں، کہ وقتِ مرگ حجاج کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ اللہ تو غفار ہے اور تجھ سے برتر دوسرا کوئی نہیں۔ لہٰذا اپنی غفاری ایک کم حوصلہ مشت خاک پر بھی ظاہر کر کے اپنے فضل سے میری مغفرت فرما دے۔ کیونکہ پورا عالم یہی کہتا ہے کہ اس کی بخشش ہرگز نہیں ہو سکتی اور یہ عذاب میں گرفتار رہے گا۔ لیکن اگر تو نے مجھے بخش دیا تو سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یقیناً تیری شان فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ

ہے۔ جب حسن بصری نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ یہ بدکردار حصول آخرت بھی اپنی سے کرنا چاہتا ہے۔

مبلغ کی عظمت

حضرت علی جب وارد بصرہ ہوئے تو تمام واعظین کو وعظ گوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام منبروں کو توڑ کر پھینک دو۔ لیکن جب حضرت حسن بصری کی مجلس وعظ میں پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم عالم ہو یا طالب علم؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں البتہ جو کچھ احادیث نبوی سے سنا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آپ کو وعظ گوئی کی اجازت ہے اور جب حسن بصری کو یہ علم ہوا کہ وہ حضرت علی تھے تو ان کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور ایک جگہ جب ان سے ملاقات ہو گئی تو عرض کیا کہ مجھے وضو کا طریقہ سکھا دیجئے۔ چنانچہ ایک طشت میں پانی منگوا کر حضرت علی نے آپ کو وضو کا طریقہ سکھایا اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام مقام بالطشت پڑ گیا۔

منقول ہے کہ کسی شخص سے جب آپ نے گریہ وزاری کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ میں نے محمد بن کعب سے سنا ہے کہ روز محشر ایک صاحب ایمان اپنی معصیت کاری کی وجہ سے برسوں جہنم میں پڑا رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ کاش اس کے بدلے میں مجھے جہنم میں پھینک دیا جائے اور وہ محفوظ رہ جائے کیونکہ مجھے اپنے متعلق یہ توقع نہیں ہے کہ ایک ہزار سال تک بھی چھٹکارا حاصل کر سکوں گا

ایک روایت

ایک سال بصرہ میں ایسا شدید قحط پڑا کہ دو لاکھ افراد نماز استسقاء کے لئے بیرون شہر پہنچ گئے اور ایک منبر پر حسن بصری کو بٹھا کر اوپر اٹھائے ہوئے دعا میں مشغول ہو گئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر تم بارش کے متمنی ہو تو مجھ کو شہر بدر کر دو اور اس وقت آپ کے روئے مبارک سے خشیت الٰہی کے آثار ہویدا تھے کیونکہ آپ ہمیشہ مصروف گریہ رہتے اور کسی نے کبھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔

خوف آخرت

ایک مرتبہ آپ پوری رات مصروف گریہ رہے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا شمار تو صاحب تقوٰی لوگوں میں ہوتا ہے پھر آپ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ باز پرس کر کے یہ فرما دے کہ اے حسن ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں۔ اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ عبادت خانہ کی چھت پر اس طرح گریہ کناں تھے کہ سیلاب اشک سے پرنالہ بہہ پڑا اور نیچے گذرتے ہوئے ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک گئے۔ چنانچہ اس نے آواز دے کر پوچھا کہ کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ نے جواب دیا کہ برادرم کپڑے کو پاک کر لینا کیونکہ یہ ایک معصیت کار کے آنسو ہیں۔

دنیا کا انجام

آپ کسی مُردے کی تدفین کے لئے قبرستان تشریف لے گئے اور فراغت تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس قدر روئے کہ قبر کی خاک تک نم ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ جب آخری منزل ہی آخرت ہے تو

Marfat.com

پھر ایسی دنیا کے متمنی کیوں ہو جس کا انجام قبر ہے اور اس عالم سے خوفزدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہی ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہی ہے۔ آپ کی نصیحت سے لوگ اس درجہ متاثر ہوئے کہ شدت گریہ سے بے حال ہو گئے

زیارت قبور میں عبرت ہے

ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ قبرستان میں پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد مدفون ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کی ساری نعمتیں پانے پر بھی نہ جھک سکا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا کبھی تصور تک بھی نہ آیا لیکن مٹی میں اتنی آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی تمام آسمانوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو وہ خوفزدہ ہو کر پاش پاش ہو جائیں۔

تنبیہ

بچپن میں آپ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا جس کی پاداش میں آپ جب کبھی کوئی نیا پیراہن تیار کر والتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے اور اسی کو دیکھ کر اس درجہ گریہ وزاری کرتے کہ غشی طاری ہو جاتی۔

نصیحت

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ کو مکتوب ارسال کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے جو میرے تمام امور میں معاون ہو سکے۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ اگر اللہ تعالٰی تمہارا معاون نہیں ہے تو پھر کسی سے بھی معاونت کی توقع ہرگز نہ رکھو۔ پھر دوسرے مکتوب کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس دن کو بہت ہی نزدیک سمجھتے رہو جس دن دنیا فنا ہو جائے گی اور صرف آخرت باقی رہے گی۔

فلسفہ تنہائی

جب بشر حافی کو یہ علم ہوا کہ حضرت حسن سفر حج کا قصد کر رہے ہیں تو انہوں نے تحریر کیا کہ میری تمنا ہے کہ آپ کے ہمراہ حج کروں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں معافی چاہتا ہوں کیونکہ میری تمنا یہ ہے کہ صرف اللہ تعالٰی کی ستاری کے پردے میں زندگی گزاروں اور اگر ہم دونوں ہمراہ ہوں گے تو ایک دوسرے کے عیوب یقیناً سامنے آئیں گے اور ہم میں سے ہر ایک ایک دوسرے کو معیوب تصور کرنے لگے گا۔

آپ نے سعید بن جبیر کو تین نصیحتیں کیں۔ اول صحبت سلطان سے اجتناب کرو۔ دوم کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو، خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں۔ سوم راگ رنگ میں کبھی شرکت نہ کرو کیونکہ یہ چیزیں برائی کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں

تباہی مردہ دلی میں ہے

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے؟ فرمایا کہ مردہ دلی میں۔ میں نے پوچھا کہ مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ دنیا کی جانب راغب ہو جانا۔

جنات کو تبلیغ

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نماز فجر کے لیے حضرت حسن بصری کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے دروازہ بند تھا اور آپ مشغول دعا تھے۔ اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں چنانچہ میں یہ خیال کر کے کہ شاید آپ کے ارادت مند ہوں گے باہر ہی ٹھہر گیا۔ اور جب صبح کو دروازہ کھلا اور میں نے اندر جا کر دیکھا تو آپ تنہا تھے چنانچہ فراغت نماز کے بعد جب صورت حال دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے تو کسی سے نہ بتانے کا وعدہ کرو۔ پھر فرمایا کہ یہاں جنات

Marfat.com

وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہہ کر دعا مانگتا ہوں، جس پر وہ سب آمین آمین کہتے رہتے ہیں۔

کرامت کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ بغرض حج روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدت سے پیاس لگی چنانچہ راستہ میں ایک کنواں نظر پڑا لیکن اس پر رسی اور ڈول کچھ نہ تھا۔ اور جب حضرت حسن سے صورت حال بیان کی گئی تو فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ چنانچہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنوئیں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا۔ اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھالی۔ لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی ایک کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت سے کنوئیں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے پھر آگے روانہ ہوئے تو راستہ میں سے کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں اور جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش خریدا اور صدقہ بھی کیا۔

نیت کا اثر مشہور ہے کہ ابو عمرو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ ایک نو عمر حسین لڑکا تعلیم کے لئے پہنچا اور آپ نے اس کو بری نیت سے دیکھا جس کے نتیجہ میں اسی وقت پورا قرآن بھول گئے اور گھبرائے ہوئے حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ایام حج قریب ہیں پہلے حج ادا کرو اور حج ادا کر کے مسجد خیف میں پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں محراب مسجد میں ایک صاحب مصروف عبادت ملیں گے۔ جب وہ عبادت سے فراغت پالیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہاں ایک کثیر مجمع تھا اور کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے تو سب تعظیماً کھڑے ہو گئے اور جب سب لوگوں کے جانے کے بعد وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ ان بزرگ کے تصرف سے مجھ کو دوبارہ قرآن یاد ہو گیا اور جب فرط مسرت سے میں قدمبوس ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ میرا پتہ تمہیں کس نے بتایا۔ میں نے حضرت حسن بصری کا نام لے دیا۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ حسن بصری نے مجھ کو رسوا کر دیا۔ میں بھی ان کا راز فاش کر کے رہوں گا۔ فرمایا کہ جو صاحب ظہر کی نماز کے وقت یہاں تھے وہ حسن بصری ہی تھے۔ جو اسی طرح روزانہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت تک بصرہ پہنچ جاتے ہیں۔ اور حسن بصری جس کے راہنما ہوں اس کو کسی غیر کی حاجت نہیں۔ منقول ہے کہ کسی شخص کے گھوڑے میں کچھ نقص ہو گیا اور اس نے جب حضرت حسن سے کیفیت بیان کی تو آپ نے چار سو درم میں اس سے گھوڑا خرید لیا لیکن اسی شب گھوڑے کے مالک نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک گھوڑا چار سو مشکی گھوڑوں کے ہمراہ چرتا پھر رہا ہے اس نے سوال کیا کہ یہ گھوڑے کس کے ہیں؟ تو ملائکہ نے بتایا کہ پہلے تو یہ سب تمہارے تھے لیکن اب حسن بصری کی ملکیت ہیں۔ وہ شخص بیدار ہو کر حضرت حسن کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ آپ اپنی رقم لے کر میرا گھوڑا واپس فرما دیں آپ نے فرمایا کہ جو خواب رات تو نے دیکھا ہے وہ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔ یہ سن کر وہ مایوس واپس ہو گیا۔ پھر دوسری شب حسن بصری نے خواب میں عالی شان محلات دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کس کے ہیں؟ جواب ملا کہ جو بھی بیع کو فسخ کر دے۔ چنانچہ آپ نے صبح کو گھوڑے کے مالک کو بلا کر بیع کو فسخ کر دیا۔

Marfat.com

طریقۂ دعوت

شمعون نامی ایک آتش پرست آپ کا پڑوسی تھا اور جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا آپ نے اس کے یہاں جاکر دیکھا کہ اس کا جسم آگ کے دھوئیں سے سیاہ پڑ گیا ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ آتش پرستی ترک کرکے اسلام میں داخل ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔ اس نے عرض کیا کہ میں تین چیزوں کی وجہ سے اسلام سے برگشتہ ہوں اول یہ کہ جب تم لوگوں کے عقائد میں حُبِّ دنیا بُری شے ہے تو پھر تم اس کی جستجو کیوں کرتے ہو؟ دوم یہ کہ موت کو یقینی تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الٰہی کے لئے کام کیوں کرتے ہو؟ دوم یہ کہ موت کو یقینی تصور کرتے ہوئے بھی اس کا سامان کیوں نہیں کرتے سوم یہ کہ جب تم اپنے قول کے مطابق جلوۂ خداوندی کے دیدار کو بہت عمدہ شے تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الٰہی کے خلاف کام کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تو مسلمانوں کے افعال و کردار ہیں لیکن آتش پرستی میں تضیع اوقات کرکے تمہیں کیا حاصل ہوا مومن خواہ کچھ بھی ہو کم از کم وحدانیت کو تو تسلیم کرتا ہے مگر تو نے ستر سال آگ کو پوجا ہے اور اگر ہم دونوں آگ میں گر پڑیں تو وہ ہم دونوں کو برابر جلائے گی یا تیری پرستش کو ملحوظ رکھے گی۔ لیکن میرے مولیٰ میں یہ طاقت ہے کہ اگر وہ چاہے تو مجھ کو آگ ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور یہ فرماکر اپنے ہاتھ میں آگ اٹھالی۔ اور کوئی اثر دست مبارک پر نہ ہوا۔ شمعون نے اس کیفیت سے متاثر ہوکر عرض کیا کہ میں تو ستر سال سے آتش پرستی میں مبتلا ہوں اب آخری وقت میں کیا مسلمان ہوں گا۔ لیکن جب آپ نے اسلام لانے کے لئے دوبارہ اصرار فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لا سکتا ہوں کہ آپ مجھے یہ عہدنامہ تحریر کردیں کہ میرے مسلمان ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے تمام گناہوں سے نجات دے کر مغفرت فرمادے گا۔ چنانچہ آپ نے اسی مضمون کا اس کو ایک عہدنامہ تحریر کردیا۔ لیکن اس نے کہا کہ اس پر بصرہ کے صاحب عدل لوگوں کی شہادت بھی تحریر کروایئے۔ آپ نے شہادتیں بھی درج کروادیں۔ اس کے بعد شمعون صدق دلی کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوگیا اور استدعا کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ اپنے ہی ہاتھ سے غسل دے کر قبر میں اتاریں، اور یہ عہدنامہ میرے ہاتھ میں رکھدیں تاکہ روز محشر میرے مومن ہونے کا ثبوت میرے پاس رہے۔ یہ وصیت کرکے کلمہ شہادت پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اور آپ نے اس کی پوری وصیت پر عمل کیا اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ شمعون بہت قیمتی لباس اور زریں تاج پہنے ہوئے جنت کی سیر میں مصروف ہے۔ اور جب آپ نے سوال کیا کہ کیا گذری؟ تو اس نے عرض کیا کہ خدا نے اپنے فضل سے میری مغفرت فرمادی اور جو انعامات مجھ پر کئے وہ ناقابل بیان ہیں۔ لہٰذا اب آپ کے اوپر کوئی بار نہیں آپ اپنا عہدنامہ واپس لے لیں کیونکہ مجھے اب اس کی حاجت نہیں۔ اور جب صبح کو آپ بیدار ہوئے تو وہ عہدنامہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تیرا فضل کسی سبب کا محتاج نہیں جب ایک آتش پرست کو ستر سال آگ کی پرستش کے بعد صرف ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کے بعد مغفرت فرمادی تو جس نے ستر سال تیری عبادت و ریاضت میں گذارے ہوں وہ کیسے تیرے فضل سے محروم رہ سکتا ہے۔

انکساری

آپ اس قدر منکسر المزاج تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصور کرتے۔ ایک دن دریائے دجلہ پر آپ نے کسی حبشی کو عورت کے ساتھ اس طرح مے نوشی میں مبتلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اس کے سامنے تھی۔ اس وقت آپ کو یہ تصور ہوا کہ کیا یہ

Marfat.com

بھی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے۔ اسی دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد تھے اور وہ غرق ہو گئی یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے باہر نکالا۔ پھر آپ سے عرض کیا کہ آپ صرف ایک ہی کی جان بچا لیں میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ کی چشم باطن کھلی ہوئی ہے یا نہیں اور یہ عورت جو میرے پاس ہے یہ میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ اس یقین کے ساتھ کہ یہ کوئی غیبی شخص ہے اس کے قدموں پر گر پڑے اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے چھ افراد کی جان بچائی اسی طرح کبر و نخوت سے میری جان بھی بچا دے۔ اس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نور بصیرت عطا فرمائے۔ یعنی کبر و نخوت کو دور کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد سے اپنے آپ کو کبھی کسی سے بہتر تصور نہیں کیا۔ اور یہ کیفیت ہو گئی کہ ایک کتے کو بھی دیکھ کر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کتے ہی کے صدقہ میں مقبولیت عطا فرما دے ایک شخص نے سوال کیا کہ کتے سے آپ بہتر ہیں یا کتا؟ فرمایا کہ اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تو میں بہتر ہوں ورنہ کتا مجھ جیسے صدہا گنہگاروں سے افضل ہے۔ کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کر رہا ہے تو آپ نے بطور تحفہ اس کو "تازہ کھجوریں بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ سنا ہے تم نے اپنی نیکیاں میرے اعمالنامہ میں درج کر دی ہیں میں اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کر سکتا۔

سبق آموز واقعات

آپ نے فرمایا کہ جب میں چار افراد کے متعلق سوچتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتا ہوں اول مخنث (یعنی ہیجڑا) دوم مست شخص، سوم لڑکا، چہارم عورت۔ لوگوں نے جب وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے ایک ہیجڑے سے جب گریز کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ میری حالت کا اب تک کسی کو علم نہیں آپ مجھ سے گریزاں نہ ہوں، ویسے عاقبت کی خبر خدا کو ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص مستی کے عالم میں کیچڑ کے اندر لڑکھڑاتا ہوا جا رہا تھا تو میں نے کہا کہ سنبھال کر قدم رکھو کہیں گر نہ پڑنا۔ اس نے جواب دیا کہ آپ اپنے قدم مضبوط رکھیں کیونکہ اگر میں گر گیا تو تنہا گروں گا لیکن آپ کے ہمراہ پوری قوم گر پڑے گی۔ چنانچہ اس کے قول سے میں آج تک متاثر ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک لڑکا چراغ لئے ہوئے چل رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ روشنی کہاں سے لے کر آیا ہے؟ اس نے چراغ گل کرتے ہوئے کہا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ روشنی کہاں معدوم ہو گئی۔ اس کے بعد میں آپ کے سوال کا جواب دوں گا کہ روشنی کہاں سے آئی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت منہ کھولے ہوئے ننگے سر غصہ کی حالت میں میرے پاس آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی میں نے کہا کہ پہلے تم اپنا ہاتھ منہ ڈھانپ لو لیکن اس نے جواب دیا کہ شوہر کے عشق میں میری عقل کھو گئی ہے اور اگر آپ آگاہ نہ کرتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی اور مجھے بالکل بھی محسوس نہ ہوتا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کو عشق الٰہی کا دعویٰ بھی ہے اور اسی کی روشنی میں آپ سب کو دیکھتے ہیں اس کے باوجود بھی آپ اپنے ہوش و حواس پر قائم ہیں منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ وعظ کر کے منبر سے اترے تو بعض افراد کو روک کر فرمایا کہ میں تم پر توجہ ڈالنا چاہتا ہوں لیکن ان میں ایک شخص تھا جو آپ کی جماعت سے متعلق نہیں تھا اس کو حکم دیا کہ تم چلے جاؤ۔

اظہار حقیقت

ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم حضور اکرم کے صحابہ کی طرح ہو یہ سن کر سب لوگ بہت مسرور

Marfat.com

ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ تم اپنے اعمال و خصائل میں ان جیسے ہو، بلکہ تمہارے اندر ان کی کچھ شباہت پائی جاتی ہے، کیونکہ صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ تم ان کو دیکھ کر دیوانہ تصور کرنے لگتے اور اگر وہ تمہاری حالت دیکھتے تو تمہیں ہرگز مسلمان تصور نہ کرتے، وہ تو برق رفتار گھوڑوں پر آگے چلے گئے اور ہم ایسے زخم خوردہ خچروں پر پیچھے رہ گئے جو زخمی کمر کی وجہ سے چلنے پر بھی قادر نہیں۔

صبر کا مفہوم کسی دیہاتی نے جب آپ سے صبر کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں اول ابتلاء و مصیبت پر صبر کرنا، دوم ان چیزوں سے اجتناب کرنا جن سے احتراز کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ بدو نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے زاہد ہیں، فرمایا کہ میرا زہد تو آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہے اور صبر بے صبری کی وجہ سے۔ بدوی نے کہا کہ میں آپ کا مفہوم نہیں سمجھا فرمایا کہ مصیبت یا اطاعت خداوندی پر میرا صبر کرنا صرف نار جہنم کے خوف کی وجہ سے ہے اور اسی کا نام جزع ہے اور میرا تقوی محض رغبت آخرت میں اپنا حصہ طلب کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ سلامتی جسم و جان کے لئے۔ اور صابر وہ ہے جو اپنے حصہ پر راضی رہتے ہوئے آخرت کی طلب نہ کرے بلکہ اس کا صبر صرف ذات الٰہی کے لئے ہو کیونکہ اخلاص کی علامت یہی ہے۔

ارشادات فرمایا کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نافع علم، اکمل علم، اخلاص و قناعت اور صبر جمیل حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے اخروی مراتب کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی کبھی پرواہ نہیں کرتا۔ اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے فرمایا کہ اگر مجھے کوئی شراب نوشی کے لئے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانے کو بہتر تصور کرتا ہوں۔ فرمایا کہ معرفت خصومت و معاندت کو ترک کر دینے کا نام ہے کیونکہ جنت محض عمل سے نہیں بلکہ خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے اور جب اہل جنت جنت کا مشاہدہ کریں گے تو سات سو سال تک محویت کا عالم طاری رہے گا کیونکہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کر کے وحدت میں غرق ہو جائیں گے اور جلال الٰہی سے ہیبت طاری ہو جائے گی۔ فرمایا کہ فکر ایک ایسا آئینہ ہے جس میں نیک و بد کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ جو قول مصلحت آمیز نہ ہو اس میں شر پنہاں ہوتا ہے اور جو خموشی خالی از فکر ہو اس کو لہب و لعب اور غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فرمایا توراۃ میں ہے کہ قانع شخص مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی وہ سلامت رہا۔ اور جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا وہ آزاد ہو گیا جس نے حسد سے اجتناب کیا اس نے محبت حاصل کر لی جس نے صبر و سکون کے ساتھ زندگی گذاری وہ سربلند ہو گیا۔ فرمایا کہ تقوے کے تین مدارج ہیں اول غیض و غضب کے عالم میں سچی بات کہنا، دوم ان اشیاء سے احتراز کرنا جن سے اللہ نے اجتناب کا حکم دیا ہے سوم احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا۔ اور قلیل تقوی بھی ایک ہزار برس کے صوم و صلوٰۃ سے افضل ہے کیونکہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر و تقوی ہے۔ فرمایا کہ اگر میرے اندر نفاق نہ ہوتا تو میں دنیا کی ہر شے سے اجتناب کرتا اور نفاق نام ہے ظاہر و باطن میں خلوص نیت کے فقدان کا۔ کیونکہ جس قدر مومن گذر چکے ہیں ان میں سے ہر فرد کو اپنے اندر نفاق کا خطرہ رہتا ہے اور مومن کی

Marfat.com

تعریف یہ ہے کہ حلیم ہو اور تنہائی میں عبادت کرتا رہے۔ فرمایا تین افراد کی غیبت درست ہے۔ اول لالچی کی، دوم فاسق کی، سوم ظالم بادشاہ کی۔ اور غیبت کا کفارہ اگرچہ صرف استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی بھی طلب کرے۔ **فرمایا** کہ انسان کو ایسے مکان میں بھیجا گیا ہے جہاں کے تمام حلال وحرام کا محاسبہ کیا جائے گا۔ **فرمایا** کہ ہر فرد دنیا سے تین تمنائیں لئے ہوئے چلا جاتا ہے اول جمع کرنے کی حرص، دوم جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ ہو سکا۔ سوم توشۂ آخرت جمع نہ کر سکا۔ کسی نے عرض کیا کہ فلاں شخص پر نزاع طاری ہے تو فرمایا کہ جس وقت سے دنیا میں آیا اس وقت سے آج تک عالم نزع ہی میں ہے۔ **فرمایا** کہ سبکسار چھوٹ گئے اور بھاری بھرکم ہلاک ہوئے کیونکہ جو دنیا کو محبوب تصور نہیں کرتے نجات انہی کا حصہ ہے، اور اسیر دنیا خود کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے اور جو نعمت دنیا پر نازاں نہیں ہوتے مغفرت انہیں کا حصہ ہے کیونکہ دانشمند وہی ہے جو دنیا کو خیر باد کہہ کر فکر آخرت میں لگا رہے اور خدا شناس لوگ دنیا کو اپنا غنیم تصور کرتے ہیں جب کہ دنیا شناس خدا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ **فرمایا** کہ نفس سے زیادہ دنیا میں کوئی شے سرکش نہیں۔ اور اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دنیا کی کیا کیفیت ہوگی تو یہ دیکھ لو کہ دوسرے لوگوں کے جانے کے بعد کیا نوعیت رہی۔ **فرمایا** کس قدر تعجب کی بات ہے کہ محض دنیا کی محبت میں بتوں تک کو پوجا جاتا ہے۔ **فرمایا** تم سے قبل آسمانی کتابوں کی ایسی وقعت تھی کہ لوگ اپنی راتیں ان کے معانی پر غور و فکر کرنے میں گذار دیتے تھے اور دن میں اس پر عمل پیرا ہو جاتے تھے۔ لیکن تم نے اپنی کتاب پر زیر و زبر تو لگا لئے مگر عمل ترک کر کے آسائش دنیا میں گرفتار ہو گئے۔ **فرمایا** کہ جو شخص سیم و زر سے محبت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی عطا کرتا ہے اور جس کے پیرو بیوقوف لوگ ہوں اس کی قلبی حالت درست نہیں۔ اور جس چیز کی تم دوسروں کو نصیحت کرتے ہو پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ **فرمایا** کہ جو شخص تم سے دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہوگا۔ **فرمایا** کہ دینی بھائی ہمیں اپنے اہل و عیال سے بھی زیادہ عزیز ہیں کیونکہ وہ دینی معاملات میں ہمارے معاون ہوتے ہیں **فرمایا** کہ دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات کا حساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا لیکن جو اپنے ماں باپ پر خرچ کیا جائے اس کا حساب ہوگا اور جس نماز میں دلجمعی نہ ہو وہ وجہ عذاب بن جاتی ہے کسی شخص نے جب آپ سے خشوع کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ انسان کے قلبی خوف کا نام خشوع ہے کسی نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص بیس سال سے نہ تو عورت کے قریب گیا ہے اور نہ کسی سے ملاقات کرتا ہے اور نہ نماز باجماعت پڑھتا ہے۔ چنانچہ جب آپ اس سے ملاقات کی غرض سے پہنچے تو اس نے معافی چاہتے ہوئے اپنی مشغولیت کا ذکر کیا۔ آپ نے پوچھا کہ آخر کس چیز میں مشغول رہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی سانس ایسا نہیں جس میں مجھ کو کوئی نعمت حاصل نہ ہوتی ہو۔ اور مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تیری مشغولیت مجھ سے بہتر ہے کسی نے دریافت کیا کہ کیا کبھی آپ کو کوئی خوشی حاصل ہوئی ہے ؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر کھڑا تھا اور ہمسایہ کی بیوی اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ شادی کے بعد سے پچاس سال میں نے صبر و سکون سے تیرے ساتھ نباہ کیا اور تجھ سے کبھی کوئی ایسی شے طلب نہیں کی جس کا تو متحمل نہ ہو سکتا ہو، نہ کبھی غربت کا شکوہ کیا اور نہ کبھی تیری شکایت کی۔ مگر یہ سب کچھ محض اس لئے برداشت کیا کہ تو دوسری شادی نہ کر لے۔ لیکن اگر

Marfat.com

تو دوسری شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر میں امام وقت سے تیری شکایت کروں گی۔ مجھے یہ بات سن کر بہت مسرت ہوئی کیونکہ یہ قول قرآن کے نطقاً مطابق تھا جیسا کہ فرمایا۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔ یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا جنہوں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا اور ان کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ کسی نے جب آپ کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کا کیا حال پوچھتے ہو جو دریا میں ہوں اور شکستہ کشتی کے تختہ پر پانی میں تیر رہے ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ تو بہت ہی سنگین صورت ہے۔ فرمایا کہ بس میرا تو یہی حال ہے۔

ایک مرتبہ آپ عید کے دن کسی ایسی جگہ سے گذرے جہاں لوگ ہنسی مذاق اور لہو ولعب میں مشغول تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں حیرت کرتا ہوں ان لوگوں پر جو ہنسی مذاق میں مصروف ہو کر اپنے حال کو فراموش کر دیتے ہیں۔ کوئی شخص قبرستان میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ منافق ہے کیونکہ جس کی نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی حرکت کرتی ہے اس کو موت و آخرت پر ایقان نہیں ہوتا۔ اور جو ان دونوں پر یقین نہ کرے اس کو منافق کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ اللہ تعالیٰ سے مناجات کر رہے تھے کہ اے اللہ تیری نعمتوں کا میں شکر نہ بجا لا سکا اور ابتلا کی حالت میں صبر کا دامن چھوڑ دیا۔ لیکن عدم شکر کے باوجود بھی تو نے اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھا اور صبر نہ کرنے پر بھی مصیبتوں کا ازالہ کرتا رہا

وفات

دم مرگ آپ مسکراتے ہوئے فرماتے رہے کہ کونسا گناہ! کونسا گناہ! اور یہی کہتے کہتے روح پرواز کر گئی۔ پھر کسی بزرگ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ عالم نزع میں آپ مسکرا کیوں رہے تھے۔ اور کونسا گناہ بار بار کیوں کہہ رہے تھے۔ فرمایا کہ دم نزع مجھے یہ ندا سنائی دی کہ اے ملک الموت سختی سے کام لے کیونکہ ایک گناہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ اسی خوشی میں مسرور ہو کر میں بار بار کونسا گناہ کہہ رہا تھا۔ وفات کی شب میں کسی بزرگ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دریچے کھلے ہوئے ہیں اور ندا کی جا رہی ہے کہ حسن بصری اپنے مولیٰ کے پاس حاضر ہو گئے اور اللہ ان سے راضی ہے۔

Marfat.com

باب ۴

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ امام حسن بصریؒ کے ہمعصر ہیں۔ آپ کا شمار بھی دینی پیشواؤں اور سالکین رہنماؤں میں ہوتا ہے آپ کی پیدائش اپنے والد کے دورِ غلامی میں ہوئی ان کا نام دینار تھا۔ ظاہری اعتبار سے گو آپ غلام زادے ہیں لیکن باطنی طور پر فیوض و برکات کا سرچشمہ ہیں اور باعتبار کرامات و ریاضت آپ کا درجہ بہت بلند ہے۔

دینار کی وجہ تسمیہ ایک مرتبہ آپ کشتی میں سفر کر رہے تھے اور منجدھار میں پہنچ کر جب ملاح نے کرایہ طلب کیا تو فرمایا کہ میرے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر اس نے بدکلامی کرتے ہوئے آپ کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپ کو غش آ گیا اور جب غشی دور ہوئی تو ملاح نے دوبارہ کرایہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم نے کرایہ ادا نہ کیا تو دریا میں پھینکدوں گا۔ اسی وقت اچانک کچھ مچھلیاں منہ میں ایک ایک دینار دبائے ہوئے پانی کے اوپر کشتی کے پاس آئیں اور آپ نے ایک مچھلی کے منہ سے دینار لے کر کرایہ ادا کر دیا۔ ملاح یہ حال دیکھ کر قدموں میں گر پڑا اور آپ کشتی میں سے دریا پر اتر گئے اور پانی میں چلتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اسی وجہ سے لفظ دینار آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔

خود غرضی اور اخلاص میں فرق آپ نہایت حسین و جمیل اور بہت تونگر تھے اور دمشق میں سکونت پذیر تھے اور حضرت معاویہؓ کی تیار کردہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے۔ ایک مرتبہ یہ خیال آیا کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مجھ کو اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف پر اعتکاف اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہر شخص آپ کو ہمہ وقت نماز میں مشغول دیکھتا لیکن کسی نے بھی آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔ پھر ایک سال کے بعد جب آپ مسجد سے برآمد ہوئے تو ندائے غیبی آئی کہ اے مالک تجھے اب تائب ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ آپ کو ایک سال تک اپنی خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور آپ نے اپنے قلب کو ریا سے مبرا کر کے خلوص نیت کے ساتھ ایک شب عبادت کی تو صبح کے وقت دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک مجمع ہے جو آپس میں کہہ رہا ہے کہ مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اسی شخص کو متولی بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد متفق ہو کر پورا مجمع آپ کے پاس پہنچا اور جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو عرض کیا کہ ہم باہمی متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا متولی بنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ میں ایک سال تک ریاکارانہ عبادت میں اس لئے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی تولیت حاصل ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا، اب جب کہ میں صدق دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانے آ پہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن میں تیری

Marfat.com

عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب توبہ قبول کروں گا اور نہ ہی مسجد سے باہر نکلوں گا۔ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

دنیا کی حقیقت

بصرہ میں کوئی امیر آدمی فوت ہو گیا اور اس کی پوری جائداد اس کی اکلوتی لڑکی کو ملی جو بہت خوبصورت تھی ایک دن اس نے حضرت ثابت بنانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں، لیکن میری خواہش ہے کہ نکاح مالک بن دینار کے ساتھ ہو تاکہ ذکر الٰہی اور دنیاوی کاموں میں وہ میری معاونت کر سکیں چنانچہ ثابت بنانی نے اس کا پیغام مالک بن دینار تک پہنچا دیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تو دنیا کو طلاق دے چکا ہوں اور چونکہ عورت کا شمار بھی دنیا ہی میں ہوتا ہے اس لئے طلاق شدہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔ ایک مرتبہ آپ کسی درخت کے سایہ میں استراحت فرما رہے تھے اور چشم دید گواہوں نے بتایا کہ ایک سانپ نرگس کی شاخ سے آپ کو پنکھا جھل رہا تھا۔

تکلیف کا انجام راحت ہے

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میں شرکت جہاد کا متمنی ہوں۔ لیکن جب ایک موقع جہاد کا آیا تو مجھ کو ایسا بخار آیا کہ جانے کا نام ہی نہ لیتا تھا چنانچہ اس غم میں ایک شب یہ کہتا ہوا سو گیا کہ اگر خدا کے نزدیک میرا کوئی مرتبہ ہوتا تو اس وقت بخار کبھی نہ آتا۔ پھر خواب میں دیکھا کہ ندائے غیبی سے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے مالک اگر آج تو جہاد کے لئے چلا جاتا تو قیدی بنا لیا جاتا اور کفار تجھے سور کا گوشت کھلا کر تیرا دین ہی برباد کر دیتے لہٰذا یہ بخار تیرے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ پھر میں نے بیدار ہو کر خدا کا شکر ادا کیا۔

کیفیت ولایت

کسی ملحد سے آپ کا مناظرہ ہو گیا اور دونوں اپنے کو حق پر کہتے رہے حتیٰ کہ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ دونوں کے ہاتھ آگ میں ڈلوائے جائیں اور جس کا ہاتھ آگ سے محفوظ رہے اسی کو حق پر تصور کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دونوں میں سے کسی کے ہاتھ کو بھی ضرر نہ پہنچا۔ لوگوں نے فیصلہ کر دیا کہ دونوں برحق ہیں۔ لیکن آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ ستر سال میں نے عبادت میں گذار دیئے مگر تو نے مجھے ایک ملحد کے برابر کر دیا۔ ندا آئی کہ اے مالک تمہارے ہاتھ کی برکت سے ہی ایک ملحد کا ہاتھ بھی آگ سے بچ گیا۔ اور اگر وہ تنہا آگ میں ہاتھ ڈالتا تو یقیناً جھلس جاتا۔

ایک مرتبہ جب آپ شدید بیمار رہ کر صحت یاب ہوئے تو کسی ضرورت کے تحت بہت ہی دشواری سے بازار تشریف لے گئے لیکن اتفاق سے اسی وقت بادشاہ کی سواری آ رہی تھی اور لوگوں کو ہٹانے کے لئے ایک شور بلند ہوا۔ آپ اس وقت اس قدر کمزور تھے کہ ہٹنے میں تاخیر ہو گئی اور پہرہ دار نے آپ کو ایسا کوڑا مارا کہ حالت کرب میں آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکل گیا کہ خدا کرے کہ تیرے ہاتھ قطع کروا دیئے جائیں۔ چنانچہ دوسرے ہی دن کسی جرم کی پاداش میں اس کے ہاتھ کاٹ کر چوراہے پر ڈلوا دیئے گئے۔ لیکن آپ کو اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔

منقول ہے کہ ایک نوجوان بدمعاش آپ کا ہمسایہ تھا اور لوگ اس سے بہت پریشان رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے اس کے مظالم کی شکایت کی۔ تو آپ نے اس کے پاس جا کر نصیحت فرمائی۔ چنانچہ اس نے گستاخی سے پیش آتے ہوئے کہا کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے جب اس سے فرمایا کہ میں بادشاہ

Marfat.com

سے تیری شکایت کرونگا۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ بہت ہی کریم ہے اور میرے خلاف کسی کی بات نہیں سُنے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ نہیں سُنے گا تو میں اللہ تعالےٰ سے عرض کروں گا۔ اس نے کہا کہ وہ بادشاہ سے بھی بہت زیادہ کریم ہے یہ سُن کر آپ واپس آ گئے لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اس کے مظالم حد سے فزوں ہو گئے تو لوگوں نے پھر آپ سے شکایت کی۔ اور آپ پھر نصیحت کرنے جا پہنچے۔ لیکن غیب سے ندا آئی کہ میرے دوست کو مت پریشان کرو۔ آپ کو یہ ندا سن کر بہت حیرت ہوئی اور اس نوجوان سے کہا کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا ہوں جو میں نے راستہ میں سنی ہے اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت راہِ خدا میں خیرات کرتا ہوں۔ اور پورا اثاثہ خیرات کر کے نامعلوم سمت کی طرف چلا گیا جس کے بعد سوئے مالک بن دینار کے کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ اور آپ نے بھی مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ وہ بہت ہی کمزور اور قریب المرگ تھا اور کہہ رہا تھا کہ خدا نے مجھ کو اپنا دوست فرمایا ہے۔ میں اس پر اور اس کے احکام پر جان و دل سے نثار ہوں اور مجھے علم ہے کہ اس کی رضا صرف عبادت ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آج سے میں اس کی رضا کے خلاف کام کرنے سے تائب ہوں۔ یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

ایک مرتبہ کسی یہودی کے مکان کے قریب آپ نے کرایہ پر مکان لے لیا اور آپ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعہ پوری غلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہو جایا کرتی۔ اور بہت عرصہ تک وہ یہ عمل کرتا رہا لیکن آپ نے کبھی شکایت نہیں کی۔ ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں اس لئے مجھ کو کوئی تکلیف نہیں۔ یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ غصہ پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں معاندین کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے اور آج میں سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔

ضبطِ نفس

آپ برسوں تک ترش یا میٹھی چیزیں نہیں کھاتے تھے اور رات کو روکھی روٹی خرید کر افطار کر لیا کرتے۔ ایک مرتبہ بیماری میں گوشت کھانے کی خواہش ہوئی تو بازار سے گوشت کے تین پارچے خرید کر چلے لیکن قصائی نے ایک شخص کو آپ کے پیچھے اس غرض سے بھیجا کہ یہ دیکھو آپ گوشت کا کیا کریں گے۔ آپ نے کچھ دور چل کر گوشت کو سونگھ کر فرمایا کہ اے نفس سونگھنے سے زیادہ تیرا حصہ نہیں۔ اور یہ کہہ کر وہ گوشت ایک فقیر کو دے دیا۔ پھر فرمایا کہ اے نفس میں تجھے کسی معاندت کی وجہ سے اذیت نہیں دیتا بلکہ تجھ کو صبر کا مرتبہ حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں تاکہ اس کے بدلے تجھے لازوال نعمت حاصل ہو جائے۔ پھر فرمایا۔ یہ مثل میرے فہم سے بالاتر ہے کہ جو شخص چالیس دن گوشت نہیں کھاتا اس کی عقل کمزور ہو جاتی ہے۔ جب کہ میں نے بیس سال سے گوشت نہیں چکھا اور میری عقل میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ بلکہ کچھ زیادتی ہی

Marfat.com

نظر آتی ہے یہ واقعہ اس شخص نے من وعن فضائی سے آکر بیان کر دیا جس لئے اس کو آپ کے پیچھے لگایا تھا۔

آپ نے بصرہ میں چالیس سال قیام کے باوجود کبھی ایک کھجور بھی نہیں کھائی۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ میں نے کبھی کھجور نہیں کھائی اور نہ کھانے سے نہ تو میرا پیٹ کم ہوا اور نہ تمہارا پیٹ بڑھ گیا۔ لیکن چالیس سال کے بعد ایک مرتبہ کھجور کھانے کی خواہش ہوئی تو فرمایا کہ اے نفس میں تیری خواہش کی کبھی تکمیل نہ ہونے دوں گا اور جب خواب میں آپ کو کھجور کھانے کا اشارہ ملا، اور یہ فرمایا گیا کہ نفس پر سے پابندی ختم کر دے تو آپ نے بیداری کے بعد نفس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس شرط کے ساتھ تیری تمنا پوری کر سکتا ہوں کہ تو ایک ہفتہ تک مسلسل روزے رکھے۔ چنانچہ نفس کشی کے لئے ہفتہ بھر کے روزے رکھنے کے بعد کھجوریں خرید کر مسجد میں لے گئے مگر وہاں کھانے سے قبل ہی ایک لڑکے نے اپنے باپ کو آواز دے کر کہا کہ مسجد میں کوئی یہودی آ گیا ہے۔ اس کا باپ یہودی کا نام سنتے ہی ڈنڈا لے کر دوڑا۔ لیکن آپ کو شناخت کر کے معافی کا خواستگار ہوتے ہوئے کہا کہ ہمارے محلہ میں دن میں یہودیوں کے سوا کوئی کچھ نہیں کھاتا اور سب لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ اسی لئے بچہ کو آپ کے یہودی ہونے کا شبہ ہوا۔ آپ اس کی خطا معاف فرما دیں۔ یہ سنتے ہی آپ نے جوش میں آکر فرمایا کہ بچوں کی زبان غیبی زبان ہوتی ہے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ بغیر کھجور کھائے ہوئے تو آپ نے یہودیوں میں شامل کر دیا اور اگر کہیں کھا لیتا تو نہ معلوم کفار سے بھی زیادہ برا میرا انجام ہوتا۔ لہٰذا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب کبھی کھجور کا نام بھی نہ لوں گا۔

گناہوں کا اثر آپ کسی مریض کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور وہ چونکہ قریب المرگ تھا اس لئے آپ نے اس کو کلمہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن وہ کلمہ پڑھنے کے بجائے وہ بار بار دس اور گیارہ کہتا رہا۔ پھر جب آپ نے زیادہ اصرار کیا تو اس نے کہا کہ میرے سامنے آگ کا ایک پہاڑ ہے اور جب میں کلمہ پڑھنے کا قصد کرتا ہوں تو وہ آگ میری جانب جھپٹتی ہے۔ آپ نے جب لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ سود خوار بھی تھا اور کم تولنے والا بھی۔

ایک مرتبہ بصرہ میں کسی جگہ آگ لگ گئی اور آپ جب اپنا عصا اور جوتے لے کر چھت پر چڑھے تو لوگوں کو ایسی مصیبت میں دیکھا کہ کچھ تو آگ میں جل رہے ہیں اور کچھ کود کر نکلنے کی کوشش میں ہیں اور کچھ اپنا سامان نکالنے کے چکر میں ہیں یہ دیکھ کر فرمایا کہ ہلکے پھلکے لوگ تو نجات پا گئے اور بھاری بھرکم لوگ ہلاک ہوئے۔ اور قیامت کے دن بھی یہی منظر ہوگا۔

خوفِ خدا ایک مرتبہ جعفر بن سلیمان آپ کے ہمراہ سفرِ حج میں تھے اور جس وقت آپ نے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ پڑھنا شروع کیا تو آپ کے اوپر غشی طاری ہو گئی اور ہوش آنے کے بعد جعفر بن سلیمان نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں اس خوف سے بے ہوش ہو گیا تھا کہ لَا لَبَّیْکَ کی آواز نہ آ جائے۔ جب آپ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ قرأت کرتے تو مضطرب ہو کر رونے لگتے اور فرماتے کہ اگر یہ آیت قرآن کی نہ ہوتی تو میں کبھی نہ پڑھتا کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ میں تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں۔ حالانکہ ہم نفس کے ایسے پجاری ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے اعانت کے طالب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

آپ رات میں قطعاً آرام نہیں کرتے تھے اور ایک دن جب آپ کی صاحبزادی نے کہا کہ اگر آپ تھوڑی دیر آرام فرما لیا
کریں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے بیٹی ایک طرف تو میں قہر الٰہی سے ڈرتا ہوں اور دوسری جانب یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دولت
سعادت کہیں مجھے سوتا دیکھ کر واپس نہ ہو جائے۔ لوگوں نے جب اس جملہ کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ میں نعمت تو اللہ تعالیٰ کی کھاتا
ہوں اور اطاعت شیطان کی کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اگر مسجد کے دروازے پر کوئی یہ صدا لگائے کہ سب لوگوں میں بدتر کون ہے؟ تو
اسے مجھ سے بدتر کوئی نہیں ملے گا۔ حضرت عبداللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ مالک بن دینار کی عظمت کا اندازہ ان کے صرف اسی
قول سے لگایا جا سکتا ہے۔

خودشناسی

کسی عورت نے آپ کو ریاکار کے نام سے آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ بیس سال سے کسی نے میرا اصلی نام
لے کر نہیں پکارا تھا۔ لیکن شاباش تو نے اچھی طرح پہچان لیا کہ میں کون ہوں۔ پھر فرمایا کہ جب میں نے
مخلوق کو اچھی طرح پہچان لیا تو مجھ کو اس کی قطعاً خواہش نہیں رہی کہ مجھے کوئی نیک یا بد کہے اس لئے کہ میں نے ہر اچھا یا بُرا
کہنے والے کو مبالغہ کرنے والا پایا۔ لہٰذا لوگ خواہ مجھے نیک کہیں یا بد میں روز حشر ان سے کوئی بدلہ نہیں لونگا۔

اقوال زریں

فرمایا کہ جس سے قیامت کے دن کوئی فائدہ حاصل نہ ہو اس کی صحبت سے کیا فائدہ؟ کیونکہ اہل دنیا تو فالودہ
کی طرح ہیں جو ظاہر میں خوشرنگ اور باطن میں بدمزہ ہوتا ہے اور اس دنیا سے اسی لئے اجتناب بہتر ہے کہ
اس نے علماء کو بھی اپنا تابع بنا لیا ہے۔ فرمایا کہ جو لغویات زیادہ کرتا ہے اور عبادت کم، اس کا علم ذلیل، قلب اندھا، اور عمر
رائیگاں ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اخلاص سے بہتر کوئی عمل نہیں۔
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ فولادی عصا لے کر زمین پر چلو اور ہر جا یادگار اور عبرت انگیز
شے کی جستجو کرو۔ اور اس وقت تک ہماری حکمت و نعمت کا مشاہدہ کرتے رہو جب تک جوتے گھس نہ جائیں اور عصا لوٹ
نہ جائے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ضبط و فکر سے کام لینا چاہیے جیسے کہ عربی کا ایک مقولہ ہے " دین ایک روشن دلیل ہے اور
اس میں نرمی و آہستگی کے ساتھ مشغول رہو" اور توراۃ میں ہے کہ "ہم نے تمہیں اپنا مشتاق بنایا لیکن تم نہ بن سکے" پھر
آپ نے فرمایا کہ میں نے آسمانی صحائف میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کی امت کو دو ایسی نعتیں عطا فرمائی ہیں
جو جبرئیل اور میکائیل کو بھی عطا نہیں ہوئیں۔ اول نعمت یہ ہے کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں
یاد کروں۔ اور دوسری نعمت یہ ہے۔ اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ تم مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔ فرمایا کہ
توراۃ میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول میں نے پڑھا ہے کہ اے صدیقین میرے ذکر سے دنیا میں آرام کے ساتھ زندگی گذارو۔ کیونکہ
دنیا میں میرا ذکر بہت بڑی نعمت ہے اور آخرت میں اس سے اجر عظیم حاصل ہوگا۔ **فرمایا** کہ بعض آسمانی کتابوں میں
ہے کہ جو دنیا کو محبوب تصور کرتا ہے میرا ادنیٰ برتاؤ اس کے ساتھ یہ ہے کہ میں ذکر و مناجات کی لذت سے اس کو خالی کر دیتا
ہوں اور جو شخص خواہشات دنیا کی طرف دوڑتا ہے شیطان اس کو فریب دینے کی اس لئے فکر نہیں کرتا کہ وہ تو خود ہی گمراہ ہے

Marfat.com

منقول ہے کہ کسی نے دم مرگ آپ سے وصیت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو فرمایا کہ تقدیر الٰہی پر راضی رہ تاکہ تجھ کو عذاب حشر سے نجات مل سکے۔ پھر کسی شخص نے اس کے انتقال کے بعد خواب میں جب اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ گو میں بہت ہی گناہگار تھا لیکن صرف اس حسن خیال کی وجہ سے میری نجات ہو گئی جو مجھے اللہ تعالےٰ کی بندہ نوازی پر تھا۔

صبر کا پھل کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو اور حضرت محمد واسع کو بہشت کی جانب لے جایا جا رہا ہے، اس بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ دیکھو مالک بن دینار جنت میں پہلے پہنچتے ہیں یا محمد واسع۔ چنانچہ یہ دیکھ کر یہ مالک بن دینار کو پہلے داخل بہشت کیا گیا۔ بزرگ نے پوچھا کہ محمد واسع تو مالک بن دینار سے زیادہ عامل وکامل تھے۔ ملائکہ نے جواب دیا کہ یہ تم صحیح کہتے ہو لیکن محمد واسع کے پاس پہننے کے لئے دو لباس تھے اور مالک کے پاس صرف ایک، لہٰذا صبر وضبط کی نسبت، مالک کی طرف زیادہ ہے اس لئے پہلے انہیں جنت میں بھیجا گیا۔

باب ۵

حضرت محمد واسع رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ عالم بھی تھے اور عارف کامل بھی۔ اور اپنے دور کے بے نظیر بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ کو بہت سے تابعین سے شرف نیاز بھی حاصل ہوا اور بہت سے اہل طریقت کے مرشدین سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ شریعت وطریقت پر یکساں عمل پیرا رہے اور اس قدر قناعت پذیر تھے کہ خشک روٹی پانی میں گھول کر کھا لیا کرتے اور فرماتے کہ خشک روٹی پر قانع کبھی مخلوق کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالےٰ سے عرض کیا کرتے کہ تو اپنے محبوب کی مانند مجھکو بھی مسکین رکھتا ہے لیکن مجھے علم نہیں کہ یہ مرتبہ کیوں عطا کیا گیا ہے اور جب آپ بہت ہی بھوکے ہوتے تو حضرت حسن بصری کے یہاں پہنچ جاتے اور جو میسر آتا کھا لیتے اور حضرت حسن کو بھی اس بے تکلفی پر بہت مسرت ہوتی۔ آپ کا ایک مقولہ ہے کہ شب در روز بھوکا رہنے والا بھوک کی حالت میں بھی کبھی ذکر الٰہی سے غافل نہ رہے۔

نصیحت آپ نے فرمایا کہ دنیا میں رہتے ہوئے زہد اختیار کرو اور حرص کو ترک کر دو اور پوری مخلوق کو محتاج تصور کر کے کبھی کسی سے اپنی احتیاج کا ذکر نہ کرنا اور اگر تم ان چیزوں کے پابند رہو گے تو مستغنی ہو جاؤ گے اور اس نصیحت پر عمل کرنے والے کو دونوں جہان کی سلطنت حاصل ہو جائے گی۔

آپ نے ایک دن حضرت مالک بن دینار سے فرمایا کہ دینار و درم پر نظر ڈالنے سے یہ چیز زیادہ دشوار ہے کہ انسان

Marfat.com

اپنی زبان پر نگاہ رکھے اور کبھی کسی کو بُرا نہ کہے۔

ایک دن آپ قتیبہ بن مسلم کے یہاں اونی لباس میں تشریف لے گئے اور جب انہوں نے پوچھا کہ آپ نے اونی کپڑا کیوں پہنا ہے تو پہلی مرتبہ آپ نے کوئی جواب نہ دیا، پھر دوسری مرتبہ سوال کرنے پر فرمایا کہ میں زہد کا مفہوم بتانا چاہتا ہوں لیکن اس لئے خاموش ہوں کہ کہیں اس میں اپنی تعریف اور حالت فقر کے بیان کرنے سے کہیں اللہ تعالٰی سے شکوے کا پہلو نہ نکل آئے۔

ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے کو بہت مسرور دیکھ کر فرمایا کہ تم کس شے پر نازاں ہو کر اس قدر خوش ہو کیونکہ تمہاری ماں تو وہ عورت ہے جس کو میں نے دو سو درم میں خریدا ہے اور تمہارا باپ خدا کی مخلوق میں سب سے بدتر ہے، پھر بھلا تم کس چیز پر ناز کر رہے ہو۔

خداشناسی آپ سے بعض لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ خداشناس ہیں، آپ نے کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا کہ خداشناس تو حیرت زدہ اور گم سم ہو کر رہ جاتا ہے اور اللہ تعالٰی اگر چاہے تو اس کو عزت عطا کر دیتا ہے جو کبھی غیر اللہ کی جانب توجہ نہیں کرتا۔ لیکن خدا پر کسی کو اختیار نہیں ہے اور سچے کو اس وقت تک سچا نہیں کہا جا سکتا جب تک بیم و رجا کا پلہ مساوی نہ ہو، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا۔ ہر شے کا درمیانی درجہ اچھا ہوتا ہے۔

باب ۶

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

حالات و تعارف آپ صدق و صفا پر عمل پیرا، صاحب یقین اور گوشہ نشین بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور آپ کی ریاضت و کرامت بے اندازہ ہے۔ ابتدائی دور میں آپ بہت امیر تھے اور اہل بصرہ کو سود پر قرض دیا کرتے۔ اور جب مقروض پر تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت تک واپس نہ ہوتے جب تک قرض وصول نہ ہو جاتا اور اگر کسی مجبوری سے قرض وصول نہ ہوتا تو اپنے وقت کے ضائع ہونے کا مقروض سے حرجانہ وصول کرتے، اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔ ایک دن آپ کسی کے یہاں وصولیابی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ نہ تو میرا شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لئے کوئی چیز ہے۔ البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا البتہ سری باقی رہ گئی ہے اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں۔ چنانچہ آپ اس سے

Marfat.com

بکری لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ بکری سود میں ملی ہے اس کو پکا ڈالو۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں۔ آپ نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں۔ اور سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید کر لائے۔ لیکن جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ نے کہا کہ تیرے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کیونکہ اگر تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو دولت مند نہ ہو جائے گا۔ لیکن ہم مفلس ہو جائیں گے سائل جب مایوس ہو کر واپس چلا گیا تو بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن وہ سالن کے بجائے خون سے لبریز تھی۔ اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا کہ دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا ہے؟ آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو شاہد بنا کر کہا آج میں ہر برے کام سے تائب ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لئے نکلے۔ راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے انہیں دیکھ کر بچوں نے آوازے کسنا شروع کئے کہ علیحدہ ہٹ جاؤ حبیب سود خوار آ رہا ہے کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت بن جائیں۔ یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی۔ اور جب واپسی میں ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو فرمایا کہ تم مجھ سے مت بھاگو، اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہیے تاکہ ایک عاصی کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے پھر جب آپ آگے بڑھے تو انہیں لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ راستہ دے دو اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالےٰ ہمارا نام گناہگاروں میں درج کر لے۔ آپ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کروا دیا۔ اس کے بعد آپ نے منادی کروا دی کہ جو شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے، اس کے علاوہ آپ نے اپنی تمام دولت راہ مولا میں لٹا دی اور جب کچھ باقی نہ رہا تو آخر میں ایک سائل کے سوال پر اپنا کرتا تک اتار کر دے دیا اور دوسرے سائل کے سوال پر آپ نے اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی تقریباً نیم برہنہ رہ گئے۔ پھر ساحل فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول رہے اور یہ معمول بنا لیا تھا کہ دن میں تحصیل علم کے لئے حسن بصری کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغول عبادت رہتے۔ چونکہ قرآن کریم کا تلفظ اپنے صحیح مخرج کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ کو عجمی کا خطاب دے دیا گیا۔ ایک مرتبہ بیوی نے کہا کہ خورد و نوش کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیے تو آپ مزدوری کرنے کے لئے گھر سے نکلے، لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر پہنچے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کرم والا ہے اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھ میں اجرت طلب کرنے کی جرأت نہ ہو سکی لیکن اس نے خود ہی یہ کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہو گی تو پوری اجرت دے دوں گا۔ پھر جب دس دن کے بعد آپ کو یہ خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا۔ تو ایک طرف تو اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف اللہ تعالےٰ نے ایک بوری آٹا ایک ذبح شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم ایک غیبی شخص کے ذریعہ آپ کے گھر پہنچا دیئے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب

Marfat.com

سے کہہ دیا کہ اپنے کام کو ترقی دیں جس کے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے۔ چنانچہ جب آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں سے کھانے کی خوشبو آ رہی تھی اندر جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپ تک پہنچا دیا یہ سن کر آپ کو خیال آیا کہ جب صرف دس یوم کی عدم توجہی کی ریاضت کا اللہ تعالیٰ نے یہ نعم البدل عطا فرمایا ہے، تو اگر زیادہ دلجمی کے ساتھ عبادت کروں تو نہ جانے کیا انعامات حاصل ہوں گے چنانچہ اسی دن سے دنیا کو چھوڑ کر اس درجہ عبادت میں غرق ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچے اور آپ کی دعاؤں سے مخلوق کو بہت مفاد حاصل ہوا۔

کرامات

ایک عورت فریاد وزاری کرتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں بہت ہی مضطرب ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارے پاس اور کیا ہے؛ اس نے کہا کہ دو درم ہیں آپ نے اس سے وہ دو درم لے کر خیرات کر دیئے اور دعا کر کے فرمایا کہ جاؤ تمہارا بچہ آ گیا۔ چنانچہ گھر پہنچ کر جب اس نے دیکھا تو واقعی اس کا بچہ گھر پر موجود تھا۔ اس کو گلے لگا کر پوچھا کہ تو کہاں چلا گیا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ میں تو کرمان میں تھا اور میرے استاد نے گوشت لینے کے لئے بازار بھیجا۔ راستہ میں اچانک ایسی آندھی آئی کہ جو مجھے یہاں تک اڑا کر لے آئی۔ اور میں نے کسی کہنے والے کو سنا کہ اسے ہوا اس کو گھر پہنچا دے۔ اس ایک واقعہ سے آپ کی دعاؤں کی برکت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اتنی عجلت کے ساتھ ہوا نے کس طرح پہنچا دیا۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ جب حضرت سلیمان کا تخت ایک دن میں ایک ماہ کا فاصلہ طے کر سکتا ہے اور بلقیس کا تخت آن واحد میں حضرت سلیمان تک پہنچ سکتا ہے تو یہ واقعہ اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے۔

بصرہ میں ایک مرتبہ شدید قحط سالی ہوئی تو آپ نے قرض لے کر کھانا غرباء میں تقسیم فرمایا اور ایک تھیلی تکیہ کے نیچے رکھ لی۔ جب کوئی قرض دینے والا آتا تو اس میں سے نکال کر دیتے جاتے تھے۔

توکل

آپ کا مکان بصرے کے چوراہے پر تھا اور ایک دن آپ نے کپڑے نکال کر چوراہے پر رکھ دیئے اور خود کہیں نہانے کے لئے چلے گئے۔ اتفاق سے حضرت حسن بصری کا اس طرف سے گذر ہوا تو آپ نے ان کا لباس شناخت کر کے خیال کیا کہ یہ تو حبیب عجمی کہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں اگر کوئی اٹھا کر چل دے تو کیا ہوگا اور اس خیال کے تحت آپ کپڑوں کی حفاظت کے لئے وہاں ٹھہرے رہے۔ اور جب حبیب عجمی واپس آئے تو حضرت حسن بصری سے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اپنا لباس کس کے بھروسے پر چھوڑ کر چل دیئے اگر کوئی اٹھا لے جاتا تو کیا ہوتا؛ انہوں نے کہا کہ اسی کے بھروسہ پہ چھوڑ کر گیا تھا جس نے حفاظت کے لئے آپ کو یہاں تک پہنچا دیا۔

منقول ہے کہ حضرت حسن بصری ایک مرتبہ حبیب عجمی کے پاس تشریف لے گئے تو اس وقت ان کے یہاں جو کی ایک روٹی اور تھوڑا سا نمک موجود تھا وہی بطور تواضع آپ کے سامنے رکھ دیا اور جب انہوں نے کھانا شروع کر دیا تو ایک سائل آ پہنچا، تو حضرت حبیب عجمی نے وہ روٹی آپ کے سامنے سے اٹھا کر سائل کو دے دی۔ اس پر حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ تم میں شائستگی

Marfat.com

تو ضرور ہے لیکن علم نہیں۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ مہمان کے سامنے سے اس طرح پوری روٹی اٹھا کر نہ دینی چاہیئے بلکہ ایک ٹکڑا توڑ کر دیدینا چاہیئے۔ یہ سن کر وہ خاموش رہے لیکن کچھ ہی دیر کے بعد ایک غلام سر پر خوان نعمت رکھے ہوئے حاضر ہوا جس میں ہمہ اقسام کے نفیس کھانے موجود تھے اور اس کے ہمراہ پانچ سو درہم بھی تھے۔ آپ نے وہ درہم تو غریبوں میں تقسیم کر دیئے اور کھانا حضرت حسن بصری کے سامنے رکھ کر خود بھی کھانے بیٹھ گئے اور کھانے سے فراغت کے بعد حضرت حسن بصری سے فرمایا کہ آپ کا شمار نیک لوگوں میں تو ضرور ہوتا ہے لیکن کاش یقین کا درجہ بھی حاصل ہوتا تو بہت بہتر تھا۔

مقام رضائے الٰہی

ایک مرتبہ حسن بصری مغرب کی نماز کے وقت آپ کے یہاں پہنچے لیکن آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے، اور حسن بصری نے جب یہ دیکھا کہ آپ الحمد کے بجائے الہمد چھوٹی ہ سے قرأت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے اس لئے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے علیحدہ نماز پڑھی۔ لیکن اسی رات کو خواب میں اللہ تعالےٰ کا دیدار ہوا تو آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ تو نے ہماری رضا پائی لیکن اس کا مقام نہیں سمجھا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کونسی رضا تھی؟ ارشاد ہوا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمی کی اقتدا کر لیتا تو تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جب کہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری حجاج بن یوسف کے سپاہیوں سے چھپتے ہوئے حضرت حبیب عجمی کی عبادت گاہ میں پہنچ گئے اور جب سپاہیوں نے حبیب عجمی سے معلومات کیں تو انہوں نے صاف بتا دیا کہ حسن عبادت گاہ کے اندر ہیں لیکن پورے عبادت خانے کی تلاشی کے باوجود بھی حضرت حسن کا سراغ نہ مل سکا۔ اور حضرت حسن فرماتے ہیں کہ سات مرتبہ سپاہیوں نے میرے اوپر ہاتھ رکھا لیکن مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر سپاہیوں نے حضرت حبیب سے کہا کہ حجاج تم کو دروغگوئی کی سزا دے گا آپ نے فرمایا کہ حسن میرے سامنے عبادت گاہ میں داخل ہوئے تھے لیکن اگر وہ تمہیں نظر نہیں آتے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ چنانچہ دوبارہ پھر تلاشی لی لیکن ان کو نہ پا کر واپس آ گئے حضرت حسن نے باہر نکل کر حضرت حبیب سے کہا کہ آپ نے تو استاد کے حق کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور صاف صاف انہیں میرا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ میں نے سچ سے کام لیا اس لئے آپ محفوظ رہے اور اگر میں دروغگوئی سے کام لیتا تو پھر یقیناً ہم دونوں گرفتار کر لئے جاتے۔ یہ سن کر حضرت حسن نے پوچھا کہ آخر تم نے کیا منتر پڑھ دیا تھا کہ جس کی وجہ سے میں سپاہیوں کو نظر نہ آ سکا۔ آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ آیۃ الکرسی، دو مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دو مرتبہ آمن الرسول پڑھ کر اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ حسن کو تیرے حوالے کیا تو ہی ان کی حفاظت کرنا۔

صفائی قلب کی فضیلت

حضرت حسن بصری کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حبیب سے ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے۔ حضرت حسن نے کہا کہ دریا کے پار جانا چاہتا ہوں اور کشتی کا منتظر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بغض اور حبِ دنیا کو قلب سے نکال کر مصائب کو غنیمت تصور کرو اور اللہ پر

اعتماد کرکے پانی کے اوپر روانہ ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر خود پانی کے اوپر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت حسن پر غشی طاری ہو گئی اور ہوش آنے کے بعد جب لوگوں نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حبیب کو علم میں نے سکھایا لیکن اس وقت وہ مجھ کو نصیحت کر کے خود پانی کے اوپر روانہ ہو گئے اور اسی دہشت سے مجھ پر غشی طاری ہو گئی کہ جب روز محشر پل صراط پر چلنے کا حکم دیا جائے گا اور اگر میں اس وقت بھی محروم رہ گیا تو کیا کیفیت ہوگی۔ پھر آپ نے دوسری ملاقات میں حضرت حبیب سے پوچھا کہ تمہیں یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ میں قلب کی سیاہی دھوتا ہوں اور آپ کاغذ سیاہ کرتے رہتے ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ صد حیف دوسروں نے تو میرے علم سے فائدہ اٹھایا لیکن مجھکو کچھ نہ مل سکا مصنف فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ شک ہو کہ حبیب عجمی کا مقام حضرت حسن بصری سے بلند تھا تو یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علم کو ہر شے پر فضیلت عطا فرمائی ہے اسی وجہ سے حضور اکرم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ اے نبی آپ کہیں کہ اے رب میرے علم میں زیادتی عطا کر اور جیسا کہ مشائخ کا قول ہے کہ طریقت میں چودھواں درجہ کرامت کا ہے اور اٹھارواں اسرار و رموز کا۔ کیونکہ کرامات کا حصول عبادت سے متعلق ہے اور اسرار و رموز کا تعقل و فکر۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کی حکومت ہر شے پر تھی لیکن اتباع حضرت موسیٰ کی کرتے تھے اور خود صاحب کتاب نبی نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ انہیں کی کتاب پر عمل پیرا رہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمی بھی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے۔ انہیں دیکھ کر امام حنبل نے کہا کہ میں ان سے ایک سوال کروں گا۔ لیکن امام شافعی نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل باللہ لوگوں سے کیا سوال کرو گے ان کا تو مسلک ہی جدا گانہ ہوتا ہے لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے یہ سوال کر ہی ڈالا کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو گئی ہو اور وہ یہ بھول گیا ہو کہ کونسی نماز قضا ہوئی تو اس کو کیا کرنا چاہیے حضرت حبیب عجمی نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضا کرے اس لئے کہ وہ خدا سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب کیوں ہوا۔ یہ سن کر امام شافعی نے کہا کہ میں نے اسی لئے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو۔

ایک مرتبہ تاریکی میں آپ کے ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔ اسی وقت غیب سے آپ کا مکان منور ہو گیا چنانچہ آپ نے آنکھیں بند کر کے فرمایا کہ میں بغیر چراغ کے سوئی تلاش کرنا نہیں چاہتا۔

ایک کنیز بیس سال تک آپ کے یہاں رہی لیکن کبھی آپ نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا اور ایک دن اسی کنیز سے فرمایا کہ ذرا میری کنیز کو آواز دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور میں ہی تو آپ کی کنیز ہوں۔ فرمایا کہ تیس برس میں میرا خیال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور طرف نہیں گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم کو شناخت نہ کر سکا۔

جس وقت آپ کے سامنے قرآن کی تلاوت ہوتی تو مضطرب ہو کر گریہ و زاری کرنے لگتے۔ ایک دن کسی نے سوال کیا کہ آپ قرآن کا مفہوم کس طرح سمجھ لیتے ہیں جب یہ عربی زبان میں ہے اور آپ عجمی ہیں فرمایا کہ میری زبان تو عجمی ہے لیکن قلب

عربی ہے۔

ایک مرتبہ آپ کسی کونے میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ جس کا قلب تجھ سے مسرور نہ ہو اس کو کوئی مسرت حاصل نہیں ہوئی اور جس کو تجھ سے انس نہ ہو اس کو کسی سے انس نہ ہو، لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ گوشہ نشین ہو کر دنیا کے تمام امور سے دستبردار ہو چکے ہیں تو یہ بتایئے کہ رضا کس شے میں ہے۔ فرمایا کہ رضا تو صرف اسی قلب کو حاصل ہے جس میں کوئی کدورت نہ ہو۔

ایک خونی کو تختہ دار پر چڑھایا گیا تو اس شب لوگوں نے خواب میں عمدہ لباس زیب تن کئے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا، اور جب اس سے پوچھا کہ تُو نے تو قتل کا ارتکاب کیا تھا پھر اس مرتبہ تک کیسے پہنچ گئے۔ اس نے کہا کہ سولی دیتے وقت حبیب عجمی ادہر نکلے اور میری جانب متوجہ ہو کر دعائے مغفرت فرمائی یہ اسی دعائے مغفرت کی برکت کا نتیجہ ہے۔

باب ۷

حضرت ابوحازم مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ مخلص اہل تقویٰ میں سے تھے۔ مشائخ کے مقتدا اور فقر و غنا کے حامل تھے۔ مجاہدات و مشاہدات میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اور آپ کا کلام لوگوں کے قلوب پر اثر انداز ہوتا تھا۔ طوالت عمر کی وجہ سے بہت سے مشائخ کی اقتدا فرمائی انہیں میں حضرت ابوعثمان مکی بھی آپ کے مداحوں میں تھے۔ یوں تو آپ کا تذکرہ بہت سی کتب میں ہے لیکن ہم حصول سعادت کے لئے مختصر سے حالات بیان کئے دیتے ہیں۔ آپ کو بہت سے صحابہ کرام کے علاوہ حضرت انس بن مالک و حضرت ابوہریرہ سے شرف نیاز حاصل ہوا ہے۔

ارشادات ہشام عبدالملک نے آپ سے یہ سوال کیا کہ وہ کون اعمل ہے جس کے ذریعہ نجات حاصل ہو سکے؟ فرمایا کہ حلال جگہ سے جو دام حاصل ہو اس کو حلال جگہ ہی خرچ کرو، اس نے کہا کہ اتنا دشوار کام کون کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ جس کو جنت کی خواہش اور جہنم کا خوف رکھتے ہوئے رضائے خداوندی کی طلب ہو گی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا سے اجتناب کرو، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جو عبادت گذار دنیا کو محبوب تصور کرتا ہے اس کو روز محشر کھڑا کر کے ملائکہ یہ منادی کریں گے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ناپسند یدہ شئے کو پسند کیا۔ فرمایا کہ دنیا میں ایسی کوئی شے نہیں جس کا انجام غم و اندوہ نہ ہو۔ کیونکہ دنیا میں ایسی کوئی چیز تخلیق نہیں کی گئی جس کا انجام حزن و ملال نہ ہو، اور دنیا کی حقیر سے حقیر شے بھی انسان کو اپنی جانب اس درجہ مائل کر لیتی ہے کہ جنت کی بڑی چیز بھی توجہ کا باعث نہیں بنتی۔ فرمایا کہ تمام چیزوں کا دارومدار صرف دو چیزوں پر منحصر ہے، ایک تو وہ جو میرے لئے ہے اور دوسری

وہ جو میرے لئے نہیں ہے. خواہ میں اس شے سے کتنا ہی گریزاں کیوں نہ ہوں پھر بھی وہ مجھ تک پہنچے گی اور جو دوسروں کے لئے ہے خواہ میں اس کے حصول میں کتنی ہی سعی کیوں نہ کروں وہ مجھے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ اگر میں دعا کرنے سے محروم ہو جاؤں تو اس کی علامِ قبولیت سے مجھ پر شدید مشکلات آپڑیں۔ فرمایا کہ اے لوگو! تم ایسے دور کی پیداوار ہو جو فعل کو چھوڑ کر قول پر راضی ہو جاتے اور عمل کو ترک کر کے علم پر مسرور رہنے کا دور ہے اس لئے تم بدترین لوگوں میں اور بہترین دور میں ہو۔

ایک شخص نے جب حال دریافت کیا تو فرمایا کہ میرا حال اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور مخلوق سے بے نیاز رہنا ہے اور جو خدا تعالےٰ سے راضی ہوتا ہے وہ مخلوق سے بے نیاز رہتا ہے. آپ کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن قصائی کی دکان کی جانب سے جس کے پاس بہت عمدہ گوشت تھا، گذر ہوا، اور آپ کی نگاہ گوشت کی طرف اٹھ گئی تو قصائی نے عرض کیا کہ بہت نفیس گوشت ہے خرید لیجئے۔ فرمایا کہ میرے پاس رقم نہیں ہے. اس نے عرض کیا کہ قرض لے جائیے. فرمایا کہ پہلے میں اپنے نفس کو قرض کی مہلت پر تو راضی کر لوں. اس نے کہا کہ بس اس غم میں آپ سوکھ گئے اور ہڈیاں نکل آئیں. فرمایا کہ اس کے باوجود میں قبر کے کیڑوں کے لئے بہت کافی ہیں۔

ایک بزرگ حج کا قصد کر کے بغداد میں ابوحازم سے ملاقات کے لئے پہنچے تو آپ آرام فرما رہے تھے، چنانچہ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا کہ میں خواب میں حضور اکرمؐ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضورؐ نے آپ تک ایک پیغام پہنچانے کا حکم دیا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے حقوق کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ یہ حج کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے لہذا واپس جائیے اور والدہ کی خوشی کا خیال رکھیئے چنانچہ وہ حج کا قصد ترک کر کے واپس ہو گئے۔

باب ۸

حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا شمار اہلِ باطن اور اہلِ کمال میں ہوتا ہے اور آپ حضرت حسن بصری کے تلامذہ میں سے تھے اور آپ کی روش مقبولِ خاص و عام تھی۔

راضی برضائے الٰہی ایک مرتبہ حسن بصری کے ہمراہ دریا کے کنارے چل رہے تھے کہ اچانک پانی کے اوپر چلنا شروع کر دیا یہ دیکھ کر حضرت حسن حیرت زدہ رہ گئے اور ان سے سوال کیا کہ آپ کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا. فرمایا کہ آپ تو صرف وہ کرتے ہیں جس کا حکم دیا جاتا ہے لیکن میں وہ امور انجام دیتا ہوں جو اللہ تعالےٰ کا منشا ہوتا ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ بحرِ تسلیم و رضا میں غرق رہتے تھے۔

Marfat.com

احساس زیاں

آپ اس طرح تائب ہوئے کہ کسی حسین عورت پر فریفتہ ہوئے اور اس سے کسی نہ کسی طرح اپنے عشق کا اظہار بھی کرا دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی کنیز کے ذریعہ دریافت کرایا کہ آپ نے میرے جسم کا کونسا حصہ دیکھا ہے؟ آپ نے کہا کہ تمہاری آنکھیں دیکھ کر عاشق ہوا ہوں۔ اس جواب کے بعد اس نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے کنیز سے کہلوایا کہ جس چیز پر آپ فریفتہ ہوئے تھے وہ حاضر ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کے اوپر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی اور حضرت حسن بصری کی خدمت میں پہنچ کر تائب ہوئے اور فیوض باطنی سے بہرہ ور ہو کر مشغول عبادت رہے خود اپنے ہاتھ سے جو کی کاشت کرتے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے آٹا پیس کر پانی میں تر کر کے دھوپ میں خشک کر لیا کرتے اور پورے ہفتہ ایک ایک ٹکیہ کھا کر عبادت میں مشغول رہتے اور فرمایا کرتے کہ روزانہ رفع حاجت کے لئے جانے سے کراماً کاتبین کے سامنے شرم آتی ہے۔

لوگوں نے ایک مرتبہ موسم سرما میں صرف ایک کرتے میں دیکھا اور اس کے باوجود آپ کا جسم پسینہ سے شرابور تھا اور جب اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مدت گذری کہ میرے یہاں کچھ مہمان آئے اور انہوں نے بلا اجازت میرے ہمسایہ کی دیوار میں سے تھوڑی سی مٹی لے لی۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک جب بھی میری نظر اس کی دیوار پر پڑتی ہے تو میں شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں۔ حالانکہ میرا ہمسایہ معاف بھی کر چکا ہے۔

لوگوں نے عبدالواحد بن زید سے سوال کیا کہ کیا آپ کسی ایسے فرد سے واقف ہیں جو اپنے حال میں مست رہتے ہوئے دوسرے کے حال سے بے خبر رہے۔ فرمایا کہ ہاں، تھوڑی دیر انتظار کرو، وہ ابھی آ رہا ہے، چنانچہ سامنے سے حضرت عتبہ تشریف لے آئے اور لوگوں نے جب ان سے سوال کیا کہ راہ میں کس کس سے آپ کی ملاقات ہوئی تو جواب دیا کہ مجھ کو تو کوئی نہیں ملا۔ حالانکہ آپ بازار کی جانب سے آ رہے تھے۔

آپ نہ کبھی عمدہ کھانا کھاتے اور نہ کبھی اچھا لباس پہنتے۔ ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ اے عتبہ اپنی حالت پر رحم کر۔ آپ نے عرض کیا کہ میری خواہش تو یہ ہے کہ روز محشر مجھ پر رحم کیا جائے جو ہمیشہ کے لئے سودمند ہو۔ دنیا تو چند روزہ ہے، اگر یہاں کی تکالیف سے قیامت کی تکالیف کا ازالہ ہو جائے تو بڑی خوش بختی ہے۔

متواتر کئی رات بیدار رہ کر یہ جملہ دہراتے رہے کہ اے اللہ خواہ مجھ کو عذاب میں مبتلا کر یا معاف فرما دے ہر حال میں تو میرا دوست ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں ایک حور کو یہ کہتے دیکھا کہ اے عتبہ میں تم پر فریفتہ ہو گئی ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم کبھی ایسا کام نہ کرنا جو ہماری جدائی کی شکل میں نمودار ہو۔ فرمایا کہ میں تو دنیا کو طلاق دے چکا اور تجھ سے وصال کے وقت کبھی دنیا کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھوں گا۔

کرامت

ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا کہ مجھ سے بہت سے لوگ آپ کا حال دریافت کرتے ہیں اگر اپنی کوئی کرامت دکھا دیں تو بہتر ہے۔ آپ نے پوچھا کہ بتا کیا طلب کرنا ہے اس نے عرض کیا کہ تازہ کھجور کی خواہش ہے حالانکہ وہ

Marfat.com

کھجور کی نصل نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا یہ لے اور ایک تازہ کھجور سے بھری ہوئی تھیلی اس کو دے دی۔

سفرِ آخرت

ایک دن حضرت سماک اور حضرت ذوالنورین حضرت رابعہ بصری کے یہاں تشریف فرما تھے کہ حضرت عتبہ نیا لباس زیب تن کئے اکڑتے ہوئے پہنچے تو حضرت سماک نے پوچھا کہ یہ آج کیسی چال چل رہے ہو، فرمایا کہ میرا نام غلام جبار ہے اسی لئے اکڑ کر چل رہا ہوں اور یہ کہتے ہی غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور جب لوگوں نے پاس جا کر دیکھا تو آپ مردہ تھے۔ اس کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ نصف چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے اور آپ سے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ ایک مرتبہ دورِ طالب علمی میں بڑے داڑھی مونچھوں والے ایک خوبصورت لڑکے کو غور سے دیکھا تھا چنانچہ جب مرنے کے بعد مجھے جنت کی جانب لے جایا جا رہا تھا تو جہنم پر سے گذرتے ہوئے ایک سانپ نے میرے رخسار پر کاٹتے ہوئے کہا کہ بس ایک نظر دیکھنے کی یہ سزا ہے۔ اور اگر کبھی تو اس لڑکے کو زیادہ توجہ سے دیکھتا تو میں بھی تجھے بہت زیادہ اذیت پہنچاتا۔

باب ۹

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے حالات و مناقب

تعارف

آپ پردہ نشینوں کی مخدومہ، خاصانِ خداوندی، سوختہ عشق، قربِ الٰہی کی شیفتہ اور پاکیزگی میں مریم ثانی تھیں۔ اگر معترض یہ کہے کہ مردوں کے تذکرے میں عورت کا ذکر کیوں کیا گیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے " اللہ تعالیٰ صورت کے بجائے قلب کو دیکھتا ہے" اسی لئے روزِ محشر تمام محاسبہ صورت کے بجائے نیت پر ہوگا۔ لہٰذا جو عورت ریاضت و عبادت میں مردوں کے مماثل ہو اس کو بھی مردوں ہی کی صف میں شمار کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ جب یوم حساب میں مردوں کو پکارا جائے گا تو سب سے قبل حضرت مریم آگے بڑھیں گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر رابعہ بصری، حضرت حسن بصری کی مجالس میں شرکت نہ کرتیں تو شاید آپ کے تذکرے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن اس کتاب میں جن بزرگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں وہ بطور توحید کے بیان کئے گئے ہیں جس میں من و تو کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اور بوعلی فارمدی کے اس قول کے مطابق مرد و زن میں فرق کرنا بے سود ہے کہ نبوت عین عزت و رفعت ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی طرح ولایت کے مراتب بھی ہیں جن میں مرد و زن کا امتیاز نہیں ہوتا اور چونکہ رابعہ بصری باعتبار ریاضت و معرفت ممتاز زمانہ تھیں اس لئے تمام اہل اللہ کی نظر میں معتبر اور ذی عزت

Marfat.com

تصور کی جاتی تھیں اور آپ کے احوال اہل دل حضرات کے لئے برہان قاطع کا درجہ رکھتے ہیں۔

پیدائش وجہ تسمیہ

ولادت کی شب میں آپ کے والد کے یہاں نہ تو اتنا تیل تھا جس سے ناف کی مالش کی جاتی اور نہ اتنا کپڑا تھا جس میں آپ کو لپیٹا جا سکتا۔ حتیٰ کہ بدحالی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں چراغ تک نہ تھا اور چونکہ آپ اپنی تین بہنوں کے بعد تولد ہوئیں اسی مناسبت سے آپ کا نام رابعہ رکھا گیا اور جب آپ کی والدہ نے والد سے کہا کہ پڑوس میں سے تھوڑا سا تیل مانگ لاؤ تاکہ گھر میں کچھ روشنی ہو جائے تو آپ نے شدید اصرار پر ہمسایہ کے دروازے پر صرف ہاتھ رکھ کر گھر میں آکے کہہ دیا کہ وہ دروازہ نہیں کھولتا۔ کیونکہ آپ یہ عہد کر چکے تھے کہ خدا کے سوا کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کروں گا۔ اسی پریشانی میں نیند آگئی، تو خواب میں حضور اکرمؐ کی زیارت ہوئی اور آپ نے تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ تیری یہ بچی بہت ہی مقبولیت حاصل کرے گی، اور اس کی شفاعت سے میری امت کے ایک ہزار افراد بخش دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ والیٔ بصرہ کے پاس ایک کاغذ پر یہ تحریر کر کے لے جاؤ کہ تو ہر یوم ایک سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اور شب جمعہ میں چار سو مرتبہ لیکن آج جمعہ کی جو رات گذری ہے اس میں تو درود بھیجنا بھول گیا۔ لہٰذا بطور کفارہ حامل ہٰذا کو چار سو دینار دے دے۔ صبح کو بیدار ہو کر آپ بہت روئے اور خط تحریر کر کے دربان کے ذریعہ والیٔ بصرہ کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مکتوب پڑھتے ہی حکم دیا کہ حضور اکرمؐ کی یاد آوری کے شکرانے میں دس ہزار درم تو فقراء میں تقسیم کر دو اور چار سو دینار اس شخص کو دے دو۔ اس کے بعد والیٔ بصرہ تعظیماً خود آپ سے ملاقات کرنے پہنچا اور عرض کیا کہ جب بھی آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہوا کرے مجھے مطلع فرما دیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے چار سو دینار سے کر ضرورت کا تمام سامان خرید لیا۔

حالات

رابعہ بصری نے جب ہوش سنبھالا تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور قحط سالی کی وجہ سے آپ کی تینوں بہنیں بھی آپ سے جدا ہو کر نہ جانے کہاں مقیم ہو گئیں۔ آپ بھی ایک سمت کو چل دیں اور ایک ظالم نے پکڑ کر زبردستی آپ کو اپنی کنیز بنا لیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد بہت ہی قلیل رقم میں فروخت کر دیا۔ اور اس شخص نے اپنے گھر لا کر بے حد مشقت آمیز کام آپ سے لینے شروع کر دیئے۔ ایک مرتبہ آپ کہیں جا رہی تھیں کہ کسی نامحرم کو اپنے سامنے دیکھ کر اتنے زور سے گریں کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اس وقت آپ نے سربسجود ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ میں بے یار و مددگار پہلے ہی سے تھی اور اب ہاتھ بھی ٹوٹ چکا ہے اس کے باوجود میں تیری رضا چاہتی ہوں۔ چنانچہ ندائے غیبی آئی کہ اے رابعہ غمگین نہ ہو، کل تجھے وہ مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقربِ الٰہی بھی تجھ پر رشک کریں گے۔ یہ سن کر آپ خوشی خوشی اپنے مالک کے یہاں پہنچ گئیں اور آپ کا یہ معمول رہا کہ دن میں روزہ رکھتیں اور رات بھر عبادت میں صرف کر دیتیں۔ اور ایک شب جب آپ کے مالک کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا اس وقت ایک گوشہ میں آپ کو سربسجود پایا اور ایک معلق نور آپ کے سر پر فروزاں دیکھا جب کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کر رہی تھیں کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو ہمہ وقت تیری عبادت میں گذار دیتی لیکن چونکہ تو نے مجھے غیر کا محکوم بنا دیا ہے اس لئے تیری بارگاہ میں دیر سے حاضری ہوتی ہے یہ سن کر آپ کا آقا بہت پریشان ہو گیا اور یہ عہد کر لیا کہ مجھے تو انہی خدمت لینے کے بجائے الٹی ان کی خدمت کرنی چاہیئے چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ کو آزاد کر کے استدعا کی کہ اگر آپ یہیں قیام فرمائیں تو میرے لئے باعث سعادت ہے ویسے آپ اگر کہیں اور جانا چاہیں

Marfat.com

تو آپ کو اختیار ہے۔ یہ سن کر آپ حجرے سے باہر نکل آئیں اور ذکر و شغل میں مشغول ہو گئیں۔

آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں۔ اور گاہے گاہے حضرت حسن بصری کے وعظ میں بھی شریک ہوتیں ایک روایت یہ ہے کہ ابتدا میں آپ گاتی بجاتی تھیں۔ بعد میں تائب ہو کر جنگل میں گوشہ نشین ہو گئیں۔ پھر جس وقت سفر حج پر روانہ ہوئیں تو آپ کا ذاتی گدھا بہت نحیف تھا اور جب آپ سامان لاد کر روانہ ہو چکیں تو وہ راستہ ہی میں مر گیا یہ دیکھ کر اہل قافلہ نے عرض کیا کہ آپ کا سامان ہم لوگ اٹھا لیں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے بھروسے پر سفر نہیں کیا ہے یہ سن کر اہل قافلہ آپ کو تنہا وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اس وقت آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ایک نادار و عاجز کے ساتھ کیا یہی سلوک کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اپنے گھر کی جانب مدعو کیا پھر راستے میں میرے گدھے کو مار ڈالا۔ اور مجھکو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ ابھی آپ کا شکوہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ گدھے میں جان آگئی اور آپ اس پر سامان لاد کر عازم مکہ ہو گئیں۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ عرصہ دراز کے بعد میں نے اس گدھے کو مکہ معظمہ کے بازار میں فروخت ہوتے بچشم خود دیکھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی برکت دعا سے اس کی عمر طویل ہوئی۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچیں تو کچھ ایام بیاباں میں مقیم رہ کر خدا سے التجا کی کہ میں اس لئے دل گرفتہ ہوئی کہ میری تخلیق تو خاک سے ہوئی ہے اور کعبہ پتھر سے تعمیر کیا گیا لہٰذا میں تجھ سے بلا واسطہ ملاقات کی متمنی ہوں چنانچہ بلا واسطہ اللہ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے رابعہ کیا نظام عالم درہم برہم کر کے تمام اہل عالم کا خون اپنی گردن پر لینا چاہتی ہے اور کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب موسیٰ نے دیدار کی خواہش کی اور ہم نے اپنی تجلیات میں سے ایک چھوٹی سی تجلی کوہ طور پر ڈالی تو وہ پاش پاش ہو گیا اس کے بعد جب آپ دوبارہ حج کو گئیں تو دیکھا کہ خانہ کعبہ خود آپ کے استقبال کے لئے چلا آرہا ہے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے مکان کی حاجت نہیں بلکہ مکین کی ضرورت ہے کیونکہ مجھے حسن کعبہ سے زیادہ جمال خداوندی کے دیدار کی تمنا ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم جب سفر حج پر روانہ ہوئے تو ہر گام پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چلے اور مکمل چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے اور دوران سفر یہ بھی کہتے جاتے کہ دوسرے لوگ تو قدموں سے چل کر پہنچتے ہیں لیکن میں سر اور آنکھوں کے بل پہنچوں گا اور جب مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں سے خانہ کعبہ غائب تھا، چنانچہ آپ اس تصور سے آبدیدہ ہو گئے کہ شاید میری بصارت زائل ہو چکی ہے لیکن غیب سے ندا آئی کہ بصارت زائل نہیں ہوئی ہے بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ کو احساس ندامت ہوا اور گریہ کناں ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ وہ کون ہستی ہے۔ ندا آئی کہ وہ بہت ہی عظیم المرتبت ہستی ہے۔ چنانچہ آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ سامنے سے حضرت رابعہ بصری لاٹھی کے سہارے چلی آرہی ہیں اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے۔ اور آپ نے رابعہ بصری سے سوال کیا کہ تم نے نظام عالم کو کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟ جواب ملا کہ میں نے تو نہیں البتہ تم نے ایک ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے جو چودہ برس میں کعبہ تک پہنچے ہو حضرت ابراہیم ادھم نے کہا کہ میں ہر گام پر دو رکعت نفل پڑھتا ہوا آیا ہوں جس کی وجہ سے اتنی تاخیر سے پہنچا، رابعہ نے فرمایا کہ تم نے تو نماز پڑھ پڑھ کر فاصلہ طے کیا ہے اور عجز و انکسار کے ساتھ یہاں تک پہنچی ہوں، پھر ادائیگی حج کے بعد اللہ تعالیٰ سے رو کر عرض کیا، تو نے حج پر بھی اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور مصیبت پر صبر کرنے پر بھی، لہٰذا اگر تو میرا حج قبول نہیں فرماتا تو پھر مصیبت پر صبر کرنے

Marfat.com

کا ہی اجر عطا کر دے۔ کیونکہ حج کی عدم قبولیت سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہو سکتی ہے وہاں سے بصرہ واپس ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئیں اور جب دوسرے سال حج کا زمانہ آیا تو فرمایا کہ گذشتہ سال تو کعبہ نے میرا استقبال کیا تھا اور اس سال میں اس کا استقبال کروں گی۔ چنانچہ شیخ فارمدی کے قول کے مطابق ایام حج کے موقع پر آپ نے جنگل میں جا کر کروٹ کے بل لڑھکنا شروع کر دیا اور مکمل سات سال کے عرصہ میں عرفات پہنچیں اور وہاں یہ غیبی آواز سن کر کہ اس طلب میں کیا رکھا ہے اگر تو چاہے تو ہم اپنی تجلی سے بھی نواز سکتے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی قوت و سکت کہاں البتہ رتبہ فقر کی متمنی ہوں۔ ارشاد ہوا کہ فقر ہمارے قہر کے مترادف ہے جس کو ہم نے صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے جو ہماری بارگاہ سے اس طرح منسلک ہو جاتے ہیں کہ سر مو فرق باقی نہیں رہتا۔ پھر ہم انہیں لذت وصال سے محروم کر کے آتش فراق میں جھونک دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان پر کسی قسم کا حزن و ملال نہیں ہوتا بلکہ حصول قرب کے لئے از سر نو سرگرم عمل ہو جاتے ہیں مگر تو ابھی دنیا کے ستر پردوں میں ہے اور جب تک ان پردوں سے باہر آ کر ہماری راہ میں گامزن نہ ہو گی اس وقت تک تجھے فقر کا نام بھی نہ لینا چاہیئے پھر ارشاد ہوا کہ ادھر دیکھ! اور جب رابعہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو لہو کا ایک بحر بیکراں ہوا میں معلق نظر آیا۔ اور ندا آئی کہ ہمارے ان عشاق کی چشم خونچکاں کا دریا ہے جو ہماری طلب میں چلے اور پہلی ہی منزل میں اس طرح پا شکستہ ہو کر رہ گئے کہ ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ رابعہ بصری نے عرض کیا کہ ان عشاق کی ایک صفت کا مجھے بھی مظاہرہ کروا دے۔ مگر یہ کہتے ہی انہیں نسوانی معذوری ہو گئی اور یہ ندا آئی کہ ان کا مقام یہی ہے جو سات برس تک پہلو کے بل لڑھکتے ہیں تاکہ خدا تک رسائی میں ایک حقیر سی شے کا مشاہدہ کر سکیں۔ اور جب وہ قرب منزل تک رسائی حاصل کر لیں تو ایک حقیر سی علت ان کی راہوں کو مسدود کر کے رکھ دے۔ پھر رابعہ نے عرض کیا کہ اگر تیری مرضی مجھے اپنے گھر میں رکھنے کی نہیں ہے تو پھر مجھے بصرہ میں ہی سکونت کی اجازت عطا کر دے۔ کیونکہ میں تیرے گھر میں رہنے کی اہل نہیں ہوں اور یہاں آمد سے قبل صرف تمنائے دیدار میں زندگی بسر کرتی رہی جس کی مجھے اتنی بڑی سزا دی گئی ہے۔ یہ عرض کر کے بصرہ واپس پہنچ گئیں اور تاحیات گوشہ نشین ہو کر مصروف عبادت رہیں۔

یقین کی دولت

دو بھوکے افراد رابعہ بصری کے یہاں بغرض ملاقات حاضر ہوئے اور باہم گفتگو کرنے لگے کہ اگر رابعہ اس وقت کھانا پیش کر دیں تو بہت اچھا ہو کیونکہ ان کے یہاں رزق حلال میسر آجائے گا اور آپ کے یہاں اس وقت صرف دو ہی روٹیاں تھیں وہی ان کے سامنے رکھ دیں۔ دریں اثنا کسی سائل نے سوال کیا تو آپ نے وہ دونوں روٹیاں اٹھا کر اس کو دے دیں۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ سے رہ گئے۔ لیکن کچھ ہی وقفہ کے بعد ایک کنیز بہت سی گرم روٹیاں لئے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یہ میری مالکہ نے بھجوائی ہیں۔ اور جب آپ نے ان روٹیوں کا شمار کیا تو وہ تعداد میں اٹھارہ تھیں یہ دیکھ کر کنیز سے فرمایا کہ شاید تجھے غلط فہمی ہو گئی ہے کہ یہ روٹیاں میرے یہاں نہیں بلکہ کسی اور کے یہاں بھیجی گئی ہیں لیکن کنیز نے وثوق کے ساتھ عرض کیا کہ یہ آپ ہی کے لئے بھجوائی ہیں۔ مگر آپ نے کنیز کے مسلسل اصرار کے باوجود واپس کر دیں اور جب کنیز نے اپنی مالکہ سے واقعہ بیان کیا تو اس نے حکم دیا کہ اس میں مزید دو روٹیوں کا اضافہ کر کے لے جاؤ، چنانچہ جب آپ نے بیس

روٹیاں شمار کرلیں تب ان مہمانوں کے سامنے رکھا۔ اور وہ محو حیرت ہو کر کھانے میں مصروف ہو گئے اور جب فراغت طعام کے بعد رابعہ بصری سے واقعہ کی نوعیت معلوم کرنا چاہی تو فرمایا کہ جب تم یہاں حاضر ہوئے تو مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم بھوکے ہو اور جو کچھ گھر میں حاضر تھا وہ میں نے تمہارے سامنے رکھ دیا۔ اسی دوران ایک سائل آپہنچا اور وہ دونوں روٹیاں میں نے اسے دے کر اللہ سے عرض کیا کہ تیرا وعدہ ایک کے بجائے دس دینے کا ہے اور مجھے تیرے قول صادق پر مکمل یقین ہے، لیکن کنیز کے اٹھارہ روٹیاں لانے سے میں نے سمجھ لیا کہ اس میں ضرور کوئی سہو ہوا ہے اسی لئے میں نے واپس کر دیں اور جب وہ پوری بیس روٹیاں لے کر آئی تو میں نے وعدے کی تکمیل میں لے لیں۔

دوستی کا حق

ایک مرتبہ بوجہ تکان نماز ادا کرتے ہوئے نیند آگئی اسی دوران ایک چور آپ کی چادر اٹھا کر فرار ہونے لگا لیکن اسے باہر نکلنے کا راستہ ہی نظر نہیں آیا، اور چادر اپنی جگہ رکھتے ہی راستہ نظر آگیا۔ لیکن اس نے بوجہ حرص پھر چادر اٹھا کر فرار ہونا چاہا اور پھر راستہ نظر آنا بند ہو گیا غرض کہ اسی طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ راستہ مسدود نظر آیا حتیٰ کہ اس نے ندائے غیبی سنی کہ تو خود کو آفت میں کیوں مبتلا کرنا چاہتا ہے، اس لئے کہ چادر والی نے برسوں سے خود کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور اس وقت سے شیطان تک اس کے پاس نہیں پھٹک سکا، پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے جو چادر چوری کر سکے۔ کیونکہ اگرچہ ایک دوست محو خواب ہے لیکن دوسرا دوست بیدار ہے۔

حقیقت شناسی

ایک مرتبہ آپ نے کئی یوم سے کچھ نہیں کھایا اور جب خادمہ کھانا تیار کرنے لگی تو گھر میں پیاز نہیں تھی۔ اور اس نے آپ سے پڑوس ہی سے پیاز مانگ لانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ میں تو برسوں سے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کئے ہوئے ہوں کہ تیرا سوا کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کروں گی۔ لہٰذا اگر پیاز نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ ابھی آپ کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک پرندہ اپنی چونچ میں چھلی ہوئی پیاز لئے ہوئے آیا اور ہانڈی میں ڈال کر اڑ گیا مگر آپ نے اس کو فریب شیطانی تصور کرتے ہوئے بغیر سالن کے صرف خشک روٹی کھالی۔

آپ ایک پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور تمام صحرائی جانور آپ کے گرد جمع ہو گئے لیکن اسی وقت جب خواجہ حسن بصری وہاں پہنچے تو وہ تمام جانور فرار ہو گئے۔ حسن بصری نے حیرت زدہ ہو کر آپ سے سوال کیا کہ یہ تمام جانور مجھے دیکھتے ہی کیوں فرار ہو گئے رابعہ بصری نے پوچھا کہ آج آپ نے کیا کھایا ہے تو انہوں نے کہا کہ گوشت روٹی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ جب تم ان کا گوشت کھا گئے تو پھر یہ تم سے کیونکر مانوس ہو سکتے ہیں؟

مقام ولایت

ایک مرتبہ آپ حضرت حسن بصری کے مکان پر پہنچیں تو اس وقت وہ مکان کی چھت پر اس درجہ مصروف گریہ تھے کہ اشکوں کا پرنالہ بہہ پڑا۔ رابعہ بصری نے کہا کہ اگر آپ کی یہ گریہ وزاری فریب کارانہ ہے تو اسے بند کر دو تا کہ آپ کے باطن میں ایسا بحر بیکراں موجزن ہو جائے کہ اگر اس کی پہنائیوں میں اپنے قلب کو تلاش کرنا چاہو تو نہ مل سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسا کر دینے میں قدرت کاملہ حاصل ہے۔ آپ کی یہ باتیں گو حسن بصری کے لئے بار خاطر ہوئیں لیکن

Marfat.com

آپ نے خموشی اختیار کرلی۔ اور ایک روز جب رابعہ بصری ساحل فرات پر موجود تھیں تو اچانک حسن بصری بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلےٰ بچھا کر فرمایا کہ آیئے ہم دونوں نماز ادا کریں۔ لیکن رابعہ نے جواب دیا کہ اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لیئے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ کہہ کر رابعہ نے اپنا مصلےٰ ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا کہ آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں۔ تاکہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ پھر بطور دلجوئی رابعہ نے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کرسکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیر سی مکھی بھی کرسکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت حسن بصری مکمل ایک شب و روز رابعہ بصری کے یہاں مقیم رہے اور حقیقت و معرفت کے موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ لیکن حسن بصری کہتے ہیں کہ اس دوران نہ تو مجھے یہ احساس ہوا کہ میں مرد ہوں اور نہ یہ محسوس ہوا کہ رابعہ عورت ہے اور وہاں سے واپسی پر میں نے خود کو مفلس اور ان کو مخلص پایا۔

حضرت حسن بصری اپنے چند رفقاء کے ہمراہ ایک شب رابعہ بصری کے یہاں پہنچے لیکن اس وقت ان کے یہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور حضرت حسن کو روشنی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ رابعہ نے اپنی انگلیوں پر کچھ دم کیا اور وہ ایسی روشن ہوگئیں کہ پورا مکان بقعہ نور بن گیا اور تا سحر وہ روشنی قائم رہی۔ لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ چیز بعید از قیاس ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو فرد صدق دلی کے ساتھ حضور اکرم کی اطاعت کرتا ہے اس کو آپ کے معجزے میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور حاصل ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خرق عادت شے کا اظہار انبیاء کے حق میں معجزہ کہا جاتا ہے اور ولی کے لئے کرامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ کرامت اسے صرف اتباع نبوت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور اکرم کا یہ ارشاد ہے کہ" رویائے صادقہ نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں"

حضرت رابعہ بصری نے ایک مرتبہ حضرت حسن کے لئے بطور ہدیہ موم، سوئی اور بال روانہ کئے اور یہ پیغام بھیجا کہ موم کی مانند خود کو پگھلا کر روشنی فراہم کرو، اور سوئی کی مانند برہنہ رہ کر مخلوق کے کام آؤ اور جب تم ان دونوں چیزوں کی تکمیل کرلوگے تو بال کے مانند ہوجاؤ گے اور کبھی تمہارا کوئی کام خراب نہیں ہوگا۔

ایک مرتبہ حسن بصری نے سوال کیا کہ کیا تمہیں نکاح کی خواہش نہیں ہوتی؟ آپ نے جواب دیا کہ نکاح کا تعلق تو جسم و وجود سے ہے۔ اور جس کا وجود ہی اپنے مالک میں ضم ہوگیا ہو تو اس کے لئے ہر شے میں اپنے مالک کی اجازت ضروری ہے۔

معرفت حسن بصری نے آپ سے یہ دریافت کیا کہ تمہیں یہ مراتب عظیم کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ہر شے کو یاد الہٰی میں گم کرکے پھر حضرت حسن نے سوال کیا کہ تم نے خدا کو کیونکر پہچانا، جواب دیا کہ بے ماہیت و کیفیت۔ ایک دفعہ حسن بصری نے آپ سے فرمائش کی کہ مجھے ان علوم کی بابت سمجھاؤ جو نہیں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ حاصل ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تھوڑا سا سوت کات کر تکمیل ضروریات کے لئے دو درم میں فروخت کردیا اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک درم لے کر اس خیال میں غرق ہوگئی کہ اگر میں نے

دونوں کو ایک ہاتھ میں لیا تو یہ جوڑا بن جائے گا اور یہ بات وحدانیت کے منافی اور میری گمراہی کا باعث ہو سکتی ہے پس اس کے بعد سے میری تمام راہیں کشادہ ہوتی چلی گئیں۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت حسن یہ کہتے رہتے ہیں اگر میں روزِ محشر ایک لمحہ کے لئے بھی دیدارِ خداوندی سے محروم رہا تو اتنی گریہ وزاری کروں گا کہ اہلِ فردوس کو بھی مجھ پر رحم آجائے گا۔ رابعہ نے کہا کہ انہوں نے بالکل صحیح کہا۔ لیکن یہ شے بھی اسی کے شانِ شایان ہے جو آنِ واحد کے لئے یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتا ہو۔

جب آپ سے نکاح نہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا کہ تین چیزیں میرے لئے وجہ غم بنی ہوئی ہیں اور اگر تم یہ غم دور کر دو میں یقیناً شادی کر لوں گی۔ اول یہ کہ کیا خبر میری موت اسلام پر بھی ہو گی یا نہیں؟ دوم روزِ محشر میرا نامہ اعمال نہ جانے سیدھے ہاتھ میں ہو یا الٹے ہاتھ میں؟ سوم روزِ محشر جب جنت میں ایک جماعت کو داہنی طرف سے اور دوسری کو بائیں طرف سے داخل کیا جائے گا تو نہ جانے میرا شمار کس جماعت میں ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا ان تینوں سوالوں کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس کو اتنے غم ہوں تو اس کو شادی کی کیا تمنا ہو سکتی ہے!

جب لوگوں نے آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جائیں گی؟ جواب دیا کہ جس جہان سے آئی ہوں اس جہان میں لوٹ جاؤں گی۔ پھر سوال کیا گیا کہ اس جہان میں آپ کا کیا کام ہے؟ فرمایا کفِ افسوس ملنا۔ اور جب افسوس کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں رزق تو اس جہان کا کھاتی ہوں اور کام اس جہان کا کرتی ہوں۔

خود شناسی و خدا شناسی

ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کی شیریں بیانی تو اس قابل ہے کہ آپ کو مسافر خانہ کا نگراں مقرر کر دیا جائے۔ فرمایا کہ میں تو خود ہی اپنے مسافر خانہ کی محافظ ہوں کیونکہ جو کچھ میرے اندر ہے اسے باہر نکال دیتی ہوں اور جو باہر ہے اس کو اندر نہیں جانے دیتی اس لئے مجھے کسی کی آمدورفت سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ قلب کی نگہبان ہوں جسدِ خاکی کی نہیں۔ ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ ابلیس کو غلیم تصور کرتی ہیں فرمایا کہ میں تو رحمٰن کی دوستی میں مشغولیت کی وجہ سے ابلیس کی معاندت کا تصور ہی نہیں کرتی۔

عالمِ خواب میں حضور اکرم ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ "کیا تو مجھے محبوب رکھتی ہے" تب رابعہ نے عرض کیا کہ وہ کون بدنصیب ہو گا جو آپ کو محبوب نہ رکھتا ہو لیکن میں تو حبِ الٰہی میں ایسی غرق ہوں کہ اس کے سوا کسی کی محبوبیت کا تصور تک بھی نہیں آتا یہی وجہ ہے کہ مجھ میں کسی کی محبوبیت کا احساس تک باقی نہیں۔

لوگوں کے اس سوال پر کہ محبت کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محبت ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی کیونکہ تمام عالم میں کسی نے اس کا ایک گھونٹ تک نہیں چکھا جس کے نتیجہ میں محبت اللہ تعالیٰ میں ضم ہو کر رہ گئی اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اللہ ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے یہ سوال کیا کہ آپ جس کی عبادت کرتی ہیں کیا وہ آپ کو نظر بھی آتا ہے۔ فرمایا کہ اگر نظر نہ آتا تو عبادت کیوں کرتی۔

آپ ہمہ اوقات گریہ وزاری کرتی رہتی تھیں، اور جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں اس کے فراق سے خوفزدہ ہوں جس کو محفوظ التصور کرتی ہوں، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ دم نزع یہ ندا نہ آجائے کہ تو لائق بارگاہ نہیں ہے۔

حقائق لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ خدا بندے سے کس وقت خوش ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جب بندہ محنت پر اس طرح شکر ادا کرتا ہے جیسا کہ نعمت پر کرتا ہے۔ لوگوں نے سوال کیا کہ عاصی کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں، فرمایا کہ اس وقت تک وہ توبہ ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا توفیق نہ دے اور جب توفیق حاصل ہو گئی تو پھر قبولیت میں بھی کوئی شک نہیں رہا۔ پھر فرمایا کہ جب تک قلب بیدار نہیں ہوتا اس وقت تک کسی عضو سے بھی خدا کی راہ نہیں ملتی۔ اور بیداری قلب کے لیے اعضا کی حاجت ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ قلب بیدار وہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہو جائے کہ پھر اعضا کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنا فی اللہ کی منزل ہے۔

حقیقی توبہ آپ اکثر یہ فرمایا کرتیں کہ صرف زبانی توبہ کرنا کاذب لوگوں کا فعل ہے کیونکہ اگر صدق دلی کے ساتھ توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ پھر فرمایا کہ معرفت توجہ الی اللہ کا نام ہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ وہ خدا سے پاکیزہ قلب طلب کرے۔ اور جب عطا کر دیا جائے تو پھر اسی وقت اس کو خدا کے حوالے کر دے تاکہ حجابات حفاظت میں محفوظ رہ کر مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔

دانشمندی حضرت صالح عامری اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب مسلسل کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو آخر کار کسی نہ کسی وقت کھول ہی دیا جاتا ہے۔ رابعہ بصری نے آپ کا یہ جملہ سن کر سوال کیا کہ آخر وہ کب کھلے گا؟ کیونکہ وہ تو کبھی بند ہی نہیں ہوا۔ یہ سن کر حضرت صالح کو آپ کی دانشمندی پر مسرت ہوئی اور اپنی کم عقلی پر رنج۔

ایک مرتبہ رابعہ بصری نے کسی کو ہائے غم، ہائے غم کی رٹ لگاتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ ہائے غم نہ کہو بلکہ ہائے بے غمی کہہ کر نوحہ کرو کیونکہ اگر تم میں غم ہوتا تو تم میں بات کرنے کی سکت نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ کسی شخص کو سر پر پٹی باندھے ہوئے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ سر میں بہت درد ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ اس نے کہا کہ تیس سال۔ پھر سوال کیا کہ تو نے تیس سال کے عرصہ میں کبھی صحت مندی کے شکرانے میں تو پٹی باندھی نہیں اور صرف ایک یوم کے مرض میں شکایت کی پٹی باندھ کر بیٹھ گیا۔

کسی کو آپ نے چار درم دے کر کمبل خریدنے کا حکم دیا۔ اس نے سوال کیا کہ کمبل سیاہ لاؤں یا سفید؟ یہ سنتے ہی آپ نے اس سے درم واپس لے کر دریا میں پھینکتے ہوئے فرمایا کہ ابھی کمبل خریدا بھی نہیں کہ سیاہ و سفید کا جھگڑا کھڑا ہو گیا اور خریداری کے بعد نہ جانے کیا ذیال پیش آجاتا۔ ایک مرتبہ موسم بہار میں آپ کنج تنہائی میں تھیں کہ خادمہ نے باہر نکلنے کی استدعا کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہاں آ کر رنگینیٔ فطرت کا نظارہ کیجیے کہ اس نے کیسی کیسی رنگینیاں تخلیق فرمائی ہیں لیکن آپ نے جواب دیا کہ تو بھی گوشہ نشین ہو کر خود صانع حقیقی ہی کا مشاہدہ کرے کیونکہ میرا مقصد صانع کا نظارہ ہے نہ کہ صنعت کا۔

Marfat.com

کچھ لوگ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ دانتوں سے گوشت کاٹ رہی ہیں انہوں نے سوال کیا کہ کیا آپ کے یہاں چاقو چھری نہیں ہے جو دانتوں سے کام لے رہی ہیں۔ فرمایا کہ میں محض اس خوف سے چاقو چھری نہیں رکھتی کہ کہیں وہ میرے اور میرے محبوب کے رشتہ کو منقطع نہ کر دے۔

دردِ دل

ایک مرتبہ آپ نے سات شب و روز مسلسل روزے رکھے اور شب میں قطعاً آرام بھی نہیں کیا لیکن جب آٹھویں دن بھوک کی شدت کی نفس نے فریاد کی کہ مجھے کب تک اذیت دوگی تو اسی وقت ایک شخص کھانے کی کوئی شئے پیالے میں لئے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ لے کر شمع روشن کرنے اٹھیں اور اسی وقت ایک بلی کہیں سے آئی اور وہ پیالہ الٹ دیا، اور جب پانی سے روزہ کھولنے اٹھیں تو شمع بجھ گئی اور آبخورہ گر کر ٹوٹ گیا۔ اس وقت آپ نے ایک دلدوز آہ بھر کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ یہ کیسا معاملہ کیا جا رہا ہے۔ ندا آئی کہ اگر دنیاوی نعمتوں کی طلب گار ہو تو ہم عطا کئے دیتے ہیں لیکن اس کے عوض میں اپنا درد تمہارے قلب سے نکال لیں گے اس لئے کہ ہمارے غم اور غمِ روزگار کا ایک قلب میں اجتماع ممکن نہیں اور نہ کبھی جداگانہ مرادیں ایک قلب میں جمع ہو سکتی ہیں۔ یہ ندا سنتے ہی دامنِ امید چھوڑ کر اپنا قلب حبِ دنیا سے اس طرح خالی کر لیا کہ جس طرح موت کے وقت مرنے والا امیدِ زیست ترک کر کے قلب کو دنیاوی تصورات سے خالی کر دیتا ہے اور اس کے بعد آپ بھی دنیا سے اس طرح کنارہ کش ہو گئیں کہ ہر صبح یہ دعا کرتیں کہ اے اللہ مجھے اس طرح اپنی جانب متوجہ فرما لے کہ اہلِ جہان مجھے تیرے سوا کسی کام میں مشغول نہ دیکھ سکیں۔

بعض لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ بلا کسی ظاہری مرض کے آپ گریہ و زاری کیوں کرتی رہتی ہیں۔ فرمایا کہ میرے سینے میں ایک مرض نہاں ہے کہ جس کا علاج نہ تو کسی طبیب کے بس میں ہے اور نہ وہ مرض تمہیں دکھائی دے سکتا ہے اور اس کا واحد علاج صرف وصالِ خداوندی ہے اس لئے میں مریضوں جیسی صورت بنائے ہوئے گریہ و زاری کرتی رہتی ہوں کہ شاید اسی سبب سے قیامت میں تکمیلِ تمنا ہو جائے

استغنا

کچھ اہل اللہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے سوال کیا کہ خدا کی بندگی کیوں کرتے ہو؟ ان میں سے ایک نے تو یہ جواب دیا کہ ہم جہنم کے ان طبقات سے خائف ہو کر جن پر سے روزِ محشر گزرنا پڑے گا خدا کی بندگی کرتے ہیں تاکہ جہنم سے محفوظ رہ سکیں اور دوسرے نے جواب دیا کہ ہم خواہشِ فردوس میں اس کی بندگی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو بندہ خوفِ جہنم اور امیدِ فردوس کی وجہ سے بندگی کرتا ہے وہ بہت ہی برا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا سے امید و بیم نہیں؟ فرمایا کہ پہلے ہمسایہ ہے بعد میں اپنا گھر اسی لئے ہماری نظروں میں فردوس و جہنم کا عدم و وجود مساوی ہے کیونکہ عبادتِ الٰہی فرضِ عین ہے اور اگر وہ فردوس و جہنم کو تخلیق نہ کرتا تو کیا بندے اس کی بندگی سے منکر ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیم و رجا سے ہٹ کر بلاواسطہ اس کی پرستش کرنی چاہیے۔

ایک بزرگ نے آپ کو کثیف لباس میں دیکھ کر عرض کیا کہ اللہ کے بہت سے ایسے بندے جو آپ کی جنبشِ ابرو پر نفیس سے نفیس لباس مہیا کر سکتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے طلبِ غیر سے اس لئے حیا آتی ہے کہ مالکِ دنیا تو خدا ہے اور اہلِ دنیا کو ہر شئے عارضیتاً عطا کی گئی ہے اور جس کے پاس ہر شئے خود عارضیتاً ہو اس سے کچھ طلب کرنا باعثِ ندامت ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے آپ کے صبر و بے نیازی کی داد دی۔

Marfat.com

آزمائش بطور آزمائش کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ خدا نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور شرف نبوت صرف مردوں ہی کو کیوں حاصل ہے۔ اس کے باوجود بھی آپ کو اپنے اوپر فخر و تکبر ہے اور لاحاصل ریاکاری میں مبتلا ہیں۔ فرمایا کہ یہ تو تم لوگ بجا کہتے ہو لیکن یہ تو بتاؤ کہ کیا کبھی کسی عورت نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور کیا کوئی عورت بھی مخنث ہوئی ہے جب کہ سیکڑوں مرد مخنث پھرتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ علیل ہو گئیں اور وجہ مرض دریافت کرنے پر فرمایا کہ جب میرا قلب جنت کی جانب متوجہ ہوا تو باری تعالیٰ نے اظہار ناراضگی فرمایا اور اسی کا غصہ میرے مرض کا باعث ہے۔ حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ جب میں آپ کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا تو بصرے کا ایک رئیس آپ کے آستانے پر روپوں کی تھیلی رکھے ہوئے مصروف گریہ تھا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ میں یہ رقم رابعہ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی اس کو قبول نہیں فرمائیں گی۔ لہٰذا اگر آپ سفارش کر دیں تو شاید قبولیت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ حسن بصری نے اندر پہنچ کر اس کی استدعا پیش کر دی۔ لیکن رابعہ نے فرمایا کہ میں جب سے خدا شناس ہو گئی ہوں اس وقت سے مخلوق سے کچھ لینا اور میل ملاپ ترک کر دیا ہے پھر آپ خود ہی سوچیں کہ جس رقم کے متعلق یہ بھی علم نہیں کہ وہ جائز ہے یا ناجائز اس کو میں کیسے قبول کر سکتی ہوں۔

حضرت عبدالواحد عامری بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت سفیان رابعہ بصری کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ لب کشائی کی ہمت ہی نہ ہو سکی حتیٰ کہ رابعہ نے خود ہی فرمایا کہ کچھ گفتگو کیجئے۔ تو ہم دونوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرض دور فرما دے۔ رابعہ نے عرض کیا کہ مرض تو خدا ہی کا عطا کردہ ہے اور میں اس کی عطا کردہ شے کا شکوہ کیسے کر سکتی ہوں۔ کیونکہ یہ کسی دوست کے لئے بھی مناسب نہیں کہ رضائے دوست کی مخالفت کرے۔ پھر حضرت سفیان نے پوچھا کہ کیا آپ کو کسی شے کی خواہش ہے؟ فرمایا کہ تم صاحب معرفت ہو کر ایسا سوال کرتے ہو اور بصرہ میں کھجور کی ارزانی کے باوجود بارہ سال سے کچھ کھانے کی خواہش ہے لیکن میں نے محض اس لئے نہیں چکھی کہ بندے کو اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ رضائے الٰہی کے بغیر کوئی کام کرنا کفر کے مترادف ہے پھر حضرت سفیان نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ اگر تمہارے اندر حب دنیا نہ ہوتی تو تم نیکی کا مجسمہ ہوتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کیا فرما رہی ہیں؟ آپ نے کہا کہ سچی بات کہہ رہی ہوں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم کم عقلی کی باتیں نہ کرتے۔ اس لئے کہ جب تمہیں یہ علم ہے کہ دنیا فانی ہے اور فانی شے کی ہر شے فانی ہوا کرتی ہے اس کے باوجود بھی تم نے یہ سوال کیا کہ تمہاری طبیعت کس چیز کو چاہتی ہے۔ یہ سن کر سفیان نے محو حیرت ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ میں تیری رضا کا جویا ہوں۔ رابعہ نے فرمایا کہ تمہیں رضائے الٰہی کی جستجو کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی جب کہ تم خود اس کی رضا کے طالب نہیں ہو۔

کارساز ما بفکر کار ما حضرت مالک بن دینار کہا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ بغرض ملاقات رابعہ کے یہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک ٹوٹا ہوا مٹی کا لوٹا ہے جس سے آپ وضو کرتی ہیں اور پانی پیتی ہیں اور ایک بوسیدہ چٹائی ہے جس پر اینٹ کا تکیہ بنا کر استراحت فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے بہت سے احباب مالدار ہیں اگر اجازت ہو تو ان سے آپ کے لئے کچھ طلب کروں۔ آپ نے

Marfat.com

سوال کیا کہ کیا مجھے اور تمہیں اور دولت مندوں کو رزق عطا کرنے والی ایک ہی ذات نہیں ہے؟ تو پھر کیا درویشوں کو ان کی غربت کی وجہ سے اس ذات نے فراموش کر دیا ہے اور امراء کو رزق دینا یاد رہ گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب وہ ذات ہر فرد کی ضروریات سے واقف ہے تو پھر ہمیں یاددہانی کی کیا ضرورت ہے؛ اور ہمیں اسی کی خوشی میں خوشی ہونی چاہیے۔

صدق کی تعریف

حضرت حسن بصری، مالک بن دینار اور شفیق بلخی ایک مرتبہ رابعہ کے مکان پر صدق وصفا کے موضوع پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے تو حسن بصری نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب کو ناقابل برداشت تصور کرے وہ اپنے دعویٰ صدق میں کاذب ہے یہ سن کر رابعہ بصری نے کہا کہ یہ قول خود پسندی کا آئینہ دار ہے۔ پھر شفیق بلخی نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب پر شکر ادا نہ کرے وہ اپنے دعویٰ صدق میں جھوٹا ہے اس پر رابعہ بصری نے فرمایا کہ صادق ہونے کی تعریف کچھ اس سے اور زیادہ بلند ہونی چاہیے۔ پھر مالک بن دینار نے صدق کی تعریف میں فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب میں لذت محسوس نہ کرے اس کا دعویٰ صدق باطل ہے۔ لیکن رابعہ بصری نے پھر دوبارہ یہی فرمایا کہ اس سے بھی افضل واعلیٰ کوئی اور تعریف ہونی چاہیے۔ یہ کہہ کر پھر آپ نے صدق کی یہ تعریف بیان کی کہ جو مالک کے دیدار پر اپنے زخموں کی اذیت فراموش نہ کر سکے وہ اپنے دعویٰ صدق میں جھوٹا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ دیدار خداوندی میں شدت تکلیف کو فراموش کر دینا کوئی تعجب کی بات نہیں جب کہ حسن یوسف کو دیکھ کر مصری عورتوں نے اپنی انگلیاں تراش ڈالیں اور تمنائے دیدار میں تکلیف کا قطعاً احساس نہ ہو سکا۔

محبت کی علامت

مشائخین بصرہ میں سے ایک شیخ آپ کے یہاں جا کر سرہانے بیٹھتے ہوئے دنیا کی شکایت کرنے لگے تو رابعہ نے فرمایا کہ غالباً آپ کو دنیا سے بہت زیادہ لگاؤ ہے کیونکہ جو شخص جس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کا ذکر بھی بہت زیادہ کرتا ہے کیونکہ اگر آپ کو دنیا سے لگاؤ نہ ہوتا تو آپ کبھی اس کا ذکر نہ چھیڑتے۔

توکل

حضرت حسن بصری شام کو ایسے وقت رابعہ کے یہاں پہنچے جب کہ وہ چولھے پر سالن تیار کر رہی تھیں لیکن آپ کی گفتگو سن کر فرمانے لگیں کہ یہ باتیں سالن پکانے سے کہیں بہتر ہیں اور نماز مغرب کے بعد جب ہانڈی کھول کر دیکھا تو سالن خود بخود تیار ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اور حسن بصری نے ساتھ مل کر گوشت کھایا۔ اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ ایسا لذیذ گوشت میں نے زندگی بھر نہیں کھایا۔

مقصد بندگی

حضرت سفیان اکثر یہ فرمایا کرتے کہ ایک شب کو میں رابعہ کے یہاں پہنچا تو وہ پوری شب مشغول عبادت رہیں اور میں بھی ایک گوشہ میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر صبح کے وقت رابعہ نے فرمایا کہ عبادت کی توفیق عطا کئے جانے پر ہم کسی طرح معبود حقیقی کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور میں بطور شکرانہ کل کا روزہ رکھوں گی اور اکثر آپ یہ دعا کیا کرتیں کہ یا خدا اگر روز محشر تو نے مجھے نار جہنم میں ڈالا تو میں تیرا ایک ایسا راز افشا کر دوں گی جس کو سن کر جہنم مجھ سے ایک ہزار سال کی مسافت پر بھاگ جائے گی۔ اور کبھی یہ دعا کرتیں کہ دنیا میں میرے لئے جو حصہ متعین کیا گیا ہے وہ اپنے معاندین کو دے دے اور جو حصہ عقبیٰ میں مخصوص ہے وہ اپنے دوستوں میں تقسیم فرما دے کیونکہ میرے لئے تو صرف تیرا وجود ہی بہت کافی ہے اور اگر میں جہنم کے ڈر سے عبادت

Marfat.com

کرتی ہوں۔ تو مجھے جہنم میں جھونک دے۔ اور اگر خواہش فردوس وجہ عبادت ہو تو فردوس میرے لئے حرام فرما دے۔ اور اگر میری پرستش صرف تمنائے دیدار کے لئے ہو تو پھر اپنے جمال عالم افروز سے مشرف فرما دے۔ لیکن اگر تو نے مجھے جہنم میں ڈال دیا تو میں یہ شکوہ کرنے میں حق بجانب ہوں گی کہ دوستوں کے ہمراہ دوستوں ہی جیسا برتاؤ ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد ندائے غیبی آئی کہ تو ہم سے بدظن نہ ہو ہم تجھے اپنے ایسے دوستوں کے قرب میں جگہ دیں گے جہاں تو ہم سے ہم کلام ہو سکے گی۔ پھر آپ نے خدا تعالےٰ سے عرض کیا کہ میرا کام تو بس تجھے یاد کرنا اور آخرت میں تمنائے دیدار ہے کر جانا ہے ویسے مالک ہونے کی حیثیت سے تو مختار کل ہے۔ ایک رات حالت عبادت میں آپ نے خدا سے عرض کیا کہ مجھے یا تو حضوری قلب عطا فرما یا پھر بے رغبتی کی عبادت کو قبولیت عنایت کر دے۔

وفات کے وقت آپ نے مجلس میں حاضر مشائخین سے فرمایا کہ آپ حضرات یہاں سے ہٹ کر ملائکہ کے لئے جگہ چھوڑ دیں، چنانچہ سب باہر نکل آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اندر سے یہ آواز سنائی دی کہ یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ یعنی اے مطمئن نفس اپنے مولا کی جانب لوٹ چل۔ اور جب کچھ دیر کے بعد اندر سے آواز آنی بند ہو گئی تو لوگوں نے جب اندر جا کر دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی مشائخین کا قول ہے کہ رابعہ نے خدا کی شان میں کبھی کوئی گستاخی نہ کی اور نہ کبھی دکھ سکھ کی پرواہ نہ کی۔ اور مخلوق سے کچھ طلب کرنا تو درکنار اپنے مالک حقیقی سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔ اور انوکھی شان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کسی نے حضرت رابعہ بصری کو خواب میں دیکھ کر دریافت فرمایا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسا معاملہ رہا، جواب دیا کہ نکیرین نے جب مجھ سے یہ سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ واپس جا کر اللہ تعالےٰ سے عرض کر دو کہ جب تو نے پوری مخلوق کے خیال کے باوجود ایک ناسمجھ عورت کو کبھی فراموش نہیں کیا تو پھر وہ تجھے کیونکر بھول سکتی ہے اور جب دنیا میں تیرے سوا اس کا کسی سے تعلق نہ تھا تو پھر ملائکہ کے ذریعہ جواب طلبی کے کیا معنی۔

حضرت محمد اسلم طوسی اور نعمی طرطوسی نے بیابانوں میں تیس ہزار راہگیروں کو پانی پلایا اور رابعہ بصری کے مزار پر آ کر کہا کہ تیرا قول تو یہ تھا کہ میں دو جہاں سے بے نیاز ہو چکی لیکن آج تیری وہ بے نیازی کہاں رخصت ہو گئی، چنانچہ مزار میں سے آواز آئی کہ جس چیز کا میں مشاہدہ کرتی رہی اور فی الوقت بھی کر رہی ہوں وہ میرے لئے بہت ہی باعث برکت ہے۔

Marfat.com

باب ۱۰

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا شمار نہ صرف اہل تقویٰ اور اہل ورع میں ہوتا ہے بلکہ آپ مشائخین کے مقتدا، راہ طریقت کے ہادی، ولایت و ہدایت کے مہر منور اور کرامت و ریاضت کے اعتبار سے اپنے دور کے شیخ کامل تھے اور آپ کے ہم عصر آپ کو صادق و معتقد التصور کرتے تھے۔

آپ ابتدائی دور میں ٹھاٹ کا لباس، اونی ٹوپی اور گلے میں تسبیح ڈالے صحرا الصحرا لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ اور قزاقوں کے سرغنہ تھے۔ غارت گری کا پورا مال تقسیم کر کے اپنے لئے اپنی پسندیدہ شے رکھ لیا کرتے تھے اس کے باوجود نہ صرف خود پنجگانہ نماز کے عادی تھے بلکہ خدام اور ساتھیوں میں جو نماز نہ پڑھتا اس کو خارج از جماعت کر دیتے۔

عجیب و واقعات ایک مرتبہ کوئی متمول قافلہ اس جانب سے گذر رہا تھا ان میں سے ایک مالدار کے پاس بہت رقم تھی چنانچہ اس نے لٹیروں کے خوف سے یہ سوچ کر کہ اگر رقم ہی بچ جائے تو بہت اچھا ہے اور صحرا میں رقم دفن کرنے کے لئے جگہ کی تلاش میں نکلا تو وہاں ایک بزرگ کو مصلے بچھائے تسبیح پڑھتے دیکھ کر مطمئن سا ہو گیا اور وہ رقم بطور امانت ان بزرگ کے پاس رکھ کر جب قافلہ میں پہنچا تو پورا قافلہ لٹیروں کی نذر ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ شخص جب اپنی رقم کی واپسی کے لئے ان بزرگ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت لٹیروں کے ساتھ مل کر مال غنیمت تقسیم کر رہے ہیں۔ اس بے چارے نے اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے ہی ہاتھوں اپنی رقم ایک قزاق کے حوالے کر دی۔ لیکن حضرت فضیل نے اسے اپنے قریب بلا کر پوچھا، کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ اپنی رقم کی واپسی کے لئے۔ آپ نے فرمایا کہ جس جگہ رکھ کر گئے تھے وہیں سے اٹھا لو۔ جب وہ اپنی رقم لے کر واپس ہو گیا تو آپ کے ساتھیوں نے پوچھا کہ یہ رقم باہمی تقسیم کرنے کے بجائے آپ نے واپس کیوں کر دی؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں۔ پھر چند یوم بعد لٹیروں نے دوسرا قافلہ لوٹ لیا جس میں بہت مال و متاع ہاتھ آیا۔ لیکن اہل قافلہ میں سے کسی نے پوچھا کہ کیا تمہارا کوئی سرغنہ نہیں ہے۔ لٹیروں نے جواب دیا کہ ہے تو سہی لیکن اس وقت وہ لب دریا نماز میں مشغول ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یہ وقت تو کسی نماز کا نہیں۔ راہزنوں نے کہا کہ نفلیں پڑھ رہا ہے پھر اس نے سوال کیا کہ جب تم کھانا کھاتے ہو تو کیا وہ تمہارے ہمراہ نہیں کھاتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دن میں روزہ رکھتا ہے۔ اس شخص نے پھر کہا کہ یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ نفلی روزے رکھتا ہے۔ یہ حالات سن کر وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا اور حضرت فضیل کے پاس جا کر عرض کیا کہ صوم و صلوٰۃ کے ساتھ رہزنی کا کیا

Marfat.com

تعلق ہے؟ آپ نے پوچھا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے اس شخص نے جب اثبات میں جواب دیا تو حضرت فضیل نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا۔ یعنی دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے عمل صالح کو اس کے ساتھ خلط ملط کر دیا۔ آپ کی زبانی قرآنی آیت سن کر وہ شخص محو حیرت رہ گیا۔

روایت ہے کہ آپ بہت بامروت و باہمت تھے اور جس کارواں میں کوئی عورت ہوتی یا جن کے پاس قلیل متاع ہوتی اس کو نہیں لوٹتے تھے اور جس کو لوٹتے اس کے پاس کچھ نہ کچھ مال و متاع چھوڑ دیتے۔ ابتدائی دور میں آپ ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے اور اکثر اس کی محبت میں گریہ وزاری کرتے رہتے۔ نہ صرف یہ بلکہ لوٹتے ہوئے اثاثے میں سے اپنا حصہ اس عورت کے پاس بھیج دیتے اور گاہے گاہے خود بھی اس کے پاس جاتے رہتے۔

سبق آموز واقعہ

ایک مرتبہ رات میں کوئی قافلہ آکر ٹھہرا اور اس میں ایک شخص یہ آیت تلاوت کر رہا تھا کہ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔ یعنی کیا اہل ایمان کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے خوفزدہ ہو جائیں۔ اس آیت کا فضیل کے قلب پر ایسا اثر ہوا جیسے کسی نے تیر مار دیا ہو اور آپ نے اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا کہ یہ غارتگری کا کھیل کب تک جاری رہے گا اور اب وہ وقت آچکا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں چل پڑیں۔ یہ کہہ کر زار و قطار روتے رہے اور اس کے بعد سے مشغول ریاضت ہو گئے اور ایک ایسے صحرا میں جا نکلے جہاں کوئی قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اور اہل قافلہ میں سے کوئی کہہ رہا تھا کہ اس راستے میں فضیل ڈاکے مارتا ہے لہٰذا ہمیں راستہ تبدیل کر دینا چاہیے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب قطعاً بے خوف ہو جاؤ اس لئے کہ میں نے راہزنی سے توبہ کر لی ہے پھر ان تمام لوگوں سے جن کو آپ سے اذیتیں پہنچی تھیں معافی طلب کر لی۔ لیکن ایک یہودی نے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور یہ شرط پیش کی کہ اگر تم سامنے والی پہاڑی کو یہاں سے ہٹا دو تو میں معاف کر دوں گا چنانچہ آپ نے اس کی مٹی اٹھانی شروع کر دی اور اتفاق سے ایک دن ایسی آندھی آئی کہ وہ پوری پہاڑی اپنی جگہ سے ختم ہو گئی۔ اور یہودی نے یہ دیکھ کر اپنے قلب سے آپ کی معاندت ختم کر دی۔ اور عرض کیا کہ میں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک تم میرا مال واپس نہیں کرو گے میں معاف نہیں کرونگا لہٰذا اس وقت میرے تکیہ کے نیچے اشرفیوں کی ایک تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ آپ اٹھا کر مجھے دے دیں تاکہ میری قسم کا کفارہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ تھیلی اٹھا کر آپ نے اس کو دے دی۔ اس کے بعد اس نے یہ شرط پیش کی کہ پہلے مجھے مسلمان کر لو پھر معاف کروں گا اور آپ نے کلمہ پڑھا کر اس کو مسلمان کر لیا۔ اسلام لانے کے بعد اس نے بتایا کہ میرے مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ اگر صدق دلی سے تائب ہونے والا خاک کو ہاتھ لگا دیتا ہے تو وہ سونا بن جاتی ہے لیکن مجھے اس پر یقین نہیں تھا اور آج جب کہ میری تھیلی میں مٹی بھری ہوئی تھی اور آپ نے جب مجھ کو دی تو واقعی اس میں سونا نکلا اور مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ آپ کا مذہب سچا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے کسی سے استدعا کی کہ میں نے بہت جرائم کئے ہیں لہٰذا مجھے امیر وقت کے پاس لے چلو تاکہ وہ مجھ پر شرعی حدود نافذ کرے اور جب اس نے امیر وقت کے سامنے آپ کو پیش کر دیا تو اس نے انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ آپ کو واپس

Marfat.com

کر دیا اور جب آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر جا کر آواز دی تو بیوی نے اضمحلال سے بھری ہوئی آواز سن کر یہ تصور کیا کہ شاید آپ زخمی ہو گئے ہیں اور جب بیوی نے پوچھا کہ زخم کہاں آیا ہے تو فرمایا کہ آج میرے قلب پر زخم لگا ہے۔ پھر بیوی سے کہا کہ میں سفر حج پر جانا چاہتا ہوں لہٰذا اگر تم چاہو تو میں تم کو طلاق دے دوں۔ کیونکہ اس راستے میں تمہیں میرے ہمراہ بڑی بڑی اذیتیں جھیلنی پڑیں گی۔ لیکن بیوی نے کہا کہ میں خادمہ بن کر تمہارے ہمراہ رہوں گی کیونکہ میرے لئے تمہاری فرقت ناقابل برداشت ہے چنانچہ آپ نے انہیں بھی شریک سفر کر لیا اور اللہ تعالےٰ نے راستے کی تمام مشکلات دور فرمادیں اور آپ نے مکہ معظمہ پہنچ کر کعبۃ اللہ کی مجاورت اختیار کر لی۔ اور مدتوں حضرت امام ابوحنیفہ کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا اور عبادت و ریاضت میں معراج کمال تک رسائی حاصل کی۔ اہل مکہ آپ کے گرد جمع رہتے اور آپ اپنے مواعظ حسنہ سے انہیں مستفیض فرماتے رہتے، دریں اثنا آپ کے کچھ اعزا بغرض ملاقات پہنچے تو آپ نے ان سے ملاقات نہیں کی۔ لیکن بے حد اصرار کے بعد چھت پر چڑھ کر فرمایا کہ اللہ تم لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے تاکہ کسی اچھے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ الفاظ ان لوگوں پر کچھ ایسے موثر ہوئے کہ ان پر غشی طاری ہو گئی اور تمنائے ملاقات لئے وطن واپس ہو گئے۔

بے نیازی

ایک رات ہارون الرشید نے فضل برمکی کو حکم دیا کہ مجھے کسی درویش سے ملوا دو، چنانچہ وہ حضرت سفیان کی خدمت میں لے گیا اور دروازے پر دستک دینے کے بعد جب حضرت سفیان نے پوچھا کہ کون ہے تو فضل نے جواب دیا کہ امیرالمومنین ہارون الرشید تشریف لائے ہیں۔ سفیان نے فرمایا کہ کاش مجھے پہلے سے علم ہوتا تو میں خود استقبال کے لئے حاضر ہوتا۔ یہ جواب سن کر ہارون نے فضل سے کہا کہ میں جیسے درویش کا متلاشی تھا ان میں وہ اوصاف نہیں ہیں اور تم مجھے یہاں لے کر کیوں آئے! فضل نے عرض کیا کہ آپ جس قسم کے بزرگ کی جستجو میں ہیں وہ اوصاف صرف فضیل بن عیاض میں ہیں۔ یہ کہہ کر ہارون کو فضیل بن عیاض کے یہاں لے گیا۔ اس وقت آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ یعنی کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے برے کام کئے ہم ان کو نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ یہ سن کر ہارون نے کہا کہ اس سے بڑی نصیحت اور کیا ہو سکتی ہے۔ پھر جب دروازے پر دستک دینے کے جواب میں حضرت فضیل نے پوچھا کہ کون ہے تو فضل برمکی نے کہا کہ امیرالمومنین تشریف لائے ہیں۔ آپ نے اندر ہی سے فرمایا کہ ان کا میرے پاس کیا کام اور مجھے ان سے کیا واسطہ میری مشغولیت میں آپ لوگ حارج نہ ہوں، لیکن فضل نے کہا کہ اولامر کی اطاعت فرض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اذیت نہ دو، پھر فضل نے کہا کہ آپ اندر داخلے کی اجازت نہیں دیتے تو ہم بلا اجازت داخل ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اجازت نہیں دیتا ویسے بلا اجازت داخلے میں تم مختار ہو۔ اور جب دونوں اندر داخل ہوئے تو آپ نے شمع بجھا دی تاکہ ہارون کی شکل نظر نہ آئے۔ لیکن اتفاق سے تاریکی میں ہارون کا ہاتھ آپ کے دست مبارک پر پڑ گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتنا نرم ہاتھ ہے کاش جہنم سے نجات حاصل کر سکے۔ یہ فرما کر نماز میں مشغول ہو گئے اور فراغت نماز کے بعد جب ہارون نے عرض کیا کہ آپ کچھ ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے والد حضور اکرمؐ کے چچا تھے اور جب انہوں نے حضورؐ سے استدعا کی کہ مجھے کسی ملک کا حکمراں بنا دیجئے تو حضورؐ نے

Marfat.com

فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے نفس کا حکمراں بنانا ہوں کیونکہ دنیاوی حکومت تو روزِ محشر وجہ ندامت بن جائے گی۔ یہ سن کر ہارون نے عرض کیا کہ کچھ اور ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو سلطنت حاصل ہوئی تو انہوں نے کچھ ذی عقل لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میرے اوپر ایک ایسا بارِ گراں ڈال دیا گیا ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ آپ ہر سن رسیدہ مومن کو باپ کی جگہ تصور کریں اور ہر جوان کو بمنزلہ بھائی کے اور بیٹے کے تصور کریں اور عورتوں کو ماں بیٹی اور بہن سمجھیں۔ اور انہیں رشتوں کے مطابق ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں، ہارون الرشید نے پھر عرض کیا کہ کچھ اور نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ پوری مملکت اسلامیہ کے باشندوں کو اپنی اولاد تصور کرو، بزرگوں پر مہربانی کرو، چھوٹوں سے بھائیوں اور اولادوں کی طرح پیش آؤ۔ پھر فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہاری حسین و جمیل صورت نارِ جہنم کا ایندھن نہ بن جائے۔ کیونکہ محشر میں بہت سی حسین صورتوں کا نارِ جہنم میں جا کر حلیہ ہی تبدیل ہو جائے گا۔ اور بہت سے امیر اسیر ہو جائیں گے۔ اللہ سے خائف رہتے ہوئے محشر میں جواب دہی کے لئے ہمیشہ چوکس رہو کیونکہ وہاں تم سے ایک ایک مسلمان کی باز پرس ہو گی۔ اور اگر تمہاری قلمرو میں ایک غریب عورت بھی بھوکی سو گئی تو محشر میں تمہارا گریبان پکڑ لے گی۔ ہارون پر یہ نصیحت آمیز گفتگو سنتے سنتے غشی طاری ہو گئی اور فضل برمکی نے حضرت فضیل سے کہا کہ جناب بس کیجئے آپ نے تو امیر المومنین کو نیم مردہ ہی کر دیا۔ حضرت فضیل نے فرمایا کہ اے ہامان خاموش ہو جا میں نے نہیں بلکہ تو نے اور تیری جماعت نے ہارون کو زندہ درگور کر دیا ہے۔ یہ سن کر ہارون پر مزید رقت طاری ہو گئی اور فضل برمکی سے کہا کہ مجھے فرعون تصور کرنے کی نسبت سے تجھے ہامان کا خطاب دیا ہے۔ پھر ہارون نے پوچھا کہ آپ کسی کے مقروض تو نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کا قرضدار ہوں اور اس کی ادائیگی صرف اطاعت ہی سے ہو سکتی ہے لیکن اس کی ادائیگی بھی میرے بس سے باہر ہے کیونکہ محشر میں میرے پاس کسی سوال کا جواب نہ ہو گا۔ پھر ہارون نے عرض کیا کہ میرا مقصد دنیاوی قرض سے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہی اتنی ہیں کہ مجھے قرض لینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود ہارون نے بطور نذرانہ ایک ہزار دینار کی تھیلی پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ رقم مجھے اپنی والدہ کے ورثہ میں حاصل ہوئی ہے اس لئے قطعاً حلال ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ صد حیف میری تمام پند و نصائح بے سود ہو کر رہ گئیں کیونکہ تم نے ذرا سا بھی اثر قبول نہیں کیا۔ میں تو تمہیں دعوتِ نجات دے رہا ہوں اور تم مجھے قعرِ ہلاکت میں جھونک دینا چاہتے ہو۔ کیونکہ جو مال مستحقین کو ملنا چاہیے وہ تم غیر مستحقین میں تقسیم کرنے کے خواہاں ہو۔ اس کے بعد ہارون نے رخصت ہوتے وقت فضل برمکی سے کہا کہ یہ واقعی صاحب فضل بزرگوں میں سے ہیں۔

ولی کی اولاد

حضرت فضیل ایک مرتبہ اپنے بچے کو آغوش میں لئے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ بچے نے سوال کیا کہ کیا آپ مجھے اپنا محبوب تصور کرتے ہیں۔ فرمایا کہ بیشک۔ پھر بچے نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب سمجھتے ہیں۔ پھر ایک قلب میں دو چیزوں کی محبوبیت کیسے جمع ہو سکتی ہے یہ سنتے ہی بچے کو آغوش سے اتار کر مصروفِ عبادت ہو گئے۔

میدان عرفات میں لوگوں کی گریہ و زاری کا منظر دیکھ کر فرمایا کہ اگر اتنی گریہ و زاری کے ساتھ کسی بخیل سے بھی دولت طلب کریں تو شاید وہ بھی انکار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اے مالکِ حقیقی اتنی گریہ و زاری کے بعد مغفرت طلب کرنے والوں کو تو یقیناً معاف

Marfat.com

فرمادے گا۔ عرفہ کی شب میں کسی نے آپ سے سوال کیا کہ عرفات کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ اگر فضیل ان میں شامل نہ ہوتا تو یقیناً سب کی مغفرت ہو جاتی۔

رموز واشارات آپ سے کسی نے سوال پوچھا کہ خدا کی محبت معراج کمال تک کس وقت پہنچتی ہے؟ فرمایا کہ جب دنیا اور دین بندے کے لئے مساوی ہو جائے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ اگر کوئی فرد اس خوف سے لبیک نہ کہتا ہو کر جواب نفی میں نہ مل جائے تو اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ اس سے زیادہ بلند مرتبت کوئی نہیں۔ پھر اساس دین کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا کہ عقل دین کی بنیاد ہے اور عقل کی بنیاد علم اور علم کی بنیاد صبر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت فضیل کو یہ کہتے سُنا ہے کہ طالب دنیا رسوا و ذلیل ہوتا ہے اور جب میں نے اپنے لئے کچھ نصیحت کرنے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ خادم بنو مخدوم نہ بنو، کیونکہ خادم بننا ہی وجہ سعادت ہے۔ ایک مرتبہ بشر حافی نے پوچھا کہ زہد و رضا میں افضل کون ہے؟ فرمایا کہ رضا کو فضیلت اس لئے حاصل ہے کہ جو راضی برضا رہتا ہے وہ اپنی بساط سے زیادہ طلب نہیں کرتا۔

سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قرآن و حدیث کے بیان کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج کی نشست اور رات دونوں مبارک ہیں اور خلوت سے کہیں زیادہ افضل۔ فرمایا کہ یہ نہ کہو، آج کی شب تو تمام راتوں سے قبیح ہے کیونکہ آج کی شب ہم دونوں اسی تصور میں غرق رہے کہ گفتگو کا موضوع ایسا ہونا چاہیے جو ہم دونوں کا پسندیدہ ہو، جب کہ اس تصور سے خلوت نشینی اور ذکر الٰہی میں مشغولیت کہیں زیادہ بہتر ہے۔

ارشادات آپ نے حضرت عبداللہ کو سامنے سے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ جدھر سے آئے ہو ادھر ہی لوٹ جاؤ۔ ورنہ میں لوٹ جاؤں گا کیونکہ تمہاری آمد کی غایت صرف یہ ہوتی ہے کہ ہم دونوں بیٹھ کر باتیں کریں۔ ایک مرتبہ آپ نے کسی سے حاضر خدمت ہونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا کہ میری آمد کا مقصد آپ کی شیریں بیانی سے محظوظ ہوتا ہے۔ آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ یہ بات میرے لئے بہت ہی وحشت انگیز ہے کیونکہ تمہاری آمد کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم دونوں جھوٹ اور فریب میں مبتلا ہیں لہٰذا یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میری خواہش صرف اس غرض سے علیل ہو جانے کی ہے کہ باجماعت نماز ادا نہ کرنی پڑے اور کسی کی شکل تک نظر نہ آئے کیونکہ بندگی ایک ایسی خلوت نشینی کا نام ہے جس میں کسی کی صورت نظر نہ پڑے اور میں ایسے شخص کا بہت ممنون ہوتا ہوں جو نہ تو مجھے سلام کرے اور نہ مزاج پرسی کو آئے کیونکہ لوگوں سے میل ملاپ اور عدم تنہائی نیکی سے بہت دور کر دیتے ہیں اور جو شخص محض اعمال پر گفتگو کرتا ہے اس کی گفتگو لغو اور بے سود ہوتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہے اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ دوست کو غم اور دشمن کو عیش عطا کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس طرح جنت میں رونا عجیب سی بات ہے اسی طرح دنیا میں ہنسنا بھی تعجب انگیز ہے کیونکہ نہ تو جنت رونے کی جگہ ہے اور نہ دنیا ہنسنے کی جگہ۔ اور جس کا قلب خشیت الٰہی

سے لبریز ہوتا ہے اس سے ہر شے خوفزدہ رہتی ہے۔ پھر فرمایا کہ بندے کے زہد کی مقدار اسی قدر ہوتی ہے جتنا اسے آخرت سے لگاؤ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے پوری امت محمدی میں ابن سیرین سے زیادہ بیم و رجا کے عالم میں کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا کہ اگر دنیا کی ہر لذت میرے لئے جائز کر دی جاتی جب بھی میں دنیا سے اتنا نادم رہتا جتنا لوگ حرام و مردود شے سے نادم ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے برائیوں کے مجموعہ کو دنیا کا نام دے دیا ہے اور دنیا سے بری الذمہ ہو کر لوٹنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا دنیا میں آنا آسان ہے۔ پھر فرمایا کہ لوگ دارالامراض میں پاگلوں کے مانند تنگ جگہ میں زندگی گذار دیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر آخرت خاکی ہوتی اور دنیا زرِ خالص، پھر بھی دنیا فانی ہی رہتی اور لوگوں کی خواہش خاکی ہونے کے باوجود آخرت ہی کی جانب ہوتی۔ لیکن دنیا خاکی ہے اور آخرت زرِ خالص پھر آخرت کی جانب لوگوں کی توجہ نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ دنیا میں جب کسی کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے تو آخرت میں اس کے حصے کم کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ وہاں تو صرف وہی ملے گا جو دنیا میں کمایا ہے لہٰذا یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ حصہ آخرت میں کمی کرے یا زیادتی۔ پھر فرمایا کہ دنیا میں عمدہ لباس اور اچھا کھانے کی عادت مت ڈالو کیونکہ محشر میں ان چیزوں سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ہم انبیاء کرام میں سے کسی ایک نبی سے پہاڑ پر ہم کلام ہوں گے۔ چنانچہ کوہِ طور کے علاوہ تمام پہاڑ فخر و تکبر کا شکار ہو گئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا۔ کیونکہ عجز خدا کی پسندیدہ شے ہے۔ پھر فرمایا کہ تین چیزوں کا حصول ناممکن ہے اس لئے ان کی جستجو نہ کرو۔ اول ایسا عالم جو مکمل طور پر اپنے علم پر عمل پیرا ہو۔ دوم ایسا عامل جس میں اخلاص بھی ہو۔ سوم وہ بھائی جو عیوب سے پاک ہو، کیونکہ جو فرد اپنے بھائی کا ظاہری دوست اور باطنی دشمن ہو اس پر سدا خدا کی لعنت رہتی ہے اور اس کی سماعت و بصارت سلب کر لئے جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دَور وہ بھی تھا کہ جب عمل کو ریا تصور کیا جاتا تھا اور ایک دَور یہ ہے کہ بے عملی ریا میں شامل ہے یاد رکھو کہ دکھاوے کا عمل شرک میں شامل ہے۔ پھر فرمایا کہ زاہد و اہلِ معرفت وہی ہے جو مقدرات پر شاکر و قانع رہے اور مکمل خدا شناس عبادت بھی مکمل کرتا ہے اور کسی سے اعانت کا طالب نہ ہو وہ جوانمرد ہے۔ پھر فرمایا کہ متوکل وہی ہے جو خدا کے سوا نہ تو کسی سے خائف ہو اور نہ کسی سے امیدیں وابستہ کرے کیونکہ توکل خدا پر شاکر و قانع رہنے کا نام ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر لوگ تم سے سوال کریں کہ کیا تم خدا کے محبوب ہو؟ تو کوئی جواب نہ دو اور نہ اپنی محبوبیت کا انکار کرو ورنہ تمہیں حلقۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا اور اگر محبوبیت کا دعویٰ کرو گے تو دروغگوئی ہوگی کیونکہ تمہارا کوئی عمل خدا کے محبوبوں جیسا نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ جب حوائج ضروریہ کی وجہ سے ذکرِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہوں تو بے حد ندامت ہوتی ہے حالانکہ تین یوم کے بعد رفع حاجت کے لئے جاتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ غسل کے بعد پاک ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے بد باطن حج و زیارت کعبہ کے بعد بھی نجس لوٹتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دانشمندوں سے جنگ کرنا احمقوں کے ساتھ مٹھائی کھانے سے زیادہ سہل ہے۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ چوپایوں پر لعن طعن کرتے ہیں تو وہ چوپائے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تجھ میں جو لعنت کا زیادہ مستحق ہو اس پر لعنت ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر مجھے اپنی دعا کی مقبولیت کا ایقان ہوتا تو میں اپنے بجائے سلطانِ وقت کے لئے دعا کرتا تاکہ مخلوق کو زیادہ سکون حاصل ہوتا کیونکہ اپنے لئے دعا کرنے میں اپنا ہی مفاد پوشیدہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کھانے اور سونے کی زیادتی باعث ہلاکت ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ دو خصلتیں حماقت پر مبنی ہیں اول بلاوجہ ہنسنا، دوم دن رات کی بیداری سے گریز کرنا اور خود عمل نہ کرتے ہوئے

Marfat.com

دوسروں کو نصیحت کرنا، پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور جو مجھے بھلاتا ہے میں اس کو بھلا دیتا ہوں اور میرے فعل کے بعد مجھے یاد کرنا جرم ہے" پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ "معصیت کرنے والوں کو مبارکباد دے دو کہ جب تم توبہ کر دگے میں قبول کروں گا اور صدیقین کو ڈرا دو کہ اگر میں محشر میں عدل کروں گا تو تم سب مستوجب عذاب ہو گے"

واقعات ایک مرتبہ آپ کے بچے کا پیشاب بند ہو گیا تو آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تجھے میری دوستی کی قسم اس کا مرض دفع فرما دے۔ چنانچہ بچہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا اور آپ اپنی دعاؤں میں اکثر یہ فرمایا کرتے کہ اللہ تیرا دستور تو یہ ہے کہ اپنے محبوب بندوں اور ان کے بیوی بچوں کو بھوکا ننگا رکھتا ہے اور ان کو ایسی عزت دیتا ہے کہ گھر میں روشنی تک کا انتظام نہیں ہوتا۔ پھر بھلا تو نے مجھے دولت کیوں عطا فرمائی کیا میں تیرے محبوب بندوں کے مرتبہ کا فرد نہیں ہوں، اور کبھی یہ دعا کرتے کہ مجھے عذاب سے نجات دے کر میرے حال پر کرم فرما، کیونکہ تو علیم و ستار ہے۔ مشہور ہے کہ آپ کو تیس برس کسی نے کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا لیکن جب آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ مسکراتے رہے اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالےٰ اس کے مرنے سے خوش ہوا لہٰذا میں بھی اس کی رضا میں خوش ہوں۔

کسی قاری نے بہت خوش الحانی کے ساتھ آپ کے سامنے کوئی آیت تلاوت کی، تو آپ نے فرمایا کہ میرے بچے کے نزدیک جا کر تلاوت کرو، لیکن سورۂ القارعہ ہرگز مت پڑھنا کیونکہ خشیت الٰہی کی وجہ سے وہ ذکر قیامت سننے کی استطاعت نہیں رکھتا مگر قاری نے وہاں پہنچ کر یہی سورۃ قرأت کی اور آپ کے صاحبزادے ایک چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

زندگی کے آخری لمحات میں آپ نے فرمایا کہ مجھے پیغمبروں پر اس لئے رشک نہیں آتا کہ ان کے لئے بھی قبر و قیامت اور جہنم و پلصراط کا مرحلہ ہے اور وہ بھی نفسی نفسی کی منزل سے گذریں گے اور ملائکہ پر اس لئے رشک نہیں آتا کہ وہ انسانوں سے بھی زیادہ خوفزدہ رہتے ہیں البتہ ان پر ضرور رشک آتا ہے جنہوں نے شکم مادر سے جنم ہی نہیں لیا ہے۔ انتقال کے وقت آپ کی دو صاحبزادیاں موجود تھیں چنانچہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ میرے بعد ان دونوں کو کوہ ابو قبیس پر لے جا کر اللہ تعالےٰ سے عرض کرنا کہ فضیل نے زندگی بھر انہیں پرورش کیا اور اب جب کہ وہ قبر میں جا چکا ہے تو یہ دونوں تیرے سپرد ہیں۔ چنانچہ بیوی نے وصیت پر عمل کیا اور ابھی دعا ہی میں مشغول تھیں کہ سلطان یمن ادھر آنکلا اور اس نے دونوں صاحبزادیوں کو اپنی کفالت میں لے کر ان کی والدہ سے اجازت کے بعد اپنے دو لڑکوں سے ان دونوں کی شادیاں کر دیں۔

روایت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ حضرت فضیل کی موت کے وقت ارض و سما حزن و ملال میں غرق تھے۔

باب ۱۱
حضرت ابراہیم اَدھم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقبؒ

تعارف آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور بہت سے مشائخین سے شرف نیاز حاصل کیا بہت عرصہ تک حضرت امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہے۔ جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ تمام علوم حاصل تھے جو اولیاء کرام کو ہوا کرتے ہیں اور درحقیقت آپ گنجینۂ علوم کی کلید تھے۔ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا لیکن امام ابوحنیفہ نے "سیدنا" کہہ کر خطاب کیا اور اپنے نزدیک جگہ دی۔ اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ انہیں سرداری کیسے حاصل ہوگئی تو امام صاحب نے فرمایا کہ ان کا مکمل وقت ذکر وشغل میں صرف ہوتا ہے اور ہم دنیاوی مشاغل میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔

سبق آموز واقعات ابتداء میں آپ بلخ کے سلطان اور عظیم المرتبت حکمراں تھے۔ ایک مرتبہ آپ محوِ خواب تھے کہ چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو آواز دے کر پوچھا کہ چھت پر کون ہے؟ جواب ملا کہ میں آپ کا ایک شناسا ہوں اور اونٹ کی تلاش میں چھت پر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چھت پر اونٹ کس طرح آسکتا ہے جواب ملا کہ آپ کو تاج وتخت میں خدا کس طرح مل جائے گا۔ یہ سن کر آپ ہیبت زدہ ہوگئے اور دوسرے دن جس وقت دربار جما ہوا تھا تو ایک بہت ہی ذی حشم شخص دربار میں آپہنچا اور حاضرین پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ کسی میں کچھ پوچھنے کی سکت باقی نہ رہی اور شخص تیزی کے ساتھ تخت شاہی کے نزدیک پہنچ کر چاروں طرف کچھ دیکھنے لگا۔ اور جب ابراہیم ادھم نے سوال کیا کہ تم کون ہو اور کس کی تلاش میں آئے ہو تو اس نے کہا کہ میں قیام کرنے کی نیت سے آیا تھا لیکن یہ تو سرائے معلوم ہوتی ہے اس لئے یہاں قیام ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ برادرم یہ سرائے نہیں بلکہ شاہی محل ہے۔ اس نے سوال کیا کہ آپ سے قبل یہاں کون آباد تھا۔ فرمایا کہ میرے آباؤ اجداد۔ غرض کہ اسی طرح کئی پشتوں تک پوچھنے کے بعد اس نے کہا کہ اور اب آپ کے بعد یہاں کون رہے گا۔ فرمایا کہ میری اولادیں۔ اس نے کہا کہ ذرا تصور فرمایئے کہ جس جگہ اتنے لوگ آکر چلے گئے اور کسی کو ثبات حاصل نہ ہوسکا وہ جگہ اگر سرائے نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اچانک غائب ہوگیا اور ابراہیم ادھم چونکہ رات ہی کے واقعہ سے بہت مضطرب تھے اس لئے اس واقعہ نے اور بھی بے چین کردیا اور آپ اس کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور ایک جگہ جب ملاقات کے بعد آپ نے ان کا نام دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے خضر کہتے ہیں اسی ادھیڑ بن میں آپ لشکر سمیت شکار کے لئے روانہ ہوئے لیکن لشکر سے بچھڑ کر جب تنہا رہ گئے تو غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم! موت سے قبل بیدار ہوجاؤ، اور یہ آواز مسلسل آتی

رہی جس سے آپ کی قلبی کیفیت دگرگوں ہوتی چلی گئی۔ پھر اچانک سامنے ایک ہرن نظر آ گئے اور جب آپ نے شکار کرنا چاہا تو وہ بول پڑا کہ اگر آپ میرا شکار کریں گے تو آپ خود ہی شکار ہو جائیں گے اور کیا آپ کی تخلیق کا یہی مقصد ہے کہ آپ سیر و شکار کرتے پھریں۔ پھر آپ کی سواری کے زین سے بھی یہی صدا آنے لگی۔ اور آپ گھبرا کر اس طرح متوجہ الی اللہ ہوئے کہ قلب نور باطنی سے منور ہو گیا۔ اس کے بعد آپ تخت و تاج کو خیر باد کہہ کر صحرا الصحرا گریہ و زاری کرتے ہوئے نیشا پور کے قرب و جوار میں پہنچ کر ایک تاریک و بھیانک غار میں مکمل نو سال تک عبادت میں مصروف رہے۔ اور ہر جمعہ کو لکڑیاں جمع کر کے فروخت کر دیتے اور جو کچھ ملتا آدھا راہ مولیٰ میں دے دیتے اور باقی ماندہ رقم سے روٹی خرید کر نماز جمعہ ادا کرتے اور پھر ہفتہ بھر کے لئے غار میں چلے جاتے۔

موسم سرما میں یخ بستہ پانی کو جس نے برف کی شکل اختیار کر لی تھی توڑ کر نہائے اور پوری شب مشغول عبادت رہے اور صبح کو جب ہلاکت آمیز سردی محسوس ہونے لگی تو آپ کو آگ کا خیال آیا اور ابھی اسی خیال میں تھا کہ ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پشت پر گرم پوستین ڈال دی ہو جس کی وجہ سے پر سکون نیند آ گئی اور جب بیداری کے بعد دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدھا تھا جس کی گرمی نے آپ کو سکون بخشا۔ یہ دیکھ کر آپ خوفزدہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تو نے تو اس کو میرے لئے وجہ سکون بنایا لیکن اب یہ قہر کے روپ میں میرے سامنے ہے یہ کہتے ہی اژدھا پھن زمین پر مارتا ہوا غائب ہو گیا۔

جب عوام کو آپ کے مراتب کا صحیح اندازہ ہو گیا تو آپ نے اس غار کو خیر باد کہہ کر مکہ معظمہ کا رخ کیا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ شیخ ابو سعید نے اس غار کی زیارت کر کے فرمایا کہ اگر یہ غار مشک سے لبریز کر دیا جاتا جب اتنی خوشبو نہ ہوتی جتنی ایک بزرگ کے چند روزہ قیام سے موجود ہے۔

صحرائی سفر میں آپ کی ایک ایسے خدا رسیدہ بزرگ سے ملاقات ہوئی جس نے آپ کو اسم اعظم کی تعلیم دی اور آپ ہمیشہ اسی اسم اعظم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے پھر اسی دوران آپ کی ملاقات جب حضرت خضر سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ جن بزرگ نے تمہیں اسم اعظم کی تعلیم دی وہ میرے بھائی الیاس ہیں۔ اس کے بعد آپ نے باقاعدہ طور پر حضرت خضر کی بیعت کی اور بلند مراتب تک پہنچے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بیابانوں کی خاک چھانتا ہوا جب نواح عراق میں پہنچا تو میں نے ایسے ستر فقراء کو دیکھا جو راہ مولیٰ میں اپنی جان نچھاور کر چکے تھے لیکن ان میں ایک فرد ایسا باقی تھا جس میں زندگی کے کچھ آثار موجود تھے اور جب میں نے اس واقعہ کی توضیح دریافت کی تو اس نے کہا کہ اے ابراہیم! بس محراب اور پانی کو جزو حیات بنا کر آگے جانے کی سعی نہ کرو ورنہ مجبور ہو جاؤ گے اور قربت کا تصور بھی چھوڑ دو ورنہ اذیت اٹھاؤ گے کیونکہ کسی کی تاب و طاقت نہیں کہ سلامت روی کی حالت میں گستاخی کا مرتکب ہو سکے اور اس دوست سے بھی ڈرتے رہو جو حجاج کو کفار روم کی مانند بذریعہ جنگ تہ تیغ کر دیتا ہے اور ہم اس بیابان میں یہ عہد کر کے کہ خدا کے سوا کسی سے سروکار نہ رکھیں گے محض توکل علی اللہ کے سہارے مقیم ہو گئے اور جب قطع مسافت کرتے ہوئے بیت اللہ کے قریب پہنچے تو حضرت خضر سے شرف نیاز حاصل ہو گیا اور ہم نے آپ کی ملاقات کو مبارک فال تصور کرتے ہوئے اپنی سعی کے بار آور ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ لیکن اسی وقت ندا آئی کہ اے عہد شکنو! اے فریب کارو! کیا تمہارا یہی عہد تھا کہ مجھکو فراموش کر کے دوسروں سے رسم و راہ

Marfat.com

بڑھاؤ۔ سن لو کہ میں تمہیں اس جرم کی سزا میں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ چنانچہ اے ابراہیم ادھم یہ تمام فوت شدہ لوگ اسی کے قہر کا شکار ہو گئے اور اگر تم بھی خیریت چاہتے ہو تو ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور حضرت ابراہیم نے حیرت زدہ ہو کر اس شخص سے پوچھا کہ تم کیسے زندہ بچ گئے۔ تو جواب دیا کہ ابھی نیم پختہ ہوں اور اب انہیں کی طرح پختہ ہو کر جان دینا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ بھی جاں بحق ہو گیا

آپ قطع مسافت کرتے اور گریہ وزاری فرماتے مکمل چالیس برس میں مکہ معظمہ پہنچے، اور جب اہل حرم بزرگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ برائے استقبال نکل کھڑے ہوئے اور آپ نے محض اس خوف سے کہ کوئی شناخت نہ کر سکے خود کو قافلے سے جدا کر لیا اور جب خدام اہل حرم نے جو آگے آگے تھے دریافت کیا کہ ابراہیم بن ادھم کتنی دور ہیں؟ اس لئے کہ اہل حرم ان سے نیاز حاصل کرنے آرہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ ایک ملحد و دہریہ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی خدام نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا کہ ملحد و دہریہ تو خود ہے، آپ نے فرمایا کہ میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں اور جب وہ لوگ آگے نکل گئے تو آپ نے اپنے نفس سے فرمایا کہ اپنے کرتوت کی سزا بھگت لی۔ کیونکہ خدا کا شکر ہے کہ اہل حرم کے استقبال کرنے کی خواہش پوری نہ ہو سکی اور اس کے بعد جب لوگوں نے آپ کو شناخت کر لیا تو اس قدر عقیدت مند ہو گئے کہ آپ نے بھی وہیں سکونت اختیار کر لی اور بے شمار افراد آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور آپ کی یہ حالت تھی کہ حصول رزق کے لئے بڑی مشقت کے ساتھ کبھی جنگل سے لکڑیاں لاکر فروخت کرتے اور کبھی کسی کے کھیت پر رکھوالی کا کام کرتے۔

جب آپ نے بلخ کی سلطنت کو خیر باد کہا تو اس وقت آپ کا ایک بہت چھوٹا سا بچہ تھا اور جب اس نے جوانی میں پوچھا کہ میرے والد کہاں ہیں؟ تو والدہ نے پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد بتایا کہ وہ اس وقت مکہ معظمہ میں مقیم ہیں اس کے بعد اس لڑکے نے پورے شہر میں منادی کروادی کہ جو لوگ میرے ہمراہ سفر حج پر چلنا چاہیں میں ان کے پورے اخراجات برداشت کروں گا۔ یہ منادی سن کر تقریباً چار ہزار افراد چلنے پر تیار ہو گئے جن کو وہ لڑکا اپنے ہمراہ لے کر والد کے دیدار کی تمنا میں کعبۃ اللہ پہنچ گیا اور جب اس نے مشائخین حرم سے اپنے والد کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو ہمارے مرشد ہیں اور اس وقت اس نیت سے جنگل میں لکڑیاں لینے گئے ہیں کہ فروخت کر کے اپنے اور ہمارے کھانے کا انتظام کریں۔ یہ سنتے ہی لڑکا جنگل کی جانب چل پڑا اور ایک بوڑھے کو سر پر لکڑیوں کا بوجھ لاتے دیکھا گو فرط محبت سے وہ بیتاب تو ہو گیا لیکن بطور سعادت مندی اور ناواقفیت کے خاموشی کے ساتھ آپ کے پیچھے بازار تک پہنچ گیا اور جب وہاں جا کر حضرت ابراہیم نے آواز لگائی کہ کون ہے جو پاکیزہ مال کے عوض پاکیزہ مال خریدے۔ یہ سن کر ایک شخص نے روٹیوں کے عوض میں لکڑیاں خرید لیں جن کو آپ نے اپنے ارادتمندوں کے سامنے لے جا کر رکھ دیں اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے ارادت مندوں کو ہمیشہ یہ ہدایت فرمایا کرتے کہ کبھی کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو نظر بھر کر نہ دیکھنا اور خصوصاً اس وقت بہت محتاط رہنا جب ایام حج کے دوران کثیر عورتیں اور بے ریش لڑکے جمع ہو جاتے ہیں اور تمام افراد اس ہدایت کے پابند رہتے ہوئے آپ کے ہمراہ طواف میں شریک رہتے۔ لیکن ایک مرتبہ حالت طواف ہی میں آپ کا لڑکا سامنے آ گیا اور بے ساختہ آپ کی نگاہیں اس پر جم گئیں اور فراغت طواف کے بعد آپ کے ارادتمندوں نے عرض کیا کہ اللہ آپ کے اوپر رحم فرمائے آپ نے جس سے باز رہنے کی ہمیں ہدایت کی تھی اس میں آپ خود ہی ملوث ہو گئے۔ کیا آپ اس کی وجہ بیان کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو تمہارے علم میں ہی ہے کہ جب میں نے بلخ کو خیر باد کہا

تو اس وقت میرا چھوٹا سا بچہ تھا اور مجھے یقین ہے کہ یہ وہی بچہ ہے۔ پھر اگلے دن آپ کا ایک مرید جب بلخ کے قافلہ کی تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہی لڑکا دیبا و حریر کے خیمہ میں ایک کرسی پر بیٹھا تلاوت قرآن کر رہا ہے۔ اور جب اس نے آپ کے مرید سے آمد کا مقصد دریافت کیا تو مرید نے سوال کیا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہیں؟ یہ سنتے ہی اس لڑکے نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے والد کو نہیں دیکھا لیکن کل ایک بوڑھے لکڑہارے کو دیکھ کر یہ محسوس ہوا کہ شاید یہی میرے والد ہیں اور اگر میں ان سے کچھ پوچھ گچھ کرتا تو اندیشہ تھا کہ وہ فرار ہو جاتے کیونکہ وہ گھر سے فرار ہیں اور ان کا اسم گرامی ابراہیم بن ادھم ہے یہ سن کر مرید نے کہا کہ چلئے میں ان سے آپ کی ملاقات کرا دوں اور اپنے ہمراہ آپ کی بیوی اور لڑکے کو لے کر بیت اللہ میں داخل ہو گیا اور جس وقت بیوی اور بچے کی آپ پر نظر پڑی تو وفور محبت سے بیتابانہ دونوں لپٹ گئے اور روتے روتے بے ہوش سے ہو گئے اور ہوش آنے کے جب حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے؟ تو لڑکے نے جواب دیا اسلام۔ پھر سوال کیا کہ کیا تم نے قرآن کریم پڑھا ہے۔ لڑکے نے اثبات میں جواب دے دیا۔ پھر پوچھا کہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ تعلیم حاصل کی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ جی ہاں۔ یہ سن کر فرمایا کہ الحمد للہ۔ اس کے بعد جب آپ جانے کے لئے اٹھے تو بیوی اور بچے نے اصرار کر کے آپ کو روک لیا جس کے بعد آپ نے آسمان کی جانب چہرہ اٹھا کر کہا کہ یَا اِلٰهِی اَغِثْنِیْ یہ کہتے ہی آپ کے صاحبزادے زمین پر گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ اور جب ارادتمندوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ جب میں بچے سے ہم آغوش ہوا تو وفور جذبات اور فرط محبت سے بیتاب ہو گیا۔ اور اسی وقت یہ ندا آئی کہ ہم سے دوستی کے دعوے کے بعد دوسرے کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ندا سن کر میں نے عرض کیا کہ یا اللہ یا تو لڑکے کی جان لے لے یا پھر مجھے موت دے دے۔ چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا مقبول ہو گئی۔ اور اگر اس پر کوئی اعتراض کرے تو میرا یہ جواب ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے زیادہ تحیر خیز نہیں، کیونکہ انہوں نے بھی تعمیل حکم میں اپنے بیٹے کو قربان کر دینے کی ٹھان لی تھی۔

آپ اکثر یہ فرماتے کہ مجھے یہ جستجو رہتی تھی کہ رات میں کسی وقت خانہ کعبہ خالی مل جائے لیکن ایسا موقع نصیب نہ ہوتا تھا اتفاق سے ایک شب بارش ہو رہی تھی اور میں تنہا طواف میں مشغول تھا اور میں نے حسن اتفاق سمجھ کر حلقہ کعبہ میں ہاتھ ڈال کر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے لگا۔ لیکن یہ ندا آئی کہ پوری مخلوق مجھ سے طالب مغفرت ہوتی ہے اور اگر میں سب کو معاف کر دوں تو پھر میری غفاریت و رحمانیت کی کیا قدر رہ جائے گی۔ یہ سن کر آپ نے عرض کیا کہ اے اللہ میری مغفرت فرما دے۔ ندا آئی کہ دوسروں کے متعلق ہم سے سوال کر اپنے متعلق ہم سے کچھ نہ کہہ۔ کیونکہ دوسروں کے لئے تیری سفارش مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اکثر یہ دعا کیا کرتا اے اللہ تو علیم و خبیر ہے کہ تیری عنایت و کرم جو مجھ پر ہے اس کے مقابلہ میں آٹھوں جنتوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ اور اسی طرح تیری محبت کے مقابلے میں آٹھوں جنتیں ہیچ ہیں۔ لہذا اے خدا رسوائی معصیت سے بچاتے ہوئے مجھے طاعت کا شرف عطا فرما دے اور جو تیری ذات سے واقف ہے اسے کیا خبر کہ اس شخص کی کیا کیفیت ہوگی جو تجھ سے قطعاً ناواقف ہے۔

آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ پندرہ برس کی مکمل اذیتوں کے بعد مجھے یہ ندا سنائی دی کہ عیش و راحت کو ترک کر کے اس کی بندگی اور احکام کی تعمیل کے لئے مستعد ہو جا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ نے سلطنت کو کیوں خیرباد کہا؟ فرمایا کہ ایک دن آئینہ

Marfat.com

لئے ہوئے ہیں تخت شاہی پر متمکن تھا تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ نہ تو میرے پاس طویل سفر کے لئے زادراہ ہے اور نہ کوئی حجت و دلیل جب کہ میری آخری منزل قبر ہے اور حاکم بھی عادل و منصف ہے۔ بس یہ خیال آتے ہی میرا دل بجھ سا گیا اور مجھے سلطنت سے نفرت ہوگئی۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ خراسان کو خیرباد کیوں کہا؟ فرمایا کہ روزانہ لوگ مزاج پرسی کو آنے لگے تھے۔ پھر سوال کیا کہ آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے، فرمایا کہ کیا کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر ننگی بھوکی رہنے کے لئے نکاح پر تیار ہوسکتی ہے؟ اور اگر میرا بس چلے تو میں خود اپنے آپ ہی کو طلاق دے دوں۔ پھر بھلا ان حالات میں کسی طرح میں کسی عورت کو اپنی وابستگی سے فریب دے سکتا ہوں۔ کسی نے ایک درویش سے سوال کیا کہ کیا آپ کی بیوی ہیں۔ تو درویش نے نفی میں جواب دیا جس کے بعد سائل نے جواب دیا کہ آپ بہت اچھے رہے کیونکہ جس نے نکاح کیا وہ گویا کشتی پر سوار ہوگیا اور جب اولاد کا سلسلہ شروع ہوا تو سمجھ لو کہ کشتی غرق ہوگئی۔

کسی درویش نے آپ کے سامنے دوسرے درویش کا شکوہ کیا تو فرمایا کہ تو نے مفت خریدی ہوئی درویشی بے سود اختیار کی۔ اور جب اس نے پوچھا کہ کیا درویشی بھی خریدی جاسکتی ہے، فرمایا کہ یقیناً کیونکہ میں نے سلطنت بلخ کے بدلہ میں درویشی خریدی اور بہت ارزاں خریدی کیونکہ درویشی سلطنت کے مقابلہ میں بہت بے بہا شے ہے۔

ارشادات

کسی نے بطور نذرانہ آپ کو ایک ہزار درہم پیش کرتے ہوئے قبول کر لینے کی استدعا کی، لیکن آپ نے فرمایا کہ میں فقیروں سے کچھ نہیں لیتا۔ اس نے عرض کیا کہ میں تو بہت امیر ہوں، فرمایا کہ کیا تجھے اس زائد دولت کی تمنا نہیں ہے اور جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا کہ اپنی رقم واپس لے جا کیونکہ تو فقیروں کا سردار ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ کے اوپر واردات غیبی کا نزول ہوتا تو فرمایا کرتے کہ سلاطین عالم آکر دیکھیں کہ یہ کیسی واردات ہے اور اپنی شوکت و سلطنت پر نادم ہوں۔ پھر فرمایا کہ خواہشات کا بندہ کبھی سچا نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا کے ساتھ اخلاص کا تعلق صدق و خلوص نیتی سے ہے۔

پھر فرمایا کہ جس کو تین حالتوں میں دلجمعی حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے اوپر باب رحمت بند ہوچکا ہے۔ اول تلاوت کلام مجید کے وقت، دوم حالت نماز میں۔ سوم ذکر و شغل کے وقت اور عارف کی شناخت یہی ہے کہ وہ ہر شے میں حصول عبرت کے لئے غور و فکر کرتے ہوئے خود کو حمد و ثنا میں مشغول رکھے، اور اطاعت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ راہ میں مجھے ایک ایسا پتھر ملا جس پر یہ تحریر تھا کہ اس کو الٹا پڑھو، اور جب میں نے پڑھا تو اس پر تحریر تھا کہ اپنے علم کے مطابق اس پر عمل کیوں نہیں کرتے اور جس کا تمہیں علم نہیں اس کے طالب کیوں ہوتے ہو؟ پھر فرمایا کہ حشر میں وہی عمل وزنی ہوگا جو دنیا میں گراں محسوس ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تین حجابات رفع ہوجانے کے بعد قلب سالک پر سارے خزانے کشادہ کر دیئے جاتے ہیں اول یہ کہ کبھی دنیا کی سلطنت قبول نہ کرے۔ دوم اگر کوئی شے سلب کر لی جائے تو غمزدہ نہ ہو کیونکہ کسی شے کے حصول پر اظہار مسرت کرنا حریص ہونے کی علامت ہے اور غم کرنا غصہ کی نشانی ہے سوم یہ کہ کسی طرح کی تعریف و بخشش پر کبھی اظہار مسرت نہ کرے کیونکہ اظہار مسرت کرنا احساس کمتری کی علامت ہے اور احساس کمتری والا ہمیشہ ندامت کا شکار ہوتا ہے۔

Marfat.com

واقعات

آپ نے کسی سے سوال کیا کہ کیا تم جماعتِ حق میں شمولیت چاہتے ہو؟ اور جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ دنیا و آخرت کی رتی بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے خود کو غیر اللہ سے خالی کر لو اور رزقِ حلال استعمال کرو۔ پھر فرمایا کہ صوم و صلوٰۃ اور جہاد و حج پر کسی کو جوانمردی کا مرتبہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ محسوس نہ کرے کہ اس کی روزی کس قسم کی ہے۔ روایت ہے کہ کسی نے آپ سے ایک صاحب وجد اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے والے نوجوان کی بہت تعریف کی چنانچہ اشتیاقِ ملاقات میں جب آپ اس کے یہاں پہنچے تو اس نے آپ سے تین یوم کے لئے اپنے یہاں مہمان رکھنے کی استدعا کی۔ اور جب آپ نے تین یوم میں اس کے احوال کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ اس کی جتنی تعریف سنی تھی اس سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوا۔ اور یہ دیکھ کر آپ نے نادم ہو کر فرمایا کہ ہم تو اس قدر کاہل وجود ہیں اور یہ شب بیداری کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ کہیں یہ ابلیس کے کسی فریب میں مبتلا تو نہیں ہے۔ اس لئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ حلال رزق استعمال کرتا ہے یا نہیں۔ اور جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ اس کی روزی حلال نہیں ہے تو پھر آپ نے اس سے اپنے یہاں تین یوم مہمان رکھنے کے متعلق فرمایا اور اس کو اپنے ہمراہ لا کر کھانا کھلایا جس کے بعد اس کی پہلی سی حالت باقی نہیں رہی۔ اور جب اس نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کر دیا ہے تو فرمایا کہ تجھے رزقِ حلال حاصل نہ ہونے کی وجہ سے شیطان کی کارفرمائیاں جاری تھیں۔ اور اب میرے یہاں کے رزقِ حلال نے تیری باطنی حالت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام عبادت و ریاضت کا تعلق صرف رزقِ حلال پر موقوف ہے۔

ایک دن آپ کے پاس حضرت شفیق بلخی آئے اور سوال کیا کہ آپ نے دنیا سے فرار کیوں اختیار کیا؟ فرمایا کہ اپنے دین کو آغوش میں لئے صحرا بصحرا قریہ بہ قریہ اس لئے بھاگتا پھرتا ہوں کہ دیکھنے والے مجھے یا تو مزدور تصور کریں یا دیوانہ، تاکہ اپنے دین کو سلامت لے کر موت کے دروازے سے نکل جاؤں۔ ماہ رمضان میں آپ جنگل سے گھاس لے کر فروخت کیا کرتے اور اس سے حاصل ہونے والی رقم کو خیرات کر کے پوری شب مصروفِ عبادت رہتے اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو نیند نہیں آتی؟ فرمایا کہ جس کی آنکھوں سے ہمہ وقت سیلابِ اشک رواں ہو اس کو بھلا نیند کیونکر آسکتی ہے اور آپ کا یہ معمول تھا کہ فراغتِ نماز کے بعد اپنا چہرہ چھپا کر فرماتے کہ مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نماز کو منہ پر نہ دے مارے۔

ایک یوم آپ کو کھانا نصیب نہ ہوا تو شکرانے کی چار سو رکعتیں ادا کیں۔ اور جب اسی طرح مکمل سات یوم گزر گئے اور آپ کے ضعف و نقاہت میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے بھوک کا اظہار کیا چنانچہ اسی وقت ایک نوجوان آپ کو اپنے مکان پر لے گیا اور آپ کو پہچان کر عرض کیا کہ میں آپ کا دیرینہ غلام ہوں اور میری تمام املاک آپ ہی کی ملکیت ہے یہ سن کر آپ نے اسے آزاد کر کے تمام جائداد اسی کے حوالے کر دی اور یہ عہد کر لیا کہ اب کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کروں گا کیونکہ روٹی کے ایک ٹکڑے کی طلب پر پوری دنیا پیش کر دی گئی۔

اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ آپ ایک مسجد میں قیام فرما ہوئے اور جب رات کو تیز و تند سرد ہوائیں چلنے لگیں تو آپ مسجد کا دروازہ روک کر کھڑے ہو گئے اور مریدین کے سوال پر فرمایا کہ میں تمہیں اذیت سے بچانے کے لئے کھڑا ہو گیا تاکہ تم سرد ہواؤں سے محفوظ رہ سکو۔ دورانِ سفر ایک مرتبہ آپ کے پاس زادِ راہ ختم ہو گیا۔ تو آپ نے چالیس یوم مٹی کھا کر اس لئے گذار دیئے کہ میری وجہ سے کسی کو زادِ راہ پیش کرنے کی

Marfat.com

زحمت نہ ہو۔

حضرت سہیل فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ آپ کے ہمراہ دوران سفر بیمار ہو گیا اور آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ سب میری بیماری پر خرچ کر دیا۔ اور جب سب چیزیں ختم ہو گئیں تو اپنا خچر فروخت کر کے خرچ کیا اور صحت یاب ہونے کے بعد جب میں نے خچر کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ وہ تو میں نے فروخت کر دیا۔ پھر جب میں نے عرض کیا کہ میں سفر کس طرح کر سکوں گا تو فرمایا کہ میرے کاندھوں پر اور آپ یقین کریں کہ مجھے اپنے کاندھوں پر بٹھا کر تین منزل تک سفر کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کے پاس کھانے کو کچھ باقی نہ رہا تو مسلسل پندرہ یوم تک صرف ریت کھا کر گذار دیئے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی مکہ معظمہ میں اس لئے کوئی پھل نہیں خریدا کہ وہاں کی بیشتر زمینیں فوجیوں نے خرید رکھی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار حج کرنے کے بعد بھی محض اس خوف سے کبھی آب زمزم نہیں پیا کہ اس پر حکومت کا ڈول رہتا تھا۔

آپ کو دن بھر کی مزدوری کے بعد جو رقم ملتی وہ سب اپنے ارادت مندوں پر صرف کر دیتے اور ایک رات جب آپ کو آنے میں بہت تاخیر ہو گئی تو اس تصور سے کہ شاید اب آپ نہ آئیں سب مریدین کھانا کھا کر سو گئے اور آپ نے واپسی پر سب کو محو خواب دیکھ کر یہ خیال کیا کہ شاید یہ سب بھوکے ہی سو گئے ہیں چنانچہ آپ آٹا لے کر آئے اور آگ روشن کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اتفاق سے اسی وقت ایک مرید بیدار ہو گیا اور سوال کیا کہ آپ یہ مصیبت کیوں برداشت کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے خیال آیا کہ شاید تم لوگ بغیر کھائے سو گئے اس لئے کھانے کی تیاری میں مصروف ہوں۔ یہ سن کر مرید کو بے حد ندامت ہوئی اور دوسرے مریدوں سے کہنے لگا کہ ہم سب تو آپ کی آمد میں تاخیر کی وجہ سے نہ جانے کن شکوک و شبہات میں مبتلا تھے اور آپ ہمارے متعلق کتنی اذیت برداشت کر رہے ہیں۔

اگر کوئی آپ کی معیت اختیار کرنا چاہتا تو آپ اس کے سامنے تین شرطیں پیش فرماتے اول یہ کہ میں سب کا خادم بن کر رہوں گا دوم اذان بھی میں خود دیا کروں گا، سوم جو شے مجھے میسر ہو گی وہ سب کو مساوی تقسیم کروں گا اور جب ایک شخص نے کہا کہ میں ان شرائط کی پابندی نہیں کر سکتا تو فرمایا کہ مجھے تیری صداقت پر حیرت ہے۔

ایک شخص برسوں آپ کی صحبت میں رہ کر جب واپس جانے لگا تو عرض کیا کہ اگر کچھ خامیاں یا برائیاں آپ نے میرے اندر دیکھی ہوں تو متنبہ فرما دیں تاکہ میں ان کے ازالے کی سعی کرتا رہوں۔ فرمایا کہ میں نے تمہیں تو بنظر محبت سے دیکھا ہے اور عیوب پر صرف دشمن کی نظر ہوتی ہے۔

ایک دن کوئی مزدور دن بھر کی ناکامی کے بعد جب گھر کی طرف چلا تو خیال آیا کہ آج اہل و عیال کو کیا جواب دوں گا۔ اسی عالم میں سر راہ اس کی ملاقات حضرت ابراہیم بن ادھم سے ہو گئی اور اس نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی حالت پر صرف اس لئے رشک آتا ہے کہ آپ تو آسودہ و مطمئن ہیں لیکن میں شب و روز مصائب میں مبتلا رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آج تک کے عبادات صدقات میں تجھے نذر کرتا ہوں اور تو صرف آج کی پریشانیاں مجھے عطا کر دے۔

خلیفہ معتصم باللہ نے جب آپ سے آپ کی مصروفیات کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ میں نے دنیا و آخرت ان کے طلب گاروں کے لئے وقف کر کے اپنے لئے آخرت میں صرف دیدار الٰہی کو منتخب کر لیا ہے۔ پھر جب کسی اور نے آپ سے یہی سوال کیا تو فرمایا کہ اللہ کے کارندوں

Marfat.com

کو کسی بھی کام کی حاجت نہیں رہتی۔

ایک مرتبہ حجام آپ کا خط بنا رہا تھا کہ کسی نے عرض کیا کہ اس کو کچھ معاوضہ دے دیجئے گا چنانچہ آپ نے ایک تھیلی اٹھا کر اس کو دے دی۔ لیکن اسی وقت اتفاق سے ایک سائل آگیا اور حجام نے وہ تھیلی اسے دے دی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اس میں تو سونا اور اشرفیاں بھری ہوئی تھیں اس نے کہا کہ اس کا علم تو مجھ کو بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ انسان دل سے غنی ہوتا ہے نہ کہ دولت سے لیکن میں جس کی راہ میں لٹاتا ہوں اس سے آپ ناواقف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ جملہ سن کر مجھے بے حد ندامت ہوئی اور میں نے نفس سے کہا کہ جیسا تو نے کیا ویسی ہی سزا مل گئی۔

لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ کیا حالت فقر میں آپ کو کبھی مسرت بھی حاصل ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ بہت مرتبہ اور ایک مرتبہ میں کثیف کپڑوں اور بڑھے ہوئے بالوں کی حالت میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ اور اہل کشتی میرا مذاق اڑانے لگے حتیٰ کہ ایک مسخرہ بار بار میرے بال نوچتا اور گھونسے مارتا رہا۔ چنانچہ اس وقت مجھے اپنے نفس کی رسوائی پر بے حد مسرت ہوئی۔ پھر اسی دوران دریا میں طوفان آگیا اور ملاح نے کہا کہ اس دیوانے کو دریا میں پھینک دو، اور جب لوگوں نے میرا کان پکڑ کر پھینکنا چاہا تو طوفان ٹھہر گیا اور مجھے اپنی ذلت پر بے حد خوشی ہوئی۔

ایک مرتبہ ایک مسجد میں آرام کرنے کے لئے گیا تو وہاں کے لوگوں نے زدوکوب کر کے مسجد کی سیڑھیوں پر سے نیچے پھینکدیا اور ہر ہر سیڑھی پر جب سر میں چوٹ لگتی تو میرے اوپر اسرار و رموز آشکارا ہوتے جاتے، پھر ایک مرتبہ میں ایسی جگہ جا پھنسا جہاں ایک بیہودہ میرے اوپر پیشاب پھینکتا رہا اور میں اپنی ذلت پر خوش ہوتا رہا۔ پھر ایک مرتبہ کپڑوں میں جوئیں پڑ جانے کی وجہ سے پریشانی کی حالت میں مجھے اپنا دور حکومت یاد آگیا اور مجھے اپنی اذیت و ذلت سے بہت خوشی ہوئی۔

آپ فرمایا کرتے کہ میں توکل کر کے ایک جنگل میں پہنچ گیا اور جب وہاں کئی یوم کچھ نہ کھانے کے بعد یہ خیال آیا کہ قریب میں میرے ایک دوست رہتے ہیں ان کے ہاں چل کر کچھ کھا لیا جائے لیکن اسی وقت یہ تصور بھی آیا کہ اس طرح تو میرا توکل ہی کالعدم ہو جائے گا تو ایک مسجد میں پہنچ کر یہ کلمہ ورد کرنا شروع کر دیا کہ تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ یعنی میرا توکل اس پر ہے جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد ندائے غیبی آئی کہ اللہ نے متوکلین سے عالم کو پاک کر دیا ہے اور میں نے جب سوال کیا کہ یہ ندا کیسی ہے؟ تو پھر ندا آئی کہ اس کو کسی طور پر بھی متوکل تصور نہیں کیا جا سکتا، جو دوستوں کے یہاں کھانے کا ارادہ کرتا ہو۔ آپ اکثر یہ بھی فرمایا کرتے کہ میں نے ایک متوکل سے جب یہ دریافت کیا کہ تمہارے پاس کھانا کہاں سے آتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہ سوال تو آپ اللہ تعالیٰ سے کریں۔ میرے پاس تو ایسی بیہودہ بات کا جواب نہیں ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک غلام خرید کر جب اس کا نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ آپ جس نام سے چاہے پکاریں پھر میں نے جب یہ سوال کیا کہ تم کھاتے کیا ہو تو اس نے کہا کہ جو آپ کھلا دیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ تمہاری خواہش کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جو آپ کی خواہش ہو، غلام کو ان چیزوں سے بحث نہیں ہوا کرتی۔ یہ سن کر میں نے سوچا کہ کاش میں بھی اللہ تعالیٰ کا یونہی اطاعت

گداز ہونا تو کتنا بہتر تھا۔

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کس کی بندگی کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ لرزہ براندام ہو کر زمین پر گر پڑے اور بہت دیر تک لوٹتے رہے۔ پھر بیٹھ کر یہ آیت تلاوت کی۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔ آسمان اور زمین رہنے والے سب کے سب خدا کے سامنے بندے ہو کر آنے والے ہیں۔ اور جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ زمین میں گرنے سے قبل آپ نے یہ آیت کیوں تلاوت نہیں کی، فرمایا کہ اگر میں خود کو اللہ کا بندہ کہوں تو وہ حق بندگی طلب کرے گا اور بندہ ہونے سے منکر بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر کسی نے پوچھا کہ آپ کے اوقات کن مشاغل میں گذرتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے پاس چار سواریاں ہیں جب نعمت حاصل ہوتی ہے تو شکر کی سواری پر اس کے سامنے جاتا ہوں۔ اور جب فرمانبرداری کرتا ہوں تو خلوص کی سواری پر سامنے جاتا ہوں اور جب معصیت کا مرتکب ہوتا ہوں تو ندامت و توبہ کی سواری پر حاضر ہوتا ہوں۔ اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہوں تو صبر کی سواری سے کام لیتا ہوں۔ آپ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تک بندہ اہل و عیال کو چھوڑ کر کتوں کی مانند گھوڑے کی کمر پر نہ لوٹے اس وقت تک وہ مردوں کی صف میں شمار نہیں کیا جاتا اور آپ کا یہ قول اس لئے بھی صحیح ہے کہ آپ نے سلطنت چھوڑ کر ذلت و رسوائی اختیار کی جس کی وجہ سے دولت فقر سے مالا مال ہوئے۔

کسی جگہ شیوخ کا مجمع تھا اور جب آپ نے ان کے نزدیک بیٹھنا چاہا تو انہوں نے منع کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تمہارے اندر سے حکومت کی بو نہیں گئی۔ یہ بات کتنی تعجب خیز ہے کہ ان شیوخ نے جب آپ جیسی ہستی کو قرب عطا نہیں کیا تو دوسروں کے لئے ان کا کیا تصور ہوگا۔ اور خود ان کے مراتب کا خدا کے سوا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ دلوں پر پردے کیوں پڑے ہوئے ہیں؛ فرمایا کہ خدا کے دشمنوں کو اپنا دوست سمجھنے پر اور آخرت کی نعمتوں کو فراموش کر دینے کی وجہ سے۔

کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا کہ خالق کو محبوب رکھتے ہوئے مخلوق سے کنارہ کش ہو جاؤ اور بند کو کھول دو' اور کھلے ہوئے کو بند کر لو۔ اور جب اس نے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ سیم و زر کی محبت چھوڑ کر تھیلی کا منہ کشادہ کر دو اور لغویات سے احتراز کرو۔ حضرت احمد خضرویہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے حالتِ طواف میں کسی سے فرمایا کہ جب تک تم اپنے اوپر عظمت و عزت اور خواب راحت کا دروازہ بند کر کے فقر و ذلت اور بیداری کا دروازہ کشادہ نہ کرو گے اس وقت تک تمہیں صالحین کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا کہ چھ عادتیں اختیار کر لو۔ اول جب تم ارتکاب معصیت کرتے ہو تو خدا کا رزق مت استعمال کرو۔ دوم اگر معصیت کا قصد ہو تو خدا کی مملکت سے نکل جاؤ۔ سوم ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں وہ نہ دیکھ سکے اور اس پر جب لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں وہ نہیں دیکھ سکتا، جب کہ وہ اسرار قلوب تک سے واقف ہے تو فرمایا کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ اس کا رزق استعمال کرو، اسی کے ملک میں رہو اور اسی کے سامنے گناہ بھی کرو۔ چہارم فرشتہ اجل سے توبہ کا وقت طلب کرو، پنجم منکر نکیر کو قبر میں مت آنے دو۔ ششم جب جہنم میں جانے کا حکم ملے تو انکار کر دو۔ یہ باتیں سن کر سائل نے عرض کیا کہ یہ تمام چیزیں تو

محالات میں سے ہیں اور کوئی بھی ان کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ تمام چیزیں ناممکن العمل ہیں تو پھر گناہ نہ کرو۔ یہ سن کر وہ شخص تمام گناہوں سے تائب ہو کر اسی وقت آپ کے سامنے فوت ہو گیا۔

جب لوگوں نے آپ سے دعاؤں کی عدم قبولیت کی شکایت کی تو فرمایا کہ تم خدا کو پہچانتے ہوئے بھی اس کی اطاعت سے گریزاں ہو اور اس کے قرآن و رسول سے واقف ہوتے ہوئے بھی ان کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اور اس کا رزق کھا کر بھی اس کا شکر نہیں کرتے۔ جنت میں جانے اور جہنم سے نجات پانے کا انتظام نہیں کرتے۔ ماں باپ کو دفن کر کے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ابلیس کو غنیم جانتے ہوئے بھی اس کی معاندت نہیں کرتے۔ اجل کی آمد کا الیقین رکھتے ہوئے اس سے بے خبر ہو۔ اور اپنے عیوب سے واقف ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہو۔ پھر بھلا خود سوچو کہ ایسے لوگوں کی دعائیں کیسے قبولیت حاصل کر سکتی ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ فاقہ کش انسان کیا کرے۔ فرمایا کہ تا دم مرگ صبر سے کام لے تا کہ قاتل سے خون بہا لیا جا سکے۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ آج کل گوشت بہت گراں ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ کھانا ترک کر دو۔ اپنے آپ ارزاں ہو جائے گا۔ ایک مرتبہ آپ بوسیدہ لباس میں حمام کے اندر جانے لگے تو لوگوں نے آپ کو روک دیا۔ اور آپ نے عالم جذب میں فرمایا کہ جب غریب کو ابلیس کے گھر میں داخلہ کی اجازت نہیں تو پھر بغیر بندگی کے کوئی خدا کے گھر میں کیوں داخل ہوتا ہے۔

سفر حج کے دوران آپ کو کھانا میسر نہ آیا تو ابلیس نے سامنے آکر کہا کہ سلطنت چھوڑ کر سوائے فاقہ کشی کے اور کیا ملا؟ اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ غنیم کو دوست کے پیچھے کیوں لگا دیا؟ ندا آئی کہ تمہاری جیب میں جو چیز ہے اسے پھینک دو تاکہ تمہیں اس کا راز معلوم ہو جائے۔ چنانچہ جب آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو تھوڑی سی چاندی برآمد ہوئی وہ پھینکتے ہی رفوچکر ہو گیا۔

آپ ایک مرتبہ کھجوریں چننے پہنچے تو جب آپ کا دامن کھجوروں سے بھر جاتا تو لوگ چھین لیتے اور چالیس مرتبہ آپ کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا لیکن اکتالیسویں مرتبہ کسی نے نہیں چھینیں۔ اور غیب سے ندا آئی کہ یہ چالیس بار کی سزا اس لئے دی گئی ہے کہ تمہارے دور حکومت میں چالیس پہرہ دار زریں شمشیروں سے مرصع تمہارے آگے آگے چلا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک باغ کا رکھوالا مقرر کر دیا گیا اور جس نے تقرر کیا تھا اس نے ایک دن آکر کہا کہ میرے لئے شیریں انار توڑ لاؤ۔ چنانچہ میں نے جتنے بھی انار اس کو پیش کئے وہ سب کے سب ترش نکلے اس نے کہا کہ تمہیں آج تک شیریں اور ترش انار کی شناخت نہ ہو سکی۔ میں نے کہا کہ مجھے نگرانی پر مقرر کیا گیا ہے نہ کہ کھانے کے لئے۔ یہ سن کر باغ کے مالک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم ابراہیم بن ادھم ہو۔ یہ سنتے ہی آپ وہاں سے نامعلوم سمت کی جانب چلے گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل کو خواب میں دیکھا کہ وہ کوئی کتاب بغل میں دبائے ہوئے ہیں اور میرے سوال کے جواب میں فرمایا میں اس میں اللہ کے دوستوں کے نام درج کر رہا ہوں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا اس میں میرا نام بھی شامل ہے۔ فرمایا کہ تمہارا شمار خدا کے دوستوں میں نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے دوستوں کا دوست تو ضرور ہوں۔ یہ سن کر وہ کچھ دیر ساکت رہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے منجانب اللہ یہ حکم ملا ہے کہ سب سے پہلے تمہارا نام درج کر دوں۔ اس کے بعد دوسروں کا۔ کیونکہ اس راستہ میں مایوسی کے بعد ہی امید ہوتی ہے۔

آپ فرمایا کرتے کہ میں ایک رات بیت المقدس میں مقیم تھا اور اس خوف سے کہ کہیں وہاں کے خدام باہر نہ نکال دیں چٹائی لپیٹ کر

Marfat.com

بیٹھ گیا۔ اور ابھی ایک تہائی رات باقی تھی کہ دروازہ خود بخود کھلا اور ایک بزرگ چالیس افراد کے ہمراہ تشریف لائے اور تمام حضرات ٹاٹ کے لباس میں ملبوس تھے۔ پھر سب نے محراب مسجد میں نماز ادا کی اور محراب کی جانب پشت کر کے بیٹھ گئے۔ اور ان میں سے ایک نے کہا کہ آج مسجد میں کوئی شخص ایسا ضرور ہے جس کا تعلق ہماری جماعت سے نہیں۔ یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ وہ ابراہیم بن ادھم ہیں جن کو چالیس راتیں عبادت کرتے گذر گئیں لیکن کوئی لذت حاصل نہ کر سکے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر چٹائی سے نکل آیا اور عرض کیا کہ اگر ریاضت کا یہی مفہوم ہے تو آج سے میں بھی آپ کی جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ سفر کر رہے تھے اور راستے میں ایک سپاہی مل گیا اور اس نے جب آپ کا نام پوچھا تو آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر سپاہی کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے دل لگی کرتے ہو اور آپ کی گردن میں رسی ڈال کر زدو کوب کرتا ہوا آبادی میں لے آیا اور جب اہل قریہ نے سپاہی سے کہا کہ تم نے یہ کیا ستم کیا یہ تو حضرت ابراہیم بن ادھم ہیں۔ یہ سن کر جب اس نے معافی طلب کی تو فرمایا کہ تو نے ظلم کر کے مجھے جنت کا مستحق بنا دیا اس لئے میں تجھے دعا دیتا ہوں کہ تو بھی جنت میں جائے۔ اس کے بعد کسی بزرگ نے اہل بہشت کو خواب میں دیکھا کہ ان کے دامن موتیوں سے لبریز ہیں اور جب ان بزرگ نے سوال کیا تو بتایا گیا کہ ایک ناواقف نے حضرت ابراہیم بن ادھم کا سر پھوڑ دیا تھا اور ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ جب وہ داخل بہشت ہوں تو ان پر موتی نچھاور کئے جائیں۔

ایک مجذوب قسم کا شخص پراگندہ حال اور چہرہ غبار آلود آپ کے سامنے آگیا تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کا منہ دھویا اور فرمایا کہ جو منہ ذکر الٰہی کا مظہر ہو اس کو پراگندہ نہ ہونا چاہیے۔ اور جب اس مجذوب کو کچھ ہوش آیا تو لوگوں نے پورا واقعہ اس سے بیان کیا جس کو سن کر اس نے توبہ کی۔ پھر آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ تم نے محض خدا کے واسطے سے ایک مجذوب کا منہ دھویا اس لئے اللہ نے تمہارا قلب دھو ڈالا۔

حضرت محمد مبارک صوفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کے ہمراہ بیت المقدس کے سفر میں دوپہر کے وقت ایک انار کے درخت کے نیچے نماز ادا کی۔ اس وقت درخت میں سے ندا آئی کہ میرا پھل کھا کر عزت افزائی کی جائے۔ چنانچہ آپ نے دو انار توڑ کر ایک مجھے دیا اور ایک خود کھایا۔ لیکن اس وقت وہ درخت بھی چھوٹا تھا اور انار بھی ترش تھے مگر جب ہم بیت المقدس سے واپس ہوئے تو وہ بہت تناور ہو گیا تھا اور انار بھی بہت شیریں تھے۔ اور سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا اسی کرامت کی بنا پر اس درخت کو رمان العابدین کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔

آپ کسی بزرگ سے ایک پہاڑی پر مصروف گفتگو تھے تو انہوں نے سوال کیا کہ اہل حق کے مکمل ہونے کی کیا علامت ہے فرمایا کہ اگر وہ پہاڑ کو چلنے کا حکم دے تو وہ اپنی جگہ چھوڑ دے۔ یہ کہتے ہی وہ پہاڑ حرکت میں آگیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے چلنے کو نہیں کہا تھا چنانچہ وہ ٹھہر گیا۔

کسی بزرگ کے ہمراہ کشتی میں شریک سفر تھے کہ اچانک شدید طوفان آیا اور لوگ خوف سے لرز گئے۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ غرقابی کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ تمہارے ہمراہ ابراہیم بن ادھم بھی ہیں۔ اس آواز کے بعد طوفان تھم گیا اور ایک مرتبہ آپ کشتی پر سفر

کر رہے تھے تو شدید طوفان آگیا اور آپ نے قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہنا شروع کیا کہ یا اللہ ہمارے ہمراہ تیری مقدس کتاب بھی ہے اور ہماری غرقابی سے یہ بھی غرق ہو سکتی ہے۔ ندا آئی کہ ایسا نہیں ہوگا۔ ایک مرتبہ آپ نے کشتی پر سفر کا قصد فرمایا تو ملاح نے کرایہ طلب کیا اور اس وقت آپ کے پاس کچھ نہیں تھا اور آپ نے نماز پڑھ کر دعا کی کہ یا اللہ یہ ملاح کرایہ طلب کرتا ہے چنانچہ اسی وقت پورا ریگ زار سونا بن گیا اور آپ نے ایک مٹھی بھر کر ملاح کو دے دی۔

ساحل دجلہ پر آپ اپنی گدڑی سی رہے تھے کہ کسی نے آکر کہا کہ حکومت چھوڑ کر تم نے کیا حاصل کیا؟ یہ سن کر آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی تو بے شمار مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی ایک ایک سوئی دبائے ہوئے نمودار ہوئیں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تو اپنی سوئی درکار ہے۔ چنانچہ ایک مچھلی آپ کی سوئی بھی لے کر آگئی اور آپ نے اپنی سوئی لے کر اس شخص سے فرمایا کہ حکومت کو خیر باد کہہ کر ایک معمولی سی یہ شے حاصل ہوئی ہے۔

آپ نے کنوئیں سے ڈول نکالا تو ڈول سونے سے لبریز نکلا آپ نے اسے پھینک کر پھر ڈول ڈالا تو چاندی سے بھرا ہوا نکلا، اور تیسری مرتبہ موتیوں سے۔ اس وقت آپ نے کہا کہ یا اللہ میں تو پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے پانی کا خواستگار ہوں۔ میری نگاہوں میں سیم و زر کی کوئی وقعت نہیں۔ سفر حج کے دوران آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں۔ فرمایا کہ خدا پر بھروسہ رکھو اور اس درخت کی جانب دیکھو جو اس وقت پورا سونے کا بن چکا ہے۔

آپ کچھ بزرگوں کے ہمراہ ایک قلعہ کے نزدیک ایک پڑاؤ ڈال کر آگ روشن کرنے لگے۔ تو کسی نے کہا کہ اس جگہ آگ اور پانی دونوں کا انتظام ہے لہٰذا اگر کہیں سے جائز قسم کا گوشت مل جائے تو بھون کر کھائیں۔ آپ یہ فرما کر کہ اللہ کو سب قدرت ہے مشغول نماز ہو گئے اسی وقت کہیں سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی اور تمام بزرگوں نے کہنا شروع کیا کہ شیر ایک گورخر کو ہماری جانب گھیر کر لا رہا ہے چنانچہ سب نے گورخر پکڑ کر ذبح کیا اور جب تک سارے لوگ کھانا کھاتے رہے وہ شیر نگرانی کرتا رہا۔

آپ کے انتقال کے بعد پورے عالم نے یہ ندا سنی کہ آج دنیا کا امن فوت ہو گیا اس کے بعد آپ کے انتقال کی اطلاع ملی لیکن آپ کی گمشدگی کی وجہ سے نہ تو یہ معلوم ہو سکا کہ آپ کا مزار کہاں ہے اور نہ یہ پتہ چلا کہ انتقال کس جگہ ہوا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مزار بغداد میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوطؑ کی قبر کے نزدیک شام میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۲

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کو کشف و مجاہدات میں مکمل دسترس حاصل تھی اور اصول شرع کے بہت بڑے عالم تھے اور اپنے ماموں علی حشرم کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ مرو میں ولادت ہوئی اور بغداد میں مقیم رہے۔ آپ کی توبہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حالت دیوانگی میں کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ پڑا ہوا ملا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کاغذ کو عطر سے معطر کر کے کسی بلند مقام پر رکھ دیا اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ کسی درویش کو منجانب اللہ یہ حکم ملا کہ بشر حافی کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ہمارے نام کو معطر کر کے جو تم نے تعظیماً ایک بلند مقام پر رکھا ہے اس کی وجہ سے ہم تمہیں بھی پاکیزہ مراتب عطا کریں گے، اور بیداری کے بعد جب ان درویش کو یہ تصور آیا کہ بشر حافی تو فسق و فجور میں مبتلا ہیں اس لئے شاید میرا خواب صحیح نہیں ہے لیکن دوسری اور تیسری مرتبہ بھی جب یہی خواب نظر آیا تو وہ آپ کے گھر پہنچے، وہاں معلوم ہوا کہ آپ میکدے میں ہیں۔ اور جب وہ درویش میکدے میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بشر حافی نشہ میں چور اور بدمست پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ سے جا کر کہو کہ میں تمہارے لئے ایک ضروری پیغام لایا ہوں۔ چنانچہ جب لوگوں نے آپ سے کہا تو فرمایا کہ نہ معلوم عتاب الٰہی کا پیغام ہے یا سزا کا۔ اور یہ کہہ کر میکدے سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر کے نکلے جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم مراتب عطا فرمائے کہ آپ کا ذکر بھی قلوب کے لئے وجہ سکون بن گیا اور چونکہ آپ اس احساس کی وجہ سے ننگے پاؤں رہا کرتے تھے کہ زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش فرمایا ہے اس لئے شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا آداب کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو حافی کہا جاتا ہے۔

واقعات اولیائے کرام کی ایک ایسی جماعت بھی تھی جو نہ تو ڈھیلے سے استنجا کرتے تھے اور نہ زمین پر تھوکتے تھے کیونکہ انہیں ہر شے میں اور ہر جگہ انوار الٰہی کا ظہور محسوس ہوتا تھا۔ چنانچہ بشر حافی کا بھی اسی جماعت سے تعلق تھا اور بعض صوفیا کے نزدیک چونکہ نور الٰہی چشم سالک میں ہوا کرتا ہے اس لئے اسے ہر جگہ سوائے خدا کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ حضرت ثعلبہ کی میت کے ہمراہ انگوٹھوں کے بل تشریف لے جا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں ملائکہ کے پروں پر میرا قدم نہ پڑ جائے۔

حضرت امام احمد بن حنبل بیشتر آپ ہی کی معیت میں رہتے اور آپ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ چنانچہ جب آپ کے شاگردوں نے پوچھا کہ محدث و فقیہہ ہونے کے باوجود آپ ایک خبطی کے ہمراہ کیوں رہتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے اپنے علوم پر تو مکمل عبور حاصل ہے لیکن وہ خبطی اللہ تعالیٰ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اسی وجہ سے امام صاحب اکثر آپ سے استدعا کرتے کہ مجھے خدا کی باتیں سناؤ۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ عالم تحیر میں پوری رات گھر کے دروازے پر ایک قدم اندر اور ایک باہر رکھے کھڑے رہے۔ پھر ایک مرتبہ

Marfat.com

چھت پر چڑھتے ہوئے پوری رات سیڑھیوں ہی پر کھڑے گذار دی اور جب نمازِ صبح کے وقت آپ اپنی ہمشیرہ کے یہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ فرمایا کہ میں اس تصور میں غرق ہوں کہ بغداد میں دو غیر مسلموں کے نام بھی بشر ہیں اور میرا نام بھی یہی ہے لیکن نہ جانے اللہ تعالیٰ نے مجھے دولت اسلام سے کیوں نوازا اور انہیں کیوں محروم رکھا۔

ایک مرتبہ میدان بنی اسرائیل میں حضرت بلال خواص کی ملاقات حضرت خضر سے ہو گئی تو بلال خواص نے پوچھا کہ امام شافعی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ وہ اوتاد میں سے ہیں اور جب امام حنبل کے لئے دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کا شمار صدیقین میں ہوتا ہے اور جب حضرت بشر حافی کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ وہ منفرد زمانہ ہیں۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری کو عبادت سے متصف پایا اور حضرت سہیل کو اشاروں پر چلنے والا دیکھا اور بشر حافی کو تقویٰ میں ممتاز پایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ کا رجحان کس کی طرف ہے۔ فرمایا کہ بشر حافی کی طرف کیونکہ وہ میرے استاد بھی ہیں۔

حضرت بشر حافی نے محدث ہونے کے بعد باقی تمام علوم کی کتابوں کو زیر زمین دفن کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی حدیث کبھی بیان نہیں کی۔ اور یہ فرماتے تھے کہ میں اس وجہ سے حدیث بیان نہیں کرتا کہ میرے اندر حصول شہرت کا جذبہ ہے اور اگر یہ خامی نہ ہوتی تو میں ضرور حدیث بیان کرتا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ جب بغداد میں اکل حلال کی تمیز باقی نہیں رہی تو آپ کے کھانے کا کیا انتظام ہے؟ فرمایا کہ جس جگہ سے تم کھاتے ہو میں بھی کھاتا ہوں اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ یہ عظیم مراتب آپ کو کیسے حاصل ہوئے فرمایا کہ ایک لقمہ کی بھوک چھوڑ کر کیونکہ ہنستے والا کھا کر رونے والے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور اکل حلال میں بھی فضول خرچی کا اندیشہ باقی رہتا ہے۔ پھر کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سالن کس چیز کا کھانا چاہیے۔ فرمایا کہ عافیت کا سالن کھاؤ۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس برس تک خواہش کے باوجود بھی بکری کی سری نہیں کھائی۔ اور ہمیشہ باقلہ کی ترکاری کھانے کو جی چاہتا رہا لیکن کھائی کبھی نہیں۔ اور کبھی حکومت کی جاری کردہ نہر سے پانی نہیں پیا۔ پھر ایک مرتبہ جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے تو فرمایا کہ خدا کے علاوہ میں نے کبھی کسی پر اظہار حال نہیں کیا اور میں وعظ و نصیحت سے یہ بہتر تصور کرتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے خدا کا ذکر کرتا رہوں۔ کسی نے آپ کو موسم سرما میں برہنہ اور کپکپاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ اتنی اذیتیں کیوں برداشت کرتے ہیں فرمایا کہ اس وجہ سے کہ اس سردی میں فقراء صاحب حاجت ہوں گے ان کا کیا حال ہوگا۔ اور میرے پاس اتنا دینے کو نہیں ہے کہ ان کی احتیاج ختم کر سکوں اس لئے جسمانی طور پر ان کا شریک رہتا ہوں۔

حضرت احمد بن ابراہیم المطلب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بشر نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت معروف کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں نماز فجر کے بعد آپ کے پاس آؤں گا لیکن آپ عشاء کے وقت بھی تشریف نہیں لائے، چنانچہ میں چشم براہ تھا تو دیکھا کہ آپ اپنا مصلّٰے اٹھا کر دریائے دجلہ پر پہنچے اور پانی کے اوپر چل کر صبح تک حضرت معروف سے مصروف گفتگو رہے اور صبح کو پھر پانی پر چلتے ہوئے واپس آ گئے۔ اس وقت میں نے قدم پکڑ کر اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو دعا دے کر فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کو بھی

Marfat.com

حیات میں کسی سے بیان نہ کرنا۔ کسی اجتماع میں آپ رضائے الٰہی کے اوصاف بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ تو ہم بخوبی جانتے ہیں کہ آپ بہت ہی باصفا، باکمال اور مخلوق سے بے نیاز ہیں۔ لیکن اس میں کیا حرج ہے کہ اگر پوشیدہ طور پر دوسروں سے کچھ لے کر فقراء میں تقسیم کر دیا کریں۔ گو یہ بات آپ کو بارِ خاطر ہوئی پھر بھی مسکرا کر فرمایا کہ فقراء کی بھی تین قسمیں ہیں اول وہ جو نہ تو مخلوق سے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ کسی کے کچھ دینے کے باوجود ان سے کچھ لیتے ہیں۔ ان کا شمار تو ایسے روحانی بندوں میں ہوتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالےٰ سے مانگتے ہیں مل جاتا ہے۔ دوم وہ جو خود تو کسی سے طلب نہیں کرتے لیکن اگر کوئی دیدے تو قبول کر لیتے ہیں یہ متوسط قسم کے متوکل ہوتے ہیں اور انہیں جنت کی تمام نعمتیں حاصل ہوں گی۔ سوم وہ جو نفس کشی کرتے ہوئے صبر و ضبط سے کام لے کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت علی جرجانی کسی چشمے کے نزدیک تشریف فرما تھے اور میں بھی ان کے سامنے پہنچ گیا تو آپ مجھے دیکھ کر یہ کہتے ہوئے بھاگ پڑے کہ مجھے انسان کی شکل نظر آگئی جس کی وجہ سے میں گناہ کا مرتکب ہو گیا۔ لیکن میں بھی بھاگتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجیے۔ تو آپ نے کہا کہ فقر کو پوشیدہ رکھ کر صبر اختیار کر۔ اور خواہشاتِ نفسانی کو نکال پھینکو۔ اور اپنے مکان کو قبر سے بھی زیادہ خالی رکھو تاکہ ترکِ دنیا کا رنج نہ ہو۔

ایک قافلہ حج کی نیت سے روانہ ہونے لگا تو اہلِ قافلہ نے آپ سے بھی اپنے ہمراہ چلنے کی استدعا کی لیکن آپ نے تین شرطیں پیش کر دیں اول یہ کہ کوئی شخص اپنے ہمراہ توشہ نہ لے۔ دوم کسی سے کبھی کچھ طلب نہ کرے۔ سوم اگر کوئی کچھ پیش بھی کرے جب بھی قبول نہ کرے۔ یہ سن کر اہلِ قافلہ نے عرض کیا کہ پہلی دو شرطیں تو ہمیں منظور ہیں لیکن تیسری شرط قابلِ قبول نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ توکل حجاج کا توشہ سفر ہے اور اگر تم یہ قصد کر لیتے کہ کسی سے کچھ نہ لیں گے تو خدا پر توکل بھی ہو جاتا اور درجہ ولایت بھی حاصل ہوتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک صاحب میرے منتظر ہیں اور میرے اس سوال پر کہ بلا اجازت مکان میں تم کیوں داخل ہوئے۔ فرمایا کہ میں خضر ہوں چنانچہ میں نے عرض کیا کہ پھر میرے لئے دعا فرما دیں۔ تو آپ نے کہا کہ اللہ تیرے لئے عبادت کو آسان کر دے اور تیری عبادت کو تجھ سے بھی پوشیدہ رکھے۔

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے پاس ایک ہزار درہم ہیں اور میں حج کا خواہش مند ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ رقم کسی مقروض کے قرض میں دے دو۔ یا یتیموں اور مفلس عیالداروں میں تقسیم کر دو تو تمہیں حج سے بھی زیادہ ثواب ملے گا لیکن اس نے کہا کہ مجھے حج کی بہت خواہش ہے فرمایا کہ شاید تو نے ناجائز طریقے سے یہ رقم حاصل کی ہے اس لئے تو زیادہ ثواب کا خواہش مند نہیں۔

ایک دن آپ نے قبرستان میں مردوں کو لڑتے ہوئے دیکھ کر اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ یہ راز مجھے بھی معلوم ہو جائے اور جب میں نے ان مردوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک ہفتہ قبل کسی شخص نے سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا تھا اور آج پورے ایک ہفتہ سے ہم اس کی تقسیم میں مصروف ہیں، لیکن ابھی تک وہ ختم نہیں ہوا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضورِ اکرمؐ کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضورؐ نے پوچھا کہ اے بشر کیا تجھے علم ہے کہ

Marfat.com

تیرے دور کے بزرگوں سے تیرا درجہ کیوں بلند کیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو معلوم نہیں، فرمایا کہ تو نے متبع سنت رہ کر بزرگوں کی تعظیم کی اور مسلمانوں کو راہِ حق دکھاتا رہا اور میرے اصحاب اور اہل بیت کو تو نے ہمیشہ محبوب رکھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا۔ پھر دوبارہ جب حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہوا تو عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ امراء حصول ثواب کے لئے فقراء کی جو خدمت کرتے ہیں وہ تو پسندیدہ ہیں لیکن اس سے زیادہ افضل یہ ہے کہ فقراء کبھی امراء کے آگے دست طلب دراز نہ کریں بلکہ خدائے تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھیں۔

ارشادات آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ پانی جب تک رواں رہتا ہے صاف رہتا ہے اور جب رک جاتا ہے گدلا اور کیچڑ جیسا ہو جاتا ہے فرمایا کہ جو دنیاوی عزت چاہتا ہے اسے تین چیزوں سے کنارہ کش رہنا چاہیئے اول مخلوق سے اظہار حاجت کرنا، دوم دوسروں میں عیب نکالنا، سوم کسی کے مہمان کے ہمراہ جانا۔ **فرمایا** کہ دنیاوی نمود کا خواہشمند لذت آخرت سے محروم رہتا ہے۔ **فرمایا** کہ قانع رہنے سے صرف دنیا ہی میں عزت مل جاتی جب سبھی قناعت بہتر تھی۔ پھر فرمایا کہ یہ تصور کرنا کہ لوگ ہمیں بہتر سمجھیں محض حُبّ دنیا کا مظہر ہے اور جب تک بندہ نفس کے سامنے فولادی دیوار قائم نہیں کر لیتا اس وقت تک عبادت میں لذت وحلاوت حاصل نہیں کر سکتا۔ **فرمایا** فرمایا کہ یہ تین کام بہت مشکل ہیں اول مفلسی میں سخاوت، دوم خوف میں صداقت، سوم خلوت میں تقویٰ۔ **فرمایا** کہ تقویٰ نام ہے شکوک و شبہات سے پاک ہونے اور قلب کی ہمہ وقت گرفت کرتے رہنے کا۔ **فرمایا** کہ اللہ نے بندے کو صبر و معرفت سے زیادہ عظیم شے اور کوئی نہیں عطا کی۔ اور اہل معرفت ہی خدا کے مخصوص بندے ہیں اور جو بندہ اللہ کے ساتھ قلب کو صاف رکھتا ہے اس کو صوفی کہتے ہیں اور اہل معرفت وہ ہیں کہ جن کو سوائے خدا کے نہ کوئی جانتا ہے نہ عزت کرتا ہے اور جو شخص حلاوت آزادی کے ساتھ ہم کنار ہونا چاہے اس کو اپنے خیالات پاکیزہ بنانے چاہئیں۔ اور جو صدق دلی کے ساتھ عبادت کرتا ہے وہ لوگوں سے وحشت زدہ رہتا ہے فرمایا کہ نہ تو مجھے کبھی اہل دنیا میں بیٹھنا گوارا ہوا اور نہ کبھی انہیں میری صحبت اچھی لگی۔

کسی نے عرض کیا کہ میں متوکل علی اللہ ہوں فرمایا کہ اگر تو متوکل ہے تو خدا کے احکام پر بھی یقیناً راضی ہو گا۔ انتقال کے وقت جب آپ شدید مضطرب ہوئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا ترک دنیا کا غم ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ بارگاہ خداوندی میں جانے کا خوف ہے۔ کسی شخص نے آپ کی موت کے وقت جب آپ سے اپنی مفلسی کا رونا رویا تو آپ نے اپنا پیراہن اتار کر اس کو دے دیا اور خود دوسرے کا مستعار لے کر پہن لیا۔

انتقال کے بعد کسی نے خواب میں آپ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؛ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس لئے ناراض ہوا کہ تو دنیا میں مجھ سے اتنا زیادہ کیوں خائف رہتا تھا اور کیا تجھے میری کریمی پر یقین نہیں تھا۔ پھر اسی شخص نے اگلے دن خواب میں دیکھ کر جب حال پوچھا تو فرمایا کہ اللہ نے میری مغفرت فرما دی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ خوب اچھی طرح کھا اور پی اس لئے کہ دنیا میں تو نے ہماری یاد کی وجہ سے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ پھر کسی اور شخص نے خواب میں دیکھ کر جب حال پوچھا تو فرمایا کہ میری بخشش بھی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے نصف بہشت جائز قرار دے دی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر تو آگ پر بھی سجدہ ریزی کرتا رہتا جب بھی اس چیز کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا تھا کہ ہم نے لوگوں کے قلوب میں تجھے جگہ عطا کر دی۔ پھر ایک اور شخص نے خواب میں دیکھ کر حال پوچھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کر کے یہ فرمایا کہ جب ہم نے تجھے دنیا سے اٹھایا تو تجھ سے افضل اور کوئی نہیں تھا۔

آپ کا مقام کسی عورت نے امام حنبل سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میں اپنی چھت پر سوت کات رہی تھی کہ راستہ میں سے شاہی

Marfat.com

روشنی کا گذر ہوا اور اسی روشنی میں تھوڑا سا سوت کات لیا۔ اب فرمائیے کہ وہ سوت جائز ہے یا ناجائز۔ یہ سن کر امام صاحب نے فرمایا کہ تم کون ہو، اور اس قسم کا مسئلہ کیوں دریافت کرتی ہو؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں بشر حافی کی ہمشیرہ ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تمہارے لیے وہ سوت جائز نہیں کیونکہ تم اہل تقویٰ کے خاندان سے ہو اور تمہیں اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے جو مشتبہ کھانے پر اگر ہاتھ بڑھاتے تو ہاتھ بھی ان کی پیروی نہیں کرتا تھا۔

باب ۱۳

حضرت ذوالنّون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ سلطان معرفت اور بحر توحید کے شناور تھے اور عبادت و ریاضت سے مشہور زمانہ ہوئے لیکن اہل معرفت ہمیشہ آپ کو زندیق کہہ کر آپ کی بزرگی و عظمت سے منکر رہے اور آپ نے بھی کبھی کسی پر اپنے اوصاف کے اظہار کی زحمت نہ فرمائی جس کی وجہ سے تاحیات آپ کے حالات پر پردہ پڑا رہا۔

آپ کے تائب ہونے کا واقعہ عجیب و غریب ہے اور وہ یہ کہ کسی شخص نے آپ کو اطلاع پہنچائی کہ فلاں مقام پر ایک نوجوان عابد ہے اور جب آپ اس سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر الٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا ہے کہ جب تک تو عبادت الٰہی میں میری ہمنوائی نہیں کرے گا میں تجھے یونہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے۔ یہ واقعہ دیکھ کر آپ کو اس پر ایسا ترس آیا کہ رونے لگے اور جب نوجوان عابد نے پوچھا کہ یہ کون ہے جو ایک بے حیا معصیت کار پر ترس کھا کر رو رہا ہے۔ یہ سن کر آپ نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ اس نے بتایا کہ چونکہ یہ بدن عبادت الٰہی پر آمادہ نہیں ہے اسی لئے یہ سزا دے رہا ہوں۔ آپ نے کہا کہ مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی گناہ عظیم سرزد ہو گیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمام گناہ مخلوق سے اختلاط کی وجہ سے جنم لیتے ہیں اس لئے میں مخلوق سے رسم و راہ کو بہت بڑا گناہ تصور کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم تو واقعی بہت بڑے زاہد ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اگر تم کسی بڑے زاہد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے کے پہاڑ پر جا کر دیکھو۔ چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو ایک نوجوان کو جس کا ایک پیر کٹا ہوا باہر پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا اور جب آپ نے یہ صورت حال معلوم کی تو اس نے بتایا کہ ایک دن میں اسی جگہ مصروف عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گذری جس کو دیکھ کر میں فریب شیطانی میں مبتلا ہو اس کے نزدیک پہنچ گیا اس وقت ندا آئی کہ اے بے غیرت تیس سال خدا کی عبادت و اطاعت میں گذار کر آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے۔ لہٰذا میں نے اسی وقت اپنا ایک پیر قطع کر دیا کہ گناہ کے لئے پہلا قدم اسی پیر سے بڑھایا تھا۔ پھر بتایئے کہ آپ مجھ گناہگار کے پاس کیوں آئے ہیں۔ اور اگر واقعی آپ کو

کسی بڑے زاہد کی جستجو ہے تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیے۔ لیکن جب بلندی کی وجہ سے آپ کو پہنچنا ناممکن ہوگیا تو اس نوجوان نے خود ہی ان بزرگ کا قصہ شروع کر دیا۔ اس نے بتایا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں ان سے ایک دن کسی نے یہ کہدیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے بس اس دن سے انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہوگا وہ میں استعمال نہیں کروں گا اور جب بغیر کچھ کھائے کچھ دن گذر گئے تو اللہ تعالے نے شہد کی مکھیوں کو حکم دے دیا کہ ان کے گرد جمع رہ کر انہیں شہد مہیا کرتی رہیں۔ چنانچہ ہمیشہ وہ شہد ہی استعمال کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ذوالنّون نے درس عبرت حاصل کیا اور اسی وقت۔ سے عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور آپ جس وقت پہاڑ سے نیچے اتر رہے تھے تو دیکھا کہ ایک اندھا پرندہ درخت سے نیچے آکر بیٹھ گیا۔ اس وقت آپ کو خیال آیا کہ نہ جانے اس کو رزق کہاں سے مہیا ہوتا ہوگا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ اس پرندے نے اپنی چونچ سے زمین کریدی جس میں سے ایک سونے کی پیالی برآمد ہوئی اور اس میں تل بھرے ہوئے تھے اور دوسری چاندی کی پیالی گلاب کے عرق سے لبریز تھی۔ چنانچہ وہ پرندہ تل کھا کر اور گلاب پی کر درخت پر جا بیٹھا اور پیالیاں غائب ہوگئیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے بھی اسی دن سے توکل پر کمر باندھ لی اور یہ ایقان کر لیا کہ متوکل علی اللہ کو کبھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے جنگل کی راہ لی جہاں آپ کے کچھ مذہبی احباب مل گئے اور اتفاق سے وہاں ایک خزانہ برآمد ہوگیا جس میں ایک ایسا تختہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارک کندہ تھے اور جس وقت خزانہ تقسیم ہونے لگا تو آپ نے اپنے حصہ میں صرف وہ تختہ لے لیا اور ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے۔ اے ذوالنّون سب نے دولت تقسیم کی اور تو نے ہمارے نام کو پسند کر لیا جس کے عوض ہم نے تیرے اوپر علم و حکمت کے دروازے کشادہ کر دیئے۔ یہ سن کر آپ شہر واپس آگئے۔

واقعات

آپ فرمایا کرتے کہ ایک دن میں لب دریا وضو کر رہا تھا کہ سامنے کے محل پر ایک خوبصورت عورت نظر آئی اور جب میں نے اس سے گفتگو کرنے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ دور سے میں تم کو دیوانہ تصور کئے ہوئے تھی اور جب کچھ قریب آگئے تو میں نے عالم سمجھا اور جب بالکل قریب آگئے تو اہل معرفت تصور کیا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ان تینوں میں سے کچھ بھی نہیں ہو اور جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ عالم نامحرم پر نظر نہیں ڈالتے۔ اور دیوانے وضو نہیں کرتے اور اہل معرفت خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئی اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ غیب کی جانب سے ایک تنبیہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ کشتی پر سفر کر رہے تھے کہ کسی بیوپاری کا موتی کھو گیا اور سب نے آپ کو مشکوک تصور کر کے زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے آسمان کی جانب نظر اٹھا کر کہا کہ اے اللہ تو علیم ہے کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی۔ یہ کہتے ہی دریا میں سے صدہا مچھلیاں منہ میں ایک ایک موتی دبائے نمودار ہوئیں اور آپ نے ایک مچھلی کے منہ میں سے موتی نکال کر اس بیوپاری کو دے دیا۔ اس کرامت کے مشاہدے کے بعد تمام مسافروں نے معافی طلب کی۔ اسی وجہ سے آپ کا خطاب ذوالنّون پڑ گیا۔

آپ کی بہن پر آپ کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ ایک دن یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں کہ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى۔ تو اللہ تعالے سے عرض کیا کہ جب تو نے بنو اسرائیل پر من و سلویٰ نازل فرما دیا تو مومنین اس سے محروم کیوں ہیں چنانچہ اسی وقت من و سلویٰ کا نزول ہوا اور آپ صحرا کی جانب ایسی جگہ چلی گئیں کہ پھر کچھ پتہ نہ چلا۔

آپ فرمایا کرتے کہ میں نے ایک پہاڑ پر بہت سے بیماروں کا اجتماع دیکھا اور جب وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ یہاں ایک عبادت گذار سال میں ایک مرتبہ اپنی عبادت گاہ سے نکل کر بیماروں پر کچھ دم کرتا ہے جس کے بعد سب صحت یاب ہو جاتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ میں نے بھی ان بزرگ کا انتظار کیا اور جب وہ برآمد ہوئے تو آنکھوں کے گرد حلقے ہو گئے تھے اور بہت کمزور و ضعیف تھے۔ پھر آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر تمام بیماروں پر کچھ دم کیا اور وہ سب فوراً ہی صحت یاب ہو گئے اور جب وہ عبادت گاہ میں داخل ہونے لگے تو میں نے ہاتھ پکڑ کر عرض کیا کہ ظاہری امراض والوں کو تو شفا ہو گئی لیکن میرا باطنی مرض بھی دفع فرما دیجئے۔ یہ سن کر فرمایا کہ اے ذوالنون میرا ہاتھ چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالےٰ نگرانی فرما رہا ہے کہ تو نے اس کا دست کرم چھوڑ کر دوسرے کا ہاتھ تھام لیا ہے یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ چھڑایا اور عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے جب آپ سے گریہ وزاری کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ رات حالت سجدہ میں نیند آگئی تو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالےٰ فرما رہا ہے۔ میں نے مخلوق کو دس حصوں میں پیدا کیا اور جب ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو دس میں سے نو حصے مخلوق دنیا پر فریفتہ ہو گئی۔ پھر میں نے ایک حصہ بچی ہوئی مخلوق کو دس حصوں میں تقسیم کیا اور ان کے سامنے جنت پیش کی گئی تو نو حصے اس پر فریفتہ ہو گئے لیکن ایک حصہ اس پر بھی متوجہ نہ ہو سکا۔ پھر میں نے اس ایک حصے کے بھی دس حصے کر دیئے اور جب میں نے ان سے یہ سوال کیا کہ نہ تم جنت کے طلب گار بنے نہ جہنم سے خوفزدہ ہوئے پھر آخر تم چاہتے کیا ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

کسی بچے نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے بطور ورثہ ایک لاکھ دینار حاصل ہوئے ہیں اور میری تمنا ہے کہ یہ سب آپ ہی کی ذات گرامی پر صرف کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ حد بلوغ تک پہنچنے سے قبل تمہارے لئے اس کا خرچ کرنا ناجائز ہے اور جب وہ بچہ شباب پر پہنچا تو پوری جائداد فقراء میں تقسیم کر کے آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گیا۔ پھر یہی نوجوان ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ آج کل کچھ ضرورت مند ہیں۔ اس نے اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا کہ کاش میرے پاس اگر آج دولت ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ آپ نے اس کی نیت کو بھانپ کر یقین کر لیا کہ یہ ابھی مفہوم فقر سے آشنا نہیں ہے چنانچہ اس سے فرمایا کہ فلاں دواخانہ سے یہ دوا لا کر گھس لو اور روغن میں ملا کر تین قرص تیار کر کے ان میں سوئی سے سوراخ کر کے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ آپ نے ان تینوں گولیوں پر کچھ دم کیا تو وہ یاقوت میں تبدیل ہو گئیں اور آپ نے فرمایا کہ کسی جوہری کے پاس لے جا کر قیمت معلوم کرو۔ چنانچہ جوہری نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی۔ پھر اس نوجوان نے پورا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اس کو پانی میں گھول دو اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ فقراء کو مال و زر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ سن کر وہ ہمیشہ کے لئے تارک الدنیا ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کہ میری تیس برس کی ہدایت کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف ایک شہزادہ صحیح معنوں میں ہدایت یافتہ ہو سکا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ ایک دفعہ وہ میری مسجد کے سامنے سے گزر رہا تھا تو میں اس وقت یہ جملہ کہہ رہا تھا کہ کمزور کا طاقت ور سے جنگ کرنا نہایت احمقانہ فعل ہے یہ سن کر شہزادے نے کہا کہ میں آپ کے جملے کا مفہوم نہیں سمجھا۔ فرمایا کہ اس سے زیادہ احمق کون ہو سکتا ہے جو خدا سے جنگ کرے۔ یہ سن کر وہ چلا گیا اور دوسرے دن آ کر مجھ سے پوچھنے لگا کہ وصال خداوندی کے لئے کون سی راہ اختیار کی جائے میں نے

Marfat.com

کہا کہ دو راہیں ہیں۔ ایک چھوٹی اور دوسری طویل۔ چھوٹی تو یہ ہے کہ خواہشات دنیا اور معصیت کو چھوڑ دے اور طویل راہ یہ ہے کہ خدا کے سوا سب سے کنارہ کش ہو جائے۔ اس نے عرض کیا کہ میں یہی طویل راہ اختیار کر رہا ہوں۔ اور اس کے بعد اپنی عبادت و ریاضت سے ابدالین کے مقام تک پہنچ گیا۔

حضرت ابو جعفر اعور نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں آپ کی مجلس میں موجود تھا اور آپ جمادات کی فرمانبرداری کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ جمادات اہل اللہ کے اس درجہ فرمانبردار ہوتے ہیں کہ اگر میں اس سامنے والے تخت سے یہ کہدوں کہ پورے مکان کا چکر لگائے تو وہ ہرگز دریغ نہیں کر سکتا۔ یہ کہتے ہی سامنے والا تخت پورے مکان کا چکر لگا کر پھر اپنی جگہ قائم ہو گیا یہ واقعہ دیکھ کر ایک نوجوان نے روتے روتے اپنی جان دے دی اور آپ نے اسی تخت پر غسل دے کر دفن کر دیا کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میں مقروض ہو گیا ہوں تو آپ نے ایک پتھر اٹھا یا جو زمرد میں تبدیل ہو گیا اور وہی پتھر اس شخص کو دے دیا چنانچہ اس نے چار سو درم میں فروخت کر کے اپنے قرض کی ادائیگی کر دی۔

ایک شخص اولیاء کرام کو خبطی تصور کرتا تھا تو آپ نے اپنی انگشتری دے کر فرمایا کہ اس کو بھٹیارے کی دوکان پر ایک دینار میں فروخت کر دو، لیکن بھٹیارے نے کہا کہ اس کی قیمت تو زیادہ مانگتا ہے کچھ کم کر۔ پھر جب سنار کے یہاں پہنچا تو اس نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی۔ اور جب اس شخص نے پورا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ جس طرح بھٹیارہ انگشتری کی قیمت سے آشنا نہیں اسی طرح تم بھی مراتب اولیاء سے نا آشنا ہو۔

مسلسل دس سال تک آپ کو لذیذ کھانوں کی خواہش رہی لیکن کبھی کھایا نہیں۔ اور ایک مرتبہ جب عید کی شب میں نفس نے تقاضا کیا کہ آج تو کوئی لذیذ غذا ملنی ہی چاہیئے تو فرمایا کہ اگر تو دو رکعت میں مکمل قرآن ختم کرے تو میں تیری خواہش پوری کر دوں گا۔ نفس نے آپ کی یہ شرط منظور کر لی اور ختم قرآن کے بعد جب آپ لذیذ غذائیں لے کر آئے تو پہلا ہی لقمہ اٹھا کر ہاتھ کھینچ لیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے ہی لقمہ پر نفس نے خوش ہو کر کہا کہ آج دس برس کے بعد تیری خواہش پوری ہو رہی ہے چنانچہ میں نے لقمہ رکھ کر کہا کہ میں ہرگز تیری خواہش پوری نہیں کروں گا لیکن اسی وقت ایک شخص عمدہ کھانے کی دیگ لئے ہوئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بہت مفلس اور بال بچوں والا ہوں۔ مگر آج میں نے صبح کو عید کی وجہ سے لذیذ کھانا پکوایا اور سو گیا۔ چنانچہ خواب میں حضور اکرمؐ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو محشر میں مجھ سے ملنے کا خواہش مند ہے تو یہ کھانا ذوالنون کو دے آ۔ اور میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے ایک دو لقمہ یہ کھانا چکھ لے۔ حضورؐ کا یہ پیغام سن کر کہا کہ فرمانبردار کو اس میں کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے تھوڑا سا کھانا چکھ لیا۔

جس وقت آپ بلند مراتب پر فائز ہو گئے تو لوگوں نے مراتب کی ناواقفیت کی بنا پر آپ کو زندیق کا خطاب دے کر خلیفہ وقت سے آپ کی شکایت کر دی۔ چنانچہ جب آپ کو بیڑیاں پہنا کر لے جایا جا رہا تھا تو ایک ضعیفہ نے کہا کہ خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ وہ بھی تمہاری ہی طرح خدا کا ایک بندہ ہے۔ اسی وقت راہ میں ایک بہشتی نے آپ کو خنک پانی سے سیراب کیا اور اس کے صلہ میں

Marfat.com

جب آپ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ اس کو ایک دینار دے دو تو بہشتی نے عرض کیا کہ اسیروں سے کچھ لینا بزدلی کی علامت ہے۔ اس کے بعد آپ کو دربار خلافت سے چالیس یوم کی قید ہوگئی۔ اور اسی عرصہ میں آپ کی ہمشیرہ روٹی کی ایک ٹکیہ روزانہ آپ کے پاس لے کر جاتیں لیکن رہائی کے بعد ہر یوم کے حساب سے چالیس روٹیاں آپ کے پاس محفوظ تھیں اور جب آپ کی ہمشیرہ نے کہا کہ یہ تو جائز کمائی کی تھیں پھر آپ نے کیوں نہیں کھائیں تو فرمایا کہ چونکہ داروغہ جیل بدباطن قسم کا انسان ہے اس لئے اس کے ہاتھ سے بھجوائی ہوئی روٹی سے مجھے کراہت محسوس ہوئی۔ پھر جب آپ روانہ ہونے لگے تو گر پڑے اور سر میں شدید ضرب آئی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ خون کی ایک بوند بھی آپ کے لباس پر نہیں پڑی۔ اور جو خون زمین پہ گرا تھا وہ بھی غائب ہوگیا اور جب آپ خلیفہ کے روبرو پیش ہوئے تو اس کے سوالات کا دنداں شکن جواب دے کر اہل دربار کو حیرت میں ڈال دیا۔ چنانچہ خلیفہ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو مصر رخصت کیا۔

آپ کے ایک ارادت مند نے جس نے چالیس چلے کھینچے، چالیس حج کئے، چالیس برس سویا نہیں، اور مراقبہ کرتا رہا عرض کیا کہ اتنی عبادت و ریاضت کے باوجود آج تک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کبھی ہم کلام نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی رموز خداوندی مجھ پر منکشف ہوسکے۔ لیکن نعوذ باللہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہیں بلکہ اپنی بدنصیبی کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھاؤ، اور عشاء کی نماز پڑھے بغیر آرام سے سو جاؤ۔ اس نے تعمیل حکم میں کھانا تو خوب اچھی طرح کھالیا لیکن نماز ترک کرنے کو قلب نے گوارا نہیں کیا۔ اس لئے نماز پڑھ کر سوگیا اور خواب میں حضور اکرمؐ کی زیارت ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے کہ ہماری بارگاہ سے ناامید لوٹنے والا نامرد ہے اور میں تیری چالیس ریاضت کا صلہ ضرور دوں گا۔ لیکن ذوالنون کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دینا کہ ہم تجھے شہر بھر میں اس لئے ذلیل کریں گے کہ تو پھر کبھی ہمارے دوستوں کو فریب میں مبتلا نہ کر سکے۔ اور جب اپنا خواب حضرت ذوالنون کو سنایا تو ان کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو نکل پڑے۔ لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ کوئی مرشد کیا کسی کو نماز نہ پڑھنے کا حکم دے سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرشد بمنزلہ طبیب کے ہوا کرتا ہے، اور طبیب کبھی زہر سے بھی مریض کا علاج کرتا ہے اور چونکہ آپ کو بخوبی یہ علم تھا کہ میرے کہنے سے ہرگز نماز ترک نہیں کر سکتا اس لئے آپ نے ایسا حکم دیا۔ اور اس کے علاوہ طریقت کی راہوں میں ایسے احوال بھی پیش آجاتے ہیں جو بظاہر شریعت کے منافی ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہوتے ہیں۔ جس طرح حضرت خضر کو لڑکے کے قتل کا حکم دیا گیا لیکن منشائے خداوندی یہی تھا۔ گو یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ خلاف شرع کوئی کام نہ کیا جائے لیکن راہ طریقت میں ایسے احوال ضرور پیش آتے ہیں جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کسی کمزور بدوی کو طواف کعبہ کرتے دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ کیا تو خدا کا محبوب ہے، اس نے اثبات میں جواب دیا پھر پوچھا کہ وہ محبوب تجھ سے قریب ہے یا دور؟ اس نے جواب دیا کہ قریب ہے، پھر سوال کیا کہ وہ تجھ سے موافقت کرتا ہے یا ناموافقت اس نے عرض کیا کہ موافقت کرتا ہے۔ یہ سن کر فرمایا کہ جب تو خدا کا محبوب بھی ہے اور وہ تیرے قریب و موافق بھی ہے تو پھر تو اس قدر نحیف و لاغر کیوں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ دور رہنے والوں کے عذاب کی نسبت سے وہ لوگ زیادہ حیران و سرگرداں رہتے ہیں

Marfat.com

جنہیں قرب نصیب ہوتا ہے۔

ایک خود ساختہ خدا کے عاشق جس نے خود کو خدا کا دوست مشہور کر رکھا تھا اس کی عیادت کے لئے آپ تشریف لے گئے تو اس نے کہا کہ جو خدا کے عطا کردہ درد میں اذیت کا احساس کرے وہ کبھی خدا کا دوست نہیں ہو سکتا لیکن آپ نے فرمایا کہ جو خود کو خدا کا دوست کہتا ہو وہ کبھی اس کا دوست نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر اس نے توبہ کرتے ہوئے کہا کہ آج سے میں کبھی خود کو خدا کا دوست نہیں کہوں گا۔ ایک شخص آپ کی عیادت کو حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دوست کا عطا کردہ درد بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس سے واقف ہوتے تو ایسے غیر مؤدبانہ طور سے اس کا نام نہ لیتے۔

اپنے احباب میں سے آپ نے کسی کو تحریر کیا کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو نادانی کی چادر سے ڈھانپ کر تمام دنیاوی چیزوں سے اس طرح بے خبر کر دے کہ ہم اس کی مرضی کے مطابق کام کریں اور وہ ہم سے خوش رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں دوران سفر ایک برف پوش صحرا میں سے گذرا تو دیکھا کہ ایک آتش پرست ہر سمت دانہ بکھیر رہا ہے اور جب آپ نے وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں چونکہ پرندوں کو کہیں سے بھی دانہ حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے میں ثواب کی نیت سے دانہ بکھیر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ اس کے یہاں غیر کی روزی ناپسندیدہ ہے، لیکن اس نے عرض کیا کہ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ میری نیت کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس آتش پرست کو ایام حج میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ طواف کعبہ میں مصروف پایا اور طواف کے بعد اس نے مجھ سے کہا، آپ نے دیکھا کہ میں نے جو دانہ بکھیرا تھا اس کا ثمر کتنی بہتر شکل میں ملا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے پرجوش لہجہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ تو نے چالیس برس آتش پرستی کرنے والے کو چند دانوں کے عوض ارزاں فروشی کرتے ہوئے اتنی عظیم نعمت کیوں عطا کر دی۔ ندا آئی کہ ہم اپنی مرضی کے مختار ہیں ہمارے امور میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں۔

آپ نماز کی نیت کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ تیری بارگاہ میں حاضری کے لئے کون سے پاؤں لاؤں اور کونسی آنکھوں سے قبلہ کی جانب نظر کروں اور کونسی زبان سے تیر اسجدہ بناؤں اور تعریف کے وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے تیرا نام لوں لہٰذا مجبوراً حیا کو ترک کر کے تیرے حضور حاضر ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد نیت باندھ لیتے اور اکثر خدا تعالیٰ سے یہ عرض کرتے کہ مجھے آج جن مصائب کا سامنا ہے وہ تو تیرے سامنے میں عرض کرتا رہتا ہوں۔ لیکن محشر میں اپنی بداعمالیوں سے جو اذیت پہنچے گی اس کا اظہار کس سے کروں گا لہٰذا مجھے عذاب کی ندامت سے چھٹکارا عطا کر دے۔

ارشادات

آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ پاکیزہ ہے وہ ذات جو عارفین کو دنیاوی وسائل سے بے نیاز کر دیتی ہے **فرمایا** کہ حجاب چشم ہی سب سے بڑا حجاب ہے جس کی وجہ سے غیر شرعی چیزوں پر نظر نہیں پڑتی۔ **فرمایا** کہ شکم سیر کو حکمت حاصل نہیں ہوتی۔ **فرمایا** کہ معصیت سے تائب ہو کر دوبارہ ارتکاب معصیت دروغگوئی ہے۔ **فرمایا** کہ سب سے بڑا دولت مند وہ ہے جو تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو۔ **فرمایا** قلیل کھانا جسمانی توانائی کا ذریعہ اور قلیل گناہ روحانی توانائی کا ذریعہ ہے **فرمایا** کہ مصائب میں صبر کرنا تعجب خیز نہیں بلکہ مصائب میں خوش رہنا تعجب کی بات ہے۔ **فرمایا** کہ خدا سے خوف کرنے والے ہدایت پاتے ہیں اور اس سے خائف ہونے والے گمراہ ہو جاتے ہیں اور درویشی سے ڈرنے والے

Marfat.com

قہر الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ **فرمایا** کہ انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے (۱) اعمال صالحہ سے کوتاہی کرنا (۲) ابلیس کا فرمانبردار ہونا (۳) موت کو قریب نہ سمجھنا (۴) رضائے الٰہی کو چھوڑ کر مخلوق کی رضامندی حاصل کرنا (۵) تقاضائے نفس پر سنت کو ترک کر دینا (۶) اکابرین کی غلطی کو سند بنا کر ان کے فضائل پر نظر نہ کرنا اور اپنی غلطی کو ان کے سر تھوپنا۔ **فرمایا** کہ اہل تقویٰ کی صحبت سے لطف حیات حاصل ہوتا ہے اور ایسے احباب بنانے چاہئیں جو تمہاری ناراضگی سے ناراض نہ ہوں۔ **فرمایا** کہ اگر تم حصول معرفت کے متمنی ہو تو خدا سے ایسی دوستی کی مثال پیش کرو جیسی حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور اکرمؐ کے ساتھ کی اور کبھی ذرہ برابر مخالفت نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے انہیں "صدیق" کے خطاب سے نوازا۔ اور حبّ خداوندی کی نشانی بھی یہی ہے کہ کبھی اس کے حبیب کی مخالفت نہ کرے۔ **فرمایا** کہ اس طبیب سے نا اہل کوئی نہیں جو عالم مدہوشی میں مدہوشوں کا علاج کرے، یعنی جس پر نشہ دنیا سوار ہو۔ اس کو نصیحت کرنا بے سود ہے، لیکن جب ہوش سنبھالنے آجائیں تو پھر اس سے توبہ کروانی چاہیئے۔ **فرمایا** کہ میں نے راہ اخلاص کی جانب لے جانے والی خلوت سے زائد کسی شے کو افضل نہیں پایا۔ **فرمایا** کہ پہلے قدم پر خدا کو کوئی نہیں پا سکتا۔ یعنی خدا کے ملنے تک خود کو طالب تصور کرتا رہے۔ **فرمایا** کہ خدا سے بُعد اختیار کرنے والوں کی نیکیاں مقربین کے گناہوں کے مساوی ہوتی ہیں اور صدق دلی سے تائب ہونے کے بعد سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ **فرمایا** کہ کتنا اچھا ہوتا کہ خدا تعالےٰ اپنے محبت کرنے والوں کو اس وقت محبت سے نوازتا ہے جب ان کے دل خدشۂ فراق سے خالی کر دیئے جاتے۔ **فرمایا** کہ جس طرح ہر جرم کی ایک سزا ہوا کرتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی سے غفلت کی سزا دنیاوی محبت ہے۔ **فرمایا** کہ جس چیز پر خود عمل پیرا ہو کر نصیحت کرے اسی کو صوتی کہتے ہیں۔ **فرمایا** کہ عارفین اس لئے زیادہ خائف رہتے ہیں کہ لحہ بہ لحہ قرب الٰہی میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ مخلوق میں رہ کر بھی بیگانۂ خلائق رہے اور خدا سے ڈرنے والے کو بھی عارف کہا جاتا ہے۔ اور عارف کے اندر مسلسل تغیر ہوتا رہتا ہے اور عارف اپنی معرفت کی بنا پر ہمیشہ مودب رہتا ہے۔ **فرمایا** کہ معرفت کی تین اقسام ہیں اول معرفت توحید جو تقریباً ہر مومن کو حاصل رہتی ہے دوم معرفت حجت و بیان۔ یہ حکماء و علماء کو ملتی ہے سوم صفات وحدانیت کی معرفت یہ صرف اولیاء کرام کے لئے مخصوص ہے جو نہ دوسروں کو حاصل ہوتی ہے اور نہ کوئی ان مراتب سے واقف ہو سکتا ہے **فرمایا** کہ معرفت کا دعویدار کاذب ہوتا ہے اس لئے کہ عارف و معروف کی معرفت ایک ہو جانے کی وجہ سے معرفت کا مدعی دو حالتوں سے خالی نہیں۔ کیونکہ یا تو وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اگر سچا ہے تو اپنی تعریف خود کرنے کا مرتکب ہوتا ہے اور سچے لوگ کبھی اپنی تعریف خود نہیں کرتے، جیسا کہ حضرت صدیقؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ "میں تم سے افضل نہیں ہوں"۔ اور اسی ضمن میں حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ خدا شناسی میں اگر گناہ عظیم ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں سچے نہیں ہو تو پھر تمہیں عارف نہیں کہا جا سکتا۔ مختصر یہ کہ عارف کو اپنی زبان سے عارف کہنا مناسب نہیں۔ فرمایا کہ عارف کو جس قدر قربت حاصل ہوگی اسی قدر سرگرداں رہے گا جس طرح آفتاب سے قریب شے اس سے متاثر بھی زیادہ ہوتی ہے اور جس کی مثال مندرجہ ذیل شعر سے بھی ملتی ہے۔

نزدیکاں رابیش بود حیرانی | کایشاں دانند سیاست سلطانی

نزدیک رہنے والوں کو اس لئے زیادہ پریشانی ہوتی ہے کہ وہ سیاست سلطانی سے واقف ہوتے ہیں۔

عارف کی پہچان

فرمایا کہ عارف کی شناخت یہ ہے کہ بغیر علم کے خدا کو جانے۔ بغیر آنکھ کے دیکھے بغیر سماعت کے اس سے واقف ہو، بغیر مشاہدے کے اس کو سمجھے، بغیر صفت کے پہچانے اور بغیر کشف و حجابات کے اس کا مشاہدہ کر سکے۔ یعنی ذات باری میں فنائیت کی یہ علامتیں ہیں، جیسا کہ خود باری تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ "میں جس کو دوست بناتا ہوں اس کا کان بن جاتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے سُنے، آنکھ بن جاتا ہوں تاکہ مجھ سے دیکھے، زبان بن جاتا ہوں تاکہ مجھ سے بات کرے، اور ہاتھ بن جاتا ہوں تاکہ مجھ سے پکڑے (حدیث قدسی) آپ نے فرمایا کہ زاہدین سلطان آخرت ہوا کرتے ہیں اور ان کے دوست سلطان عارفین ہوتے ہیں۔
فرمایا صحبت الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیزیں اس سے دور کر دینے والی ہوں ان سے کنارہ کش رہے۔ **فرمایا** کہ مریض قلب کی چار علامتیں ہیں، اول عبادت میں لذت کا فقدان، دوم خدا سے خوفزدہ نہ ہونا، سوم دنیاوی امور سے عبرت حاصل نہ کرنا، چہارم علم کی باتیں سننے کے بعد بھی ان پر عمل نہ کرنا۔ **فرمایا** کہ قلب و روح سے خدا کا فرمانبردار بن جانے کو عبودیت کہا جاتا ہے۔ **فرمایا** کہ عوام معصیت سے اور خواص غفلت سے توبہ کرتے ہیں لیکن توبہ کی بھی دو قسمیں ہیں، اول توبۂ انابت، یعنی انسان کا خدا سے ڈر کر توبہ کرنا، دوم توبۂ استجابت، بندے کا ندامت کی وجہ سے تائب ہونا، یعنی اس پر نادم ہو کر میری ریاضت و عظمت خداوندی کے سامنے کچھ بھی نہیں پھر فرمایا، کہ ہر ہر عضو کی توبہ کا جداگانہ طریقہ ہے مثلاً قلب کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیزوں کو ترک کر دے، آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیز کی جانب نہ اُٹھے کان کی توبہ یہ ہے کہ غیبت و بدگوئی سننے کی نیت نہ کرے، ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ غیر شرعی چیزوں کی جانب نہ اُٹھے اور شرمگاہ کی توبہ یہ ہے کہ بدکاری سے کنارہ کش رہے۔ پھر فرمایا کہ وہ فقر جس میں کدورت و غبار ہو میرے نزدیک خلوت تکبّر سے زیادہ بہتر ہے۔ **فرمایا** کہ ندامت کا مفہوم یہ ہے کہ ارتکاب معصیت کے بعد خوف سزا باقی رہے اور تقوے کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے ظاہر کو معصیت و نافرمانی میں مبتلا نہ کرے، اور باطن کو لغویات سے محفوظ رکھتے ہوئے ہمہ وقت اللہ تعالےٰ کا تصور قائم رکھے، یعنی ہر لحہ یہ تصور کرتا رہے کہ وہ ہمارے تمام افعال کی نگرانی کر رہا ہے اور ہم اس کے سامنے ہیں۔ **فرمایا** کہ جس پر شمشیر صدق چل جاتی ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ مراقبہ کا مفہوم یہ ہے، کہ بہترین اوقات کو اللہ تعالےٰ پر قربان کر دے اور اس کو عظیم جانے جس کو خدا نے عظمت عطا کی ہو۔ اور اس کی جانب رخ بھی نہ کرے جس کو اس نے ذلیل و رسوا کر دیا ہو۔ **فرمایا** کہ حالت وجد بھی ایک راز ہے اور سماع علاج نفس ہے اور جو حقانیت سے شریک سماع ہوتا ہے وہ اہل حق میں سے ہو جاتا ہے۔

توکل

فرمایا کہ توکل نام ہے خدا پر اعتماد رکھتے ہوئے کسی سے کچھ طلب نہ کرنے اور بندہ بن کر مالک کی اطاعت کرنے اور تدابیر و تکبر کے ترک کر دینے کا، اور انس نام ہے خدا کے محبوبوں سے محبت کرنے اور ان کی محبت حاصل کرنے کا۔ اور جس وقت اولیاء کرام پہ غلبۂ انس ہوتا ہے تو ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے اللہ تعالےٰ زبان نور میں ان سے ہمکلام ہے۔ اور غلبۂ ہیبت ہوتا ہے تو پھر نور کے بجائے زبان نار سے باتیں ہوتی ہیں اور خدا کے مونس کی شناخت یہ ہے کہ آگ میں ڈال دینے کے بعد بھی حوصلے میں کمی نہ آئے اور انس خداوندی کی نشانی یہ ہے کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو جائے۔ **فرمایا** کہ تدبّر و تفکر عبادت کی چابی ہے اور خواہشات کی مخالفت خدا سے ملاقات کی آئینہ دار ہے اور جو بندہ دل کے ذریعہ فکر کرتا ہے وہ عالم غیب میں روح کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ پھر فرمایا کہ رضا

تمام شدت موت پر راضی رہتے اور مصائب میں دوستی کا دعویٰ کرتے کا۔ اور جو قضاء و قدر پر راضی رہتا ہے وہ ہی اپنے نفس سے واقف ہو جاتا ہے

اخلاص

فرمایا کہ اخلاص میں جب تک صدق و صبر کی شمولیت نہ ہو اس وقت تک اخلاص مکمل نہیں ہوتا۔ اور خود کو ابلیس سے محفوظ رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے اور اہل اخلاص وہ ہوتے ہیں جو اپنی تعریف سے خوش اور اپنی برائی سے ناخوش نہ ہوں اور اپنے اعمال صالحہ کو اس طرح فراموش کر دیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ سے ان کا معاوضہ بھی طلب نہ کریں۔ لیکن خلوت میں اخلاص کا قائم رکھنا بہت دشوار ہے۔

یقین

فرمایا کہ آنکھوں سے مشاہدہ کرنے والے کی مثال علم جیسی ہے اور قلب سے دیکھنے والے کی مثال یقین جیسی ہے اور یقین کا ثمر صبر ہے۔ اور یقین کی بھی تین علامتیں ہیں اول ہر شے میں خدا کو دیکھنا دوم اپنے تمام امور میں اسی سے رجوع کرنا سوم ہر حال میں اس کی اعانت طلب کرنا۔ یقین آرزوؤں میں کمی کر دیتا ہے اور آرزوؤں کی قلت زہد کی تلقین کرتی ہے اور زہد حکمت کا علمبردار ہے اور حکمت شجر انجام کو بارآور کرتی ہے اور تھوڑا سا یقین بھی پوری دنیا سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ترقی آخرت کی جانب لے جاتا ہے اور اس سے عالم ملکوت کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے اور اہل یقین کی شناخت یہ ہے کہ مخلوق کی مخالفت کرتے ہوئے نہ تو اس کی تعریف کرے اور نہ اس کی داد و دہش سے فائدہ اٹھائے اور اگر مخلوق در پے آزار ہو جائے تو اپنی ذات سے مخلوق کو اذیت نہ پہنچائے۔ کیونکہ جس کو خالق کی قربت حاصل ہو وہ مخلوق سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ **فرمایا** کہ حق بینی کا دعویدار نہ صرف محرومی کا شکار ہوتا ہے بلکہ اس کا دعویٰ بھی جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ حق بین بندہ اظہار کو معیوب تصور کرتا ہے۔ **فرمایا** کہ کوئی مرید اس وقت تک صحیح معنوں میں مرید نہیں ہوتا جب تک خدا کے بعد مرشد کا اطاعت گذار نہ ہو۔ اور جو بندہ وسواس قلبی کو ختم کرنے کے بعد مراقبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی عظمت عطا کر دیتا ہے۔ **فرمایا** کہ خدا سے خوف رکھنے والا اسی کی جانب متوجہ رہتا ہے اور جو اس کی جانب متوجہ ہو جائے اس کو نجات حاصل ہو گئی اور قناعت پذیر بندہ لذت و کیف میں غرق ہو کر سب کا سردار بن جاتا ہے۔ اور جو بندہ لغو کاموں میں تکلیف برداشت کرتا ہے وہی چیز اس کے بعد کار آمد ثابت ہوتی ہے۔

اقوال زریں

فرمایا کہ خدا سے خائف رہنے والے کے قلب میں خدا کی محبت اس طرح جاگزیں ہو جاتی ہے کہ اس کو عقل کامل عطا کر دی جاتی ہے۔ اور جو مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ شدید مشکلات میں گھرتا چلا جاتا ہے اور جو بیسود چیزوں کے حصول کی سعی کرتا ہے وہ اس شے کو کھو دیتا ہے جس کو اس سے فائدہ پہنچ سکتا۔ **فرمایا** کہ اگر تمہیں حق بات پر تھوڑا سا رنج بھی ہوتا ہے تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ تمہارے نزدیک حق کا درجہ بہت کم ہے۔ **فرمایا** کہ جس کا ظاہر، باطن کا آئینہ دار نہ ہو اس کی صحبت سے کنارہ کشی رہو۔ پھر فرمایا کہ یاد الٰہی کرنے والا خدا کے سوا ہر شے کو خود بخود بھولتا چلا جاتا ہے۔

مفید جوابات

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے خدا کو کیسے شناخت کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے اس کی ذات و صفات سے شناخت کیا اور مخلوق کو اس کے رسول کی وجہ سے پہچانا۔ کیونکہ خدا کو تو خالق ہونے کی وجہ سے شناخت کیا جا سکتا ہے اور رسول چونکہ مخلوق ہے اس لئے مخلوق کو اس کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے پھر لوگوں نے سوال کیا کہ بندہ خدا سے کس وقت اعانت

Marfat.com

طلب کرتا ہے۔ فرمایا کہ نفس و تدابیر سے عاجز آ کر۔

نصائح فرمایا کہ ایسے اہل اخلاص کی صحبت اختیار کرو جو ہر حال میں تمہارے شریک رہیں اور تمہاری تبدیلی سے بھی ان میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہو۔ **فرمایا** کہ بندہ اس وقت تک جنت کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک پانچ چیزوں پر عمل پیرا نہ ہو، اول شہوس استقامت، دوم شہوس اجتہاد، سوم ظاہری و باطنی دونوں طریقوں سے خدا تعالیٰ کا مراقبہ، چہارم موت کے انتظار میں توشۂ آخرت کے حصول میں مصروف رہنا، پنجم قیامت سے قبل اپنا محاسبہ کرتے رہنا۔

خوف فرمایا کہ خوفِ الٰہی کی نشانی یہ ہے کہ خدا کے سوا ہر شے سے بے خوف ہو جائے اور دنیا میں وہی محفوظ رہتا ہے جو کسی سے بات نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ توکل نام ہے مخلوق سے ترک حرص کا اور دنیاوی وسائل کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جانے اور نفس کو ربوبیت سے جدا کر کے عبودیت کی جانب مائل ہو جانے کا۔ پھر فرمایا کہ بے طینت کو غم بھی زیادہ ہوتا ہے اور دنیا نام ہے خدا سے غافل کر دینے کا۔ فرمایا کہ وہ کمینہ ہے جو خدا کے راستہ میں ناواقف ہوتے ہوئے بھی کسی سے معلومات نہ کرے۔

حضرت یوسف بن حسین نے آپ سے پوچھا کہ کس کی صحبت اختیار کروں؛ فرمایا کہ جس میں من و تو کا خطرہ نہ ہو اور نفس کی مخالفت میں خدا کے موافق بن جاؤ۔ اور کسی کو کمتر تصور مت کرو خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی تائب ہو کر مقبول بارگاہ ہو جائے۔

نصیحت و وصیت کسی نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ظاہر کو خلق کے اور باطن کو خالق کے حوالے کر دو اور خدا سے ایسا تعلق قائم کرو جس کی وجہ سے وہ تمہیں مخلوق سے بے نیاز کر دے اور یقین پر کبھی شک کو ترجیح نہ دو، اور جس وقت تک نفس اطاعت پر آمادہ نہ ہو مسلسل اس کی مخالفت کرتے رہو، اور مصائب میں صبر کرتے ہوئے زندگی خدا کی یاد میں گزار دو۔ پھر دوسرے شخص کو یہ وصیت فرمائی کہ قلب کو ماضی و مستقبل کے چکر میں نہ ڈالو یعنی گذرے ہوئے اور آنے والے وقت کا تصور قلب سے نکال کر صرف حال کو غنیمت جانو۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ صوفی کی کیا تعریف ہے۔ فرمایا کہ جو ترک دنیا کر کے خدا کو محبوب بنا لے اور خدا بھی اس کو اپنا محبوب سمجھے۔ پھر کسی نے کہا کہ مجھ کو خدا کا راستہ دکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تیری رسائی سے بہت دور ہے لیکن اگر کسی کو واقعی قرب مطلوب ہو تو پھر وہ پہلے ہی قدم پر مل جاتا ہے اور جس کو ہم پہلے ہی تفصیلی طور پر بیان کر چکے ہیں پھر کسی نے عرض کیا کہ آپ کو اپنا دوست تصور کرتا ہوں تو فرمایا کہ صرف خدا سے دوستی کرو اور اسی کی دوستی تمہارے لئے کافی ہے اور اگر تم حق شناس نہیں ہو تو کسی ایسے کی جستجو کرو جو تمہیں حق سے شناسا کرا دے کیونکہ میری دوستی تمہارے لئے سودمند نہیں ہو سکتی۔ **فرمایا** کہ جس کو حدودِ معرفت معلوم ہو جاتی ہیں وہ خود گم ہو جاتا ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ عارف کی تعریف کیا ہے فرمایا کہ جس میں پہلے تحیر ہو اور بعد میں اتصال حق ہو جائے اسی وقت عارف کو حیات دائمی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو ہمہ اوقات یاد الٰہی اور وصال حاصل رہتا ہے۔ اور نفس کی معرفت یہ ہے کہ ہمیشہ نفس سے بدظن رہتے ہوئے کبھی اس سے حسن ظن نہ رکھے۔ **فرمایا** کہ مجھ سے زیادہ خدا سے

Marfat.com

کوئی بھی دور نہیں ہے کیونکہ ستر سال بحر توحید و تفرید میں غوطہ زن رہنے کے بعد بھی گمان کے سوا کچھ نہ حاصل ہو سکا۔
منقول ہے کہ موت کے قریب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کی کسی چیز کو طبیعت چاہتی ہے فرمایا میری خواہش صرف یہ ہے کہ موت سے قبل مجھے آگاہی حاصل ہو جائے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

الخوف امرضنی والشوق احرقنی | الحب افنانی واللہ احیانی
خوف نے مجھے مریض بنا دیا اور شوق نے جلا دیا۔ | اور محبت نے مجھے فنا کر دیا اور اللہ نے زندہ کر دیا

اس کے بعد آپ پر غشی طاری ہو گئی اور کچھ ہوش آنے کے بعد جب یوسف بن حسین نے وصیت کرنے کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ اس وقت میں خدا کے احسانات میں گم ہوں اس وقت کوئی بات نہ کرو۔ اس کے بعد انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روایات آپ کے انتقال کی شب میں ستر اولیاء کرام کو حضور اکرمؐ کی زیارت ہوئی اور حضورؐ نے فرمایا کہ میں خدا کے دوست ذوالنون مصری کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔

انتقال کے بعد لوگوں نے آپ کی پیشانی پر یہ کلمات لکھے ہوئے دیکھے ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ وھذا قتیل اللہ مات من سیف اللہ۔ یعنی یہ اللہ کا حبیب ہے اور اس کی محبت میں مرگیا اور یہ اللہ کی تلوار سے قتل ہو گیا۔ دھوپ کی شدت کی وجہ سے آپ کے جنازے پر پرندے سایہ فگن ہو گئے تھے جس طرف سے آپ کا جنازہ گذرا وہاں مسجد میں مؤذن اذان دے رہا تھا اور جس وقت وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچا تو آپ نے شہادت کی انگلی اٹھا دی۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید آپ حیات ہیں۔ لیکن جب جنازہ رکھ کر دیکھا تو آپ مردہ تھے اور انگشت شہادت اٹھی ہوئی تھی اور بہت کوشش کے باوجود بھی سیدھی نہیں ہوئی چنانچہ اسی طرح آپ کو دفن کر دیا گیا اور آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اہل مصر آپ کو مسلسل اذیت پہنچانے پر بے حد نادم ہوئے اور انہوں نے اپنی غلطیوں سے توبہ کی۔

Marfat.com

باب ۱۴

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت بڑے اولیاء اور مشائخ عظام میں سے ہوئے ہیں اور ریاضت و عبادت کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کیا، اور احادیث بیان کرتے ہیں آپ کو درک حاصل تھا حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ حضرت بایزید کو اولیاء میں وہی اعزاز حاصل ہے جو حضرت جبرئیل کو ملائکہ میں۔ اور مقام توحید میں تمام بزرگوں کی انتہا آپ کی ابتدا ہے کیونکہ ابتدائی مقام میں ہی لوگ سرگرداں ہو کر رہ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت بایزید کا قول ہے کہ اگر لوگ دو سو سال تک بھی گلشن معرفت میں گم گشتہ رہیں جب کہیں جا کر ان کو وہ ایک پھول مل سکتا ہے جو مجموعی طور پر ابتدا ہی میں مجھے مل گیا۔ شیخ ابوسعید کا قول ہے کہ میں پورے عالم کو آپ کے اوصاف سے لبریز دیکھتا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا۔

آپ کے دادا آتش پرست تھے اور والد بزرگوار کا بسطام کے عظیم بزرگوں میں شمار ہوتا تھا اور آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر ہی میں ہونے لگا تھا کیونکہ آپ کی والدہ فرماتی تھیں کہ جس وقت بایزید میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی شبہ غذا میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بیکلی اور بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر نکالنا پڑتی۔ حضرت بایزید کا قول ہے کہ راہ طریقت میں سب سے بڑی دولت وہ ہے جو مادر زاد ہو۔ اس کے بعد چشم بینا اور اس کے بعد گوش ہوش لیکن اگر یہ تینوں چیزیں حاصل نہ ہوں تو پھر مرگِ ناگہاں بہتر ہے۔

جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورہ لقمان کی یہ آیت پڑھی کہ ان اشکر لی ولوالدیک یعنی میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا اس وقت اپنی والدہ سے آ کر فرمایا کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ مجھے خدا سے طلب کر لیں تاکہ میں آپ کا شکر ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کر دیں تاکہ اس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر تجھے خدا کے سپرد کرتی ہوں چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی جانب نکل گئے اور وہیں ذکر و شغل کو حرز حیات بنا لیا اور مکمل تین سال شام کے میدانوں اور صحراؤں میں زندگی گزاری۔ اور اس عرصہ میں یاد الٰہی کی وجہ سے کھانا پینا سب ترک کر دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک سو ستره مشائخ سے بھی نیاز حاصل کر کے ان کے فیوض سے سیراب ہوتے۔ انہیں مشائخ میں حضرت امام جعفر صادق بھی شامل ہیں۔

حالات ایک مرتبہ آپ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اے بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ طاق کس جگہ ہے۔ امام جعفر نے فرمایا کہ اتنے عرصہ رہنے کے بعد

بھی تم نے طاق نہیں دیکھا۔ آپ نے عرض کیا کہ طاق تو کجا میں نے تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفر نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

ایک مقام پر آپ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے پہنچے تو جس وقت آپ ان کے نزدیک ہو گئے تو دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کئے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا کہ اگر وہ بزرگ مدارج طریقت کو جانتا تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے۔ سفرِ حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے اس طرح آپ پورے بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے لیکن حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف نہیں لے گئے اور فرمایا کہ یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جایا جائے۔ اس کی زیارت کے لیے انشاء اللہ پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ جب دوسرے سال مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو صدہا افراد آپ کے ہمراہ ہو گئے لیکن آپ نے ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اور ایک دن نماز فجر کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا کہ میں تو خدا ہوں اس کے باوجود بھی لوگ میری پرستش نہیں کرتے۔ یہ سنتے ہی لوگ آپ کو پاگل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے لیکن درحقیقت یہ الفاظ آپ نے لسان غیب سے فرمائے تھے ایک مرتبہ راہ میں آپ کو ایک ایسی کھوپڑی پڑی ہوئی مل گئی جس پر یہ تحریر تھا صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ۔ یعنی وہ گونگے بہرے اور اندھے ہیں اس لئے کہ وہ عقل نہیں رکھتے یہ پڑھتے ہی آپ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد اس کھوپڑی کو بوسہ دے کر فرمایا کہ یہ کسی ایسے صوفی کی ہے کہ جو ذکر الٰہی میں اس درجہ سرگرداں ہو گیا کہ نہ تو کان رہے جس سے اللہ کی بات سنے نہ زبان جس سے اس کا ذکر کر سکے اور نہ آنکھ رہی جس سے اس کا جمال دیکھ سکے۔

حضرت ذوالنون نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم رات کو سکون و چین کے ساتھ نیند لے کر اہل قافلہ سے پیچھے رہ جاتے ہو آپ نے جواب دیا کہ پوری رات سکون کی نیند لینے کے بعد اہل قافلہ سے پیچھے کر جو پہلے منزل پر پہنچ جائے وہی کامل ہوتا ہے یہ سن کر ذوالنون نے کہا کہ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مبارک فرمائے۔

مدینہ منورہ سے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر بے حد بوجھ لاد لیا اور جب لوگوں نے کہا کہ جانور پر اس قدر بوجھ لادنا شانِ بزرگی کے خلاف ہے تو فرمایا کہ پہلے آپ لوگ غور سے دیکھ لیں کہ بوجھ اونٹ کے اوپر ہے بھی یا نہیں۔ چنانچہ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پورا بار اونٹ کی کمر سے اوپر تھا۔ یہ دیکھ کر جب لوگ حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں تو دوسروں کو خبر نہیں ہوتی اور ظاہر کر دیتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں ان حالات میں بھلا میں تمہارے ہمراہ کیسے رہ سکتا ہوں اور جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت کا تصور آیا تو بسطام کے لئے روانہ ہو گئے اور جب اہل شہر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو کافی فاصلہ پر آپ کے استقبال کے لئے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ خلجان ہو گیا کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہو گی۔ لہٰذا آپ نے ان لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ رمضان کے باوجود دکان سے کھانا خرید کر کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ گو میں نے اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

Marfat.com

جب سفر سے واپسی میں مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو والدہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں، کہ یا اللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دنیا یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دی تو والدہ نے پوچھا کون ہے، عرض کیا کہ آپ کا مسافر، چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی اور غم سے کمر جھک گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جس کام کو میں نے بعد کے لئے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔

والدہ کی برکت

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتی کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پائیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں۔ اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو، لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم دائیاں پٹ کھولوں یا بایاں۔ کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہو گا چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھکو حاصل ہوئے۔

ریاضت

آپ فرمایا کرتے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے تپایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا جس کے بعد میرا قلب آئینہ بن گیا، پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا، پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا چنانچہ پھر مسلسل پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ نماز جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لئے مُردے سے جدا ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد مجھے واصل الی اللہ کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔

آپ مسجد میں داخلے سے قبل دروازے پر کھڑے ہوئے گریہ وزاری کرتے رہتے تھے اور جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں خود کو حائضہ عورت کی طرح نجس تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں میرے داخلے سے مسجد نجس نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ سفر حج پر روانہ ہو کر چند منزل پہنچنے کے بعد پھر واپس آ گئے اور جب لوگوں نے فسخ عزم کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی مل گیا اور اس نے مجھ سے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بسطام میں چھوڑ کر کہاں جاتا ہے۔ چنانچہ میں واپس آ گیا۔

حج کے سفر میں کسی نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ فرمایا حج کا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کچھ رقم ہے؟ فرمایا، دو سو دینار۔ اس نے عرض کیا کہ میں مفلس ہوں اور عیالدار ہوں لہٰذا یہ رقم مجھ کو دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجئے تو اسی طرح آپ کا حج ہو جائے گا

Marfat.com

آپ نے اسی کے کہنے پر عمل کیا اور وہ رقم لے کر رخصت ہو گیا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کا کلام عوام کے اذہان سے بالاتر ہو گیا تو آپ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا اور جب آپ نے نکالنے کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ تم نہایت بُرے انسان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے بُرا انسان بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

ایک شب آپ عبادت خانہ کی چھت پر پہنچے اور دیوار پکڑ کر پوری رات ساکت کھڑے رہے جس کی وجہ سے آپ کو پیشاب میں خون آگیا اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس کی دو وجوہ ہیں اول یہ کہ آج میں خدا کی عبادت نہیں کر سکا دوم یہ کہ ایام طفولیت میں مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا چنانچہ ان دونوں چیزوں سے ایسا خوفزدہ تھا کہ میرا قلب خون ہو گیا اور وہ خون، پیشاب کے راستے سے نکلا۔

عبادت کے اوقات میں آپ کو یہ خوف لاحق رہتا کہ کہیں کسی کی آواز سے میری عبادت میں خلل واقع نہ ہو جائے اس لئے مکان کے تمام سوراخ بند کر دیتے تھے، عیسیٰ بسطامی کا قول ہے کہ میں تیس سال آپ کے ساتھ رہا لیکن کبھی آپ کو بات کرتے نہیں دیکھا۔ اور آپ کی یہ عادت تھی کہ زانو میں سر دیئے رہتے اور جب سر اٹھاتے تو پھر فوراً ہی سرد آہ کھینچ کر زانو پر رکھ لیتے، اور حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بسطامی نے جیسا بیان کیا وہ قبض کی کیفیت ہوگی۔ ویسے آپ حالت بسط میں لوگوں سے باتیں بھی کرتے اور فیض بھی پہنچاتے تھے۔

کیفیت وجد ایک مرتبہ حالت وجد میں آپ نے یہ کہہ دیا کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے اور جب اختتام وجد کے بعد ارادت مندوں نے سوال کیا کہ یہ جملہ آپ نے کیوں کہا؟ فرمایا کہ مجھے تو علم نہیں کہ میں نے ایسا کوئی جملہ کہا ہو۔ لیکن اگر آئندہ اس قسم کا کوئی جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد دوبارہ حالت وجد میں پھر آپ نے یہی جملہ کہا جس پر آپ کے مریدین قتل کر دینے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں انہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے۔ اور جب انہوں نے چھریاں چلانی شروع کیں تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پانی پر چھریاں چل رہی ہوں۔ اور آپ کے اوپر اس کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر جب کچھ وقفہ کے بعد وہ صورت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی گئی تو دیکھا کہ آپ محراب میں کھڑے ہیں اور جب مریدین نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اصل بایزید تو میں اور جس کو تم نے دیکھا وہ بایزید نہیں تھے لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ انسانی جسم اس قدر طویل کیسے ہو سکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ حضرت آدم جس وقت دنیا میں تشریف لائے تو طوالت کی وجہ سے ان کا سر آسمان سے ٹکراتا تھا اور جب حکم الٰہی سے حضرت جبرئیل نے ان کے سر پر اپنا پر مارا اس وقت آپ کا قد چھوٹا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اس کو بڑے جسم کے چھوٹا کر دینے پر قدرت ہے تو چھوٹے جسم کو بھی بڑا کر دینا اس کی قدرت میں داخل ہے اسی طرح جب تک بچہ شکم مادر میں رہتا ہے تو اس کا وزن بہت ہلکا ہوتا ہے لیکن ولادت ہوتے ہی وزن میں اضافہ ہو جاتا ہے مگر ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے مراتب کی واقفیت بہت ضروری ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک لال رنگ کا سیب ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ تو بہت ہی لطیف ہے چنانچہ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ ہمارا نام سیب کے لئے استعمال کرتے ہوئے حیا نہیں آتی۔ اور اس جرم میں اللہ تعالیٰ نے چالیس دن کے لئے اپنی یاد آپ کے قلب سے نکال دی۔ لیکن اس کے بعد آپ نے قسم کھالی کہ اب کبھی بسطام کا پھل نہیں کھاؤں گا۔

غلط فہمی

ایک مرتبہ آپ کو یہ تصور ہو گیا کہ میں بہت بڑا بزرگ اور شیخ وقت ہو گیا ہوں لیکن اسی کے ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ میرا یہ جملہ فخر و تکبر کی آئینہ دار ہے، چنانچہ فوراً خراسان کا رخ کیا اور ایک منزل پر پہنچ کر دعا کی کہ اے اللہ جب تک ایسے کامل بندے کو نہیں بھیجے گا جو مجھ کو میری حقیقت سے روشناس کرا سکے اس وقت تک یہیں پڑا رہوں گا۔ اور جب تین شب و روز اسی طرح گذر گئے تو چوتھے دن ایک شخص اونٹ پر آیا جس کو آپ نے ٹھہرنے کا اشارہ کیا لیکن اس اشارے کے ساتھ اونٹ کے پاؤں زمین میں دھنستے چلے گئے اور جو اس پر سوار تھا اس نے خشمگیں لہجہ میں کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی کھلی ہوئی آنکھ کو بند کروں اور بند آنکھ کھول دوں، اور بایزید سمیت پورے بسطام کو غرق کر دوں۔ یہ سن کر آپ کے ہوش اڑ گئے اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو، اور کہاں سے آئے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ جس وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس وقت میں یہاں سے تین ہزار میل دور تھا اور اس وقت میں سیدھا وہیں سے چلا آ رہا ہوں۔ لہٰذا تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اپنے قلب کی نگرانی کرتے رہو۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

آپ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس عرصہ میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی۔ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گذارے۔ اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھو لیتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ نے جب آپ سے سوال کیا کہ خدا کی جستجو میں سب سے زیادہ دشوار مقام آپ کو کیا نظر آیا۔ فرمایا کہ خدا کی اعانت کے بغیر قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا بہت دشوار ہے اور جب اس کی مدد شامل حال ہوتی ہے تو پھر سعی کے بغیر بھی قلب اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور مجھے اس وقت ایک خاص کشش سی محسوس ہونے لگتی ہے پھر رفتہ رفتہ اللہ نے وہ مراتب عطا کئے جو آپ پر بھی منکشف ہیں اور ظاہر میں بھی اس کی علامتیں پائی جاتی ہیں اور جس وقت آپ کے اوپر خوف طاری ہوتا تو پیشاب میں خون آنے لگتا تھا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ حاضر ہوئے تو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ میں نے بہت کوشش کی کہ تمہیں دینے کے لئے کوئی چیز مل جائے لیکن نہیں مل سکی۔

حضرت ابو تراب بخشی کا ایک ارادت مند اپنی ریاضت کے اعتبار سے بہت بلند تھا۔ اور آپ اس سے یہ فرمایا کرتے کہ حضرت بایزید کی صحبت تیرے لئے زیادہ سودمند ہوگی۔ لیکن وہ عرض کرتا کہ میں تو بایزید کے خدا کو دن میں سو مرتبہ دیکھتا ہوں ان سے بھلا مجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت ابو تراب نے فرمایا کہ ابھی تک تو نے اپنے پیمانے کے مطابق خدا کا دیدار کیا ہے لیکن ان کی توجہ کے بعد ایسا دیدار ہوگا جس طرح دیدار کا حق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ محشر میں ایک خاص

Marfat.com

تجلی تو حضرت صدیق اکبر پر ڈالے گا اور ایک تجلی پوری مخلوق پر۔ یہ سننے کے بعد اس مرید کے قلب میں حضرت بایزید کا اشتیاق دیدار پیدا ہوا۔ اور اپنے مرشد کے ہمراہ جس وقت آپ کے مکان پر پہنچا تو آپ کہیں سے پانی بھرنے گئے ہوئے تھے اور جب یہ دونوں ان کی تلاش میں چلے تو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ میں گھڑا اور ایک ہاتھ میں پوستین لٹکائے چلے آ رہے ہیں لیکن اس مرید پر آپ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ لرزہ براندام ہو کر زمین پر گر پڑا اور وہیں دم نکل گیا۔ اور جب حضرت ابوتراب نے کہا کہ آپ نے تو ایک ہی نظر میں کام ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر کشف کا ایک خاص مقام باقی رہ گیا تھا جو اس وقت اس کو حاصل ہوا لیکن وہ برداشت نہ کرتے ہوئے جاں بحق ہو گیا جس طرح مصر کی عورتیں حسن یوسف کی تاب نہ لا کر اپنی انگلیاں تراش بیٹھی تھیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ نے جب آپ کو یہ تحریر کیا کہ آپ کی ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک جام ازلی سے ایسا مست ہو گیا ہے کہ اس کی مستی ابد تک ختم ہونے والی ہے آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ یہاں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ازل و ابد کے بحر بیکراں کو پی کر بھی یہی کہتا ہے کہ کچھ اور مل جائے۔ پھر ایک مرتبہ یحییٰ بن معاذ نے تحریر کیا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں لیکن اس وقت بتاؤں گا جب ہم دونوں جنت میں شجر طوبیٰ کے نیچے کھڑے ہوں گے اور قاصد کو ایک ٹکیہ روٹی دے کر یہ ہدایت بھی کر دی کہ حضرت بایزید سے کہنا کہ اس کو کھالیں یہ آب زمزم سے گوندھی گئی ہے اس کے جواب میں حضرت بایزید نے لکھا کہ جس جگہ خدا کو یاد کیا جاتا ہے وہاں جنت اور طوبیٰ دونوں موجود ہوتے ہیں اور ٹکیہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ آب زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم لیکن یہ کیسے معلوم کہ جو بھیج دیا گیا تھا وہ کسب حلال کا تھا یا کسب حرام کا۔ اس لئے کہ اس کے اکل حلال ہونے میں مجھ کو شک ہے اس جواب کے بعد یحییٰ بن معاذ بعد نماز عشا بغرض ملاقات بسطام پہنچے لیکن یہ خیال کر کے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو اور کسی جگہ مقیم ہو گئے۔ اور صبح کو جب آپ کے یہاں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ قبرستان میں ہیں چنانچہ جب حضرت یحییٰ قبرستان پہنچے تو دیکھا کہ آپ انگوٹھوں کے بل کھڑے ہوئے مصروف عبادت ہیں اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پوری رات اسی طرح کھڑے ہوئے گذری ہے پھر فراغت کے بعد جب اچھی طرح دن نکل آیا تو آپ نے یہ دعا پڑھی اعوذ بک ان اسئلک من ھذا المقام۔ میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس بات کی کہ میں تجھ سے اس مقام کا حال دریافت کروں۔

اس کے بعد حضرت یحییٰ نے پیش قدمی کرتے ہوئے سلام کیا اور رات کے واقعات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بیس مدارج عطا کرنے چاہے لیکن وہ سب حجاب کے تھے اس لئے میں نے قبول نہیں کئے۔ پھر حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے معرفت کیوں نہیں طلب کی۔ یہ سنتے ہی آپ نے چیخ کر کہا کہ بس خاموش ہو جا۔ اس لئے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس شے سے واقف ہو جاؤں جس کے لئے میری تمنا یہ ہے کہ خدا کے سوا اس سے کوئی واقف نہ ہو۔ اور یہ بات تم خود سوچ لو کہ جہاں معرفت خداوندی کا وجود ہو وہاں مجھ جیسے گناہگار کا گذر کہاں، کیونکہ یہ خدا کی مرضی میں شامل ہے کہ معرفت کو اس کے علاوہ کوئی نہ جان سکے۔ پھر حضرت یحییٰ نے عرض کیا کہ آج کی شب جو مراتب آپ کو عطا ہوئے ان کا کچھ فیض مجھے بھی پہنچا دیجئے۔ حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تجھ کو صفات آدم، قدس جبرئیل، خلعت ابراہیم، شوق موسیٰ، پاکیزگی عیسیٰ اور حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب ہی کچھ عطا کر دیئے جائیں جب بھی خوش نہ ہونا

Marfat.com

کیونکہ یہ سب حجابات ہیں بس صرف خدا ہی کو خدا سے طلب کرتے رہنا تاکہ سب کچھ حاصل ہوجائے۔

حضرت ذوالنون نے آپ کی خدمت میں ایک جائے نماز ارسال کی تو آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ مجھے اس کی حاجت نہیں البتہ ایک مسند کی ضرورت ہے یعنی میں اب ایسا بے نیاز ہوچکا ہوں کہ مجھے نماز معاف ہوچکی ہے اور جب انہوں نے نفیس قسم کی مسند بھجوائی تو یہ کہہ کر واپس کر دی کہ جس کے پاس لطاف خداوندی کی مسند موجود ہے اس کو دنیاوی مسند کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ یہ وہ دور تھا جب کہ آپ نہایت ضعیف و پریشان حال تھے۔ اور اگر مسند قبول کر لیتے تو مباح تھا لیکن از روئے تقویٰ دونوں چیزیں واپس کر دیں آپ فرمایا کرتے کہ میں سردیوں کی رات میں گدڑی اوڑھے ہوئے ایک جنگل میں سویا ہوا تھا کہ مجھے غسل کی حاجت پیش آگئی لیکن شدت سردی کی وجہ سے میرے نفس میں کاہلی پیدا ہوگئی مگر میں نے بھی گدڑی اوڑھے ہوئے یخ بستہ پانی سے غسل کر کے صبح تک وہی بھیگی ہوئی گدڑی اس نیت سے اوڑھے رکھی کہ کاہلی کے جرم میں نفس کو اور بھی زیادہ سردی کا سامنا کرنا پڑے۔ اور اس دن سے یہ معمول بنا لیا کہ دن میں ستر مرتبہ غسل کرتا ہوں اور ہر مرتبہ بے ہوش ہوجاتا ہوں۔

ایک مرتبہ قبرستان سے تشریف لا رہے کہ ایک بسطامی نوجوان بربط بجا رہا تھا تو آپ نے اس کو دیکھ کر لاحول پڑھی اور اس نوجوان نے بربط کو اتنی زور سے آپ کے سر پر دے مارا کہ سر پھٹ گیا اور بربط ٹوٹ گیا لیکن آپ نے گھر واپس آکر اس نوجوان کو بربط کی قیمت اور کچھ حلوہ وغیرہ بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ اس رقم سے دوسرا بربط خرید لو اور حلوہ وغیرہ خوب کھاؤ تاکہ شکستہ بربط کا غم دور ہوجائے۔ اس کے بعد اس نوجوان نے حاضر ہوکر معذرت طلب کی اور ہمیشہ کے لئے وہ اور اس کا ایک ساتھی دونوں تائب ہوگئے۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گذر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آگیا چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکلا چلا گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کے لئے راستہ کیوں چھوڑ دیا اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل بھی ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھکو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا۔ اور اس میں میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی۔ چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے کتے پر فضیلت عطا کر دی۔ اس لئے میں نے راستہ چھوڑ دیا۔ پھر ایک اور مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر اس کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا اس لئے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اس لئے کہ تیرا تو ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہٰذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہیئے تاکہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہوجائے لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ساتھ رہنا ممکن نہیں کیونکہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ۔ دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لئے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ صد حیف جب میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل ہوسکتا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا ہے۔

Marfat.com

ایک شخص تیس سال تک آپ کی صحبت میں عبادت کرتا رہا اور ایک دن آپ سے عرض کیا کہ اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی آپ کی تعلیم مجھ پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہی شکل سے تیرے اوپر اثر ہو سکتا ہے لیکن وہ تیرے لئے قابل قبول نہ ہو گی اس نے عرض کیا کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ داڑھی، مونچھ اور سر کے تمام بال منڈا کر اور ایک کمبل اوڑھ کر ایک تھیلے میں اخروٹ بھر لے اور ایسی جگہ پر جا بیٹھ جہاں بہت لوگ تجھ سے واقف ہوں۔ اور بچوں سے کہدے کہ جو بچہ مجھے ایک تھپڑ مارے گا اسی کو ایک اخروٹ دوں گا۔ بس یہی تیرا واحد علاج ہے اس لئے کہ ابھی تجھے اپنے نفس پر قابو حاصل نہیں ہو سکا۔ اس نے جواب میں کہا کہ سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات اگر کسی کافر کی زبان سے ادا ہوتے تو وہ مسلمان ہو جاتا۔ لیکن تو اس لئے مشرک ہو گیا کہ تو نے عظمت خداوندی کے بجائے اپنی عظمت کا اظہار کیا۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا کہ آپ کی بتائی ہوئی ترکیب میرے لئے قابل قبول نہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ تو میری بات پر عمل نہیں کرے گا۔

حضرت شفیق بلخی کا ایک ارادت مند سفر حج پر روانہ ہوتے ہوئے حضرت بایزید کے یہاں شرف نیاز کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کس سے بیعت ہو۔ اور جب اس نے اپنے مرشد کا نام بتا دیا تو فرمایا کہ تمہارے مرشد کے اقوال و اعمال کیا ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ان کا عمل تو یہ ہے کہ مخلوق سے بے نیاز ہو کر متوکل علی اللہ ہو گئے ہیں اور قول یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہونے سے غلہ پیدا نہ ہوا اور پوری مخلوق میری عیال میں داخل ہو جب بھی میں توکل ترک نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر حضرت بایزید نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑا کافر و مشرک ہے اور اگر میں پرندہ بن جاؤں جب بھی اس کے شہر کا رخ نہ کروں۔ لہٰذا اس کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ صرف دو روٹیوں کی خاطر تو خدا کو آزماتا ہے اور جب بھوک لگے تو کسی سے مانگ کر کھا لینا لیکن توکل کو رسوا نہ کرنا کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں تیری وجہ سے تیرا شہر نہ تباہ ہو جائے۔ یہ سن کر ان کا مرید حج کا قصد ترک کر کے حضرت بایزید کا پیغام لے کر حضرت شفیق کی خدمت میں پہنچا اور جب حضرت شفیق نے اس پیغام پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ وہ عیب واقعی ان کے اندر موجود ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے مرید سے پوچھا کہ تم نے حضرت بایزید سے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ اگر مجھ میں یہ خامی ہے تو پھر آپ کا کیا مرتبہ ہے۔ چنانچہ اس مرید نے دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر یہی سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا یہ اس کی دوسری حماقت ہے لیکن میں جو کچھ جواب دوں گا وہ تیرے فہم سے بالاتر ہے۔ لہٰذا کاغذ پر یہ تحریر کر کے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بایزید کچھ بھی نہیں اور کاغذ لپیٹ کر اس کو دے دیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بایزید ہی خود کچھ نہیں ہے تو اس کے اوصاف کیا ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کا مرتبہ دریافت کرنا بے سود ہے اور توکل و اخلاص تو سب مخلوق کی بانٹیں ہیں۔ ہماری شہرت تو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے ہونی چاہیے نہ کہ توکل سے۔ چنانچہ جب وہ مرید پیغام لے کر پہنچا تو حضرت شفیق بالکل لب مرگ تھے اور یہ کاغذ پڑھ کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت احمد خضرویہ اپنے ہزار ہا مریدین کے ہمراہ آپ سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے تو ان کے مریدین میں ایک مرید بہت ہی صاحب فضل و کمال تھا اور اس کی یہ کیفیت تھی کہ ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا تھا چنانچہ جس وقت یہ جماعت حضرت بایزید کے در دولت پر پہنچی تو حضرت احمد نے مریدین کو یہ حکم دیا کہ جس میں حضرت بایزید کے دیدار کی طاقت ہو بس وہی میرے ہمراہ آئے اور باقی

Marfat.com

سب لوگ ٹھہر جائیں. لیکن سب ہی نے آپ کے اشتیاقِ دید کا اظہار کیا اور جب حضرت بایزید کے گھر پہنچے تو جوتے اتارنے کی جگہ پر اپنے عصا رکھ دیئے اور جب سب آپ کے سامنے پہنچے تو آپ نے سوال کیا کہ تمہارا وہ مرید کہاں ہے جو سب میں افضل ترین ہے اور وہ باہر کیوں کھڑا رہ گیا ہے اس کو بھی اندر بلالو. چنانچہ جب اس کو بھی اندر بلالیا گیا تو آپ نے حضرت احمد سے پوچھا کہ آپ کب تک دنیا کی سیر و سیاحت میں مشغول رہیں گے. انہوں نے جواب دیا کہ پانی کے ایک جگہ ٹھہر جانے سے بدبو پیدا ہو کر رنگ بھی تبدیل ہو جاتا ہے. آپ نے پوچھا کہ پھر دریا کیوں نہیں بن جاتے. جس میں نہ کبھی بدبو پیدا ہو اور نہ کبھی رنگ تبدیل ہو. اس کے بعد پھر معرفت کے متعلق کچھ دوسری گفتگو ہوتی رہی جس پر حضرت احمد نے عرض کیا کہ آپ کی باتیں میرے فہم سے بالاتر ہیں انہیں ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں تاکہ میں سمجھ سکوں. چنانچہ آپ نے اس انداز میں گفتگو فرمائی کہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آگئیں. اور جب آپ خاموش ہو گئے تو حضرت احمد نے سوال کیا کہ میں نے آپ کے مکان کے سامنے ابلیس کو پھانسی پر لٹکے دیکھا ہے وہ کیا چیز ہے؛ حضرت بایزید نے فرمایا کہ میں نے اس سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ کبھی بسطام میں داخل نہ ہوگا لیکن وہ وعدہ خلافی کرتے ہوئے ایک شخص کو فریب دینے بسطام میں آگیا. اور اسی کی سزا میں میں نے اسے پھانسی پر لٹکا دیا.

کسی نے سوال کیا کہ آپ کے پاس عورتوں کا اجتماع کیوں رہتا ہے اور اس میں کیا راز ہے فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں جن کو میں علمی مسائل سمجھاتا ہوں. پھر فرمایا کہ ایک شب فلک اول کے ملائکہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے ہمراہ عبادت کرنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ میری زبان میں وہ طاقت نہیں جس سے میں ذکرِ الٰہی کر سکوں. لیکن اس کے باوجود رفتہ رفتہ ساتوں افلاک کے ملائکہ میرے پاس جمع ہو گئے اور سبھی نے وہی خواہش ظاہر کی جو فلک اول کے فرشتوں نے کی تھی. اور میں نے سب کو پہلا ہی جیسا جواب دیا اور جب انہوں نے پوچھا کہ ذکرِ الٰہی کی طاقت آپ میں کب تک پیدا ہوگی، تو میں نے کہا کہ قیامت میں جب سزا و جزا ختم ہو جائیں گے اور میں طواف عرش کرتا ہوا اللہ اللہ کہہ رہا ہوں گا.

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شب اچانک میرا مکان منور ہو گیا اور میں نے آواز دے کر کہا کہ اگر یہ ابلیس کی حرکت ہے تو میں اپنی بزرگی اور بلند ہمتی کی وجہ سے اس کے فریب میں نہیں آسکتا اور اگر مقربین کی جانب سے یہ نور ہے تو مجھے خدمت کا موقع عطا کیجئے تاکہ میں بھی مرتبہ کرامت حاصل کر سکوں.

ایک شب آپ کو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوئی تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز موجود ہے چنانچہ انگور کا ایک خوشہ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ کسی کو دے دو. اس کے بعد آپ کے اوپر انوار کی بارش ہونے لگی اور ذکر و شغل میں لذت محسوس ہونے لگی.

ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر میں چلا گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ تمام رات روتا رہتا تھا چنانچہ آپ ہر رات اس کے یہاں چراغ رکھ آتے اور جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس ہوا تو اس کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے کہا کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اتنا عظیم

Marfat.com

بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گذاریں چنانچہ میاں بیوی دونوں آپ کے ہاتھ پہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ایک مرتبہ کسی آتش پرست سے مسلمان ہونے کی تبلیغ کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام اس کا نام ہے جو حضرت بایزید کو حاصل ہے تو اس کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح کے تم سب لوگ مسلمان ہو تو مجھے اس پر اعتماد نہیں۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے تو اچانک ایک مرید سے فرمایا کہ خدا کا ایک دوست آ رہا ہے چل کر اس کا استقبال کرنا چاہیے اور جب سب لوگ باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم ہروی ہیں جو خچر پہ سوار چلے آ رہے ہیں اور حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کے استقبال کا منجانب اللہ حکم ملا ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ اس کی بارگاہ میں آپ کو میں اپنا شفیع بنالوں یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ اگر پہلی شفاعت نہیں اور آخری شفاعت مجھے عطا کی جائے جب بھی حضور اکرم کی شفاعت کے مقابلہ میں اس کا مرتبہ ایک مشت خاک بھی نہیں ہے اس کے بعد دستر خوان بچھا جس پر انواع واقسام کے لذیذ ومرغن کھانے چنے ہوئے تھے اور آپ نے حضرت ابراہیم کے ہمراہ کھانا کھایا لیکن حضرت ابراہیم کے قلب میں خیال گذرا کہ حضرت بایزید جیسے شیخ دوراں کو ایسے کھانوں سے احتراز کرنا چاہیے اور حضرت بایزید کو آپ کی اس نیت کا اندازہ ہو گیا۔ تو آپ نے کھانے کے بعد ان کو اپنے ہمراہ ایک کونہ میں لے جا کر دیوار پہ ہاتھ مارا تو ایک ایسا دروازہ نمودار ہوا جس کے سامنے بہت بڑا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ چلیے ہم دونوں اس میں غسل کریں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ خدا نے یہ مرتبہ مجھے عطا نہیں فرمایا۔ یہ جواب سن کر آپ نے ان سے کہا کہ جس جو کی روٹی تمہاری غذا ہے وہ تو وہ جو ہیں جن کو جانور کھاتے ہیں اور لید کر دیتے ہیں لیکن تم اس کے باوجود بھی یہ تصور کرتے ہو کہ عمدہ ولذیذ کھانے کھانے والا کبھی اہل تقویٰ نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم ہروی بہت نادم ہوئے اور معافی طلب کی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے قحط سے عاجز آ کر آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے مراقبہ میں سے سر اٹھا کر فرمایا کہ جا کر پرنالوں کو درست کر لو، بارش ہونے والی ہے چنانچہ کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہو گئی اور ایک دن رات مسلسل پانی برستا رہا۔

ایک دن آپ نے اپنے پاؤں پھیلائے تو ایک مرید نے بھی پھیلا لئے اور جب آپ نے سمیٹے تو اس نے بھی سمیٹنے کی کوشش کی مگر اس کے پاؤں شل ہو کر رہ گئے اور موت کے وقت تک یہی حالت رہی کیونکہ اس نے مرشد کے پاؤں پھیلانے کو ایک معمولی بات سمجھا تھا۔ ایک شخص جو آپ کی عظمت وکرامت سے منکر تھا اس نے عرض کیا کہ مجھے رموز خداوندی سے آگاہ فرمائیں آپ نے اس کی بدباطنی کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں پہاڑ پر میرا ایک دوست مقیم ہے اس سے جا کر اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ چنانچہ جب یہ شخص وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا مہیب قسم کا اژدھا وہاں بیٹھا ہوا ہے اور یہ اس کو دیکھتے ہی مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش آیا تو حضرت بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے تم مخلوق سے تو اس قدر خائف ہو گئے اور خالق کی ہیبت نے تمہارے قلب میں قطعاً اثر نہیں کیا۔ اس بنیاد پر مجھ سے رموز خداوندی معلوم کرنے آئے تھے اسی طرح ایک رنگریز بھی آپ کی کرامتوں کو دیکھ کر کہا کرتا تھا کہ ایسی کرامتیں تو میں بھی پیش کر سکتا ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اور جب ایک مرتبہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چونکہ آپ اس کی ہرزہ سرائی سے واقف تھے اس لئے ایک ایسی آہ کھینچی کہ وہ غش کھا کر گر پڑا اور زمین سے دوز

Marfat.com

اسی حالت میں گذر گئے حتیٰ کہ حوائج ضروریہ بھی کپڑوں ہی میں پوری کرتا رہا اور اس کو مطلق خبر نہیں ہوئی، پھر ہوش میں آنے کے بعد جب نہا دھو کر آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہاتھی کا بوجھ گدھے پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

حضرت شیخ ابو سعید مخوارانی آپ کی خدمت میں بغرض امتحان حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی نیت بھانپ کر فرمایا کہ تم ابو سعید راعی کے پاس چلے جاؤ وہ میرا مرید بھی ہے اور میں نے اپنی تمام ولایت اسی کے حوالے کر دی ہے چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ مشغول عبادت ہیں لہٰذا یہ انتظار میں کھڑے رہے اور فراغت عبادت کے بعد جب انہوں نے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو، تو آپ نے عرض کیا کہ تازہ انگور۔ چنانچہ ابو سعید راعی نے ایک چھڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے اور ایک ان کے قریب زمین میں دفن کر دیئے اور تھوڑے ہی وقفہ میں دونوں مقامات سے انگور کے سرسبز درخت نمودار ہونے شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں انگور بھی لگ گئے۔ فرق صرف یہ رہا کہ ابو سعید مخوارانی کے قریب کے درخت میں سیاہ اور ابو سعید راعی کے قریب کے درخت میں نہایت نفیس سفید قسم کے انگور تھے، اور جب ابو سعید مخوارانی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مجھے تو صدق و یقین کا درجہ حاصل ہے اور تمہیں امتحان منظور تھا۔ اس لئے اللہ نے دونوں درختوں سے دونوں کی قلبی کیفیت ظاہر فرما دی۔ اس کے بعد آپ نے ایک کمبل دے کر یہ ہدایت کر دی کہ اس کو بحفاظت رکھنا اور کہیں گم نہ کر دینا۔ چنانچہ وہ کمبل لے کر حج کرنے چلے گئے لیکن کمبل انتہائی احتیاط کے باوجود بھی عرفات میں گم ہو گیا اور جب بسطام واپس آئے تو دیکھا کہ وہی کمبل ابو سعید راعی کے پاس موجود ہے۔

لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کا مرشد کون ہے؟ فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت! اس لئے کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں تھا کہ ایک بڑھیا سر پر آٹا رکھے ہوئے ملی اور مجھ سے کہنے لگی کہ یہ آٹا میرے مکان تک پہنچا دو۔ اسی دوران مجھے ایک شیر نظر آ گیا اور میں نے آٹا اس کی کمر پر رکھ کر بڑھیا سے کہا کہ جاؤ یہ تمہارے گھر پہ پہنچا دے گا۔ لیکن تم یہ بتاتی جاؤ کہ شہر میں جا کر لوگوں سے کیا کہو گی۔ بڑھیا نے کہا کہ میں یہ کہوں گی کہ آج جنگل میں میری ملاقات ایک خود نما ظالم سے ہو گئی، آپ نے پوچھا کہ مجھے خود نما ظالم کا خطاب کیوں دیا؟ بڑھیا نے کہا کہ شریعت نے شیر کو مکلف نہیں بنایا اور تم ایک غیر مکلف کی پشت پہ اپنا بوجھ لاد رہے ہو۔ یہ ظلم نہیں تو پھر کیا ہے اور دوسرا عیب تمہارے اندر یہ ہے کہ تم خود کو لوگوں پر صاحب کرامت ظاہر کرنا چاہتے ہو اور اسی کا نام خود نمائی ہے۔ چنانچہ میں نے بڑھیا کی بات سے ایسی نصیحت و عبرت حاصل کی کہ ہمیشہ کے لئے ایسی چیزوں کے اظہار سے توبہ کر لی بس اس وجہ سے میں اس بڑھیا کو اپنا مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اب میری یہ حالت ہے کہ ہر کرامت پر میں اللہ تعالےٰ کی تصدیق کا طالب ہوں اور اس تصدیق کے لئے اس دن سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس پر سبز حروف میں یہ کلمات تحریر ہوتے ہیں: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ پانچ شہادتیں میری کرامت کی شاہد ہیں۔

حضرت احمد خضرویہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں جمال خداوندی سے میں مشرف ہوا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم سب تو ہم سے اپنی ضروریات کی چیزیں طلب کرتے ہو، لیکن بایزید ہم سے ہمیں کو مانگتا ہے۔ ایک مرتبہ شقیق بلخی اور ابو تراب نخشبی حضرت بایزید سے ملاقات کرنے پہنچے تو آپ نے دسترخوان پہ کھانا رکھوایا اور سب لوگ شریک طعام ہو گئے، لیکن ابو تراب نے فرمایا کہ میں روزے سے

Marfat.com

ہوں یہ سن کر ان کے ایک مرید نے کہا کہ اگر دعوت کے لئے نفل روزہ توڑ دیا جائے تو روزہ دار کو روزہ اور دعوت دونوں کا اجر حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کہنے کے بعد بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ تم لوگوں کو شاید یہ نہیں معلوم کہ یہ شخص بارگاہ خداوندی سے بہت دور ہے چنانچہ چند ایام کے بعد ہی ابو تراب کے چوری کے جرم میں گرفتار کر کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے جامع مسجد کے ایک کونے میں حضرت بایزید نے اپنا عصا کھڑا کر دیا لیکن وہ اتفاق سے گر پڑا اور ایک بوڑھے نے اٹھا کر پھر اسی کونے میں کھڑا کر دیا اور جب آپ کو اس کا علم ہوا تو اس بوڑھے کے مکان پر پہنچ کر عصا اٹھا کر رکھنے کی تکلیف پر معافی چاہی۔

کسی نے آپ سے حیا کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ایسے موثر انداز میں حیا کی تعریف بیان کی کہ وہ شخص پانی بن کر بہنا شروع ہو گیا یعنی آنسو جاری ہو گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں دجلہ پر پہنچا تو پانی جوش مارتا ہوا میرے استقبال کو بڑھا لیکن میں نے کہا کہ مجھے تیرے استقبال سے شمہ برابر بھی غرور نہیں ہوگا اور میں اپنی تیس سالہ ریاضت کو تکبر کر کے ہرگز ضائع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں تو کریم کا طالب ہوں نہ کہ کرامت کا۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ یہ خیال کیا کہ اللہ تعالٰی مجھے بیویوں کے نان نفقہ کی پریشانیوں سے بچائے رکھے، لیکن پھر یہ خیال آیا کہ یہ تو سنت نبوی کے خلاف ہے یہ سوچ کر میں نے دعا نہیں کی اور اس ذمہ داری کو اپنے ہی لئے قائم رہنے دیا۔ اور اللہ تعالٰی نے اتنی سہولت عطا کر دی کہ میرے نزدیک دیوار اور عورت میں کوئی فرق نہیں رہا۔

کسی امام کے پیچھے آپ نے نماز پڑھلی اور فراغت نماز کے بعد جب امام نے پوچھا کہ آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ پہلے میں اپنی نماز کی قضا کر لوں پھر تجھے جواب دوں گا اور جب اس نے کہا کہ نماز کی قضا کیوں کر رہے ہو تو فرمایا کہ جو رزق پہنچانے والے ہی سے واقف نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ملاقات کرنے والوں میں بعض کو رحمت حاصل ہوتی ہے اور بعض کو لعنت۔ کیونکہ جو لوگ میری مدہوشی کے عالم میں ملاقات کرتے ہیں وہ تو میری حالت سے متاثر ہو کر غیبت کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور غیبت کی وجہ سے لعنت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس وقت آتے ہیں جب مجھ پر حق کا غلبہ ہوتا ہے تو ان کو رحمت حاصل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ کاش قیامت جلدی سے آجائے تاکہ میں جہنم کے قریب مقیم ہو جاؤں اور میرے قیام کی وجہ سے جہنم سرد پڑ جائے تاکہ اہل جہنم کو میری ذات سے آرام و سکون حاصل ہو سکے۔

بعض لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت حاتم عصم یہ کہتے ہیں کہ جو قیامت میں اہل جہنم کی شفاعت نہ کرے وہ میرا مرید نہیں آپ نے فرمایا کہ جو محشر میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور اہل جہنم کو جنت میں بھیجنے کے لئے خود کو جہنم میں نہ گرا دے گا وہ میرا مرید نہیں۔ پھر کچھ لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ کو صاحب فضل و کمال بنایا گیا ہے تو آپ مخلوق کو سیدھے راستہ پر کیوں نہیں کھینچتے فرمایا جو خود ہی مردود بارگاہ ہو اس کو میں کیسے مقبول بنا سکتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ متفکر و سرنگوں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لے آئے اور جب آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ان بزرگ نے پوچھا کہ آپ فکرمند کیوں ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ کو ایسا جوش آیا کہ منبر سے ٹکرا کر

Marfat.com

بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو فرمایا کہ نہ جانے تیری اس میں کیا مصلحت ہے کہ مجھ جیسے گمان رکھنے والے سے اپنی معرفت کا دعویٰ کروا دیا۔

ایک مرتبہ خشیت الٰہی سے آپ لرزہ براندام تھے کہ کسی مرید نے سوال کر ڈالا کہ آپ کی یہ کیا حالت ہے؟ فرمایا کہ چھتیس سال ریاضت و نفس کشی کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ ابھی تیرے فہم سے بالاتر ہے۔ جس وقت جنگ روم میں اسلامی لشکر پسپا ہو گیا تو کسی لشکری کے منہ سے نکلا کہ یا بایزید اعانت فرمایئے۔ چنانچہ اسی وقت ایک آگ نمودار ہوئی جس کے خوف سے کفار کا لشکر فرار ہو گیا، اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

کسی بزرگ نے مراقبہ کے بعد سوال کیا کہ اس وقت آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ میں بھی تو وہیں تھا لیکن میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک حجاب تھا اور میں ذات باری کے بالکل سامنے تھا اسی وجہ سے آپ مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اتباع سنت کے بغیر خود کو صاحب طریقت کہتا ہے وہ کاذب ہے کیونکہ اتباع شریعت کے بغیر طریقت کا حصول ممکن نہیں۔

کسی نے عرض کیا کہ کچھ دیر کے لئے اگر آپ خلوص قلب کے ساتھ میری جانب متوجہ ہو جائیں تو میں کچھ عرض کروں۔ فرمایا کہ میں تو تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے خلوص قلب کا طالب ہوں لیکن آج تک حاصل نہ ہو سکا۔ لہٰذا جب میرا قلب ہی اخلاص و صفا سے خالی ہے تو پھر میں تمہاری طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ لوگ یہ تصور نہ کریں کہ راہ حق مہر منور کی طرح روشن ہے اس لئے کہ یہ ایک ایسا راستہ ہے کہ میں برسوں سے سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ تلاش کر رہا ہوں مگر نہیں ملتا اور جس وقت آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو فرماتے کہ اے اللہ روٹی تو عطا کر دی سالن بھی دے دے تاکہ اچھی طرح کھا سکوں۔ یعنی تیری ہی عطا کردہ پریشانی ہے اور تو ہی صبر دینے والا ہے ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ نے سوال کیا کہ آپ کی راتیں کیسی گزرتی ہیں؟ فرمایا کہ یاد الٰہی میں مجھے سحر و شام کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو ہماری بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لئے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو۔ آپ نے سوال کیا کہ وہ کونسی شے ہے؟ فرمایا گیا کہ عجز و انکساری اور ذلت و غم حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں میرے اوپر محبت کی ایسی بارش ہوئی کہ پوری زمین برف کی طرح یخ ہو گئی اور میں اس میں گردن تک غرق ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے نماز کے ذریعہ استقامت اور روزے کے ذریعہ سوائے بھوکا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں کیا اور جو کچھ بھی ملا وہ سب فضل خداوندی سے حاصل ہوا اور اپنی سعی سے کچھ نہیں مل سکا۔ پھر فرمایا کہ دو عالم کی دولت سے یہ بات بہتر ہے کہ انسان خدا کے فضل سے ہٹ کر اپنی ذاتی سعی سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر بھی انسان کو سعی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے سعی بہت ضروری ہے۔ لیکن سعی کے بعد جو کچھ حاصل ہوا اس کو محض خدا کا فضل تصور کرنا چاہیے۔

Marfat.com

جس وقت آپ صفات خداوندی بیان فرماتے تو اپنی اصلی حالت میں رہتے لیکن جب ذات خداوندی موضوع گفتگو ہوتی تو بے خودی کے عالم میں یہ کہتے رہتے کہ میں سر کے بل سے آ رہا ہوں اللہ مجھ سے بہت نزدیک ہے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے کہا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ جو خدا کو جانتے ہوئے بھی عبادت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بندے پر حیرت ہوتی ہے جو خدا کو پہچاننے کے بعد عبادت کرتا ہے یعنی یہ حیرت ہے کہ خدا کو پہچان کر ہوش میں کیسے رہتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیونکہ باطن میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا کس کی تلاش ہے، جواب ملا کہ بایزید کی۔ فرمایا کہ میں تو تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا۔ اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا میں ضم ہو گئے تھے۔

جب لوگوں نے آپ کے مجاہدات کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ اگر میں اعلیٰ مجاہدات کا ذکر کروں تو تمہارے فہم سے بالاتر ہے، لیکن میرا معمولی مجاہدہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے اپنے نفس کو عبادت کے لئے آمادہ کرنا چاہا تو وہ منحرف ہو گیا لیکن میں نے بھی اس سزا میں پورے ایک سال تک اس کو پانی سے محروم رکھا اور کہا یا تو عبادت کے لئے تیار ہو جا ورنہ تجھے اسی طرح پیاس سے تڑپا تا رہوں گا آپ اس درجہ مستغرق رہتے تھے کہ ایک ارادت مند جو تیس سال سے آپ کا خادم بنا ہوا تھا وہ جب بھی سامنے آتا آپ پوچھتے کہ تیرا کیا نام ہے۔ ایک مرتبہ اس نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں جب بھی سامنے آتا ہوں آپ نام پوچھتے ہیں فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ میرے قلب و روح میں اس طرح اللہ کا نام جاری و ساری ہے کہ اس کے نام کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا

جب لوگوں نے آپ سے یہ پوچھا کہ اعلیٰ مراتب آپ کو کیسے حاصل ہوئے؛ فرمایا کہ ایک مرتبہ بچپن میں چاندنی رات تھی اور میں شہر سے باہر نکل گیا، وہاں مجھے ایک ایسا دربار نظر آیا کہ جس کے مقابلہ میں ساری دنیا ہیچ معلوم ہونے لگی۔ اس وقت میں نے خدا سے عرض کیا کہ ایسا بے نظیر دربار دنیا کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ ہے؛ ندا آئی کہ اس دربار میں وہی آسکتے ہیں جو اس کے قابل ہیں کیونکہ یہاں نا اہل لوگوں کی رسائی ممکن نہیں۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں تمام عالم کی شفاعت طلب کروں تاکہ وہ بھی اس دربار کے قابل بن جائیں لیکن اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ شفاعت تو حضور اکرمؐ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ پھر ندا آئی کہ تو نے ہمارے حبیبؐ کا پاس ادب کیا اس کے معاوضے میں ہم تجھ کو وہ مرتبہ عطا کرتے ہیں تاکہ تا حشر تیرا نام سلطان العارفین بایزید تمام مخلوق کی زبان پر رہے۔ اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ابونصر قشیری کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ درحقیقت وہ ایسے ہی ممتاز زمانہ ہیں اور جتنے مراتب ان کو عطا ہوئے، وہ سب ان کی علو ہمتی کی وجہ سے تھے۔

آپ عشاء کی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قابل قبول نہیں۔ یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابل قبول نہیں حتیٰ کہ اسی طرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز

Marfat.com

کی بہت سعی کی لیکن محروم رہا کیونکہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہٰذا مجھے اپنے بے نمازی بندوں میں شمار کر لے۔

ایک شخص آپ کے صبح کے معمولات دیکھنے کے لئے ٹھہر گیا تو اس نے دیکھا کہ آپ نے اللہ کی ایک ضرب لگائی اور اتنی زور سے زمین پر گرے کہ سر میں شدید چوٹ آگئی اور لوگوں کے سوال پر بتایا کہ جب میں عرش خداوندی کے نزدیک پہنچا اور دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے؛ جواب ملا کہ اس کو اہل زمین کے شکستہ قلوب میں تلاش کرو کیونکہ اہل آسمان بھی اس کو وہیں تلاش کیا کرتے ہیں اور جس وقت میں مقام قرب میں داخل ہو گیا تو سوال کیا گیا کہ کیا چاہتے ہو، میں نے عرض کیا کہ جو کچھ بھی ہو وہی دے دیجئے۔ حکم ہوا کہ ہماری دائمی قربت کے لئے خود کو وقف کر دو اور میں نے اس کو منظور کر لیا پھر میں نے عرض کیا کہ فیض و برکت کے حصول کے بغیر میں یہاں سے نہیں ٹل سکتا پھر سوال ہوا کہ اور کیا چاہتے ہو؛ میں نے پوری مخلوق کی مغفرت طلب کی، حکم ہوا کہ غور سے دیکھو اور جب میں نے غور سے دیکھا تو ہر مخلوق کے ہمراہ ایک شفیع موجود تھا لیکن اللہ کی سب سے زیادہ نظر کرم مجھ پر تھی۔ پھر میں نے خاموش رہنے کے بعد عرض کیا کہ ابلیس پر بھی رحم فرما دے۔ جواب ملا کہ وہ آگ ہے اور آگ کے لئے آگ ہی مناسب ہے۔ لیکن تم آگ سے بچنے کی کوشش کرتے رہو اس کے بعد اللہ نے میرے سامنے دو مقام پیش کئے، لیکن میں نے ان میں سے ایک کو بھی قبول نہیں کیا۔ پھر سوال ہوا کہ اور کیا چاہتے ہو؛ میں نے عرض کیا کہ بلا طلب جو کچھ بھی مل جائے۔

صحیح اتباع جب لوگ آپ سے دعا کے لئے عرض کرتے تو آپ خدا سے کہتے کہ مخلوق مجھے واسطہ بنا کر تجھ سے مانگ رہی ہے اور تو ان کی طلب سے بھی بخوبی واقف ہے۔ اس طرح کہنے سے لوگوں کی مرادیں بر آتیں، ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک ارادت مند آپ کے نقش پا پر قدم رکھ کر چلتے ہوئے کہنے لگا کہ مرشد کے نقش قدم پر چلنا اس کو کہتے ہیں۔ پھر اسی مرید نے استدعا کی کہ مجھے اپنی پوستین کا ایک ٹکڑا عنایت فرما دیں تاکہ مجھے بھی برکت حاصل ہو سکے آپ نے فرمایا کہ اس وقت تک میری کھال بھی سود مند نہیں جب تک مجھ جیسا عمل نہ ہو۔

نظر کرم آپ نے کسی دیوانے کو یہ کہتے سنا کہ اے اللہ میری جانب نظر فرما۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے ایسے کون سے اعمال نیک کئے ہیں جو اس کی نظر تیری طرف اٹھے۔ اس نے جواب دیا کہ جب اس کی نظر مجھ پر پڑ جائے گی تو اعمال خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تو سچا ہے۔ ایک مرتبہ معرفت و حقیقت کے موضوع پر آپ کچھ فرما رہے تھے تو اپنے ہونٹ چاٹتے جاتے اور کہتے جاتے کہ مجھ سے زائد خوش نصیب کوئی نہیں کہ میں خود ہی مے بھی ہوں اور مے خوار بھی۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے کہ ستر زنار کھولنے کے باوجود بھی ایک زنار میری کمر میں باقی رہ گیا اور جب کسی طرح نہ کھل سکا تو میں نے خدا سے عرض کیا کہ اس کو کس طرح سے کھولا جائے۔ ندا آئی کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں جب تک ہم نہ چاہیں آپ نے فرمایا کہ میری انتھک کوششوں کے باوجود بھی درحق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعہ کھلا اور ہر طرح سے میں نے اس کی راہ پر چلنے کی سعی کی لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں اور جب قلبی لگاؤ کے ذریعہ چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔ **فرمایا** کہ میں نے مکمل تیس سال اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کے مطابق طلب کیا، لیکن اس کی راہ میں گامزن ہوتے ہی سب کچھ بھول گیا اور یہ تمنا

کرنے لگا کہ یا اللہ تو میرا ہو جا اور جو تیری مرضی ہو وہ کیا کر۔ **فرمایا** کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھ تک رسائی کی کیا صورت ہو؟ فرمایا گیا کہ اپنے نفس کو تین طلاقیں دیدے۔ **فرمایا** کہ اگر محشر میں مجھے دیدار خداوندی سے محروم کر دیا گیا تو اس قدر گریہ کروں گا کہ اہل جہنم بھی اپنی تکالیف کو بھول جائیں۔ **فرمایا** کہ اگر پوری دنیا کی سلطنت بھی مجھ کو دے دی جائے جب بھی میں اپنی اس آہ کو افضل تصور کروں گا جو میں نے گذشتہ شب کی ہے۔ **فرمایا** کہ گذشتہ بزرگ معمولی سی چیزوں پر ہی خدا سے راضی ہو گئے لیکن میں نے راضی ہونے کے بجائے خود کو اس پر قربان کر دیا ہے اور مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں سے ایک حبہ کے برابر بھی سامنے آجائے تو نظام عالم برہم ہو جائے۔ **فرمایا** کہ خدا نے اپنی خوشی سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اس لئے کہ میں بندہ ہونے کی حیثیت سے کس طرح اس کے دیدار کی تمنا کر سکتا ہوں۔ **فرمایا** کہ چالیس سال میں نے مخلوق کو نصیحت کرنے میں گذارے لیکن سب بیسود ثابت ہوا۔ اور جب رضائے خداوندی ہوئی تو میری نصیحت کے بغیر ہی لوگ سیدھے راستہ پر آگئے۔ **فرمایا** کہ بہت سے حجابات سے گذر کر جب میں نے غور کیا تو خود کو مقام حزب البحر میں پایا۔ یعنی ذات باری میں گم ہو گیا جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ممکن نہیں۔ **فرمایا** کہ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے اس کی یاد میں خود کو بھی اس طرح فراموش کر دیا کہ اب اللہ تعالیٰ میری زبان بن چکا ہے یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا زبان خداوندی سے ادا ہوتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔ **فرمایا** کہ مجھے خدا کی بارگاہ سے حیرت وہیبت کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔ فرمایا کہ ایک رات صبح تک اپنے قلب کی جستجو کرتا رہا لیکن نہیں ملا۔ اور صبح کو یہ ندائے غیبی آئی کہ تجھے دل سے کیا غرض تو ہمارے سوا کسی کو تلاش نہ کر۔ فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو وہ مقام عطا کیا کہ کل کائنات کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفات خداوندی کا مظہر ہو۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کر لوں جب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخشدے جب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے **فرمایا** کہ عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔ **فرمایا** کہ جب ترک دنیا کے بعد حب الٰہی اختیار کی تو اپنی ذات کو بھی دشمن تصور کرنے لگا اور جب میں نے ان حجابات کو اٹھا دیا جو میرے اور خدا کے مابین تھے تو اس نے مجھے اپنے کرم سے نواز دیا۔ **فرمایا** کہ خدا کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں جو دیدار الٰہی کے مقابلے میں جنت کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔ **فرمایا** کہ عارف صادق وہی ہے جو خواہشات کو ترک کر کے خدا کی پسندیدگی کو ملحوظ رکھے بعض لوگوں نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی مرضی سے جنت میں داخل نہیں کرتا۔ فرمایا کہ یقیناً اپنی مرضی ہی سے داخل کرتا ہے لیکن جس کو اپنی مرضی سے اعلیٰ وارفع بنا دے اس کو جنت کی کیا خواہش۔ **فرمایا** کہ ایک حبہ معرفت میں جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں۔ فرمایا کہ خدا کی یاد میں فنا ہو جانا زندۂ جاوید ہو جانا ہے۔ فرمایا کہ زاہد وصالح کو ایسی ہوا کی طرح تصور کرو جو تمہارے اوپر چل رہی ہے۔ فرمایا کہ زیبائش جنت گو خدا رس لوگوں ہی سے ہے لیکن وہ اس کو ایک بار تصور کرتے ہیں۔ فرمایا کہ دنیا اہل دنیا کے لئے غرور ہی غرور اور آخرت اہل آخرت کے لئے سرور ہی سرور۔ اور حب خداوندی عارفین کے لئے نور ہی نور ہے۔ اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگراں رہے۔ اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ جو خموشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔ فرمایا

Marfat.com

کہ خدا کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ اور خدا سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بنا پر خدا ہی کا ہو کر یکتا ہو جاتا ہے فرمایا کہ محشر میں اہل جنت کے سامنے کچھ صورتیں پیش کی جائیں گی اور جو کسی صورت کو اپنائے گا وہ دیدار الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ یہی مناسب ہے کہ بندہ خود کو ہیچ سمجھتے ہوئے کبھی اپنے علم و عمل کی زیادتی پر نازاں نہ ہو کیونکہ جس وقت بندہ خود کو ہیچ تصور نہ کرے واصل الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی صفت کا اسی وقت مظاہرہ ہو سکتا ہے جب یہ مقام اس کو حاصل ہو جائے فرمایا کہ علم و خبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک۔ اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو۔ اور جو اعزاز دنیاوی کے لئے علم حاصل کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو اس لئے کہ اس کا علم خود اس کے لئے سود مند نہیں فرمایا کہ خداشناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے کیونکہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔ فرمایا کہ یہ ایک کلیہ ہے کہ جب تک ندی نالے بہتے رہتے ہیں اس وقت تک ان میں شور ہوتا ہے اور جب دریا سے مل جاتے ہیں تو تمام شور ختم ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ایک لمحہ کے لئے بھی محجوب ہو جائیں تو پرستش ترک کر دیں۔ یعنی محجوب ہو جانے کی وجہ سے وہ قطعاً نابود ہو جاتے ہیں اور نابود ہونے کے بعد عبادت نہیں کر سکتے فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ملک و دولت کو معیوب تصور کرتا ہو۔ لیکن اس کی عبادت کا صلہ سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ فرمایا کہ خدا دوست لوگوں کی نظر میں جنت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی گو اہل محبت ہجر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن ان کی حالت ان بندوں کی طرح ہوتی ہے جو ہر حال میں مطلوب کے طالب رہتے ہیں۔ جس طرح عاشق کو عشق کے اور طالب کو مطلوب کے سوا اور کچھ طلب کرنا مناسب نہیں۔ فرمایا کہ خدا نے جن کے قلوب کو بار محبت اٹھانے کے قابل تصور نہیں کیا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا۔ کیونکہ معرفت الٰہی کا بار سوائے عارف کے اور کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اگر مخلوق اپنی ہستی کو پہچان لے تو خدا کی معرفت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ بندے کو ایسا وقت ضرور نکالنا چاہیے جس میں اپنے مالک کے سوا کسی پر نظر نہ اٹھے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے اول دریا کی طرح سخاوت، دوم آفتاب کی طرح روشنی، سوم زمین کی طرح عاجزی۔ فرمایا کہ علوم میں ایک ایسا علم بھی ہے جس سے عالم واقف نہیں اور زہد میں ایک ایسا زہد ہے جس کو زاہد بھی نہیں جانتے، اور اللہ تعالیٰ نے جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہمہ وقت اذیت پہنچاتا رہے۔ فرمایا کہ گفتگو اور آواز و حرکت سب پردے کے باہر کی چیزیں ہیں لیکن پردے میں سوائے ہیبت و رعب اور خموشی کے کچھ بھی نہیں۔ اور بندے کو جس وقت تک قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا اسی وقت تک باتیں بناتا ہے لیکن جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ عارف وہ ہے جس کی نظر میں ہر برائی اچھائی میں تبدیل ہو جائے اور خداشناس جہنم کے لئے عذاب ہے اور ناخداشناس کے لئے جہنم عذاب ہے لیکن خداشناسی کی راہوں میں بہت سے وہ لوگ آتے ہیں جو رات کو ایمان سے خالی ہو کر پلٹ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ نفسانی خواہشات چھوڑ دینا درحقیقت واصل الی اللہ ہو جاتا ہے اور جو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے مخلوق اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ امت محمدی میں ایسے خدارسیدہ بھی ہیں جو تحت الثریٰ سے لے کر اعلیٰ علیین تک چھائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضور اکرمؐ کی امت میں شمولیت کی دعا کی۔ لیکن اس قول سے مجھے اپنی برتری مقصود

Marfat.com

فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے پوری دنیا کی نعمتیں بھی پیش کر دی جائیں جب بھی مسرور نہ ہونا۔ اور اگر نہیں پہنچیں تو مایوس مت ہونا کیونکہ جس نے لفظ کن سے تمام عالم بنا دیا اس کے قبضہ قدرت سے کوئی شے خارج نہیں۔ فرمایا کہ جو شخص خود کو بہتر اور عبادت کو مقبول تصور کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین نفوس میں شمار نہیں کرتا اس کا شمار کسی بھی جماعت میں نہیں ہوتا۔

خودشناسی

فرمایا کہ خود کو اپنے مرتبہ کے مطابق ہی ظاہر کرنا چاہیئے یا جس قدر خود کو ظاہر کرتا ہے وہ مرتبہ حاصل کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ عشاق کے لئے شوق ایسی راجدھانی ہے جس میں تخت فراق بچھا ہوا ہے، شمشیر ہجر رکھی ہوئی ہے اور وصل ہجر کے آغوش میں ہے اور شمشیر ہجر سے ہر وقت ہزاروں سر کاٹے جاتے ہیں لیکن سات ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی شاخ وصال کو کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سکا۔

بھوک

فرمایا کہ بھوک ایک ایسا ابر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ فرمایا کہ جو از روئے تکبر اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے وہ خدا سے دور ہے اور جو مخلوق کی اذیت رسانی کو برداشت کرتا ہے اور مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے وہ خدا سے بہت نزدیک ہے۔

ذکر الٰہی

فرمایا کہ خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص خدا کو خدا کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔ لیکن جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہے۔ فرمایا کہ قلب عارف اس شمع کی طرح ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔ فرمایا کہ دو خصلتیں مخلوق کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ اول کسی بھی مخلوق کا احترام نہ کرنا، دوم خالق کے احسان کو ٹھکرا دینا۔

نصیحت

آپ کے ایک ارادت مند نے سفر میں جانے سے قبل نصیحت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کسی بری عادت سے واسطہ پڑ جائے تو اس کو اچھی عادت میں تبدیل کرنے کی سعی کرنا اور جب تمہیں کوئی کچھ دینا چاہے تو پہلے خدا کا شکر ادا کرنا اور بعد میں دینے والے کا۔ کیونکہ اللہ ہی نے اس کو تم پر مہربان کیا ہے اور جب ابتلاء میں پھنس جاؤ تو عجز سے کام لینا کیونکہ صبر کی تم میں طاقت نہیں ہے۔

سوالات وجوابات

جب آپ سے زہد کی تعریف پوچھی گئی تو فرمایا کہ زہد کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اور میں نے صرف تین یوم زہد کے عالم میں گزارے ہیں، ایک دن ازل میں اور دوسرا دن آخرت میں۔ اور تیسرا دن وہ ہے جو ان دونوں دنوں سے علیحدہ ہے۔ پھر ندا آئی کہ اے بایزید تیری قوت سے باہر ہے کہ تو ہمیں برداشت کر سکے، میں نے عرض کیا کہ میری بھی یہی خواہش ہے، ندا آئی کہ تیری خواہش پوری ہو گئی۔ فرمایا کہ میں اس طرح راضی برضا ہوں کہ اگر کسی کو اعلیٰ علیین میں اور مجھ کو اسفل السافلین میں ڈال دیا جائے جب بھی اپنی موجودہ حالت پر خوش رہوں گا۔

قرب الٰہی

پھر لوگوں نے سوال کیا کہ انسان کو مرتبہ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے، اور اسی وقت قرب الٰہی بھی حاصل ہوتا ہے۔ پھر سوال کیا گیا کہ ہمیں تو زہد و عبادت کی

Marfat.com

تلقین فرماتے ہیں لیکن خود اس جانب راغب نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ نے زہد و عبادت کو مجھ سے سلب کر لیا۔ پھر کسی نے پوچھا کہ خدا تک رسائی کس طرح ممکن ہے فرمایا کہ نہ تو دنیا کی جانب نظر اٹھاؤ نہ اس کی باتیں سنو، اور اہل دنیا سے خود بھی بات کرنا چھوڑ دو۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کے تکلم سے بہتر کسی بزرگ کا کلام نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوسروں کے کلام میں التباس ہوتا ہے اور میں بغیر تلبیس کے گفتگو کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لوگ تو ہم کہتے ہیں اور میں تو ہی تو کہتا ہوں۔

کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی تو فرمایا کہ آسمان کی جانب دیکھو اور یہ بتاؤ کہ اس کا خالق کون ہے اس نے کہا کہ خدا نے تخلیق فرمایا ہے، آپ نے فرمایا کہ بس اس سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ طالب بندے سفر و سیاحت سے کیوں خوش نہیں ہوتے؛ فرمایا کہ جب مقصود اپنی جگہ قائم ہے تو پھر اس کو سفر و سیاحت میں تلاش کرنا ممکن نہیں۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ کیسے بندوں کی صحبت میں رہنا چاہیئے، فرمایا کہ جو تمہاری عبادت کرے، جو تمہاری خطا معاف کرتا رہے اور حق بات تم سے کبھی نہ چھپائے۔ پوچھا گیا کہ آپ رات میں نماز کیوں نہیں پڑھتے، فرمایا کہ مجھے عالم ملکوت کے چکر لگانے ہی سے فرصت نہیں ملتی، اس کے علاوہ لوگوں کی اعانت کرتا رہتا ہوں۔ سوال ہوا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا کہ جو دنیا میں رہ کر بھی تم سے دور رہا کرتا ہے اور خواب میں نہ تو خدا کے سوا کسی کو دیکھے اور نہ کسی پر اپنا راز ظاہر کرے۔ پوچھا گیا کہ امر با لمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی وضاحت فرما دیجیے۔ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دو تاکہ ان دونوں چیزوں کا قصہ ہی باقی نہ رہے۔ فرمایا کہ بحر معرفت میں غرق ہو کر امر با لمعروف کی شناخت ہوتی ہے اور بندہ نفس و مخلوق کی اعانت کے بغیر ہی قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے، فرمایا کہ میں نے وسائل دنیاوی کو زنجیر قناعت میں جکڑ کر اور صدق کے صندوق میں بند کر کے مایوسیوں کے دریا میں غرق کر دیا۔ سوال کیا گیا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؛ فرمایا کہ چار سال، اس لئے کہ میں صرف چار سال سے خدا کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور اس سے قبل کے ستر سال محض قیل و قال میں گذر گئے جن کو عمر میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

عزت حضرت احمد خضرویہ نے آپ سے کہا کہ ابھی تک مجھکو مقام نہایت تک رسائی حاصل نہیں ہو سکی، آپ نے فرمایا کہ تم عزت کی انتہا حاصل کرنے کی فکر میں ہو اور وہ باری تعالےٰ کی صفت ہے جس کو مخلوق حاصل ہی نہیں کر سکتی۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ نماز کی صحیح تعریف کیا ہے۔ فرمایا کہ جس کے ذریعہ خدا سے ملاقات ہو سکے، لیکن اس سے ملاقات بہت دشوار ہے۔ سوال کیا گیا کہ آپ بھوکے رہنے کی تعریف کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو "میں تمہارا رب ہوں" کہہ کر خدائی کا دعویدار نہ ہوتا۔ فرمایا کہ مغرور اس کو کہتے ہیں جو دوسروں کو کمتر تصور کرے اور مغرور کو کبھی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ آپ کا پانی کے اوپر چلنا بہت بڑی کرامت ہے۔ فرمایا کہ اس میں کوئی کرامت نہیں کیونکہ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی پانی پہ بہتے رہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ہوا میں پرواز کر کے مکہ معظمہ صرف ایک شب میں پہنچ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی کوئی کرامت نہیں کیونکہ معمولی پرندے بھی ہوا میں پرواز کرتے ہیں، اور جادوگر لوگ تو ایک شب میں تمام دنیا کی سیر کر لیتے ہیں۔ لوگوں نے مجاہدے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ میں سولہ سال کی گوشہ نشینی کے بعد بھی خود کو غار میں رہنے والی عورت کی طرح پاتا۔ اور جس وقت میں نے دنیا کو خیر باد کہہ دیا خدائے تعالےٰ سے مل گیا اور خدا سے کہا کہ

میرا تیرے سوا کوئی نہیں اور جب تک تو میرا ہے سب کچھ میرا ہے اور جب اللہ تعالٰے نے میرے صدق کا مشاہدہ کر لیا تو میرے نفس کے عیوب دور فرما دیئے۔ فرمایا کہ جس کو اطاعت خداوندی کی خلعت سے نوازا گیا وہ اس خلعت پر فریفتہ ہو کر رہ گیا لیکن میں نے خدا سے سوائے خدا کے کچھ طلب نہیں کیا۔ فرمایا کہ مخلوق نے مجموعی طور پر جتنا خدا کو یاد کیا ہے میں نے تنہا یاد کیا۔ جس کی وجہ سے خدا نے بھی مجھ کو یاد کیا اور اپنی معرفت سے مجھ کو حیات تو عطا کر دی۔ فرمایا کہ مجھے جب یہ خیال آیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں تو غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ میں اس کو دوست نہیں رکھتا بلکہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ دوسرے لوگوں نے تو مُردوں سے علم حاصل کیا لیکن میں نے ایسی زندہ ہستی سے علم سیکھا کہ جس کو موت ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب میں نے نفس کو اللہ کی جانب راغب کرنا چاہا اور وہ راغب نہ ہوا تو میں اس کو بھی چھوڑ کر خدا کی حضوری میں پہنچ گیا۔ فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور عالم ملکوت میرے مشاہدے میں آ گیا، تو مجھے وہاں سے رضا و محبت حاصل ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ اس لئے حاصل ہوا کہ جس عضو کو رجوع الی اللہ نہ پایا اس سے کنارہ کش ہو کر دوسرے عضو سے کام نکالا۔ فرمایا کہ خداشناسی کے بعد میں نے خدا کو اپنے لئے کافی سمجھ لیا۔ فرمایا کہ بہت عرصہ سے نماز میں مجھے خیال آتا ہے کہ میرا قلب مشرک ہے اور اس کو زنار کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ عورتیں مجھ سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ ماہواری کے بعد غسل کر کے پاک و صاف ہو جاتی ہیں لیکن مجھے تمام عمر غسل کرتے بیت گئی مگر پاکی حاصل نہ ہو سکی۔ فرمایا کہ اگر پوری زندگی میں مجھ سے ایک نیک کام بھی ہو جاتا تو میں خوفزدہ نہ رہتا۔ فرمایا کہ اگر روز محشر یہ سوال کیا جائے کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا تو میں اس کو بہتر تصور کرتا ہوں کہ یہ پوچھا جائے کہ تو نے فلاں کام کیوں نہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالٰے مخلوق کے بھیدوں سے بخوبی واقف ہے اور ہر بھید کی جانب نظر ڈال کر فرماتا ہے کہ میں اس کو اپنی محبت سے خالی پاتا ہوں لیکن بایزید کے بھید کو اپنی محبت میں غرق دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں خدا کی توحید سے زیادہ کا طلب گار ہوں۔ لیکن بیداری کے بعد میں نے عرض کیا کہ مجھے تیری توحید سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہیئے۔ فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے سوال کیا کہ کیا خواہش رکھتے ہو، میں نے عرض کیا کہ جو میرے لائق ہو فرمایا گیا کہ خود کو چھوڑ کر چلے آؤ۔ فرمایا کہ لوگ مجھے اپنا جیسا خیال کرتے ہیں حالانکہ عالم غیب میں میرے اوصاف کا مشاہدہ کرلیں تو مر جائیں کیونکہ میں ایک ایسے سمندر کی طرح ہوں جس کی گہرائی کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔

عرش کی حقیقت کے متعلق کسی نے آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عرش تو میں خود ہوں پھر کرسی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کرسی بھی میں خود ہوں پھر قلم کے متعلق بھی یہی فرمایا۔ اس کے بعد سائل نے کہا کہ اللہ تعالٰے کے تو اور بھی بہت سے مقرب بندے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ پھر سائل نے ملائکہ کے لئے پوچھا تب بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ یہ جواب سن کر جب وہ خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ حق میں فنائیت کے بعد تمام چیزوں کو اپنی ہی ہستی میں ضم پاتا ہوں اس لئے کہ حق میں سب چیزیں موجود ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے معراج کی کیفیت

آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت مجھے تمام موجودات سے بے نیاز کر کے خدا نے اپنے نور سے منور فرمایا اور تمام اسرار و رموز سے آگاہی

Marfat.com

عطا کی تو میں نے چشم یقین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ میرا نور اس کے نور کے سامنے تاریک ہی تاریک ہے اور میری عظمت اس کی برتری کے سامنے قطعاً بے حقیقت ہے کیونکہ وہ مصفا و مشفا تھا اور میرے وجود میں کثافت تھی اور جب میں نے اپنے نور و عظمت کے اندر اس کے نور و عظمت کو محسوس کیا تو یہ اندازہ ہو گیا کہ میری تمام عبادت و ریاضت میں اسی کا حکم نافذ ہے اور جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا گیا کہ جب تک ہم کام کرنے کی قوت عطا نہیں کرتے اس وقت تک تو کچھ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ فاعل حقیقی تو ہم ہیں اور ہمارے ہی ارادے سے تمام چیزیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور جب خدا نے میری ہستی کو فنا کر کے بقا کا مقام عطا کیا تو اپنی خودی کا میں نے بے حجابانہ مشاہدہ کیا۔ گویا میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ دیکھا اور اس کی حقیقت میں گم ہو کر گونگا، بہرہ اور جاہل بن گیا اور نفس کی بربریت کو درمیان سے فنا کر کے ایک عرصہ وہاں قیام کیا۔ پھر خدا نے مجھکو علوم ازلی سے آگاہ فرما کر زبان کو اپنے کرم سے گویائی اور آنکھوں کو اپنے نور سے نور عطا کیا جس کے ذریعہ میں نے ہر شے میں اسی کی ذات کو جلوہ گر پایا اور اس کے علم سے علم حاصل کیا۔ پھر فرمایا گیا کہ تو سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے جدا بھی۔ اور تجھے بلا وسائل کے تمام وسائل حاصل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔ مجھے تیرے وجود کے بغیر اپنا وجود بھی ناپسند ہے۔ بلکہ تیرے وجود کا اپنے وجود کے بغیر بھی قیام چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ شریعت کو چھوڑ کر حد اعتدال سے نکل جا تا کہ تیری کوشش ہمارے لئے پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ میری تمنا تو یہی ہے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ میری ذات نقص و عیب سے پاک ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ بھید تجھے کیسے معلوم ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے علم کا سبب تو بخوبی جانتا ہے کیونکہ تو ہی مجیب و مجاب ہے۔ پھر اس نے اپنی رضا سے مجھے مخاطب فرما کر شرف عطا کیا اور اپنی خوشنودی پر مُہر تصدیق ثبت کر دی۔ اور قلب کی تاریکی اور نفس کی کثافت کو دور کر دیا۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میری حیات کا تعلق ذات خداوندی سے ہے اور میں اس کے فضل و کرم میں ملبوس ہوں۔ پوچھا گیا اور کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تو سب سے زائد علیم و کریم ہے اس لئے تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں۔ صرف اپنا قرب عطا کر کے ماسوا سے نجات عطا کر دے۔ اسی طرح کے کلام کے بعد مجھے تاج کرامت عطا کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ تو نے حق کو دیکھ لیا اور پا لیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو حق کو حق کے توسل سے پایا اور دیکھا۔ پھر میری حمد و ثنا کے صلہ میں ایسے پر عطا کئے گئے جن کے ذریعہ میدان عزت میں پرواز کرتے ہوئے میں نے قدرت کے صنائع کا مشاہدہ کیا۔ خدا نے اپنی قوت و زینت سے مجھے قوت و زینت بخشی اور تاج کرامت سر پر رکھ کر در توحید کھول دیا۔ اور فرمایا کہ اب تیری رضا ہماری رضا ہو گی اور تیرا کلام کثافتوں سے پاک ہو گا اور تیرا ہمارے اوصاف سے وابستہ ہونے کا کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا اس کے بعد مجھے از سر نو زندگی عطا کی گئی اور مکمل آزمائش کے بعد دریافت کیا گیا کہ ملک کس کا ہے حکم کس کا ہے اور صاحب اختیار کون ہے؟ میں نے کہا کہ تیرے سوا کسی میں یہ اوصاف نہیں ہو سکتے۔ پھر جس وقت مجھے نظر قہر سے دیکھا گیا تو میری ہستی فنا ہو گئی اور میں نے صبر و سکون کا پیراہن پہن لیا جس کی بنا پر مجھے یہ مراتب تفویض کئے گئے کہ میرے قلب تاریک میں مسرتوں کا ایک ایسا دریچہ کھولا گیا اور لسان توحید عطا کر کے میرے قلب کو اپنے نور سے منور کر دیا۔ اور اپنی صنعتوں سے آنکھوں کو خیرہ بنا دیا۔ اور اب میں اسی کی اعانت سے بات کرتا اور چلتا پھرتا ہوں اور اسی کے کرم سے وہ حیات ملی جس میں موت کا وجود ہی نہیں۔ پھر فرمایا گیا کہ مخلوق تیرے دیدار

Marfat.com

کی متمنی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو تیرے سوا کسی کو بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر تیری یہی خواہش ہے کہ مخلوق میرا نظارہ کرے تو پھر میں راضی برضا ہوں لیکن پہلے مجھے وحدانیت سے آراستہ فرما دے تاکہ مخلوق میرے اندر تیری صفت وحقیقت کا مشاہدہ کر سکے اور میرا وجود درمیان سے منقطع ہو جائے۔ پھر خدا تعالیٰ نے میری خواہشات کی تکمیل کے بعد مجھے تمام عالم کے سامنے پیش کر دیا اور جیسے ہی میں نے اس کی بارگاہ سے باہر قدم رکھا تو لغزش سے گر پڑا۔ اور فوراً یہ ندا آئی کہ ہمارے دوست کو واپس لے آؤ کیونکہ وہ ہمارے بغیر نہ رہ سکتا ہے نہ چل پھر سکتا ہے۔ پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ میں تیس سال تک وحدانیت کی فضا میں پرواز کرتا رہا۔ اور تیس سال فضائے الوہیت میں اڑتا رہا اور تیس سال فضائے یکتائیت میں پرواز کی اور جب نوّے سال مکمل ہو گئے اس وقت میں نے بایزید کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جو عالم نظروں سے گذرا ہے وہ بایزید ہی نے دیکھا۔ پھر چار ہزار مراتب طے کرنے کے بعد کمال اولیاء کے درجہ تک پہنچا اور جب خود کو نبوت کے ابتدائی درجہ میں دیکھا تو یہ تصور کر لیا کہ شاید اتنا عظیم مرتبہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ لیکن غور وفکر کے بعد معلوم ہوا کہ میرا سر ایک نبی کے قدموں کے نیچے ہے اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہوا کرتی ہے لیکن نبوت کی کوئی انتہا نہیں۔ اس مقام سے جب میری روح فردوس وجہنم اور ملائکہ کے مشاہدے کے لئے روانہ ہوئی تو وہاں انبیاء کرام سے شرف نیاز حاصل ہوا اور میں نے سلام کیا۔ لیکن جس وقت میری روح حضور اکرمؐ کے روبرو پہنچی تو دیکھا کہ آگ کے دریا میں ایک راستہ ہے اور نور کے ہزاروں حجابات درمیان میں حائل ہیں جس کی وجہ سے میری روح دیدار سرکار دوعالمؐ سے محروم رہ گئی اور مجھ پر ہیبت کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی اور جب ہوش میں آیا تو میں نے دور ہی سے حضورؐ کی خدمت میں سلام پیش کیا اس طرح مجھے قرب خداوندی تو حاصل ہو گیا لیکن اس کے محبوب کے قرب تک رسائی حاصل نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر بندے کے ہمراہ اور قریب ہے اور ہر بندہ اپنے معیار کے مطابق اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ لیکن حضورؐ کی زیارت اسی وقت نصیب ہو سکتی ہے جب لا الہ الا اللہ کی منزل سے گذر جائے اور ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ اور اس کے محبوب کی راہیں گو ایک ہیں لیکن زیارت محبوب کے لئے تاب نظارہ کی ضرورت ہے جس طرح حضور بوتراب کے ایک ارادت مند نے اللہ تعالیٰ کو تو دیکھ لیا لیکن زیارت بایزید کا حوصلہ نہ ہو سکا پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا اس سے یہ اندازہ ہو گیا کہ جب تک خودی کا ازالہ نہ ہو جائے خدا کا راستہ ملنا محال ہے اور جب میں نے سوال کیا کہ میں اپنی خودی کا ازالہ کس طرح کروں تو جواب ملا کہ یہ مقام صرف اتباع نبویؐ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت مصنف کہتے ہیں کہ مجھے حیرت ہے کہ جو بزرگان دین وقار نبویؐ سے اس درجہ باخبر ہوں ان کے اقوال سے لوگ ایسا مفہوم کیوں اخذ کر لیتے ہیں جس میں حضور اکرمؐ کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔ جیسا کہ حضرت بایزید سے پوچھا کہ کیا تمام مخلوق قیامت میں حضور اکرمؐ کے علم کے نیچے ہو گی۔ فرمایا کہ قسمیہ کہتا ہوں کہ میرے علم کے نیچے مخلوق کے علاوہ انبیاء کرام بھی ہوں گے۔ لیکن لوگوں نے یہ مفہوم اخذ کر لیا کہ بایزید نے خود کو حضور اکرمؐ سے بھی زیادہ افضل تصور کر لیا۔ لیکن یہ مفہوم سمجھنا ایک مہمل سی بات ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ تک اس حد تک رسائی حاصل کر لی تھی کہ آپ کی زبان خدا کی زبان بن چکی تھی اور آپ کا قول حقیقت میں اللہ کا قول تھا۔ اور یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیے کہ لوائی اعظم من لواء محمد یا سبحانی ما اعظم شانی

Marfat.com

جیسے کلمات آپ کی زبان سے نکلے لیکن درحقیقت خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان سے گفتگو فرمائی تھی۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات

آپ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے اور اپنے درمیان سے دوئی کا حجاب ختم فرما دے تاکہ میں تیری ذات میں فنا ہو جاؤں۔ اے اللہ جب تک میں خودی میں مبتلا رہا سب سے ادنیٰ رہا۔ لیکن جب تیری معیت نصیب ہوئی اس وقت میں سب سے اعلیٰ و برتر ہو گیا۔ اے اللہ فقر و فاقہ سے تیرا قرب حاصل ہوا اور تیرے الطاف کریمانہ نے میرے فقر و فاقہ کو نیست و نابود کر دیا۔ اے اللہ میں علم و زہد نہیں چاہتا بلکہ اپنے رموز مجھ پر آشکار فرما دے۔ اے اللہ تیرے ہی فضل نے مجھے تجھ سے روشناس کیا اور اس لئے میں تجھ پر ناز کرتا ہوں۔ اے اللہ طالب کے لئے بہترین شے تیرا الہام اور غیب کی راہوں میں سب سے افضل تیرا نور ہے۔ اور سب سے عمدہ ہے وہ حالت جس کا انکشاف مخلوق کے لئے دشوار ہے اور بہترین ہے وہ زبان جو تیرا وصف بیان کرنے سے قاصر رہے، کیونکہ اگر انسان تیرے اوصاف بیان کرنا چاہے تو پوری زندگی میں تیرے اوصاف کا معمولی سا حصہ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ اے اللہ یہ بات تعجب خیز نہیں کہ میں تجھکو اپنا دوست تصور کرتا ہوں بلکہ حیرت انگیز ہے یہ بات کہ تو مجھ کو اپنا دوست سمجھتا ہے کیونکہ مختار کل اور صاحب قوت ہے اور میں ایک کمزور و محتاج بندہ ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے خوفزدہ رہتا تھا لیکن تو نے اپنے کرم سے میرا خوف دور کر دیا جس کی وجہ سے میں ہمہ اوقات مسرور و شادماں رہتا ہوں اور تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں باریاب فرمایا جس کا میں کسی طرح بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ میں اپنی عبادت و ریاضت پر نازاں نہیں ہوں بلکہ یہ بات قابل فخر ہے کہ تو نے اپنے احکامات کی بجا آوری کے لئے قوت و طاقت عطا کر کے خلعت بزرگی سے سرفراز فرمایا۔ اے اللہ میرا شمار تو ان آتش پرستوں میں کر لے جو ستر سال آتش پرستی میں مبتلا رہے اور آخری عمر میں صحرائے گمراہی سے نکل کر وادی ہدایت میں پہنچے اور اسلام میں داخل ہو کر ان میں تیرا نام لینے کا ذوق پیدا ہو گیا۔ اے اللہ نہ تجھے کسی سبب کی حاجت ہے اور نہ قبولیت کے لئے کسی عبادت کی۔ اور نہ تیرے یہاں کی یہ رسم ہے کہ کثرت گناہ کی بنا پر گناہگاروں کو کسی طرح معاف ہی نہ کرے، بلکہ تجھے کلی اختیار ہے کہ جس کو چاہے معاف کر کے اپنے قرب سے نواز دے۔ اے اللہ گو میں نے اپنے نزدیک بہت ہی نیک کام انجام دیئے لیکن وہ تیری بارگاہ میں قبولیت کے ہرگز قابل نہیں لہٰذا ان کو نظر انداز فرما کر صرف اپنے رحم و کرم سے میری مغفرت فرما دے۔

آپ ہمہ اوقات اللہ اللہ کا ورد جاری رکھتے اور عالم نزع میں بھی آپ کی زبان پر اللہ ہی کا نام تھا۔ اور موت سے قبل آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں دنیا میں بربنائے غفلت تیری عبادت سے محروم رہا اور اب آخری وقت میں بھی تیری عبادت سے غافل ہوں اس کے باوجود بھی تیری رحمت کا متمنی ہوں۔ یہ کلمات زبان پر تھے کہ روح مبارک اعلیٰ علیین کی جانب پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
کسی نے خواب دیکھ کر آپ سے سوال کیا کہ تصوف کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ راحتوں کو چھوڑ کر مشقتیں برداشت کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔

جب شیخ ابو سعید ابوالخیر آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو کچھ دیر قیام کر کے چلتے وقت فرمایا کہ یہ وہ ٹھکانہ ہے جہاں کھوئی ہوئی چیز مل جاتی ہے۔

باب ۱۵

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ علوم ظاہری و باطنی سے مرصع اور شریعت و طریقت سے آراستہ تھے، اور علماء صوفیا دونوں ہی آپ کے مراتب کے پیش نظر بے حد تعظیم و احترام کرتے تھے اور عظیم ترمشائخین آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اس کے علاوہ آپ کی تصانیف و کرامات کثرت سے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری اور حضرت فضیل بن عیاض نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو سفیان ثوری نے کہا کہ اے مرد مشرق تشریف لائیے۔ اور حضرت فضیل نے کہا کہ اے مرد مغرب اور جو مغرب و مشرق کے درمیان ہے تشریف لائیے حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ جس کی تعریف میں حضرت فضیل جیسے بزرگ رطب اللسان ہوں ان کے اوصاف بھلا میں کیا بیان کر سکتا ہوں۔

رجوع کی وجہ ابتدائی دور میں آپ ایک کنیز کی محبت میں گرفتار ہو گئے اور محبت کا عرصہ بہت طول پکڑ گیا چنانچہ سردیوں کی ایک رات میں آپ صبح تک اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے اور جب سحر نمودار ہوئی تو رات کے بیکار جانے کا بے حد ملال ہوا اور قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں یہ رات عبادت میں گذارتا تو اس بیداری سے وہ لاکھ درجہ بہتر تھا بس اسی تصور سے آپ نے تائب ہو کر عبادت و ریاضت کو صدق دلی کے ساتھ اپنا مشغلہ بنا لیا۔ اور بہت قلیل عرصہ میں اعلیٰ و ارفع مراتب پر فائز ہوئے،

ایک مرتبہ آپ کی والدہ آپ کی جستجو میں نکلیں تو دیکھا کہ ایک باغ میں گلاب کے پودے کے نیچے محوخواب ہیں اور ایک سانپ نرگس کی ٹہنی سے مکھیاں اڑا رہا ہے۔ آپ مرو کے باشندے تھے اور سیر و سیاحت کے بے حد دلدادہ، اور مدتوں بغداد میں مقیم رہ کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس ہو کر پھر اپنے وطن اصلی مرو میں سکونت پذیر ہو گئے اور اس دور میں مرو میں ایک جماعت فقہا کی اور دوسری محدثین کی تھی، لیکن آپ کے بہترین طرز عمل کی وجہ سے دونوں جماعتیں آپ کو قابل احترام تصور کرتی تھیں۔ اور اسی کی مناسبت سے آپ کو رضیٰ الفریقین کے خطاب سے یاد کیا جانے لگا۔ اور جب بھی کوئی اختلاف ان دونوں جماعتوں میں رونما ہوتا تو آپ کو ثالث بنا کر آپ کے فیصلوں کی پابندی کرتیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مرو میں دو سرائیں بھی تعمیر کرائیں ایک فقہا کے قیام کے لئے اور دوسری محدثین کے لئے، اس کے بعد آپ مستقل طور پر مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہو گئے۔

آپ کا یہ معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے اور دوسرے سال شریک جہاد رہتے اور تیسرے سال تجارت کر کے جو کچھ بھی نفع حاصل کرتے وہ سب مستحقین میں تقسیم فرما دیتے اور فقراء کو کھجوریں کھلاتے تو گٹھلیاں شمار کرتے جاتے اور جو شخص جس قدر کھجوریں کھاتا اسی حساب سے

Marfat.com

ہر شخص کو اتنے ہی درہم دیتے تھے۔

کچھ عرصہ ایک نہایت بد طینت شخص آپ کی صحبت میں رہا اور جب وہ رخصت ہو گیا تو آپ نے روتے ہوئے فرمایا کہ صد حیف وہ تو مجھ سے رخصت ہو گیا لیکن اس کی بری خصلتیں اس سے رخصت نہ ہو سکیں۔ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ راستہ میں بعض لوگوں نے ایک نابینا سے کہا کہ عبداللہ بن مبارک تشریف لا رہے ہیں جو کچھ طلب کرنا چاہے طلب کر لے، چنانچہ اس نے آپ کو ٹھہرا کر یہ دعا کرنے کی درخواست کی کہ میری بصارت واپس آجائے اور جب آپ نے دعا فرمائی تو فوراً ہی اس کی بصارت واپس آگئی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ بغرض حج روانہ ہوا لیکن راستے میں اتنی تاخیر ہو گئی کہ صرف چار یوم حج میں باقی رہ گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں حج سے محروم رہ جاؤں گا۔ لہٰذا کیا شکل اختیار کرنی چاہیے۔ اسی فکر میں ایک بڑھیا نے آکر مجھ سے کہا کہ میرے ہمراہ چل میں تجھے عرفات تک پہنچائے دیتی ہوں چنانچہ میں چل پڑا اور جب راہ میں کوئی دریا آجاتا تو وہ کہتی کہ آنکھیں بند کر لو، اور جب میں اس پر عمل کرتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ میں صرف کمر کمر تک پانی میں چل رہا ہوں۔ اور جب دریا عبور کر لیتا تو وہ کہتی کہ آنکھیں کھول دو۔ غرضیکہ اسی طرح اس نے مجھے عرفات تک پہنچا دیا اور فراغت حج کے بعد بڑھیا نے کہا کہ چلو میں اپنے بیٹے سے تمہاری ملاقات کروا دوں۔ اور جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت ہی کمزور سا نوجوان نورانی صورت کا بیٹھا ہوا ہے اور ماں کو دیکھتے ہی قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ نے میری تجہیز و تکفین کے لئے بھیجا ہے کیونکہ میری موت کا وقت بہت ہی قریب ہے یہ کہتے ہی وہ فوت ہو گیا اور میں نے غسل دے کر اس کو قبر میں اتار دیا لیکن بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ اب تم رخصت ہو جاؤ کیونکہ میں اپنی زندگی بیٹے کی قبر پر گذارنا چاہتی ہوں اور آئندہ سال جب تم آؤ گے تو میں تمہیں نہ مل سکوں گی۔ لیکن میرے لئے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہنا۔

مشہور واقعہ ایک مرتبہ آپ فراغت حج کے بعد بیت اللہ میں سو گئے اور خواب دیکھا کہ دو فرشتے باہم باتیں کر رہے ہیں، اور ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے اور کتنے افراد کا حج قبول ہوا۔ دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ لوگوں نے حج ادا کیا لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا، مگر دمشق کا ایک موچی جو حج میں تو شریک نہیں ہوا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول کر لیا۔ یہ خواب دیکھ کر بیداری کے بعد موچی سے ملاقات کرنے دمشق پہنچے اور ملاقات کے بعد جب اس کا نام و نسب دریافت کر کے حج کا واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنا نام اور پیشہ بیان کرنے کے بعد جب آپ کا نام پوچھا تو آپ نے بتا دیا کہ میں عبداللہ بن مبارک ہوں، یہ سنتے ہی وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد اس طرح اپنا واقعہ بیان کیا کہ بہت عرصہ سے میرے قلب میں حج کی تمنا تھی اور میں نے اس نیت سے تین سو درہم بھی جمع کر لیے تھے۔ لیکن ایک دن میرے پڑوسی کے یہاں سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس کے یہاں سے تم بھی مانگ لاؤ تاکہ ہم بھی کھا لیں۔ چنانچہ میں نے اس سے جا کر کہا کہ آج آپ نے جو کچھ پکایا ہے ہمیں بھی عنایت کریں۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کا نہیں ہے کیونکہ سات یوم سے میں اور میرے اہل و عیال فاقہ کشی میں مبتلا تھے تو میں نے مردہ گدھے کا گوشت پکا لیا ہے۔ یہ سن کر میں خوف خداوندی سے لرز گیا اور اپنی تمام جمع شدہ رقم اس کے حوالے کر کے یہ تصور کر لیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے حج کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ فرشتوں نے

خواب میں واقعی سچی بات کہی تھی اور خدا تعالیٰ حقیقتاً قضا و قدر کا مالک ہے۔

آپ کے پاس ایک ایسا غلام تھا جس سے آپ نے یہ شرط کر رکھی تھی کہ اگر تم محنت مزدوری کر کے اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔ ایک دن کسی نے آپ سے کہا کہ آپ کا غلام تو سرقہ کرتے ہوئے کفن چرا کر فروخت کرنے کے بعد آپ کی رقم ادا کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ کو بے حد ملال ہوا اور رات کو چھپ کر اس کے پیچھے پیچھے قبرستان پہنچ گئے۔ قبرستان میں جا کر غلام نے ایک قبر کھولی اور نماز میں مشغول ہو گیا اور جب آپ نے قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹاٹ کے کپڑے پہنے اپنے گلے میں طوق پہنے ہوئے گریہ وزاری کر رہا ہے یہ دیکھ کر آپ رو پڑے اور پوری رات آپ نے باہر اور غلام نے قبر میں عبادت کرنے میں گذار دی۔ پھر صبح کو غلام نے قبر کو بند کیا اور فجر کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی اور یہ دعا کرتا رہا کہ اے اللہ اب رات گذر چکی ہے اور میرا آقا اب رقم طلب کرے گا، لہٰذا اپنے کرم سے تو ہی کچھ انتظام فرما دے۔ اس دعا کے بعد ایک نور نمودار ہوا اور اس نے درم کی شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ آپ یہ واقعہ دیکھ کر غلام کے قدموں میں گر پڑے اور فرمایا کہ کاش تو آقا اور میں غلام ہوتا۔ یہ جملہ سن کر غلام نے پھر دعا کی کہ اے اللہ اب میرا راز فاش ہو گیا اس لئے مجھے دنیا سے اٹھا لے اور آپ ہی کی آغوش میں دم توڑ دیا۔ پھر آپ نے غسل دے کر ٹاٹ ہی کے لباس میں دفن کر دیا لیکن رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور اکرمؐ اور حضرت ابراہیم دو براقوں پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عبداللہ تو نے ہمارے دوست کو ٹاٹ کے لباس میں کیوں دفن کیا ہے؟

ایک مرتبہ آپ بہت وجاہت کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک نادار سید نے کہا کہ میں سید ہونے کے باوجود بھی آپ سے مرتبہ میں کم کیوں ہوں۔ فرمایا کہ میں تو تیرے جد امجد کا اطاعت گذار ہوں لیکن تو ان کے اقوال و اعمال پر بھی عمل پیرا نہیں ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ آپ نے یہ جواب دیا کہ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ تیرے جد اعلیٰ خاتم الانبیاء تھے اور میرا باپ گمراہ، مگر تیرے جد اعلیٰ نے جو ترکہ چھوڑا اس کو میں نے حاصل کر لیا جس کی وجہ سے مجھے یہ مرتبہ عطا کیا گیا۔ اور میرے باپ کی گمراہی تو نے ترکے میں حاصل کی اس لئے تو رسوا ہو گیا لیکن اسی شب آپ نے خواب میں حضور اکرمؐ کو غصہ کی حالت میں دیکھا اور جب وجہ دریافت کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ تو نے میری آل کے عیوب کی پردہ دری کیوں کی؟ چنانچہ آپ بیدار ہونے کے بعد اسی سید کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور ادھر اس سید نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرمؐ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر تیرے اعمال و افعال بہتر ہوتے تو عبداللہ تیری اہانت کیوں کرتا؟ چنانچہ وہ بھی بیداری کے بعد آپ کی تلاش میں چل دیا اور جب راستہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو دونوں اپنا اپنا خواب سنانے کے بعد تائب ہوئے۔

حضرت سہیل بن بشیرؓ آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے ایک مرتبہ چلتے ہوئے کہنے لگے کہ اب میں کبھی آپ کے پاس نہیں آؤں گا اس لئے کہ آج چھت پر سے آپ کی کنیزیں مجھے اے سہیل اے سہیل کہہ کر آواز دے رہی تھیں اور یہ بات میرے لئے بار خاطر ہو گئی یہ سن کر حضرت عبداللہ نے کہا کہ آؤ سہیل کی نماز جنازہ ادا کریں چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا اور تجہیز و تکفین کے بعد جب لوگوں نے سوال کیا کہ موت سے پہلے ہی آپ کو ان کی موت کا علم ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ تیری چھت پر سے کنیزیں مجھے اے سہیل کہہ کر آواز دے رہی تھیں حالانکہ میرے یہاں کوئی لونڈی نہیں ہے۔ اور وہ یقیناً حوریں تھیں جو آواز دے رہی تھیں اسی وجہ

Marfat.com

سے میں نے ان کی موت کا یقین کر لیا۔

ایک پادری عبادات و مجاہدات کرتے کرتے بہت کمزور ہو گیا تھا اور جب حضرت عبداللہ نے دریافت کیا کہ خدا کا راستہ کیسا ہے اس نے جواب دیا کہ تم عارف ہونے کی وجہ سے یقیناً خدا اور اس کی راہوں سے ضرور واقف ہو گے، میں نے تو آج تک اللہ ہی کو نہیں پہچانا۔ پھر بھلا اس کا راستہ کیسے بتا سکتا ہوں۔ میں تو پہچانے بغیر ہی اس کی عبادت کرتے کرتے اس قدر ضعیف ہو گیا ہوں لیکن نہ جانے تم کس قسم کے عارف ہو کہ خدا کا خوف بھی نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ کو ایسی عبرت ہوئی کہ ہر یوم آپ کے خوف خداوندی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ روم کے گرد و نواح میں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک شخص کو شکنجہ میں کس کر مار پیٹ رہے ہیں اور ایک شخص دور سے کھڑا کہہ رہا ہے کہ اس کو اچھی طرح مارو ورنہ بڑا بت خفا ہو جائے گا۔ اور جب میں نے پٹنے والے سے پوچھا کہ یہ لوگ تجھے کیوں مار رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہمارا یہ مذہبی عقیدہ ہے کہ گناہوں سے پاک ہوئے بغیر بڑے بت کا نام زبان سے نہیں نکال سکتے اور اس کے ڈر سے میں گریہ وزاری بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ خدا کا احسان عظیم ہے کہ اس نے مجھے وہ دین عطا کیا جس میں خدا کا نام لینے ہی سے بندہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب اس کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو سکوت اختیار کر لیتا ہے جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے کہ خدا کو شناخت کرنے والوں کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ جہاد میں آپ ایک کافر سے برسر پیکار تھے تو نماز کا وقت آ گیا اور آپ نے اس کافر سے اجازت لے کر نماز ادا کر لی، اور جب اس کی عبادت کا وقت ہوا تو وہ بھی آپ سے اجازت لے کر اپنے بت کی جانب متوجہ ہوا لیکن آپ کے دل میں اس کو قتل کر دینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ اسی وقت ندائے غیبی آئی کہ ہماری اس آیت کے مطابق اوفوا بالعھد ان العھد کان مسؤلاً۔ یعنی تم سے قیامت میں عہد شکنی کی باز پرس ہو گی لہٰذا اپنے قصد سے باز آ جاؤ۔ یہ ندا سنتے ہی آپ رو پڑے اور جب اس کافر نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ سن کر اس کافر کو خیال آیا کہ جو خدا اپنے دشمن کی وجہ سے اپنے دوست پر ناراض ہو اس کی اطاعت نہ کرنا بزدلی ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی وہ سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن لرز کر بے ہوش ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد جب میں نے اس کی کیفیت پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں آتش پرست ہوں اور بھیس تبدیل کر کے کعبۃ اللہ میں داخلہ کی نیت سے آیا تھا لیکن جیسے ہی میں نے داخلہ کا قصد کیا تو ندا آئی کہ تو دوست کا دشمن بن کر دوست کے مکان میں کیسے داخل ہو سکتا ہے اور یہ آواز سنتے ہی میں نے صدق دلی سے اسلام قبول کر لیا۔

موسم سرما میں نیشاپور کے بازار میں آپ نے ایک غلام کو دیکھا جو سردی میں سکڑا ہوا تھا آپ نے پوچھا کہ تم اپنے مالک سے پوستین کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ کیا اس کو نظر نہیں آتا جو میرے کہنے کی ضرورت پیش آئے۔ اس جملہ سے آپ کو ایسی عبرت ہوئی کہ آپ نے فرمایا کہ طریقت تو اس غلام سے حاصل کرنی چاہیے۔

ایک پریشانی کے وقت کچھ لوگ آپ کے پاس بطور دلداری کے حاضر ہوئے اور ان میں ایک آتش پرست بھی تھا اور اس نے

Marfat.com

یہ کہا کہ دانشور وہی ہے جو اول دن ہی وہ کام انجام دے جس کو نادان تیسرے دن پورا کرتے ہیں۔ یہ جملہ سن کر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس قول کو یاد رکھنا۔ بہت عظیم نصیحت ہے۔

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ کونسی عادتیں سود مند ہوسکتی ہیں؛ فرمایا کہ عقل کامل ہونا۔ لوگوں نے کہا کہ اگر عقل کامل نہ ہو، فرمایا کہ حسن ادب ہو۔ لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ ہو، فرمایا کہ اتنا شفیق بھائی بن جائے کہ لوگ اس سے مشورہ کریں لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہوسکے۔ فرمایا سکوت اختیار کرو، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر مرگِ ناگہاں بہت سود مند ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ جو ادب کی اہمیت سے واقف نہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے سنت میں خلل پڑنے کی وجہ سے فرائض سے بھی محرومی ہو جاتی ہے اور ایسا شخص خدا کی معرفت سے کبھی بہرہ ور نہیں ہوسکتا۔

ارشادات

جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ خدا کے راستے میں چلنے والوں کی کیا کیفیت ہوئی؛ فرمایا کہ وہ ہمہ اوقات خدا کی طلب میں مشغول رہتے ہیں۔ فرمایا کہ ہمیں کثیر علم کے بجائے قلیل ادب کی زیادہ احتیاج ہے اور لوگ اس وقت ادب کے متلاشی ہیں جب اہل ادب دنیا سے رخصت ہو چکے۔ گو مشائخ نے ادب کی بہت سی تعریفیں کی ہیں لیکن میرے نزدیک ادب نام ہے نفس شناسی کا۔ فرمایا کہ ایک درم قرض حسنہ دینا ایک ہزار درم خیرات کر دینے سے زیادہ موجب ثواب ہے۔ اور ناجائز مال کا ایک حصہ لینے والا بھی توکل سے محروم رہتا ہے اور توکل وہ ہے جس کو تمہارا نفس نہیں بلکہ خدا تعالےٰ توکل خیال کرے اور توکل کسب کے لئے مانع نہیں ہے بلکہ کسب و توکل دونوں ہی داخل عبادت ہیں اور اہل توکل کو اتنا لپس انداز کر لینا کہ جو ان کے مرض و موت میں کام آسکے معیوب نہیں ہے۔ فرمایا کہ اگر عیالدار شخص بچوں کی نگرانی اور پرورش کے ساتھ علم دین بھی سکھاتا ہے تو اس کا اجر جہاد سے بھی فزوں ہے۔ فرمایا کہ جس کو دنیا والے عزت و رفعت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوں اس کو چاہیئے کہ وہ خود کو بے وقعت تصور کرتے ہوئے خود فریبی میں مبتلا نہ ہو۔

جب لوگوں نے سوال کیا کہ قلب کا معالجہ کس طرح کیا جائے فرمایا کہ قرب الٰہی اور لوگوں سے کنارہ کشی کرنے سے۔ فرمایا کہ تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ انسان امراء سے غرور اور فقراء سے عجز کے ساتھ پیش آئے اور جو دنیاوی مراتب کے اعتبار سے تم سے برتر ہو اس کے ساتھ تکبر سے پیش آؤ اور جو تم سے کمتر ہو اس کے ساتھ عاجزی اختیار کرو۔ فرمایا کہ جس کی رجا میں خوف کا عنصر نہ ہو وہ بہت جلد ختم ہو جائیگا فرمایا کہ ظاہری و باطنی مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ جو قلب سے خوف دور کر کے سکون عطا کر دے۔

جب لوگوں نے آپ کی مجلس میں غیبت پر بحث کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر انسان غیبت ہی کرنا چاہے تو پہلے اپنے والدین کی غیبت کرے۔ کیونکہ ان کے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ اولاد کی نیکیاں ان کے اعمالنامے میں درج کی جاتی ہیں۔

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میں ایسے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں جس کو بوجہ ندامت آپ کے سامنے نہیں بتا سکتا لیکن اصرار کے بعد اس نے کہا کہ میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اس خیال میں تھا کہ شاید تو نے غیبت کا گناہ کیا ہے کیونکہ زنا کا تعلق تو خدا کے گناہ سے ہے جو توبہ کے بعد معاف بھی ہوسکتا ہے لیکن غیبت بندے کا گناہ ہے جس کو بندہ معاف نہیں کرتا۔

Marfat.com

آپ کے یہاں کوئی مہمان آگیا اور اس وقت آپ کے یہاں کچھ بھی موجود نہ تھا. لیکن آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ مہمان خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے لہذا مہمانداری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا. مگر اس نے آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کی. چنانچہ اس حکم شرعی کے مطابق کہ جو عورت شوہر کا حکم نہ مانے اس کو طلاق دے دینی چاہیئے. آپ نے بھی مہر ادا کر کے اپنی بیوی کو طلاق دے دی.

ایک دن آپ کی مجلس وعظ میں کوئی امیرزادی شریک ہوئی اور وعظ سے اس درجہ متاثر ہوئی کہ اپنے والدین سے کہدیا کہ میرا نکاح عبداللہ بن مبارک سے کردو اور والدین نے بھی خوش ہو کر نکاح کر کے لڑکی آپ کے ہمراہ کردی. اس کے علاوہ پچاس ہزار دینار بھی لڑکی کو دیئے. پھر نکاح کے بعد آپ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے "تو نے ہماری خوشنودی میں بیوی کو طلاق دے دی تھی لہذا ہم نے اس سے بہتر تجھکو دوسری بیوی عطا کردی. تاکہ تو بخوبی اندازہ کرسکے کہ خدا کے خوش کرنے والے کبھی نقصان میں نہیں رہتے.

موت سے قبل آپ نے اپنا تمام اثاثہ فقراء میں تقسیم کردیا. اور جب ایک ارادت مند نے سوال کیا کہ آپ کی تین صاحبزادیاں ہیں ان کے لیئے کیا چھوڑا؟ فرمایا کہ ان کے لیئے خدا کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ جس کا کفیل خدا ہو اس کو عبداللہ کی کیا حاجت ہے. موت سے پہلے آپ نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "عمل کرنے والوں کو ایسے ہی عمل کرنے چاہئیں" اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا. اور کسی نے حضرت سفیان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالٰے کا آپ کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟ فرمایا کہ اس نے میری مغفرت فرمادی. پھر اس نے سوال کیا کہ عبداللہ بن مبارک کس حال میں ہیں. فرمایا کہ ان کا شمار تو اس جماعت میں ہے جو دن میں دو مرتبہ حضوری کا شرف حاصل کرتی ہے.

Marfat.com

باب ۱۶
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ شریعت و طریقت میں کامل اور علوم و رسالت کے وارث تھے جس کی وجہ سے عوام نے آپ کو امیر المومنین کا خطاب دیا تھا اور علوم ظاہری و باطنی پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ اور بہت سے مشائخین آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔
ایک مرتبہ حضرت ابراہیم نے آپ کو سماعت حدیث کی دعوت دی اور جب آپ وہاں پہنچ گئے تو فرمایا کہ مجھکو تو صرف آپ کے اخلاق کا امتحان مقصود تھا ورنہ درحقیقت کسی کام کی غرض سے نہیں بلایا۔

آپ پیدائشی متقی تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے ایام حمل میں ہمسایہ کی کوئی چیز بلا اجازت منہ پر رکھ لی تو آپ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک انہوں نے ہمسایہ سے معذرت طلب نہ کی آپ کا اضطرار ختم نہ ہوا۔ اور آپ کے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے الٹا پاؤں مسجد میں رکھدیا جس کے بعد ہی یہ ندا آئی کہ اے ثوری مسجد کے حق میں یہ گستاخی اچھی نہیں۔ بس اسی دن سے آپ کا نام ثوری پڑ گیا۔ بہرحال یہ ندا سُن کر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ غش کھا کر گر پڑے اور ہوش آنے کے بعد اپنے منہ پر طمانچے لگاتے ہوئے کہنے لگے کہ بے ادبی کی ایسی سزا ملی کہ میرا نام ہی دفتر انسانیت سے خارج کر دیا گیا۔ لہٰذا اے نفس اب ایسی بے ادبی کی جرأت کبھی نہ کرنا۔

ایک مرتبہ کسی کے کھیت میں آپ کا قدم پڑ گیا تو فوراً ندا آئی کہ اے ثوری دیکھ بھال کر قدم رکھ۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ جس پر خدا کا اتنا بڑا کرم ہو کہ صرف ایک قدم غلط پڑنے پر توبیخ فرمائی گئی تو اس کی باطنی کیفیت کیا ہوگی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرمؐ کے جس قدر بھی اقوال سُنے ان پر عمل پیرا رہا۔ اور آپ کا یہ مقولہ تھا کہ محدثین کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے یعنی دوسو احادیث میں سے کم از کم پانچ احادیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حالت نماز میں خلیفہ وقت نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسی نماز قطعی بے حقیقت ہے اور قیامت میں تیری نماز گیند کی طرح منہ پر مار دی جائے گی۔ خلیفہ نے جھڑک کر کہا کہ خاموش رہو۔ آپ نے فرمایا کہ حق گوئی میں خموشی کیسی۔ یہ سنتے ہی خلیفہ نے غضبناک ہو کر حکم دے دیا کہ اس کو پھانسی دے دو۔ اور دوسرے دن ٹھیک پھانسی کے وقت آپ ایک بزرگ حضرت سفیان بن علیہ کے زانو پر سر رکھے ہوئے پیر پھیلا کر آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے۔ اور لوگوں نے کہا کہ پھانسی کا وقت قریب ہے تو فرمایا کہ مجھے اس کا ذرہ برابر خوف نہیں، لیکن حق گوئی سے کبھی باز نہ آؤں گا۔ پھر اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ خلیفہ مجھے بے قصور سزا دینا چاہتا ہے اس لئے اس کو بدلہ ملنا چاہیئے۔ اس دعا کے ساتھ ہی ایک دھماکہ کے ساتھ زمین شق ہوئی اور خلیفہ وزراء سمیت اس میں دھنستا چلا گیا، اور

Marfat.com

جب لوگوں نے عرض کیا کہ اتنی زود اثر دعا ہم نے کبھی نہیں دیکھی تو فرمایا کہ میرے اظہار حق کی وجہ سے دعا زود اثر بن گئی۔ پھر جب دوسرا خلیفہ پہلے خلیفہ کا قائم مقام ہوا تو آپ کے عقیدت مندوں میں شامل رہا چنانچہ جب آپ بیمار ہوئے تو بغرض علاج اس نے ایک طبیب حاذق کو معالجہ کے لئے بھیجا لیکن وہ آتش پرست تھا اور اس نے آپ کے قارورے کی جانچ کرنے کے بعد بتایا کہ ان کا جگر خوف الٰہی سے پاش پاش ہو چکا ہے۔ اور اس کے ریزے پیشاب میں آرہے ہیں، پھر اس نے کہا کہ جس مذہب میں ایسے ایسے افراد ہوں وہ مذہب کبھی باطل نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر خلوص نیت کے ساتھ وہ مسلمان ہو گیا اور جب یہ واقعہ خلیفہ نے سنا تو کہا کہ میں نے تو طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا لیکن اب محسوس ہوا کہ مریض طبیب کے پاس پہنچ گیا۔

آپ عہد شباب ہی میں کبڑے ہو گئے تھے اور لوگوں کے بے حد اصرار پر بتایا کہ مرتے دم میرے استاد نے فرمایا کہ میں نے ہدایت و عبادت میں پچاس سال صرف کئے لیکن مجھے یہ حکم ملا کہ تو ہماری بارگاہ کے قابل نہیں ہے اور بعض نے اسی واقعہ کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میرے تین اساتذہ جو بہت زیادہ عابد و زاہد تھے موت سے قبل تینوں یہودی، نصرانی اور آتش پرست ہو گئے اور اس واقعہ سے متاثر ہو کر مجھ پر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ میری کمر جھک گئی۔ اور ہمہ وقت خدا سے سلامتی ایمان کی دعا کرتا رہتا ہوں۔

استغنا

کسی نے اشرفیوں کی دو تھیلیاں ارسال کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ چونکہ آپ میرے والد کے دوست ہیں اور اب وہ فوت ہو چکے ہیں لیکن ان کی پاکیزہ کمائی میں سے یہ تھیلیاں ارسال خدمت ہیں آپ ان کو اپنے اخراجات کے لئے قبول فرما لیں۔ لیکن آپ نے وہ تھیلیاں واپس کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ تمہارے والد سے میرے تعلقات صرف دین کے لئے تھے نہ کہ دنیا کے لئے۔ اور اس واقعہ کی اطلاع جب آپ کے صاحبزادے کو ہوئی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نادار اور عیالدار ہوں اگر یہ رقم آپ مجھے دے دیتے تو میرے بہت سے کام نکل سکتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں دینی تعلقات کو دنیاوی معاوضہ میں فروخت نہیں کر سکتا البتہ اگر وہ شخص خود تم کو دے دے تو تم خرچ کر سکتے ہو۔

آپ کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے اور ایک شخص نے جب آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کیا تو آپ نے قبول نہیں فرمایا اور جب اس شخص نے عرض کیا کہ آپ نے تو کبھی مجھ کو کوئی نصیحت تک نہیں کی جو یہ سمجھ لیا جائے کہ میں اس کا معاوضہ دے رہا ہوں، آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے دوسرے مسلمان بھائیوں کو تو راستہ دکھایا ہے اور اگر میں تمہارا تحفہ قبول کر لوں تو ہو سکتا ہے کہ میرے قلب میں تمہاری رغبت پیدا ہو جائے اور اسی کا نام دنیا ہے لہٰذا میں خدا کے سوا کسی اور جانب راغب نہیں ہونا چاہتا۔

آپ ایک شخص کے ہمراہ کسی رئیس کے محل کے نزدیک سے گذرے تو آپ کے ساتھ والے شخص نے محل کو غور سے دیکھا، آپ نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دولت مند تعمیر مکان میں بہت فضول خرچی سے کام لیتے ہیں اس لئے اس کا دیکھنے والا بھی گناہ گار ہو جاتا ہے۔

آپ اپنے ایک ہمسایہ کے جنازے میں شریک ہوئے تو اس وقت تمام لوگ مرحوم کی تعریفیں کر رہے تھے لیکن آپ نے فرمایا کہ وہ تو منافق تھا اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو میں جنازے میں کبھی شریک نہ ہوتا اور اس کی منافقت کی دلیل یہ ہے کہ اہل دنیا اس کی تعریفیں

کررہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہل دنیا سے بہت گہرا تعلق تھا اور یہی چیز اس کی منافقت پر دلالت کرتی ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے الٹا کرتہ پہن لیا اور جب لوگوں نے سیدھا کرنے کے لئے کہا تو فرمایا کہ میں نے تو خدا کے لیے پہنا ہے پھر مخلوق کے کہنے سے سیدھا کیوں کروں۔

ایک نوجوان نے حج سے محروم رہ جانے پر سرد آہ کھینچی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے چار حج کئے ہیں اور ان کا اجر میں اس شرط پر تجھے دینے کے لئے تیار ہوں کہ تو اپنی آہ کا اجر مجھے دے دے۔ چنانچہ جب اس نے شرط منظور کرلی تو آپ نے خندہ پیشانی سے اپنے تمام حجوں کا ثواب اس کو منتقل کردیا۔ پھر آپ نے خواب دیکھا کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ تم نے ایک آہ خرید کردہ نفع حاصل کرلیا ہے کہ اگر اس نفع کو اہل عرفات پر تقسیم کیا جائے تو سب مالا مال ہو جائیں۔

آپ ایک حمام میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک نوعمر حسین لڑکا وہاں موجود ہے آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو فوراً یہاں سے نکال دو کیونکہ عورت کے ہمراہ تو صرف ایک ہی شیطان رہتا ہے لیکن نوخیز و حسین لڑکے کے ہمراہ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں تاکہ دیکھنے والے کے سامنے لڑکے کو آراستہ کرکے پیش کریں۔

کھانے کے وقت ایک کتا آ کھڑا ہوا اور آپ نے اس کو روٹی ڈال دی اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ بیوی بچوں کے ہمراہ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ فرمایا کہ وہ سب خدا کی عبادت میں حارج ہوجاتے ہیں لیکن یہ کتا میری حفاظت کرتا ہے جس کی وجہ سے میں پرسکون ہوکر یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ گریہ وزاری کرتے ہوئے حج کے سفر پر روانہ ہوئے اس وقت لوگوں نے سمجھا کہ شاید خوف معصیت سے یہ حالت ہے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ نہ جانے میرے ایمان میں کچھ صداقت بھی ہے یا نہیں۔ اور گناہوں کی فکر تو اس لئے نہیں کہ رحمت خداوندی کے مقابلہ میں گناہ ایک بے حقیقت سی شے ہے۔

حقائق آپ فرمایا کرتے تھے کہ عارفین کو معرفت، عابدین کو قربت اور حکماء کو حکمت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا کہ گریہ وزاری کی بھی دس قسمیں ہیں جن میں نو حصے ریا سے بھرپور ہوتے ہیں اور ایک حصہ خشیت سے لبریز ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر خدا کے ڈر سے ایک آنسو بھی نکل پڑے تو وہ عمر بھر کے اس رونے سے بہتر ہے جس میں خوف الٰہی شامل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ اعمال نیک کرنے والوں کے اعمال کو ملائکہ عمل نیک کے رجسٹر میں درج کرلیتے ہیں اور جب کوئی ان اعمال پر فخر کرنے لگتا ہے تو پھر انہیں اعمال کو ریا کے رجسٹر میں منتقل کردیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ سلاطین و امراء سے منسلک رہنے والا عابد بھی ریاکار ہوتا ہے۔ اور زاہد کی شناخت یہ ہے کہ نیک کام انجام دے کر نہ تو ان پر فخر کرے اور نہ اپنے زہد کا ڈھنڈورا پیٹے۔ اور زہد کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ موٹا اناج اور بوسیدہ لباس استعمال کرتا ہے اور دنیا سے نہ تو دل لگائے اور نہ امیدوں میں اضافہ کرے۔ پھر فرمایا کہ گوشہ نشین کو آخرت میں نجات مل جاتی ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ گوشہ نشینی کرکے گذر اوقات کیسے کرے؟ فرمایا کہ خدا سے خوفزدہ رہنے والوں کو گذر بسر کا غم نہیں رہتا۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ اسلاف کا طریقہ یہی تھا کہ عظمت کے بجائے ذلت کو پسند کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اہل دنیا کا سونا بیداری سے

Marfat.com

اس لئے افضل ہے کہ وہ نیند کی حالت میں دنیا سے دور رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ زہاد کی صحبت اختیار کرنے والا بادشاہ اس زاہد سے بہتر ہے جس کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو۔ پھر فرمایا کہ مخلوق میں پانچ قسم کے لوگ زیادہ ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ اول زاہد عالم، دوم فقیہہ صوفی، سوم متواضع تونگر، چہارم شاکر درویش، پنجم شریف سنی۔ پھر فرمایا کہ اہل یقین تکالیف کو بجا تسلیم کرتے ہوئے کبھی ناشکری نہیں کرتے۔ پھر فرمایا کہ ہم انہیں کو محبوب تصور کرتے ہیں جو زخم پہنچاتے ہیں اور ہماری دولت پر قابض ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی اچھا کہے تو اس کو ناگواری کے ساتھ ٹھکرا دو۔

کسی نے یقین کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ قلبی آواز کا نام یقین ہے اور اہل یقین معرفت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یقین کا یہ مفہوم بھی ہے کہ ہر مصیبت کو منجانب اللہ تصور کیا جائے۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضور اکرمؐ نے جو یہ فرمایا کہ زیادہ گوشت خوروں کو اللہ تعالٰی دشمن تصور کرتا ہے آخر اس میں کیا بھید ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہاں گوشت سے مراد غیبت ہے کیونکہ مسلمان کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے مردار گوشت کھا لیا اور اہل غیبت کو خدا تعالٰی دشمن خیال کرتا ہے۔

آپ نے حضرت حاتم سے فرمایا کہ میں تمہیں ان چار چیزوں سے آگاہ کرتا ہوں جن کو عوام نے بر بنائے غفلت فراموش کر دیا ہے، اول یہ کہ لوگوں پر اتہام لگا کر ان کو برا بھلا کہنا احکام خداوندی سے غافل بنا دیتا ہے۔ دوم کسی مومن کے عروج پر حسد کرنا ناشکری کا پیش خیمہ ہے سوم ناجائز دولت جمع کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے۔ چہارم خدا تعالٰی کی وعید پر خوفزدہ نہ ہونے اور ان وعدوں پر اظہار یاس کرنے سے کفر عائد ہو جاتا ہے اور یہ سب چیزیں نہایت بری ہیں۔

جب آپ کا کوئی ارادت مند سفر کا قصد کرتا تو آپ فرماتے کہ اگر کہیں راہ میں موت نظر پڑے تو میرے لئے لیتے آنا، اور مرتے دم روکر فرمایا کہ میں موت کا بہت خواہش مند رہتا تھا لیکن آج معلوم ہوا کہ موت لاٹھی ٹیک کر دنیا میں سفر کرنے سے کہیں زیادہ دشوار ہے، یعنی خدا کے روبرو پیش ہونا آسان کام نہیں۔ اور موت کا ذکر سن کر خوف کے مارے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے، اور لوگوں کو نصیحت فرماتے کہ موت سے پہلے اس کا سامان مہیا کر لو۔ اور جب موت کے وقت لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کو جنت مبارک ہو تو فرمایا کہ اہل جنت تو دوسرے لوگ ہوتے ہیں ہماری وہاں تک رسائی کہاں ہو سکتی ہے۔

جس وقت بصرہ میں آپ بیمار پڑے تو حاکم بصرہ نے آپ کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور جب لوگ تلاش کرتے ہوئے پہنچے تو آپ کو مویشیوں کے باندھنے کی جگہ پایا۔ اور اس وقت آپ درد شکم اور پیچش کی وجہ سے شدید اضطراب میں تھے لیکن ایسی حالت میں بھی ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے اور اسی شب لوگوں نے دیکھا کہ آپ رات بھر میں ساٹھ مرتبہ پاخانے گئے اور ہر مرتبہ وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاتے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپ بار بار وضو نہ کریں تو فرمایا کہ میں اس لئے باوضو مرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے سامنے نجس حالت میں نہ پہنچوں۔

حضرت عبداللہ مہدی بیان کرتے ہیں کہ میں موت کے وقت آپ کے پاس ہی تھا اور آپ نے فرمایا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دو کیونکہ اب وقت بالکل قریب ہے۔ چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کر کے لوگوں کو اطلاع دینے کی غرض سے باہر نکلا اور باہر نکل کر دیکھا کہ ایک جم غفیر

ہے اور جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کو آپ کی نازک حالت کا علم کیسے ہوا تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں خواب میں یہ حکم دیا گیا ہے، کہ سفیان ثوری کی میت پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ جس وقت لوگ اندر داخل ہوئے تو آپ کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی اور آپ نے تکیہ کے نیچے سے ایک ہزار کی تھیلی نکال کر فرمایا کہ اس کو فقراء میں تقسیم کر دو۔ اس وقت لوگوں کے قلب میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آپ دوسروں کو تو دولت جمع کرنے سے منع کرتے رہے اور خود ایک ہزار دینار جمع کر لیے، لیکن آپ نے لوگوں کی نیت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دیناروں سے میں نے ایمان کا تحفظ کیا ہے کیونکہ جب ابلیس مجھ سے یہ پوچھتا تھا کہ اب تم کہاں سے کھاؤ گے تو میں جواب دیتا کہ میرے پاس یہ دینار موجود ہیں اور جب وہ سوال کرتا کہ تمہیں کفن کہاں سے نصیب ہوگا اس وقت بھی میں یہی جواب دیتا حالانکہ مجھے ان دیناروں کی قطعی ضرورت نہ تھی مگر دسواس شیطانی کے لئے جمع کر لئے تھے۔ یہ فرما کر کلمہ پڑھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

بخارا میں ایک ایسا شخص فوت ہو گیا جس کا ورثہ شرعی اعتبار سے آپ کو پہنچتا تھا۔ چنانچہ قاضی نے مال وراثت کو امانتاً جمع کر کے آپ کو اطلاع بھجوادی اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی، اور جب آپ بخارا پہنچے تو بستی کے قریب لوگوں نے استقبال کر کے امانت آپ کے سپرد کر دی اور وہی رقم آپ کے پاس جمع تھی جس کو مرتے وقت صدقہ کر دیا۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ جس رات آپ فوت ہوئے تو لوگوں نے غیب سے یہ ندا سنی کہ آج تقویٰ مر گیا۔

کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ قبر کی وحشت و تنہائی میں آپ نے صبر کیسے کیا؟ فرمایا کہ میرے مزار کو اللہ نے جنت کے باغوں میں منتقل کر دیا پھر کسی اور نے خواب دیکھا کہ آپ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر پرواز کر رہے ہیں اور جب اس نے پوچھا کہ یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا، فرمایا کہ زہد و تقویٰ سے۔

آپ عوام سے بہت شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک پرندہ قفس میں مضطرب تھا تو آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ اور وہی پرندہ آپ کے یہاں پہنچ کر آپ کی عبادت کو دیکھتا رہتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد جنازے پر کبھی روتا ہوا گزر جاتا اور کبھی جنازے پر لوٹتا اور تڑپتا تھا اور جب آپ دفن ہو چکے تو وہ پرندہ اکثر آپ کے مزار پر روتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک دن قبر میں سے آواز آئی کہ مخلوق سے شفقت کی وجہ سے خدا نے ان کی مغفرت فرما دی۔

Marfat.com

باب ۱۷
حضرت ابو علی شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا اسم گرامی شفیق اور کنیت ابو علی ہے۔ آپ ممتاز زمانہ مشائخ و متقین میں سے ہوئے ہیں اور جید عالم و مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ پوری زندگی توکل میں گذاردی۔ چنانچہ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں اور حضرت حاتم اصم جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں سے ہوتے ہیں۔ لیکن آپ نے طریقت کی منزلیں حضرت ابراہیم بن ادھم کی صحبت میں طے کیں اور کثیر مشائخین سے شرف نیاز حاصل رہا۔

حالات و حقائق آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک ہزار سات سو اساتذہ سے شریعت و طریقت کے علوم سے استفادہ کیا لیکن نتیجہ میں یہ پتہ چلا کہ خدا کی رضا صرف چار چیزوں پر منحصر ہے۔ اول روزی کی جانب سے سکون حاصل رہنا دوم خلوص سے پیش آنا، سوم ابلیس کو دشمن تصور کرنا، چہارم توشۂ آخرت جمع کرنا۔ اور انہیں چار چیزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

آپ ایک خاص واقعہ سے متاثر ہو کر تائب ہوئے اور وہ یہ کہ جب آپ بغرض تجارت ترکی پہنچے تو وہاں کا ایک مشہور بتکدہ دیکھنے پہنچ گئے اور وہاں ایک پجاری سے فرمایا کہ تجھے قادر و زندہ خدا کو نظر انداز کر کے ایک بے جان بت کی پوجا کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی۔ اس نے جواب دیا کہ آپ جو حصول رزق کے لئے دنیا بھر میں تجارت کرتے پھرتے ہیں اس سے ندامت نہیں ہوتی اور کیا آپ کا خالق گھر بیٹھے رزق پہنچانے پر قادر نہیں ہے؟ یہ سن کر اسی وقت وطن لوٹے تو راستہ میں کسی نے پیشہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجارت کرتا ہوں۔ اس نے طعنہ دیا کہ آپ کے مقدر کا جو کچھ ہے وہ تو گھر بیٹھے بھی میسر آسکتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید آپ خدا پر شاکر نہیں ہیں۔ اس واقعہ سے آپ اور زیادہ متاثر ہوئے اور جب گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہر کے ایک سردار کا کتا گم ہو گیا ہے اور شبہ میں آپ کے ہمسایہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے سردار کو یہ یقین دلا کر تمہارا کتا تین یوم کے اندر مل جائے گا، اپنے ہمسایہ کو رہا کروا یا اور جس نے کتا چوری کیا تھا وہ تیسرے دن آپ کے پاس لے کر پہنچ گیا اور آپ نے سردار کے یہاں کتا بھجوا کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

ایک مرتبہ بلخ میں قحط سالی ہو گئی اور آپ نے بازار میں ایک غلام کو بہت خوش دیکھ کر پوچھا کہ لوگ تو قحط سے برباد ہو گئے اور تو اس قدر خوش نظر آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے آقا کے یہاں بہت غلہ موجود ہے اور وہ مجھے کبھی بھوکا نہ رکھے گا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ جب ایک غلام کو اپنے آقا پر اس قدر اعتماد ہے تو تیری ذات پر میں کیوں نہ اعتماد کروں جب کہ تو

Marfat.com

مالک الملک ہے۔ بس اس کے بعد آپ نے سختی کے ساتھ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی حتیٰ کہ آپ کا توکل معراج کمال تک پہنچا۔ اور آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا استاد تو ایک غلام ہے۔

حضرت حاتم اصم بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں آپ کے ہمراہ شریک جہاد تھا اور جنگ پوری قوت سے جاری تھی لیکن آپ اپنی گدڑی اوڑھ کر دونوں فوجوں کے درمیان سو گئے مگر آپ کو کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا۔

آپ ایک مرتبہ اپنی مجلس میں پھولوں کی خوشبو سے محظوظ ہو رہے تھے کہ یکایک شور بلند ہوا کہ کفار کی فوج آپہنچی، لیکن آپ نے قوت باطنی کے ذریعہ انہیں شکست دے دی۔ اس وقت کسی احمق نے یہ کہدیا کہ حیرت انگیز ہے یہ بات کہ کفار کی فوج اتنی قریب پہنچ گئی اور مسلمانوں کا امیر پھول سونگھتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ معترض نے پھول سونگھنا تو دیکھ لیا لیکن کفار کو جو شکست غیبی ہوئی وہ نظر نہیں آئی۔

ایک مرتبہ سمرقند میں دوران وعظ لوگوں سے خاص طور پر متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تم مردہ ہو چکے ہو تو قبرستان پہنچ جاؤ اور اگر دیوانے ہو تو پاگل خانے چلے جاؤ۔ اگر کافر ہو تو دارالحرب میں قیام کرو اور اگر مومن ہو تو پھر راہ راست اختیار کرو۔

کسی رئیس نے عرض کیا کہ محنت مزدوری کرنے کی وجہ سے لوگ آپ کو کمتر تصور کرتے ہیں لہذا اپنے اخراجات کے لئے کچھ رقم مجھ سے لے لیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر پانچ چیزوں کا خوف نہ ہوتا تو شاید میں تیری درخواست پر غور کرتا۔ اول یہ کہ مجھے دینے سے تیری دولت میں کمی واقع ہوگی۔ دوم میرے پاس سے رقم چوری ہوجانے کا بھی خطرہ ہے۔ سوم یہ کہ ممکن ہے تجھے میرے اوپر رقم خرچ کرنے کا غم پیدا ہوجائے۔ چہارم یہ کہ ممکن ہے میرے اندر کوئی عیب پیدا ہوجانے کی وجہ سے تو اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے، پنجم یہ کہ تیری موت کے بعد میں پھر بھکاری رہ جاؤں گا۔

اصلی زادراہ

کسی نے آپ سے اپنے عزم حج کا تذکرہ کیا تو آپ نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ زاد سفر کے طور پر کیا چیز ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے ہمراہ چار چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ میں اپنی روزی کو دوسروں کی نسبت سے زیادہ قریب پاتا ہوں۔ دوم اس کا یقین رکھتا ہوں کہ میرے رزق میں کوئی حصہ دار نہیں بن سکتا۔ سوم یہ کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ چہارم یہ کہ اللہ میری نیک و بد حالت سے بخوبی واقف ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ بہتر اور کوئی زاد سفر نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ تیرا حج قبول فرمائے۔

نصائح

سفر حج کے دوران جب آپ بغداد پہنچے تو خلیفہ ہارون رشید آپ کو مدعو کرکے بہت احترام کے ساتھ پیش آیا اور آپ سے کچھ نصیحتیں کرنے کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ تم خلفائے راشدین کے نائب ہو۔ اور خدا تعالیٰ تم سے علم و حیا اور صدق و عدل کی باز پرس کرے گا اور خدا نے تمہیں شمشیر و تازیانہ اور دولت اس لئے عطا کئے ہیں کہ اہل حاجت میں دولت تقسیم کرو، اور تازیانے سے شریعت پر عمل پیرا نہ ہونے والوں کو سزا دو اور شمشیر سے خون کرنے والوں کا خون بہا دو، اور اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو روز محشر تمہیں اہل جہنم کا سردار بنا دیا جائے گا اور تمہاری مثال دریا جیسی ہے اور عمال و حکام اس سے نکلنے والی نہریں ہیں۔ لہذا تمہارا فرض ہے کہ اس طرح عادلانہ حکومت کرو کہ اس کا اثر عمال و حکام پر بھی پڑے کیونکہ نہریں

Marfat.com

دریا کے تابع ہوا کرتی ہیں۔ پھر آپ نے سوال کیا کہ اگر تم ریگستان میں تم پیاس سے تڑپ رہے ہو اور کوئی شخص نصف حکومت کے معاوضہ میں تمہیں ایک گلاس پانی دینا چاہے تو کیا تم اس کو قبول کر لوگے۔ ہارون رشید نے جواب دیا کہ یقیناً قبول کر لوں گا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اگر اس پانی کے استعمال سے تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور شدت تکلیف میں کوئی طبیب علاج کے معاوضہ میں بقیہ نصف سلطنت طلب کرے تب تم کیا کروگے؟ ہارون رشید نے جواب دیا کہ نصف سلطنت اس کے حوالے کر دوں گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ وہ سلطنت باعث افتخار نہیں ہو سکتی جو صرف ایک پانی کے گھونٹ پر فروخت ہو سکے۔ اس جواب کے بعد ہارون رشید بہت دیر تک روتا رہا اور بصد احترام آپ کو رخصت کیا اور جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ خانہ خدا میں تلاش رزق مناسب نہیں۔ اور جب وہاں حضرت ابراہیم بن ادھم سے ملاقات ہوئی تو ان سے سوال کیا کہ آپ نے حصول رزق کے لئے کیا ذریعہ اختیار کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہوں اور نہیں ملتا تو صبر سے کام لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہی حال تو کتوں کا بھی ہے اور جب حضرت ابراہیم بن ادھم نے آپ سے حصول معاش کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اگر کچھ مل جاتا ہے تو خیرات کر دیتا ہوں اور نہیں ملتا تو شکر سے کام لیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادھم نے کہا کہ واقعی آپ عظیم بزرگ ہیں۔ پھر حج کے بعد آپ بغداد واپس آ گئے اور وہیں وعظ گوئی کو مشغلہ بنا لیا۔ ایک مرتبہ دوران وعظ آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں نے سفر شروع کیا تو چار دانگ چاندی میرے پاس تھی اور آج تک اسی طرح میری جیب میں پڑی ہے اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ جس وقت آپ نے چاندی جیب میں رکھی تو کیا اس وقت خدا پر اعتماد نہیں تھا یا اس کا وجود نہیں تھا۔ یہ سن کر آپ خموشی کے ساتھ منبر سے نیچے آ گئے۔

منتو کلین آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں کسی کو یہ کہتے سنا کہ متوکلین کے رزق و خوش خلقی میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور وہ نڈر خلق ہوتے ہیں اور عبادت کے وقت ان کے قلوب وسوسوں سے پاک رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ عبادت کی بنیاد بیم و رجا اور حب الٰہی پر قائم ہے اور خوف کی نشانی محرمات کو ترک کر دینا ہے اور امید کی نشانی عبادت پر مداومت اختیار کرنا ہے اور محبت کی نشانی شوق دل تو بہ اور رجوع الی اللہ ہو جاتا ہے۔ اور جس کے اندر خوف واضطرار نہ ہو وہ جہنمی ہے۔ پھر فرمایا کہ تین چیزیں انسان کے لئے ہلاکت ہیں۔ اول توبہ کی امید پر معصیت کا ارتکاب، دوم زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا، سوم رحمت سے مایوس ہونا، پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عابدین و اہل ریاضت کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور معصیت کاروں کو زندگی ہی میں مردہ بنا دیتا ہے پھر فرمایا کہ فقر سے تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ جسمانی غم، مشغلہ قلب، اور دشواری حساب۔ پھر فرمایا کہ موت آ کر واپس نہیں ہوتی لہٰذا ہر لمحہ اس کے لئے کمر بستہ رہو۔ پھر فرمایا کہ میرے نزدیک مہمان ہر شئے سے زیادہ عزیز ہے کیونکہ مہمان نوازی کا صلہ خدا ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص حصول نعمت کے لئے دشواری اختیار کر کے دشواری کو فراخی تصور نہ کرے وہ ہمیشہ غم روزگار میں مبتلا رہتا ہے اور جس نے اس کو فراخی سمجھ لیا وہ دونوں جہان میں خوش رہتا ہے۔

رموز و اشارات جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ خدا پر کامل اعتماد کرنے والا کون ہوتا ہے؟ فرمایا جو دنیاوی شئے کے فوت ہو جانے کو غنیمت تصور کرے اور جو خدا کے وعدوں کو انسانوں کے وعدوں سے زیادہ اطمینان بخش سمجھے۔ پھر فرمایا کہ تین

Marfat.com

چیزیں تقوے کی پہچان ہیں۔ فرستادن منع کرنا، سخن گفتن۔ فرستادن کا مفہوم یہ ہے کہ تم خدا کے فرستادہ ہو لہٰذا اسی قسم کے امور انجام دو، اور منع کردن کا مفہوم یہ ہے کہ کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور سخن گفتن سے مراد یہ ہے کہ ایسی بات کہو جو دین و دنیا میں سود مند ہو۔ اور دوسرا مفہوم اس جملہ کا یہ ہے کہ تم نے جس قدر نیک کام انجام دیئے وہ دین کی بھلائی کے لئے ہوں اور جن کاموں سے کنارہ کشی اختیار کی وہ دنیاوی بھلائی کے لئے ہیں۔ کیونکہ ایک انسان اپنی زبان سے دین و دنیا دونوں کی باتیں کرسکتا ہے، پھر فرمایا کہ میں نے متعدد علماء سے سوال کیا کہ دانشور دولت مند بخیل دانا درویش کا کیا مفہوم ہے؟ اور سب نے یہی جواب دیا کہ دانشور وہ ہے جو حبِّ دنیا سے احتراز کرے۔ دولت مند وہ ہے جو قضا و قدر پر مطمئن رہے۔ دانا وہ ہے جو فریب دنیا میں مبتلا نہ ہوسکے۔ درویش وہ ہے جو زیادہ طلب نہ کرے۔ اور بخیل وہ ہے جو دولت کو مخلوق سے زیادہ عزیز تصور کرتے ہوئے کسی کو ایک حبّہ نہ دے۔

حضرت حاتم اصم نے آپ سے نفع بخش نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ عام وصیت تو یہ ہے کہ اپنے قول کا معقول جواب سوچے بغیر کوئی بات منہ سے نہ نکالی جائے اور خاص وصیت یہ ہے کہ جب تک تمہارے اندر بات نہ کہنے کی طاقت موجود ہے خاموشی اختیار کرو۔

باب ۱۸

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا اسم گرامی نعمان، والد کا نام ثابت، اور آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے اور آپ علم و شریعت کے مہر و ماہ بن کر آسمان طریقت پر روشن ہوئے۔ اور آپ نہ صرف رموز حقیقت سے آگاہ تھے بلکہ دقیق سے دقیق مسائل و علوم کے معانی و مطالب واضح کردیتے ہیں مکمل درک رکھتے تھے اور آپ کی عظمت و جلالت کی یہ دلیل ہے کہ غیر مسلم بھی آپ کی تعریف و احترام کرتے تھے۔ اور آپ کی عبادت و ریاضت کا صحیح علم تو خدا ہی کو ہے۔ آپ کو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ سے شرف نیاز حاصل رہا۔ اور حضرت فضیل، حضرت ابراہیم ادھم، حضرت بشر حافی وغیرہم ہستیاں آپ کے تلامذہ میں شامل رہیں۔

سبق آموز جواب آپ کی کنیت کا عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ کچھ عورتوں نے سوال کیا کہ جب مرد کو چار نکاح کرنے کی اجازت ہے تو پھر عورت کو کم از کم دو شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں؟ آپ نے کہا کہ اس کا جواب کسی اور وقت دوں گا۔ اور اس الجھن میں گھر کے اندر تشریف لے گئے اور جب آپ کی صاحبزادی حنیفہ نے الجھن کی وجہ دریافت کی تو آپ نے عورتوں کا سوال پیش کرکے فرمایا کہ اس کا جواب دینے سے میں قاصر ہوں اور میری الجھن کا یہی سبب ہے۔ یہ سن کر صاحبزادی نے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے نام کے ہمراہ میرے نام کو بھی شہرت دینے کا وعدہ کریں تو میں ان عورتوں کا جواب دے سکتی ہوں۔ اور جب آپ نے وعدہ کرلیا

توصاحبزادی نے عرض کیا کہ ان عورتوں کو میرے پاس بھجوا دیجئے۔ چنانچہ جب وہ عورتیں آگئیں تو صاحبزادی نے ایک پیالی ہر عورت کے ہاتھوں میں دے کر کہا کہ اپنی اپنی پیالی میں تم سب تھوڑا تھوڑا سا اپنا دودھ ڈال دو۔ اس کے بعد ایک بڑا سا پیالہ ان کو دے کر کہا کہ اب سب پیالوں کا دودھ اس میں ڈال دو اور جب ان عورتوں نے یہ عمل کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تم سب اس میں سے اپنا اپنا دودھ نکال لو لیکن عورتوں نے عرض کیا کہ یہ تو ناممکن ہے۔ صاحبزادی نے عرض کیا کہ جب دو شوہروں کی شرکت میں تمہاری اولاد ہوگی تو تم یہ کیونکر بتا سکو گی کہ یہ اولاد کس شوہر کی ہے۔ اس جواب سے وہ عورتیں ششدر رہ گئیں اور امام صاحب نے اسی دن سے ابوحنیفہ کنیت اختیار کرلی اور اللہ تعالیٰ نے بھی نام سے زیادہ کنیت کو شہرت عطا کی۔

جس وقت مدینہ منورہ میں حضور اکرمؐ کے روضہ اقدس پر یہ کہہ کر سلام پیش کیا کہ السلام علیکم یا سید المرسلین تو جواب ملا کہ وعلیک السلام یا امام المسلمین۔ بتائیے یہ شرف آپ جیسے خوش بختوں کے سوا کس کو نصیب ہو سکتا ہے۔

سچا خواب جب آپ دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اکرمؐ کی ہڈیوں کو مزار مقدس سے نکال کر علیحدہ علیحدہ کر رہا ہوں۔ اور جب دہشت زدہ ہو کر آپ خواب سے بیدار ہوئے تو امام ابن سیرین سے تعبیر خواب دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ بہت مبارک خواب ہے اور آپ کو سنت نبوی کے پرکھنے میں وہ مرتبہ عطا کیا جائے گا کہ احادیث صحیحہ کو موضوع حدیث سے جدا کرنے کی شناخت ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب دوبارہ خواب میں حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ نے تیری تخلیق میری سنت کے اظہار کے لئے فرمائی ہے لہذا دنیا سے کنارہ کش مت ہو۔

تقویٰ آپ بہت ہی محتاط قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے تمام علماء سے ایک عہد نامہ تحریر کرا کر قاضی وقت امام شعبی کے پاس دستخط کے لئے بھجوایا اس لئے کہ آپ ضعیفی کی وجہ سے اجتماع علماء میں شریک نہیں تھے، چنانچہ آپ نے اپنی مہر ثبت کر کے دستخط فرما دیجئے۔ لیکن جب یہ عہد نامہ حضرت امام ابوحنیفہ کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ امیر المومنین بذات خود یہاں موجود نہیں ہیں لہذا یا تو وہ اپنی زبان سے حکم دیں یا میں خود وہاں چلوں جب ہی دستخط کر سکتا ہوں جب خلیفہ کے پاس یہ پیغام پہنچا تو اس نے امام شعبی سے دریافت کروایا کہ کیا گواہی کے لئے دیدار بھی شرط ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یقیناً دیدار شرط ہے خلیفہ نے پوچھا کہ پھر آپ نے بغیر مجھے دیکھے ہوئے دستخط کیسے کر دیئے۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ آپ ہی کا حکم ہے اس لئے دستخط کر دیئے۔ خلیفہ نے کہا کہ قضا کے عہدے پر فائز ہو کر آپ نے خلاف شرع کام کیا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس عہدے پر کسی اور کا تقرر کر دوں، چنانچہ خلیفہ کے مشیروں نے امام ابوحنیفہ، حضرت سفیان، حضرت شریح، اور حضرت مسعر کے نام قاضی کے عہدے کے لئے پیش کئے اور جب طلبی پر چاروں حضرات دربار کی طرف چلے تو حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں کسی بہانے سے یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا اور سفیان تم فرار ہو جاؤ۔ اور مسعر تم پاگل بن جاؤ۔ اس طرح شریح کو اس عہدے کے لئے منتخب کر لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ تو راستہ ہی میں سے فرار ہو گئے اور جب یہ تینوں داخل دربار ہوئے تو خلیفہ نے امام ابوحنیفہ کو عہدہ قبول کرنے کا

Marfat.com

حکم دیا۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں عربی النسل نہیں ہوں اس لئے سرداران عرب میرے فتاویٰ کو غیر مستند تصور کریں گے۔ لیکن اس وقت جعفر بھی دربار میں موجود تھے انہوں نے کہا کہ قاضی کے لئے نسب کی ضرورت نہیں بلکہ علم کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے لیکن میں اپنے اندر اس عہدے کی صلاحیت نہیں پاتا۔ خلیفہ نے کہا کہ آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر ایک جھوٹے کو یہ عہدہ تفویض نہیں کیا جا سکتا اور اگر میرا قول سچا ہے تو جس میں قاضی ہونے کی صلاحیت نہ ہو وہ خلیفہ کا نائب یا قاضی کیسے ہو سکتا ہے اس کے بعد خلیفہ نے حضرت مشعر کو عہدہ قبول کرنے کو کہا لیکن وہ پاگل بن گئے تھے دوڑ کر خلیفہ کا ہاتھ پکڑا اور بیوی بچوں کی خیریت معلوم کرنے لگے، چنانچہ خلیفہ نے دیوانہ سمجھ کر ان کو بھی چھوڑ دیا۔ لیکن جب حضرت شریح سے اصرار کیا گیا تو انہوں نے یہ عہدہ قبول کر لیا۔ لیکن امام ابو حنیفہ نے تمام عمر ان سے ملاقات نہیں کی۔

بصیرت

کچھ بچے گیند کھیل رہے تھے اور گیند اتفاق سے امام ابو حنیفہ کی مجلس میں آپ ہی کے سامنے آگری اور بچوں میں سے خوف کے مارے کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے سے گیند اٹھا لے۔ لیکن ایک لڑکے نے بھاگ کر آپ کے سامنے سے جب گیند اٹھائی تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا حرامی ہے۔ کیونکہ اس میں حیا کا مادہ نہیں ہے اور جب معلومات کی گئیں تو پتہ چلا کہ واقعی وہ لڑکا حرامی ہے۔

ایک شخص آپ کا قرضدار تھا اور اسی کے علاقہ میں کسی کی موت واقع ہو گئی اور جب امام ابو حنیفہ نماز جنازہ کے لئے وہاں پہنچے تو ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور موسم بھی بہت گرم تھا لیکن آپ کے مقروض کی دیوار کے پاس کچھ سایہ تھا چنانچہ جب لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ صاحب خانہ میرا مقروض ہے اس لئے اس کے مکان کے سایہ سے استفادہ کرنا میرے لئے جائز نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ قرض کی وجہ سے جو نفع بھی حاصل ہو وہ سود ہے۔

کسی مجوسی نے آپ کو گرفتار کر لیا اور انہیں میں سے کسی جابر و ظالم مجوسی نے آپ سے کہا کہ میرا قلم بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہرگز نہیں بنا سکتا اور جب اس نے قلم نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ محشر میں فرشتوں سے کہا جائے گا، کہ ظالموں کو ان کے معاونین کے ہمراہ اٹھاؤ۔ لہٰذا میں ایک ظالم کا معاون نہیں بن سکتا۔

عبادت

آپ تین سو نفلیں ہر شب میں پڑھا کرتے تھے اور ایک دن راستہ میں کسی عورت نے دوسری عورت کو اشارہ سے بتایا کہ یہ شخص رات میں پانچ سو نفلیں پڑھتا ہے اور آپ نے ان کی گفتگو سن لی پھر اسی رات سے پانچ سو نفلیں پڑھنا شروع کر دیں۔ پھر ایک دن راستہ میں کسی نے کہہ دیا کہ یہ ایک ہزار نفلیں رات میں پڑھتے ہیں چنانچہ اسی رات سے آپ نے ایک ہزار نفلوں کو اپنا معمول بنا لیا۔ پھر آپ کے کسی شاگرد نے عرض کیا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ رات بھر بیدار رہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آج سے یقیناً پوری رات بیدار رہا کروں گا اور جب شاگرد نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "بعض بندے اپنی اس تعریف کو پسند کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہے اور میں ایسے گروہ میں شامل ہونا نہیں چاہتا اور اس دن سے آپ نے مکمل تیس سال تک عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور طویل سجدوں کی وجہ سے آپ کے گھٹنوں میں اونٹ کے گھٹنوں جیسے گھٹے پڑ گئے تھے۔

Marfat.com

حضرت داؤد طائی کہتے ہیں کہ میں نے بیس سال تک کبھی آپ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر اور ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا۔ اور جب میں نے عرض کیا کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کیجئے تو فرمایا کہ مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کر دوں یہ میرے لئے ممکن نہیں۔

اشارات ایک رئیس حضرت عثمان غنی کے ساتھ قلبی عناد رکھتا تھا۔ اور نعوذ باللہ ان کو یہودی کہا کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں ایک یہودی کے ساتھ تیری لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے غصہ سے کہا کہ آپ امیر المومنین ہو کر ایسی باتیں کرتے ہیں میں تو ایسی شادی کو قطعاً حرام تصور کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے حرام تصور کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے جب کہ حضور اکرم نے اپنی دو صاحبزادیاں ایک یہودی کے نکاح میں دے دیں۔ وہ آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور توبہ کر کے اپنے برے خیالات سے باز آ گیا۔

ایک مرتبہ آپ حمام خانہ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک برہنہ شخص آ گیا اور کچھ لوگوں نے تو اس کو فاسق اور کچھ نے ملحد تصور کیا۔ اس کو دیکھتے ہی امام صاحب نے آنکھیں بند کر لیں اور جب اس شخص نے پوچھا کہ آپ کی آنکھوں کی روشنی کب سے سلب کر لی گئی۔ فرمایا کہ جب سے تیرا پردہ سلب کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب کوئی قدریہ مسلک والے سے مباحثہ کرتا ہے تو دو باتیں ہوتی ہیں۔ یا تو کافر ہو جاتا ہے یا مذہب سے منحرف۔ پھر فرمایا کہ میں بخیل کی شہادت اس لئے قبول نہیں کرتا کہ اس کا بخل ہمیشہ اپنے حق سے زیادہ کا طالب رہتا ہے۔

کچھ لوگ تعمیر مسجد کے سلسلہ میں برکت کے خیال سے امام صاحب سے بھی چندہ لینے پہنچ گئے لیکن یہ بات آپ کو کچھ ناگوار سی ہوئی اور شدید اصرار پر آپ نے بادل ناخواستہ ایک درم دے دیا۔ اور جب آپ کے شاگردوں نے سوال کیا کہ آپ تو بہت زیادہ سخاوت سے کام لیتے ہیں پھر یہ ایک درم آپ کے لئے کیوں بار ہو گیا۔ فرمایا کہ کسب حلال مٹی اور پانی میں نہیں ملتی۔ اس لئے ایک درم کی وجہ سے مجھے اپنے مال میں شک ہو گیا، لیکن کچھ دنوں کے بعد لوگوں نے درم واپس کرتے ہوئے کہا کہ یہ کھوٹا ہے۔ آپ درم لے کر بہت مسرور ہوئے۔

فتویٰ و تقویٰ ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے کہ گرد و غبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر آ گئے تو آپ نے دریا پر جا کر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے پھر آپ نے کپڑا کیوں پاک کیا۔ فرمایا کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ۔

منقول ہے کہ جب حضرت داؤد طائی کو لوگوں نے اپنا رہنما تسلیم کر لیا تو امام صاحب نے پوچھا کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے علم پر عمل پیرا رہو کیونکہ علم بلا عمل ایسا ہے جیسے جسم بغیر روح کے۔

علم تعبیر خلیفہ وقت نے ملک الموت کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اب میری زندگی کتنی رہ گئی ہے تو حضرت عزرائیل نے پانچوں انگلیاں اٹھا دیں اور جب تمام لوگ اس کی تعبیر بتانے سے قاصر رہے تو خلیفہ نے امام صاحب سے تعبیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ پانچ انگلیوں سے ان پانچ چیزوں کی جانب اشارہ ہے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ اول قیامت کب آئے گی، دوم بارش کب ہو گی، سوم حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ چہارم کل انسان کیا کرے گا۔ پنجم موت کب اور کہاں آئے گی۔

Marfat.com

شیخ بو علی بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت بلال کی قبر کے نزدیک سویا ہوا تھا تو میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور حضور اکرمؐ باب بنی شیبہ سے ایک معمر شخص کو آغوش مبارک میں لئے ہوئے تشریف لائے اور مجھے حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا کہ یہ مسلمانوں کا امام اور تمہارے ملک کا باشندہ ابو حنیفہ ہے۔

آپ کا مقام نوفل بن حبان بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب کے انتقال کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے، اور لوگ حساب کتاب میں مشغول ہیں اور حوض کوثر پر حضور اکرمؐ تشریف فرما ہیں اور آپ کے اطراف بہت سے بزرگ کھڑے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ میں حضورؐ کی اجازت کے بغیر کسی کو پانی نہیں دے سکتا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو پانی دے دو۔ چنانچہ امام صاحب نے مجھکو ایک گلاس پانی دے دیا اور سیراب ہو کر پینے کے باوجود بھی پانی میں ذرا سی بھی کمی نہیں آئی پھر میں نے امام صاحب سے تمام بزرگوں کے نام دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ دائیں جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اور بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق ہیں اس طرح آپ نے سترہ افراد کے نام بتائے جن کو میں انگلیوں کے پوروں پر شمار کرتا رہا۔ اور بیداری کے بعد انگلیوں کے سترہ پورے بندھے ہوئے تھے۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی نے حضور اکرمؐ سے خواب میں پوچھا کہ میں آپ کو کس جگہ تلاش کروں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کے پاس۔ چونکہ امام صاحب کے تفصیلی مناقب بیان کرنا بے حد مشکل ہے اس لئے یہاں اختصار سے کام لیا گیا۔

باب ۱۹

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بحر شریعت و طریقت کے شناور اور رموز حقیقت کے شناسا تھے۔ فراست و ذکاوت میں ممتاز اور تفقہ فی الدین میں یکتائے روزگار۔ اور پورا عالم آپ کے محاسن و اوصاف سے بخوبی واقف ہے۔ لیکن آپ کی ریاضت و کرامات کا اس تصنیف میں احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

علمی مرتبہ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں ہی بیت اللہ میں فرمادیا تھا کہ جو کچھ پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھو۔ اور پندرہ سال کے سن میں فتوےٰ دینا شروع کر دیا تھا حضرت امام احمد بن حنبل آپ کا بہت احترام اور خدمت کیا کرتے تھے اور جب کسی نے یہ اعتراض کیا کہ آپ جیسے اہل علم کے لئے ایک کم عمر شخص کی مدارات کرنا مناسب نہیں، تو آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس جس قدر علم ہے اس کے معانی و مطالب سے وہ مجھ سے زیادہ باخبر ہے اور اسی کی خدمت سے مجھے احادیث کے حقائق معلوم ہوئے ہیں اور اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو ہم

Marfat.com

علم کے دروازے ہی پر کھڑے رہ جاتے۔ اور فقہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند رہ جاتا۔ اور اس دور میں وہ اسلام کا سب سے بڑا محسن ہے اور وہ فقہ، معانی اور علوم لغت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اور حضور اکرمؐ کے اس قول کے مطابق کہ ہر صدی کی ابتدا میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اہل علم اس سے علم دین حاصل کریں گے اور اس صدی کی ابتدا امام شافعی سے ہوئی ہے۔

حضرت سفیان ثوری کا قول ہے کہ امام شافعی کے دور میں ان سے زیادہ دانشور اور کوئی نہیں اور حضرت بلال خواص کا قول ہے کہ میں نے حضرت خضر سے پوچھا کہ امام شافعی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ ان کا شمار اوتاد میں ہوتا ہے۔

ابتدائی دور میں آپ کسی کی شادی یا دعوت میں شریک نہ ہوتے اور مخلوق سے کنارہ کش ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور حضرت سلیم راعی کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض باطنی سے فیضیاب ہوتے اور آہستہ آہستہ اپنے عروج کمال تک رسائی حاصل کرلی کہ اپنے دور کے تمام مشائخین کو پیچھے چھوڑ دیا۔ عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ گو میں شافعی مسلک سے متعلق نہیں لیکن امام صاحب کے بلند مراتب کی وجہ سے ان کے عقیدت مندوں میں ہوں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرمؐ کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی کی امت کا ایک فرد ہوں۔ پھر حضورؐ نے اپنے نزدیک بلا کر اپنا لعاب دہن میرے منہ ڈال دیا اور فرمایا کہ جا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔ پھر اسی شب خواب میں حضرت علی نے انگلی میں سے اپنی انگشتری نکال کر میری انگلی میں ڈال دی۔

حاضر دماغی

آپ کی والدہ بہت بزرگ تھیں اور اکثر لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھوا دیتے تھے، ایک دفعہ دو آدمیوں نے کپڑوں سے بھرا ہوا ایک بکس آپ کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ اس کے بعد ایک شخص آکر وہ بکس لے گیا پھر کچھ عرصہ کے بعد دوسرے شخص نے آکر بکس طلب کیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھی کو وہ بکس دے چکی ہوں۔ اس نے کہا کہ جب ہم دونوں نے ساتھ رکھوایا تھا تو پھر آپ نے میرے موجودگی کے بغیر اس کو کیسے دے دیا؟ اس جملہ سے آپ کی والدہ کو بہت ندامت ہوئی لیکن اسی وقت امام شافعی بھی گھر میں آگئے اور والدہ سے کیفیت معلوم کر کے اس شخص سے کہا کہ تمہارا بکس موجود ہے لیکن تم تنہا کیسے آگئے اپنے ساتھی کو ہمراہ کیوں نہیں لائے جاؤ پہلے اپنے ساتھی کو لے کر آؤ۔ یہ جواب سن کر وہ شخص ششدر رہ گیا۔

جس وقت آپ امام مالک کے پاس پہنچے تو ان کی عمر ستر سال تھی۔ چنانچہ آپ ان کے دروازے پر اس نیت سے کھڑے رہتے کہ جو شخص امام مالک سے فتوے پر دستخط لے کر نکلتا تو آپ بغور اس کا مطالعہ کرتے اور اگر جواب صحیح ہوتا تو اس شخص کو رخصت کر دیتے اور اگر کوئی خامی نظر آتی تو واپس دوبارہ امام مالک کے پاس بھیج دیتے اور وہ غور کرنے کے بعد نہ صرف اس خامی کو دور کر دیتے بلکہ امام شافعی کے عمل سے بہت مسرور ہوتے۔

خلیفہ ہارون رشید اور اس کی بیوی میں کسی بات پر تکرار ہو گئی تو زبیدہ نے کہا کہ تم جہنمی ہو۔ اور ہارون رشید نے کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اوپر طلاق ہے۔ یہ کہہ کر بیوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن محبت کی زیادتی کی وجہ سے جب جدائی کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی تو تمام علماء کو بلا کر پوچھا کہ میں جہنمی ہوں یا جنتی؟ لیکن کسی کے پاس بھی اس کا جواب نہ تھا اور امام شافعی بھی کمسنی کے باوجود ان

علماء کے ساتھ تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں۔ اور اجازت کے بعد خلیفہ سے پوچھا کہ آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی؟ خلیفہ نے کہا کہ مجھ کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم تخت سے نیچے آجاؤ کیونکہ علماء کا مرتبہ تم سے بلند ہے۔ چنانچہ اس نے نیچے آکر آپ کو تخت پر بٹھادیا۔ پھر آپ نے سوال کیا کہ تمہیں کبھی ایسا موقع بھی ملا ہے کہ گناہ پر قادر ہونے کے باوجود محض خوف الٰہی سے گناہ سے باز رہے ہو۔ اس نے قسمیہ عرض کیا کہ ہاں ایسے مواقع بھی آئے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ تم جنتی ہو۔ اور جب علماء نے اس کی حجت طلب کی تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "قصد گناہ کے بعد جو شخص خوف خدا سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے" یہ جواب سن کر تمام علماء نے داد دیتے ہوئے کہا کہ جس کا کمسنی میں یہ عالم ہو تو خدا جانے جوانی میں اس کے کیا مراتب ہوں گے۔

ادب واحترام آپ سادات کی بہت تعظیم کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ دوران سبق سیدوں کے کمسن بچے کھیل کود رہے تھے اور جب وہ نزدیک آتے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور دس بارہ مرتبہ یہی صورت پیش آئی۔

انکساری کسی رئیس نے کچھ رقم اہل تقویٰ لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے مکہ معظمہ ارسال کی۔ اور اس میں سے کچھ رقم لوگوں نے پیش کی لیکن آپ نے سوال کیا کہ یہ رقم کس کی ہے اور کن لوگوں میں تقسیم کرنے کو بھیجی گئی ہے؟ جواب ملا کہ اہل تقویٰ درویش میں تقسیم ہونے کے لیے آئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اہل تقویٰ درویش نہیں ہوں اس لیے یہ مجھ پر حرام ہے۔

کرامت حاکم روم کچھ رقم سالانہ ہارون رشید کے پاس بھیجا کرتا تھا لیکن ایک مرتبہ چند راہبوں کو بھیج کر یہ شرط لگادی کہ اگر آپ کے دینی علماء مناظرے میں ان راہبوں سے جیت گئے جب تک تو میں اپنی رقم جاری رکھوں گا ورنہ بند کر دوں گا چنانچہ خلیفہ نے تمام علماء کو مجتمع کر کے حضرت امام شافعی کو مناظرہ پر آمادہ کیا اور آپ نے پانی کے اوپر اپنا مصلیٰ بچھا کر فرمایا کہ یہاں آکر مناظرہ کرو۔ یہ صورت حال دیکھ کر سب ایمان لے آئے اور جب اس کی اطلاع حاکم روم کو پہنچی تو اس نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا، اس لیے کہ اگر وہ شخص یہاں آجاتا تو پورا روم مسلمان ہو جاتا۔

احتیاط آپ بیت اللہ کے اندر چاندنی کی روشنی میں مصروف مطالعہ تھے تو لوگوں نے کہا کہ اندر شمع کی روشنی میں مطالعہ کیجئے۔ لیکن آپ نے جواب دیا کہ وہ روشنی بیت اللہ کے لیے مخصوص ہے اس میں مطالعہ کرنا میرے لیے جائز نہیں۔

حافظہ آپ حافظ نہیں تھے اور کچھ لوگوں نے خلیفہ سے شکایت کر دی کہ امام شافعی حافظ نہیں ہیں۔ تو اس نے بطور آزمائش رمضان میں آپ کو امام بنادیا۔ چنانچہ آپ دن بھر میں ایک پارہ حفظ کر کے رات کو تراویح میں سنا دیا کرتے تھے اس طرح ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔

نکات آپ ایک حسینہ پر فریفتہ ہو گئے اور اس سے نکاح کرنے کے بعد صرف صورت دیکھ کر اور مہر ادا کر کے طلاق دے دی۔ جب امام شافعی نے امام حنبل سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ آپ کے نزدیک عمداً نماز ترک کر دینے والا کافر ہو جاتا ہے تو اس کے مسلمان ہونے کی کیا شکل ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نماز ادا کرے۔ امام شافعی نے جواب دیا کہ کافر کی تو نماز ہی درست

نہیں۔ یہ سن کر آپ ساکت رہ گئے۔

ایک شخص نے آپ سے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا کہ دوسروں کے برابر دولت جمع کرنے کی سعی مت کرو، بلکہ عبادت میں برابر کی کوشش کرتے رہو، کیونکہ دولت تو دنیا میں رہ جاتی ہے اور عبادت قبر کی ساتھی ہے اور کبھی کسی مردے سے حسد نہ کرو کیونکہ دنیا میں سب مرنے کے لئے آئے ہیں اس لئے سب مردے ہیں۔ لہٰذا کسی سے بھی حسد نہ کرو۔

ایک مرتبہ آپ گذرے ہوئے وقت کی جستجو میں نکلے تو صوفیا کی ایک جماعت نے کہا کہ گذرا ہوا وقت تو ہاتھ نہیں آتا، لہٰذا موجودہ وقت ہی کو غنیمت جانو۔ آپ نے فرمایا کہ مجھکو مراد حاصل ہو گئی کیونکہ تمام دنیا کا علم مجھکو حاصل نہیں ہوا اور میرا علم صوفیا کے علم تک نہیں پہنچا اور صوفیاء کا علم انہیں کے ایک مرشد کے اس قول تک نہیں پہنچا کہ موجودہ وقت شمشیر قاطع ہے۔

عالم نزع میں آپ نے وصیت نامہ میں تحریر کر دیا تھا اور زبانی بھی لوگوں سے کہدیا کہ فلاں شخص سے کہہ دینا کہ وہ مجھکو غسل دے لیکن وفات کے بہت عرصہ بعد جب وہ شخص مصر سے واپس آیا تو لوگوں نے وصیت نامہ اور زبانی وصیت اس تک پہنچا دی۔ چنانچہ وصیت نامہ میں تحریر تھا کہ میں ستر ہزار کا مقروض ہوں۔ یہ پڑھ کر اس شخص نے قرض ادا کیا اور لوگوں سے کہا کہ غسل سے آپ کی یہی مراد تھی۔

ربیع بن سلیمان نے امام صاحب کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا تعالٰے کا آپ کے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟ فرمایا کہ سونے کی کرسی پر بٹھا کر موتی نچھاور کئے گئے اور اپنی رحمت بیکراں سے مجھے نواز دیا۔

Marfat.com

باب ۲۰

حضرت امام احمد بن حنبل رح کے حالات و مناقب

تعارف ریاضت و تقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند ہے اور آپ ذہین اور ذکی ہونے کے ساتھ ساتھ مستجاب الدعوات بھی تھے اور معاندین نے آپ کے اوپر جو بہتان باندھے ہیں آپ کی ذات گرامی ان سے قطعاً مبرّا ہے۔

آپ کے صاحبزادے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ خمّرت طینۃ آدم بیدہٖ یعنی خدا نے حضرت آدم کا خمیر اپنے ہاتھ سے گوندھا اور حدیث بیان کرتے ہوئے آپ نے اپنا ہاتھ دراز کر دیا۔ لیکن امام حنبل نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ جب یداللہ کا مفہوم بیان کیا کرو تو ہاتھ دراز کر کے نہ سمجھایا کرو۔ امام صاحب نے بہت سے مشہور و جلیل القدر بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کیا ہے۔ اور بشر حافی کا قول تو یہ ہے کہ امام حنبل مجھ سے بدرجہا افضل ہیں کیونکہ میں تو صرف اپنے ہی واسطے اکل حلال کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی حلال رزق حاصل کرتے ہیں۔ اور حضرت سری سقطی کا قول ہے کہ معتزلہ نے آپ کے اوپر جتنی طعنہ زنی کی ہے موت کے وقت آپ ان تمام چیزوں سے پاک تھے۔ مثلاً بغداد کے معتزلہ نے ہنگامہ کھڑا کر کے یہ چاہا کہ آپ کسی طرح یہ تسلیم کر لیں کہ قرآن مخلوق ہے اور اس سلسلہ میں دربار خلافت سے بہت کڑی سزائیں بھی دی گئیں حتیٰ کہ جس وقت آپ کو ایک ہزار کوڑے لگائے جا رہے تھے تو اتفاق سے آپ کا کمر بند کھل گیا۔ لیکن غیب سے دو ہاتھ نمودار ہوئے اور کمر بند باندھ کر غائب ہو گئے مگر اتنی شدید اذیتوں کے باوجود آپ نے قرآن کو مخلوق نہیں بتایا۔ اور جب آپ چھوٹ گئے تو لوگوں نے پوچھا کہ جن فتنہ پردازوں نے آپ کو اس قدر اذیتیں پہنچائی ہیں ان کے لئے آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ وہ مجھے اپنے خیال کے مطابق گمراہ تصور کرتے ہیں اس لئے تمام تکلیفیں صرف خدا کے لئے دی گئی ہیں اس لئے میں قیامت میں ان سے کوئی مواخذہ نہیں کروں گا۔ منقول ہے کہ کسی نوجوان کی ماں کے ہاتھ پیر شل ہو گئے تھے اور جب اس نے بیٹے کو دعا کے لئے آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے حال سن کر وضو کر کے نماز شروع کر دی اور جب وہ نوجوان گھر پہنچا تو ماں صحتیاب ہو چکی تھی اور خود آ کر دروازہ کھولا۔

آپ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک شخص بلندی پر بیٹھا ہوا وضو کر رہا تھا۔ لیکن آپ کو دیکھ کر تعظیماً نیچے آ گیا پھر اس کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے محض اس تعظیم کی وجہ سے جو میں نے امام حنبل کی وضو کرتے وقت کی تھی مغفرت فرما دی۔

واقعات آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں جنگل میں راستہ بھول گیا اور جب ایک اعرابی سے راستہ معلوم کرنا چاہا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ فاقہ سے ہے اور جب میں نے کھانا دینا چاہا تو وہ بہت ناراض ہو کر کہنے لگا کہ اے

امام حنبل کہا تجھے خدا پر اعتماد نہیں جو خدا کی طرح مجھے کھانا دینا چاہتا ہے جب کہ تو خود گم کردہ راہ ہے۔ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو کہاں کہاں پوشیدہ کر رکھا ہے۔ وہ میری نیت کو بھانپ کر بولا کہ خدا کے بندے تو ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ تمام زمین کو سونا بن جانے کے لئے کہہ دیں تو پورا عالم سونے کا بن جائے۔ اور میں نے جب نگاہ اٹھائی تو پورا صحرا سونے کا نظر آیا۔ اور غیب سے یہ ندا آئی کہ یہ ہمارا محبوب بندہ ہے اور اگر یہ کہہ دے تو ہم پورے عالم کو زیر و زبر کر دیں۔ لہٰذا تجھے اس بات کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ تیری ملاقات ایسے بندے سے ہوگئی لیکن آج کے بعد اس کو کبھی نہ دیکھ سکے گا۔

آپ کے صاحبزادے حضرت صالح اصفہان کے قاضی تھے اور ایک مرتبہ امام حنبل کے خادم نے حضرت صالح کے مطبخ میں سے خمیر لے کر روٹی تیار کی اور جب روٹی امام صاحب کے سامنے پہنچی تو آپ نے پوچھا کہ یہ اس قدر گداز کیوں ہے۔ خادم نے پوری کیفیت بتادی تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص اصفہان کا قاضی رہا ہو اس کے یہاں سے خمیر کیوں لیا۔ لہٰذا یہ روٹی میرے کھانے کے لائق نہیں رہی اور یہ کسی فقیر کے سامنے پیش کر کے پوچھ لینا کہ اس روٹی میں خمیر تو صالح کا ہے اور آٹا احمد بن حنبل کا۔ اگر تمہاری طبیعت گوارا کرے تو لے لو۔ لیکن چالیس یوم تک کوئی سائل ہی نہیں آیا اور جب روٹیوں میں بو پیدا ہوگئی تو خادم نے دریائے دجلہ میں پھینک دیں۔ لیکن امام صاحب کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اس دن سے دریائے دجلہ کی مچھلی نہیں کھائی۔ اور آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جس کے پاس چاندی کی سرمہ دانی ہو اس کے پاس بھی مت بیٹھو۔

ایک مرتبہ امام حنبل سماعت حدیث کے لئے حضرت سفیان ثوری کی خدمت میں مکہ معظمہ پہنچ گئے اور روزانہ آپ کے یہاں حاضری دیتے ایک دن اتفاق سے جب آپ نہیں پہنچے تو حضرت ابو سفیان نے خادم کو بھیج کر خیریت معلوم کی اور جب خادم پہنچا تو دیکھا کہ کپڑے دھوبی کو دے دیتے ہیں اور خود برہنہ ہیں اور جب خادم نے عرض کیا کہ آپ مجھ سے کچھ رقم لے کر لباس تیار کرا لیں تو آپ نے منع کرتے ہوتے فرمایا کہ میرے ہاتھ کی تحریر کردہ ایک کتاب ہے اس کو فروخت کر کے دس گز ٹاٹ لا دو تاکہ میں کرتا اور تہہ بند تیار کروالوں اور جب اس نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو کتان خرید لوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ٹاٹ کافی ہے۔

ایک مزدور جو آپ کے یہاں کام کرتا تھا جب وہ شام کو جانے لگا تو آپ نے شاگرد سے فرمایا کہ اس کو مزدوری سے کچھ زیادہ رقم دے دو اور جب شاگرد نے عرض کیا کہ اس نے تو پہلے ہی انکار کر دیا ہے اب شاید نہیں مانے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو اس کو زیادہ کا لالچ نہیں تھا مگر ہو سکتا ہے کہ اب کچھ زیادہ کی طمع پیدا ہوگئی ہو۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنا طباق بنیئے کے یہاں رہن رکھوا دیا، اور جب چھڑانے پہنچے تو بنیئے نے دو طباق آپ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ان میں سے جو آپ کا ہو لے لیجئے۔ کیونکہ میرے ذہن میں نہیں رہا کہ آپ کا طباق ان میں سے کون سا ہے۔ یہ سن کر آپ خاموشی سے بغیر طباق لئے واپس آگئے۔ اور یہ صرف تقویٰ کی وجہ تھی کہ بنیئے کو یہ کیوں یاد نہ رہا کہ ان میں سے کون سا طباق میرا ہے۔

آپ حضرت عبداللہ بن مبارک سے شرف نیاز حاصل کرنے کے بیحد متمنی رہتے تھے اور اتفاق سے ایک دن وہ آپ کے یہاں خود ہی تشریف لے آئے اور جب صاحبزادے نے ان کی آمد کی اطلاع دی تو امام صاحب خاموش ہوگئے اور ملاقات کے لئے باہر

Marfat.com

نہیں نکلے۔ اور جب صاحبزادے نے پوچھا کہ آپ کو تو ملاقات کی بیحد تمنا تھی پھر کیوں نہیں ملاقات کی فرمایا کہ مجھے یہ تصور پیدا ہوگیا کہ ملاقات کے بعد آپ کی خوش خلقی کی وجہ سے کہیں آپ کی جدائی میرے لئے شاق نہ ہوجائے اس لئے یہ طے کرلیا کہ آپ سے ایسی جگہ ملاقات کروں گا جہاں سے جدائی کا امکان باقی نہ رہے۔

اشارات

شرعی مسائل تو آپ خود بتادیا کرتے تھے لیکن مسائل طریقت کے سلسلہ میں لوگوں کو حضرت بشر حافی کی خدمت میں بھیجدیتے۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خدا سے خوف طلب کیا تو اس نے اتنا خوف عطا کردیا کہ مجھے زوال عقل کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تجھے میرا قرب صرف قرآن سے حاصل ہوسکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اعمال کی مشقتوں سے چھٹکارے کا نام اخلاص ہے اور خدا پر اعتماد توکل ہے اور تمام امور کو خدا کے سپرد کردینے کا نام رضا ہے۔

زہد

جب لوگوں نے محبت کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ جب تک بشر حافی حیات ہیں ان سے دریافت کرو۔ پھر سوال کیا گیا کہ زہد کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ عوام کا زہد تو حرام اشیاء کو ترک کردینا ہے اور خواص کا زہد حلال چیزوں میں زیادتی کی طمع کرنا ہے۔ اور عارفین کے زہد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر سوال کیا گیا کہ جو جاہل قسم کے صوفیاء مسجد میں متوکل بن کر بیٹھ جاتے ہیں ان کے متعلق کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کو غنیمت سمجھو کیونکہ علم کی وجہ سے انہوں نے توکل اختیار کیا ہے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو محض روٹیاں حاصل کرنے کا ایک بہانہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی جماعت بھی روٹیوں سے بے نیاز نہیں۔

وفات

انتقال کے وقت جب صاحبزادے نے طبیعت پوچھی تو فرمایا کہ جواب کا وقت نہیں ہے۔ بس یہ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ایمان پر خاتمہ فرمادے کیونکہ ابلیس لعین مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تیرا ایمان سلامت لے جانا میرے لئے باعث ملال ہے اس لئے دم نکلنے سے قبل مجھے سلامتی ایمان کے ساتھ مرنے کی توقع نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمادے۔ یہ کہتے کہتے روح پرواز کرگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محمد بن خزیمہ بیان کرتے ہیں کہ انتقال کے بعد میں نے خواب میں امام صاحب کو دیکھا کہ وہ لنگڑا کر چل رہے ہیں اور جب میں نے دریافت کیا کہ کہاں تشریف لے جارہے ہیں تو فرمایا کہ دارالسلام میں۔ اور جب میں نے یہ سوال کیا کہ خدا تعالےٰ نے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ بظاہر میں نے دنیاوی زندگی میں بہت اذیتیں جھیلیں لیکن قرآن کو مخلوق کبھی نہیں کہا۔ بس اسی کے صلہ میں میری مغفرت بھی ہوگئی اور مجھے بہت بڑے بڑے مراتب بھی عطا ہوئے۔ پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے مجھ سے پوچھا کہ جو دعا تم کو سفیان ثوری نے بتائی تھی وہ سناؤ۔ چنانچہ میں نے یہ دعا سنادی۔ یارب کل شئی بقدرتک وانت قادر علی کل شئی ولا تسئلنی عن شئی یعنی اے اللہ ہر چیز تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور تو ہر شے پر قادر ہے وہ مجھکو عطا فرمادے اور مجھ سے مت پوچھ کہ کیا طلب کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے احمد یہ بہشت ہے اس میں داخل ہوجا اور میں داخل ہوگیا۔

Marfat.com

باب ۲۱

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ علوم حقائق کے شناسا، راہ طریقت کے عامل اور سالکین و عارفین کے پیشوا و معتمد تھے اور امام ابوحنیفہ سے شرف تلمذ حاصل رہا حتیٰ کہ مسلسل بیس برس امام صاحب سے علم حاصل کرتے رہے۔ یوں تو تمام علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی لیکن علم فقہ میں اپنا نمونہ آپ ہی تھے۔ اور آپ حضرت حبیب راعی کے ارادت مندوں میں داخل تھے، لیکن حضرت فضیل و حضرت ابراہیم ادہم جیسی برگزیدہ ہستیوں سے بھی شرف نیاز حاصل رہا۔

واقعہ آپ کے تائب ہونے کا واقعہ اس طرح منقول ہے کہ کسی گویئے نے آپ کے سامنے مندرجہ ذیل شعر پڑھا:

بای خدیک تبدی البلا | وبای عینک ما ذا سالا
کونسا چہرہ خاک میں نہیں ملا | اور کونسی آنکھ زمین پر نہیں بہی

یہ شعر سن کر عالم بے خودی میں حضرت امام ابوحنیفہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور اپنا پورا واقعہ بیان کر کے کہا کہ میری طبیعت دنیا سے اچاٹ ہو چکی ہے اور ایک نامعلوم سی شے قلب کو مضطرب کئے ہوئے ہے۔ یہ سن کر امام صاحب نے فرمایا کہ گوشہ نشینی اختیار کر لو، چنانچہ اسی وقت سے آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ اب یہ بہتر ہے کہ لوگوں سے رابطہ قائم کر کے ان کی باتوں پر صبر و ضبط سے کام لو، چنانچہ ایک برس تک تعمیل حکم میں بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ان کے اقوال سے بہرہ ور ہوئے۔ لیکن خود ہمیشہ خاموش رہتے تھے۔ اس کے بعد حضرت حبیب راعی سے بیعت ہو کر فیوض باطنی سے سیراب ہوتے رہے۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول رہ کر عظیم مراتب سے ہمکنار ہوئے۔

قناعت ورثہ میں آپ کو بیس دینار ملے تھے اور بیس سال انہی سے اپنے اخراجات کی تکمیل کرتے رہے اور جب بعض بزرگوں نے کہا کہ دینار جمع کر کے رکھنا ایثار کے منافی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہی دینار زندگی بھر کے لئے باعث طمانیت ہیں لیکن قناعت کا یہ عالم ہے کہ روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور فرمایا کرتے کہ جتنا وقت لقمہ بنانے میں صرف ہوتا ہے اتنی دیر میں پچاس آیتیں قرآن کی پڑھ سکتا ہوں۔ ایک مرتبہ ابوبکر عیاش آپ کے یہاں پہنچے تو دیکھا کہ روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے رو رہے ہیں اور جب حضرت عیاش نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھا لوں لیکن یہ پتہ نہیں کہ رزق حلال بھی ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے آپ کے یہاں پانی کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہوا دیکھ کر عرض کیا کہ اس کو سایہ میں کیوں نہیں رکھا؟ فرمایا کہ جس وقت میں نے یہاں رکھا تھا اس وقت سایہ تھا لیکن اب دھوپ میں سے اٹھاتے ہوئے مجھے اس لئے ندامت ہوتی ہے کہ محض اپنی راحت کے لئے تضیع اوقات کرتے ہوئے

Marfat.com

ذکرِ الٰہی سے غافل رہوں۔

آپ کا مکان بہت وسیع تھا لیکن جب اس کا ایک حصہ منہدم ہوگیا تو آپ دوسرے حصہ میں منتقل ہوگئے اور جب وہ بھی منہدم ہوگیا تو دروازے میں منتقل ہوگئے۔ لیکن اس کی چھت بھی بہت بوسیدہ تھی اور جب لوگوں نے چھت ٹھیک کرانے کے لئے کہا تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرچکا ہوں کہ دنیا میں تعمیر کا کام نہیں کراؤں گا۔ اور آپ کے انتقال کے بعد وہ چھت بھی منہدم ہوگئی۔

کنارہ کشی

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ صحبتِ مخلوق سے کنارہ کش کیوں رہتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر کم عمر کے لوگوں میں بیٹھوں تو وہ ادب کی وجہ سے دینی علم نہیں سکھائیں گے۔ اور اگر معتبر بزرگوں میں بیٹھوں تو وہ مجھے میرے عیوب سے آگاہ نہیں کریں گے۔ پھر میرے لئے مخلوق کی صحبت کیا سودمند ہوسکتی ہے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا کہ نکاح کے بعد بیوی کے روٹی کپڑے کی کفالت لینی پڑتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی کسی کا کفیل نہیں ہوتا اس لئے میں کسی کو دھوکہ دینا نہیں چاہتا۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ ڈاڑھی میں کنگھا کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا کہ ذکرِ الٰہی سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ آپ چونکہ مخلوق سے کنارہ کش رہ کر عبادت میں مصروف رہتے تھے اسی وجہ سے آپ کو عظیم مراتب عطا کئے گئے۔

بے خودی

ایک مرتبہ چاندنی سے لطف اندوز ہونے کے لئے چھت پر پہنچ گئے لیکن مناظرِ قدرت کی حیرت انگیزیوں سے متاثر ہوکر عالمِ بے خودی میں ہمسایہ کی چھت پر گر پڑے اور ہمسایہ یہ سمجھا کہ چھت پر چور آگیا ہے۔ چنانچہ وہ شمشیر برہنہ لئے ہوئے چھت پر چڑھا لیکن آپ کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ یہاں کیسے پہنچ گئے؟ فرمایا کہ عالمِ بے خودی میں نہ جانے کس نے مجھ کو یہاں پھینک دیا۔

منقول ہے کہ آپ مداومت کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ایک مرتبہ موسم گرما کی دھوپ میں بیٹھے ہوئے مشغولِ عبادت تھے کہ آپ کی والدہ نے فرمایا یہاں سایہ میں آجاؤ۔ لیکن آپ نے کہا کہ مجھکو اس چیز کی ندامت ہوتی ہے کہ خواہشِ نفس کے لئے کوئی اقدام کروں۔ پھر فرمایا کہ جب ابتدا میں لوگوں نے مجھ کو پریشان کرنا شروع کیا تو میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میری چادر لے لے تاکہ باجماعت نماز سے نجات حاصل ہوجائے اور مخلوق سے کوئی واسطہ نہ رہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے میری چادر لے لی اس وقت سے ذکرِ الٰہی اور گوشہ نشینی کے سوا مجھکو کچھ اچھا نہیں لگتا۔

نکتہ

آپ سدا غمزدہ رہتے تھے اور فرمایا کرتے کہ جس کو ہر لمحہ مصائب کا سامنا ہو اس کو مسرت کیسے حاصل ہوسکتی ہے۔ لیکن ایک مرتبہ کسی درویش نے آپ کو مسکراتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمایا کہ خدا نے مجھے شرابِ محبت پلادی ہے اس کے خمار سے مسرور رہوں۔ اور جب کہیں آپ مجمع میں پہنچ جاتے تو یہ کہہ کر کہ لشکر آرہا ہے بھاگ پڑتے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ کس کا لشکر؟ فرمایا کہ قبرستان کے مردوں کا لشکر ہے۔

نصیحت

جب حضرت ابوربیع نے آپ سے وصیت و نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھو اور آخرت سے افطار کرو۔ پھر کسی اور نے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا کہ بدگوئی سے احتراز کرو، مخلوق سے کنارہ کش رہو، دین

Marfat.com

کو دنیا پر ترجیح دو۔ اور اگر ممکن ہو تو مخلوق کا خیال ہی دل سے نکال دو۔ پھر کسی اور نے نصیحت کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ مردے تمہارے انتظار میں ہیں یعنی تمہیں بھی مرنا ہے اس لئے وہاں کا سامان کر لو۔ پھر فرمایا کہ ترک دنیا سے بندہ خدا تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت فضیل نے دو مرتبہ آپ سے شرف نیاز حاصل کیا اور فخریہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلی ملاقات میں تو میں نے آپ کو شکستہ چھت کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ اس جگہ سے ہٹ جائیے کہیں ایسا نہ ہو کہ چھت گر پڑے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے آج تک چھت کی طرف نظر ہی نہیں ڈالی۔ اور دوسری ملاقات میں یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں سے تعلق منقطع کر لو۔

حضرت معروف کرخی سے روایت ہے کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی دنیا سے متنفر نہیں پایا اور نہ صرف فقراء کا احترام کرتے بلکہ ان سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت جنید بغدادی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے حجامت بنوانے کے بعد حجام کو ایک دینار دے دیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو اسراف بیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دین کے لئے مروت ضروری ہے۔

جب امام ابو یوسف اور امام ابو محمد میں کوئی اختلاف رونما ہوتا تو وہ دونوں آپ کے فیصلے کو قبول کرتے لیکن آپ امام یوسف سے زیادہ امام محمد کا احترام کرتے اور فرماتے کہ امام محمد نے محض دین کے لئے علم حاصل کیا اور امام ابو یوسف نے منصب و جاہ کے لئے۔ اور قضا کا وہ عہدہ جس کو امام ابو حنیفہ نے کوڑے کھا کر بھی قبول نہیں کیا اس کو امام ابو یوسف نے قبول کر کے اپنے استاد کی پیروی نہیں کی۔

بے نیازی

جب ہارون الرشید امام ابو یوسف کے ہمراہ آپ کے پاس بغرض ملاقات حاضر ہوا تو آپ نے ملاقات سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں دنیادار ظالموں سے نہیں ملتا لیکن جب ہارون الرشید کی والدہ نے بیحد اصرار کیا تو آپ نے اجازت دے دی اور جب ہارون رشید رخصت ہونے لگا تو ایک اشرفی پیش کرنی چاہی مگر آپ نے واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنا مکان جائز دولت کے عوض فروخت کیا ہے اس لئے میرے پاس اخراجات کو رقم موجود ہے اور میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ جب یہ رقم ختم ہو جائے تو اللہ تعالٰے مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسف نے آپ کے خادم سے دریافت کیا کہ اب اخراجات کے لئے کتنی رقم باقی رہ گئی ہے تو اس نے بتایا کہ دس درہم چاندی باقی ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف نے اخراجات کا حساب لگا کر یہ اندازہ کر لیا کہ بس اب آپ اتنے دن اور حیات رہیں گے۔

ترک لذت

کسی بزرگ نے آپ کو دھوپ میں قرآن خوانی کرتے ہوئے دیکھ کر سایہ میں آنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ مجھے اتباع نفس ناپسند ہے اور اسی رات آپ کا وصال ہو گیا۔

وصیت

آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے دیوار کے نیچے دفن کرنا چنانچہ آپ کی وصیت پوری کر دی گئی۔ اس سلسلہ میں مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ آج تک آپ کی قبر محفوظ ہے۔

وفات

کسی نے آپ کو خواب کے اندر ہوا میں پرواز کرتے ہوئے یہ کہتے سنا کہ آج مجھے قید سے چھٹکارا مل گیا اور بیدار ہو کر جب وہ شخص تعبیر خواب دریافت کرنے آپ کے یہاں پہنچا تو آپ کی وفات کی خبر سنتے ہی کہنے لگا کہ خواب کی تعبیر مل گئی اور

Marfat.com

روایت ہے کہ انتقال کے وقت آسمان سے یہ ندا آئی کہ داؤد طائی اپنی مراد کو پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے خوش ہے۔

باب ۲۲

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ و پیراستہ تھے اور اخلاق و مروت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور آپ کی تصانیف بھی بہت سی موجود ہیں۔ اور حضرت حسن بصری کے ہم عصر ہیں۔ بغداد میں وصال ہوا اور وہیں مزار مبارک ہے۔

شیخ ابو عبداللہ خفیف فرمایا کرتے تھے کہ مشائخین طریقت میں پانچ حضرات سب سے زیادہ پیروی کے لائق ہیں اول حضرت حارث محاسبی، دوم حضرت جنید بغدادی، سوم حضرت رویم، چہارم حضرت ابن عطا، پنجم حضرت عمرو بن عثمان مکی، لیکن مصنف فرماتے ہیں کہ نعوذ باللہ اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ دوسرے مشائخین اتباع کے قابل ہی نہیں ہیں بلکہ خود حضرت عبداللہ خفیف بھی مندرجہ بالا پانچ بزرگوں سے مراتب میں کسی طرح سے کم نہیں لیکن کسر نفسی کی وجہ سے اپنا نام نہیں لیا۔

حالات آپ کو ورثہ میں تیس ہزار درہم ملے تھے لیکن انہیں آپ نے بیت المال میں داخل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ "قدریہ مسلک کے لوگ میری امت کے مجوسی ہیں اور مسلمانوں کو ان کا ترکہ نہ لینا چاہیے" اور چونکہ میرے والد قدریہ مسلک کے حامل تھے اس لئے بحیثیت مسلمان میں ان کا ترکہ نہیں لے سکتا۔

جب بھی آپ کسی مشتبہ کھانے کی جانب ہاتھ بڑھاتے تو انگلیاں شل ہو جاتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کو کھانے کے اشتباہ کا پتہ چل جاتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ بھوک کی حالت میں جنید بغدادی کے یہاں پہنچ گئے اور وہاں اتفاق سے کسی شادی میں سے کھانا آیا ہوا تھا۔ لہٰذا جب وہ کھانا حارث محاسبی کے سامنے پیش کیا گیا تو ہاتھ بڑھاتے ہی انگلیاں شل ہو گئیں۔ لیکن بطور تواضع ایک لقمہ آپ نے منہ میں رکھ ہی لیا اور جب وہ حلق سے نیچے اترا تو باہر جا کر اگل دیا اور وہیں سے رخصت ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت جنید سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے گذشتہ واقعہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ خدا کا کرم ہے کہ جب میرے سامنے مشتبہ کھانا آتا ہے تو ہاتھ بڑھاتے ہی انگلیاں شل ہو جاتی ہیں چنانچہ اس روز بھی یہی ہوا لیکن دل شکنی ہونے کے سبب میں نے ایک لقمہ منہ میں رکھ لیا مگر وہ حلق سے نیچے نہ اتر سکا اور مجھ کو باہر جا کر اگل دینا پڑا۔ لہٰذا آپ بتلایئے کہ وہ کھانا کہاں سے آیا تھا حضرت جنید نے فرمایا کہ پڑوسی کے یہاں سے شادی کی تقریب میں آیا تھا۔ پھر حضرت جنید نے اصرار فرمایا کہ آج میرے ہمراہ تشریف لے چلئے پھر آپ کو گھر لے جا کر جو کی خشک روٹی آپ کے سامنے رکھ دی۔ اور آپ نے شکم سیر ہو کر فرمایا کہ فقراء کی تواضع اسی طرح کی جاتی ہے

Marfat.com

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداء میں جب کسی کو نماز پڑھنے پر فخر کرتے دیکھتا تو یہ شبہ ہوتا کہ نجانے اس کی نماز قبول بھی ہوئی یا نہیں لیکن اب یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایسے شخص کی نماز ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ آپ کو محاسبی کا خطاب اس لئے دیا گیا ہے کہ آپ حساب میں بہت ممتاز تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مراتب عالیہ کے حصول کے لئے چند خصلتوں کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہیں۔ کبھی قسم نہ کھائے۔ کبھی دروغ گوئی سے کام نہ لے، وعدہ کر لینے کے بعد اس کو ایفا کرے، کبھی ظالم پر بھی لعنت نہ بھیجے کسی سے بدلہ نہ لے، کسی کے لئے بد دعا نہ کرے، کسی کے کفر و نفاق پر شاہد نہ بنے۔ گناہ سے کنارہ کش ہو کر ظاہری و باطنی کسی طرح بھی قصد گناہ نہ کرے۔ کسی کے لئے بارِ خاطر نہ بنے اور دوسروں کا بار ختم کرنے میں مدد کرے۔ لالچ کو ختم کر کے لوگوں سے ناامید رہے۔ سب کو اپنے سے زیادہ بہتر تصور کرتے ہوئے کسی جاہ و مرتبت کا خواہاں نہ ہو۔ اور اگر کوئی ان تمام چیزوں پر عمل پیرا ہو جائے تو انشاء اللہ اس کے لئے سودمند ثابت ہوگا۔ فرمایا کہ قربِ الٰہی کی منزل میں قلب علم کا رقیب بن جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ احکام الٰہی کی بجا آوری کا نام صبر ہے مصائب برداشت کرتے رہنے اور ان کو منجانب اللہ تصور کرنے کا نام تسلیم ہے، خدا کے دشمنوں سے انقطاع تعلق کا نام حیا ہے۔ ترک دنیا کا نام حُبِ الٰہی ہے۔ محاسبہ کے ڈر سے گناہ نہ کرنے کا نام خوف ہے۔ مخلوق سے فرار کا نام انس خالق ہے اور جو مخلوق کے بُرا کہنے پر بھی اظہار مسرت کرے اس کو صادق کہا جاتا ہے۔ فرمایا کہ باخدا کا بن جایا خودی ترک کر دے۔ فرمایا کہ بذریعہ ریاضت نفس کو پاکیزہ بنانے سے راہ راست مل جاتی ہے۔ اور جو شخص دنیا ہی میں جنتوں کی نعمت کا طلب گار ہو اس کو صالح اور قانع لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔ فرمایا کہ عارفین خندق رضا میں اتر کر اور بحر صفا میں غوطہ زنی کر کے وفا کے موتی حاصل کر لیتے ہیں اور پھر حجاب خفا میں واصل الی اللہ ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ شفقت و وفا کے حصول کے بعد اس سے فوائد حاصل کر لیتے ہیں اور میں محروم ہوں۔

آپ کوئی کتاب لکھ رہے تھے کہ کسی درویش نے عرض کیا کہ معرفت الٰہی کا حق بندے پر ہے یا بندے کا حق اللہ پر؟ اگر معرفت الٰہی بندہ خود حاصل کرتا ہے تو اس طرح بندے کا حق خدا پر ثابت ہوگا اور بندے کا حق خدا پر ثابت کرنا حرام ہے۔ اور اگر بندے کا معرفت پر اللہ کا حق ہے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ایسی شکل میں بندے کو اللہ کے حق کا حق ادا کرنا چاہیے۔ اس منطقی تقریر کا مفہوم سمجھ کر آپ نے کتاب لکھنا بند کر دیا۔ اس کے علاوہ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ جب معرفت اللہ ہی کا حق ہے تو پھر معرفت کے باب میں کوئی کتاب تصنیف کرنا لغو ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے کہ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ، یعنی اے نبی آپ اپنے کسی محبوب شخص کو ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ پھر دوسرا خیال آپ کو یہ بھی پیدا ہوا کہ اللہ کی معرفت کا حق بندے پر یہ ہے اس لئے کہ اسی نے بندے کو معرفت کی توفیق دی۔ لہٰذا بندے کو اس کا حق ادا کرنا چاہیے۔ اس خیال کے ساتھ ہی آپ نے پھر دوبارہ اپنی تصنیف شروع کر دی۔

وفات

انتقال کے وقت آپ کے پاس ایک درم تک نہیں تھا جب کہ بہت سی زمین اور جائداد آپ کو بطور ترکہ حاصل ہوئی تھی لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شریعت کی پیروی کی وجہ سے تمام ترکہ بیت المال میں جمع کر کے خود ایک حبہ بھی نہیں لیا اور فقر و فاقہ کے عالم میں ہی آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

باب ۲۳

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ شریعت وطریقت کے بحر بیکراں تھے اور مزاج میں لطف وکرم ہونے کی وجہ سے آپ کو ریحان القلوب اور شہداء الجائفین جیسے خطابات عطا کئے گئے تھے۔ اور آپ کی سکونت شام کے ایک نامی دار الملک کے تھی اس نسبت سے آپ کو دارانی کہا جاتا ہے۔

آپ کے ایک ارادتمند حضرت احمد حواری سے منقول ہے کہ ایک رات میں نے خلوت میں نماز ادا کی جس سے مجھے بہت سکون محسوس ہوا اور جب میں نے اپنا واقعہ اپنے پیرومرشد حضرت ابوسلیمان سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اتنے بوڑھے ہوگئے لیکن تمہیں خلوت و جلوت کی کیفیات کا اندازہ نہ ہوسکا حالانکہ خلوت ہو یا جلوت خدا تعالیٰ سے روک دینے والی کوئی شے نہیں ہے۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھنے کے بعد جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے چاہے تو سردی کی وجہ سے ایک ہاتھ بغل میں دبالیا اور اسی شب خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سلیمان تجھے اس ہاتھ کا رتبہ عطا کردیا گیا جو تو نے دعا کے لئے دراز کیا تھا اور اگر دوسرا ہاتھ بھی اٹھا لیتا تو ہم اس کا اجر بھی عطا کر دیتے۔ چنانچہ اسی دن سے آپ نے موسم سرما میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا معمول بنا لیا تھا۔ فرمایا کہ ایک رات مجھ پر ایسی غنودگی طاری ہوئی کہ میرے وظائف کا وقت ختم ہونے لگا اور خواب میں دیکھا کہ ایک حور مجھ سے کہہ رہی ہے کہ مکمل پانچسو سال سے مجھے تمہارے لئے ہی بنایا سنوارا جا رہا ہے اور تم خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ اس آواز کے ساتھ ہی میں نے بیدار ہوکر اپنا وظیفہ پورا کیا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں ایسی ایک حور کا نظارہ کیا کہ اس کی پیشانی روشن و منور ہے اور جب میں نے سوال کیا کہ یہ نور وروشنی کیسی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایک شب تم خوف الٰہی میں گریہ کر رہے تھے تو تمہارے اشکوں کو میرے چہرے پر بطور ابٹن کے مل دیا گیا تھا بس اسی دن سے یہ نور وروشنی میری پیشانی پر نمودار ہوگیا۔ فرمایا کہ میں ہمیشہ روٹی پر نمک چھڑک کر کھا لیتا تھا اتفاق سے ایک دن نمک میں تل مل گیا اور میں نے بغیر دیکھے وہ تل بھی کھا لیا مگر اس کی یہ سزا ملی کہ ایک سال تک عبادت وریاضت میں لذت ہی حاصل نہیں ہوئی فرمایا کہ میں اپنی ضروریات زندگی کے لئے اپنے ایک دوست سے اعانت کے طور پر کچھ طلب کر لیا تھا۔ لیکن ایک دن جب میری طلب پر اس نے یہ کہدیا کہ تمہاری طلب آخر کب ختم ہوگی تو اسی دن سے میں نے مخلوق سے کچھ طلب نہیں کیا۔ فرمایا کہ میں خلیفہ وقت کو برا سمجھتے ہوئے بھی کبھی لوگوں کے سامنے اس کی برائی اس ڈر سے نہیں کرتا تھا کہ کہیں لوگ مجھے مخلص وحق گو نہ سمجھ بیٹھیں اور میں عدم اخلاص کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوجاؤں۔ فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص زمزم کے علاوہ دوسرا پانی نہیں پیتا تھا اور جب

Marfat.com

میں نے سوال کیا کہ اگر چاہِ زمزم خشک ہوجائے تو تم کیا کروگے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس نصیحت کا اجر عطا فرمائے، کیونکہ میں تو برسوں سے پرستش کی حد تک زمزم سے عقیدت رکھتا تھا اور آج سے اس عقیدت کو ختم کرتا ہوں۔

کچھ لوگوں نے حضرت صالح بن عبدالکریم سے سوال کیا کہ بیم و رجا میں کونسی شے بہتر ہے۔ فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ دونوں ہی ہوں لیکن رجا سے بیم کا پلہ بھاری ہے۔ اور جب اس قول کو حضرت ابوسلیمان کے سامنے نقل کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو تمام عبادات کا دارومدار ہی بیم پہ ہے کیونکہ رجا عبادت سے بے نیاز کر دیتی ہے اور دین و دنیا کی بنیاد ہی خوف پہ قائم ہے اور جب خوف پر رجا کا غلبہ ہوجاتا ہے تو قلب کی شامت آجاتی ہے اور خوف کی زیادتی سے عبادت میں بھی زیادتی رونما ہوجاتی ہے۔ فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی تھی کہ خدا سے اتنا ہی ڈرو کہ رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور نہ اتنی امید وابستہ کرو، کہ عذاب سے بے خوفی ہوجائے۔

احتلام سے بچنے کا طریقہ

فرمایا کہ احتلام بھی ایک قہر ہے جو شکم سیری کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور اس کے علاوہ شکم سیری چھ اور خرابیوں کو بھی جنم دیتی ہے۔ اول عبادت میں دل نہ لگنا۔ دوم حکمت کی باتیں یاد نہ رہنا۔ سوم شفقت کرنے سے محروم ہوجانا، چہارم عبادت کا بار خاطر بن جانا، پنجم خواہشات نفسانی میں اضافہ ہوجانا۔ ششم اتنی مہلت نہ ملنا جو مسجد میں جاکر عبادت کرسکے۔

بھوک کے فوائد

یہ بھی ایک بدیہی امر ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب بندوں کے علاوہ کسی کو بھی بھوک کی طاقت عطا نہیں کرتا۔ کیونکہ بھوک آخرت کی اور شکم سیری دنیا کی کنجی ہے۔ اور بھوکے شخص کی تمام دینی و دنیاوی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور نفس میں عاجزی اور قلب میں نرمی پیدا ہوجاتی ہے اور اس پر علوم سماوی کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔ فرمایا کہ پورے دن کی عبادت سے رات کو حلال روزی کا ایک لقمہ زیادہ افضل ہے۔ فرمایا کہ خواہشات دنیا پر وہی شخص غضبناک ہوتا ہے جس کا قلب منور ہو کیونکہ وہی نور دنیا سے جدا کر کے آخرت کی جانب متوجہ کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ تمام دن کی عبادت سے رات کو رزق حلال کا ایک لقمہ زیادہ بہتر ہے۔ فرمایا کہ منزل سے پلٹ آنے والا مقصد اصلی سے محروم رہ جاتا ہے اور زندگی میں جس کو قلیل سا اخلاص بھی میسر آگیا وہ مسرور رہتا ہے اور اہل اخلاص دوسروں سے احتراز کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ اہل صدق جب کیفیت قلبی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو زبان ساتھ نہیں دیتی۔ فرمایا کہ بعض بندۂ خدا ایسے بھی ہیں جو حالت رضا میں صبر کو بھی باعث ندامت تصور کرتے ہیں کیونکہ صبر کی صورت میں تو گویا بندہ صبر کا دعویدار ہوجاتا ہے، لیکن رضا کا تعلق صرف خدا کی مرضی سے ہے اس اعتبار سے صبر کا تعلق بندے کے ساتھ اور رضا کا تعلق اللہ کے ساتھ ہوجاتا ہے۔

رضا

رضا کا مفہوم یہ ہے کہ نہ رغبت بہشت ہے اور نہ خوف عذاب۔ فرمایا کہ رضا کی تو مجھے ایسی چاشنی پڑگئی ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ ہر فرد کو جہنم میں بھیجنا چاہے تو وہ مجبوراً چلے جائیں گے، لیکن میں اس کو بخوشی قبول کر لوں گا۔

Marfat.com

تواضع فرمایا کہ ترک خود بینی کا نام تواضع ہے اور نفس شناس نہ ہونے والا کبھی متواضع نہیں ہو سکتا اسی طرح دنیا کو تحقیر سے دیکھنے والا کبھی برا نہیں ہو سکتا۔

زاہد خدا سے دور کر دینے والی اشیاء کو پس پشت ڈال دینے والے کو زاہد کہا جاتا ہے اور زہد کی علامت یہ ہے کہ کم قیمتی اشیاء کے مقابلہ میں قیمتی اشیاء کی تمنا نہ کرے۔ اور صرف زبانی زہد بھی مال و زر سے کہیں بہتر ہے۔ فرمایا کہ حب دنیا ہی تمام معصیتوں کو جنم دیتی ہے۔ فرمایا کہ تصوف یہ ہے کہ بندہ مصائب کو منجانب اللہ تصور کرتے ہوئے خدا کے سوا سب کو چھوڑ دے فرمایا کہ بھوک عبادت کے لئے ضروری ہے۔ فرمایا کہ دنیاوی امور میں غور و فکر کرنا آخرت کے لئے حجاب بن جاتا ہے اور دنیاوی امور میں تفکر بہترین ثمرہ کا حامل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ علم میں اضافہ کے لئے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے اور غور و فکر خوف میں اضافہ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آنکھ سے اشک ریزی اور قلب سے فکر عقبیٰ کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ عمر رائیگاں گذرنے کا غم اتنا اہم ہے کہ اگر انسان اس پر تمام عمر بھی روتا رہے جب بھی کم ہے۔ فرمایا کہ مومن وہ ہے جو قلب کو غم دنیا سے تہی کر کے عبادت الٰہی میں روتا رہے۔ فرمایا کہ جب تک بندہ مشغول عبادت رہتا ہے اس وقت تک ملائکہ بہشت کے سبزہ زاروں میں ہر عبادت کے مقابلے میں ایک ایک درخت لگاتے ہیں اور جب بندہ عبادت سے گریزاں ہوتا ہے تو وہ بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ فرمایا کہ صدق دل کے ساتھ نفسانی خواہشات کو ترک کر دینے والا اللہ تعالےٰ کے اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس عبادت میں دنیا ہی میں لذت حاصل نہ ہوئی ہو آخرت میں بھی اس کا اجر نہیں ملتا کیونکہ حصول لذت ہی قبولیت کی دلیل ہے۔ فرمایا کہ زاہد دل کا آخری درجہ متوکلین کے ابتدائی درجہ کے برابر ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عارفین کو خواب میں بھی وہ مدارج عطا فرماتا ہے جو غیر عارفین کو نماز میں بھی نصیب نہیں ہوتے۔ اور جب عارفین کی چشم باطن وا ہو جاتی ہے تو چشم ظاہری معطل کر دی جاتی ہے اور اس کو اللہ کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اور قرب الٰہی کا حصول بھی اسی وقت ممکن ہے جب دین و دنیا دونوں کو خدا پر چھوڑ دے، فرمایا کہ معرفت خموشی سے قریب تر ہے۔ فرمایا کہ جس کا قلب ذکر الٰہی سے منور ہو جاتا ہے اس کو کسی شے کی احتیاج باقی نہیں رہتی اور جو عبادات میں اذیتیں اٹھاتا ہے وہی ذریعہ نجات بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ صبر سے افضل کوئی شے نہیں، لیکن صبر کی بھی دو قسمیں ہیں اول اس چیز پر صبر کرنا جس کی طلب ہی نہ ہو، دوم اس شے پر صبر کرنا جس کی طلب بھی موجود ہو لیکن خدا نے اس کو منع فرمایا ہے۔ فرمایا کہ جس قدر میں نے خود کو شکستہ حال کیا اس سے زیادہ دنیا بھی خستہ و خراب نہ کر سکی۔ فرمایا کہ جو نفس کشی کر کے قرب الٰہی حاصل کرتا ہے وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے کہ جو بندے مجھ سے اظہار ندامت کرتے ہیں میں ان کی پردہ داری کرتا ہوں۔

دوست سے درگذر کا فائدہ آپ نے کسی مرید سے فرمایا کہ اگر کوئی دوست بھی عالم غضب میں تمہاری خلاف مرضی بات کہے تو تم نہ غصہ کرو اور نہ اسے برا بھلا کہو، کیونکہ ہو سکتا ہے وہ اور زیادہ سخت گوئی سے کام لے۔ اس مرید نے بتایا کہ تجربہ کے بعد آپ کا قول بالکل صحیح ثابت ہوا۔

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی سے روایت ہے کہ آپ بہت زیادہ محتاط رہتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو صوفیائے کرام کے جس قدر اقوال بھی معلوم ہوتے ہیں میں ان پر اس وقت تک عمل پیرا نہیں ہوتا جب تک قرآن و حدیث سے کم از کم اس کے متعلق دو شہادتیں نہیں مل جاتیں۔

آپ نے حضرت معاذ بن جبل سے بھی کچھ علم حاصل کیا تھا اور اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! جو تیرے احکام پر عمل پیرا نہ ہو، وہ تیری خدمت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔

وفات انتقال کے وقت لوگوں نے عرض کیا کہ اب آپ اس خدا کے یہاں جا رہے ہیں جو غفور و رحیم ہے لہٰذا ہمیں کوئی بشارت دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اس خدا کے پاس جا رہا ہوں جو گناہ صغیرہ پر محاسبہ کرتا ہے اور گناہ کبیرہ پر سزا دیتا ہے۔ یہ کہتے کہتے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

کسی نے خواب میں آپ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ رحمت و عنایت سے کام لیا لیکن شہرت مخلوق میرے لئے مضر ثابت ہوئی۔

باب ۲۴

حضرت محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ عابد و زاہد ہونے کے ساتھ بہت بڑے واعظ اور مقبول خاص و عام تھے، حضرت معروف کرخی کو آپ کے مواعظ حسنہ سے بہت انشراح صدر ہوتا تھا اس کے علاوہ خلیفہ ہارون رشید بھی آپ کا بے حد معترف تھا، ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اے ہارون شرف زہد سب سے عظیم شرف ہے۔

حقائق آپ فرمایا کرتے تھے کہ تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ خود کو ہیچ تصور کرے۔ پھر فرمایا کہ عہد گذشتہ کے لوگوں کی مثال دوا کی طرح تھی جس سے لوگ شفا حاصل کرتے تھے اور موجودہ دور کے لوگوں کی مثال درد جیسی ہے جو صحت مندوں کو بھی مریض بنا دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک وہ دور تھا جب واعظین وعظ گوئی کو اس قدر دشوار سمجھتے تھے جتنا اب علم پر عمل کو مشکل تصور کیا جاتا ہے اور جس طرح آج کے عہد میں علماء کی قلت ہے اسی طرح گذشتہ دور میں واعظین کی کمی تھی۔

حضرت احمد حواری سے روایت ہے کہ جب میں حالت مرض میں آپ کا قارورہ لے کر طبیب کے یہاں پہنچا تو وہ اتفاق سے آتش پرست تھا اور جب وہاں سے واپس ہوا تو راستہ میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ اور میں نے

Marfat.com

جب پورا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا۔ انتہائی حیرت ہے کہ خدا کا محبوب خدا کے غنیم سے اعانت حاصل کرے، لہٰذا تم ان سے یہ کہدو کہ درد کے مقام پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھ لیں۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم و بالحق انزلناہ و بالحق نزل۔ چنانچہ واپسی پر جب میں نے آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے دعا پڑھ کر دم کر لیا اور فوراً ہی صحت حاصل ہو گئی پھر مجھ سے فرمایا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حالت نزع میں آپ نے فرمایا کہ اے اللہ، میں ارتکاب معصیت کے وقت بھی تیرے محبوب بندوں کو محبوب رکھتا تھا لہٰذا اس کے صلہ میں میری مغفرت فرمادے۔

شادی جس وقت آپ سے شادی کر لینے کے متعلق عرض کیا گیا تو فرمایا کہ دو ابلیسوں کی مجھ میں ہمت نہیں۔ بعد از وفات لوگوں نے خواب میں جب آپ سے کیفیت دریافت کی تو فرمایا کہ مغفرت تو ہو گئی لیکن جو مرتبہ بال بچوں کی اذیت برداشت کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ نہ مل سکا۔

باب ۲۵

حضرت محمد بن اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ عبادت و ریاضت میں ممتاز زمانہ تھے اور سختی کے ساتھ سنت پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر آپ کو لسان الرسول کا خطاب ملا۔

حالات ایک دفعہ آپ علی بن موسیٰ کے ہمراہ اونٹ پر سوار اور اسحٰق بن زاہر یہ اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے تھے، اور اس حال میں آپ نیشاپور پہنچے کہ جسم پر کمبل کا کرتہ، سر پر نمدے کی ٹوپی اور کاندھے پر کتابوں کا تھیلا تھا لیکن آپ کے مواعظ اس قدر موثر ہوتے تھے کہ تقریباً پچاس ہزار افراد راہ راست پر آ گئے۔

محض اس جرم میں کہ آپ نے قرآن کو مخلوق نہیں کہا مکمل دو سال تک قید و بند کی مشقتیں جھیلنی پڑیں اور قید خانہ میں آپ کا یہ معمول رہا کہ ہر جمعہ کو غسل کر کے باہر جیل کے دروازے تک پہنچ جاتے لیکن جب دروازے پر آپ کو روک دیا جاتا تو واپس جا کر اللہ تعالےٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تو اپنا فریضہ پورا کر دیا اب تو جو چاہے کر۔ اور جس وقت آپ کو رہا کیا گیا اس وقت عبداللہ بن طاہر حاکم نیشاپور وہیں مقیم تھا اور تمام لوگ سلامی کی غرض سے حاضر ہو رہے تھے اور جب اہل دربار سے اس نے پوچھا کہ اب کوئی نامی گرامی شخصیت تو ایسی باقی نہیں رہی جو سلامی کے لئے نہ آئی ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ دو شخص احمد حرب

Marfat.com

اور محمد بن اسلم حاضر دربار نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ دونوں بہت بڑے عالم و عابد ہیں اور بادشاہ کے سلام کے لئے کبھی حاضر نہیں ہوتے چنانچہ اس نے کہا کہ ہم خود ان کو سلام کرنے جائیں گے اور جب وہ پہلے احمد حرب کے پاس پہنچا تو انہوں نے استغراقی کیفیت سے سر اٹھا کر فرمایا کہ اے عبداللہ تم بہت ہی حسین ہو لیکن اس حسن و جوانی کو خدا کی نافرمانی پر قربان نہ کرنا۔ پھر جب وہ محمد بن اسلم کی چوکھٹ پر پہنچا تو یوم جمعہ کی وجہ سے انہوں نے اندر نہیں بلایا۔ لیکن عبداللہ بن طاہر بھی نماز جمعہ کے وقت تک گھوڑے پر سوار آپ کا انتظار کرتا رہا اور جب آپ مکان سے برآمد ہوئے تو گھوڑے سے اتر کر اس نے قدم بوسی کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ میں چونکہ بہت بُرا ہوں اسی لئے تیرا محبوب بھی مجھ سے دشمنی رکھتا ہے لیکن وہ چونکہ تیرا محبوب ہے اس لئے میں بھی اس کو محبوب رکھتا ہوں اور اس کے طفیل میں میری مغفرت فرما دے۔

آپ طوس چھوڑ کر نیشا پور میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور جس مسجد میں عبادت کرتے تھے وہ مسجد تمام مساجد سے متبرک خیال کی جاتی تھی اور چونکہ آپ کا زیادہ وقت طوس ہی میں گذرا اسی نسبت سے آپ کو طوسی کہا جاتا ہے ویسے آپ عرب کے باشندے تھے

کسی بزرگ نے روم میں یہ خواب دیکھا کہ ابلیس فضا سے زمین پر گر پڑا اور زمین اس کے بوجھ سے دھنسنے کے قریب ہو گئی۔ ان بزرگ نے ابلیس سے سوال کیا کہ تیری یہ حالت کیوں ہوئی۔ اس نے جواب دیا کہ اس وقت حضرت محمد بن اسلم وضو کرتے ہوئے کھنکارے تھے تو میں لرزہ براندام ہو کر گر پڑا۔

آپ کے مکان کے سامنے ہی نہر بہتی تھی لیکن محض اس ڈر سے اس کا پانی استعمال نہ فرماتے تھے کہ یہ نہر عوام کی ملکیت ہے اور جب وہ نہر خشک ہو گئی تو کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر آپ نے خود اس کو بھرا لیکن صرف ایک کوزہ پانی آپ نے اس میں سے صرف کیا۔

کرامت

آپ قرض لے کر فقراء کو دے دیا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے اپنا قرض طلب کیا تو اس وقت آپ کے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن آپ نے اسی وقت اپنا قلم تراشا تھا اسی کا ایک ٹکڑا زمین پر سے اٹھا کر یہودی کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور جب اس نے دیکھا تو وہ سونا بن گیا تھا چنانچہ یہودی کو خیال ہوا کہ جس مذہب میں ایسے ایسے خدا رسیدہ ہوں وہ مذہب کبھی باطل نہیں ہو سکتا۔ اس تصور سے وہ یہودی فوراً ایمان لے آیا۔

کسی نے ابو علی فارمدی سے دوران وعظ یہ سوال کیا کہ وہ علماء جو حقیقت میں وارث انبیاء ہوتے ہیں ان میں کون کون ہستیاں داخل ہیں، آپ نے حضرت محمد بن اسلم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایسے افراد ہوتے ہیں۔

انتقال

جس وقت نیشا پور میں آپ بیمار ہوئے تو آپ کے پڑوسی نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں آج میں غم و اندوہ سے آزاد ہو گیا۔ اور جب بیداری کے بعد وہ تعبیر معلوم کرنے آپ کے یہاں پہنچا تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔

Marfat.com

اور آپ کے اوپر وہی کمبل ڈال دیا گیا تھا جو آپ کے استعمال میں رہتا تھا اور اسی وقت راہ چلتی دو عورتیں کہہ رہی تھیں کہ افسوس آج محمد بن اسلم دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن دنیا انہیں کبھی فریب نہ دے سکی۔ اور اپنے ہمراہ اپنے فضائل و خصائل بھی لے کر چلے گئے

باب ۲۶

حضرت احمد حرب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت اہل تقویٰ بزرگ تھے اور ایک بہت بڑی جماعت آپ نے اپنے ارادت مندوں کی چھوڑی اور حضرت یحییٰ بن معاذ نے یہ بات فرمائی تھی کہ میری موت کے بعد میرا سر احمد حرب کے قدموں پر رکھ دینا۔

ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے پالتو مرغ پکا کر آپ سے کھانے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ اس مرغ نے ایک مرتبہ ہمسایہ کے چھت پر جا کر چند دانے کھا لئے تھے اس لئے میں اس کا گوشت نہیں کھا سکتا۔

حالات کسی دوست نے آپ کو مکتوب تحریر کیا تو آپ ذکر الٰہی کی مشغولیت کی وجہ سے جواب نہ دے سکے، اور کچھ دنوں کے بعد اپنے مرید سے یہ جواب لکھوا دیا کہ مجھے جواب دینے کی فرصت نہیں ملتی اور تمہیں ذکر الٰہی سے کسی وقت غافل نہ رہنا چاہیئے۔

ایک مرتبہ حجام آپ کا خط بنا رہا تھا اور آپ ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ چنانچہ اس نے عرض کیا کہ کچھ دیر کے لئے ذکر الٰہی سے ٹھہر جایئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کر رہا ہوں اور حالت میں کئی جگہ سے آپ کا لب کٹ گیا مگر آپ یاد الٰہی میں مصروف رہے۔

آپ نے اپنے صاحبزادے کو توکل کی اس طرح تعلیم دی کہ ایک دیوار میں سوراخ کر کے ان سے کہہ دیا تھا کہ جس شے کی خواہش ہوا کرے اس سوراخ سے طلب کر لیا کرو، اور بیوی سے یہ کہہ دیا کہ تم سوراخ کی دوسری جانب سے وہ چیز رکھ دیا کرو، چنانچہ مدتوں ایسا ہی ہوتا رہا۔ لیکن اتفاق سے ایک دن بیوی کہیں چلی گئیں اور صاحبزادے نے سوراخ میں جا کر کھانا طلب کیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو کھانا مہیا فرما دیا۔ اور جب آپ مصروف طعام تھے تو والدہ آ گئیں اور پوچھا کہ تمہیں کھانا کہاں سے ملا انہوں نے کہا جہاں سے روزانہ ملتا تھا۔ اس وقت احمد حرب نے بیوی سے فرمایا کہ آئندہ تم کوئی چیز سوراخ میں نہ رکھنا کیونکہ اب مقصد حاصل ہو چکا ہے اور اب اللہ تعالےٰ بلا واسطہ پہنچاتا رہے گا۔

ایک بزرگ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ آپ سے ایک قول سنا جس کے بعد سے آج چالیس سال گذر چکے اور

Marfat.com

میرے قلب میں روز بروز نور کا اضافہ ہی ہوتا رہا اور اس قول کی لذت آج بھی اسی طرح قائم ہے۔

نطفہ کا اثر ایک مرتبہ کچھ سید حضرات بغرض ملاقات آپ کے پاس پہنچے تو آپ ان کے ساتھ بے حد احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے، لیکن آپ کا ایک شریر بچہ گستاخانہ طور پر رباب بجاتا ہوا باہر نکلا اور اس کی یہ حرکت سادات کو بہت ناگوار ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو نظر انداز فرما دیں کیونکہ اس بچے کا نطفہ اس رات قائم ہوا تھا جب میرے ہمسایہ کے یہاں بادشاہ کے پاس سے کھانا آیا تھا اور اس نے مجھ کو بھی کھلایا تھا۔ اسی وجہ سے یہ بچہ گستاخ پیدا ہوا۔

واقعہ آپ کا ایک ہمسایہ آتش پرست تھا اور دوران سفر اس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا، چنانچہ آپ دلجوئی کی غرض سے اس کے یہاں تشریف لے گئے تھے اور وہ بھی آپ کے ساتھ بہت احترام کے ساتھ پیش آیا مگر وہ زمانہ قحط سالی کا تھا اس لئے آتش پرست کو خیال ہوا کہ شاید آپ کھانا کھانے آئے ہوں چنانچہ اس نے جب کھانے کا انتظام کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ ہم کھانے کی غرض سے نہیں بلکہ دلجوئی کے لئے آئے ہیں، پھر اس نے عرض کیا کہ گو میرا مال لٹ گیا لیکن تین چیزیں لائق شکر ہیں اول یہ کہ دوسروں نے میرا مال لوٹا لیکن میں نے کبھی کسی کا مال غصب نہیں کیا، دوم یہ کہ اب بھی میرے پاس نصف دولت باقی ہے۔ سوم یہ کہ میرا مذہب محفوظ رہ گیا یہ سن کر آپ نے پوچھا کہ تم آگ کیوں پوجتے ہو؟ اس نے کہا کہ روز محشر جہنم کی آگ سے بھی محفوظ رہوں اور خدا کا قرب بھی حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ کی حقیقت تو اتنی سی ہے کہ اگر ایک بچہ اس پر پانی ڈال دے تو بجھ جائے گی اس کے علاوہ تم ستر سال سے آگ کو پوجتے ہو لیکن آج تک اس نے تمہارے ساتھ کیا حسن سلوک کیا جس کی بنا پر تم قیامت میں کسی بہتری کی توقع رکھتے ہو۔ آپ کے قول سے متاثر ہو کر اس نے عرض کیا کہ اگر آپ میرے چار سوالوں کا جواب دے دیں تو میں ایمان لا سکتا ہوں۔ اول خدا نے مخلوق کو کیوں تخلیق کیا؟ دوم تخلیق کے بعد رزق کیوں دیا۔ سوم رزق دینے کے بعد موت سے کیوں دوچار کیا۔ چہارم مارنے کے بعد زندہ کرنے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ آپ نے جواب دیا کہ تخلیق مخلوق کا مقصد یہ ہے کہ خالق کی شناخت ہو سکے، رزق عطا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی رزاقی کا اندازہ کیا جا سکے، اور موت کا مقصد اس کی جباری و قہاری کا اندازہ کرنا ہے، اور موت کے بعد زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اس کے قادر ہونے کو تسلیم کیا جا سکے۔ یہ کہہ کر آپ بہت دیر تک آگ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے رہے لیکن آپ کا ہاتھ آگ سے متاثر نہیں ہوا۔ یہ دیکھ کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے اور ہوش میں آنے کے بعد جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں نے یہ غیبی ندا سنی کہ بہرام تو ستر سال کے بعد مسلمان ہو گیا لیکن تو جو ہمیشہ سے مسلمان ہے کیا کر رہا ہے

اقوال زریں آپ عمر بھر شب بیدار رہے اور کبھی لوگ آرام کرنے کے لئے اصرار کرتے تو فرماتے کہ جس لئے جہنم دہکائی جا رہی ہو اور بہشت کو آراستہ کیا جا رہا ہو لیکن اس کو یہ علم نہ ہو کہ ان دونوں میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہے اس کو بھلا نیند کیسے آ سکتی ہے۔ فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ علم ہو جائے کہ فلاں شخص میری غیبت کرتا ہے تو میں اس کو سیم و زر سے مالا مال کر دوں گا۔ کیونکہ جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کو بے حد ثواب ملتا ہے۔ فرمایا کہ خدا سے خائف رہتے ہوئے عبادت کرتے رہو اور دنیا کے دام فریب سے بچتے رہو، کیونکہ اس میں پھنس کر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

Marfat.com

باب ۲۷

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف

آپ حضرت شقیق بلخی کے مرید اور حضرت احمد خضرویہ کے مرشد ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و عبادت میں یکتائے روزگار تھے۔ اور سن بلوغ کے بعد سے زندگی بھر کبھی یاد الٰہی سے غافل نہیں رہے اور پوری زندگی صدق و اخلاص میں گذار دی۔

حضرت جنید بغدادی سے منقول ہے کہ حضرت حاتم اصم کا ہمارے دور کے صادقین میں شمار ہوتا ہے اور آپ کے اقوال نفس شناسی اور فریب نفس سے بچنے کے لئے بہت سود مند ہیں۔ آپ کا ایک قول یہ ہے کہ اگر اہل دنیا تم سے پوچھیں کہ تم نے حاتم اصم سے کیا حاصل کیا؟ تو یہ کبھی نہ کہنا کہ ہم نے اس سے علم و حکمت حاصل کئے بلکہ یہ کہنا کہ ہم نے صرف دو باتیں سیکھیں ہیں اول یہ کہ جو شے اپنے قبضہ میں ہو اس پر خوش رہو۔ دوم اس چیز کی توقع کبھی نہ رکھو جو اپنے قبضہ میں نہ ہو۔

پردہ داری

ایک عورت آپ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آئی تو اتفاق سے اس کی ریح خارج ہوگئی جس کی وجہ سے وہ بہت نادم ہوئی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ زور سے بات کہو میں بہرہ ہوں۔ پھر اس نے بلند آواز سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دے دیا۔ مگر درحقیقت آپ بہرے نہیں تھے بلکہ اس عورت کی شرمندگی رفع کرنے کے لئے جان بوجھ کر بہرے بن گئے تھے اور جب تک وہ عورت حیات رہی آپ مسلسل بہرے بنے رہے۔ اسی مناسبت سے آپ کو اصم کہا جاتا ہے۔

بلخ میں آپ نے دوران وعظ فرمایا کہ اے خدا اس مجلس میں جو سب سے زیادہ عاصی ہو اس کی مغفرت فرما دے۔ اتفاق سے وہاں ایک کفن چور بھی موجود تھا اور جب رات کو اس نے کفن چرانے کے لئے ایک قبر کو کھولا تو ندا آئی کہ آج ہی تو حاتم کے صدقہ میں تیری مغفرت ہوئی تھی اور آج ہی پھر تو ارتکاب معصیت کے لئے آپہنچا۔ یہ ندا سن کر وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔

حضرت محمد رازی سے روایت ہے کہ میں نے آپ کو کبھی غضبناک ہوتے نہیں دیکھا، البتہ ایک بار آپ بازار جا رہے تھے تو آپ کے کسی شاگرد سے دوکاندار اپنا قرض طلب کر رہا تھا اس وقت آپ نے غضبناک ہو کر اپنی چادر زمین پر پھینک دی اور پورے بازار میں سونا ہی سونا پھیل گیا پھر آپ نے غصہ میں دوکاندار سے فرمایا کہ اپنے قرض کے مطابق سونا اٹھا لے لیکن اگر ایک حبہ بھی زیادہ اٹھایا تو تیرے ہاتھ شل ہو جائیں گے لیکن اس نے لالچ میں کچھ زیادہ سونا اٹھا لیا چنانچہ اسی وقت دونوں ہاتھ شل ہو گئے۔

تین شرائط کے ساتھ آپ نے ایک شخص کی دعوت قبول فرمائی، اول یہ کہ میں جس جگہ چاہوں بیٹھوں گا، دوم جو چاہوں گا کھاؤں گا سوم میرے کہنے پر تجھے عمل کرنا ہوگا چنانچہ اس کے یہاں پہنچ کر جوتوں میں بیٹھ گئے اور اپنے ہی پاس سے دو روٹیاں نکال کر کھا لیں

پھر میزبان سے فرمایا کہ ایک توا گرم کر کے لے آؤ، اور جب توا آ گیا تو آپ نے جلتے توے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں نے صرف دو روٹیاں کھائی ہیں پھر توے پر سے اتر کر اہل مجلس سے کہا کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت میں ہر شے کا محاسبہ ہو گا تو اس جلتے توے پر کھڑے ہو جاؤ، لیکن لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم اس عمل سے اس وقت کا حساب نہیں دے سکتے تو آگ سے بنی ہوئی محشر کی زمین پر کھڑے ہو کر تمام عمر کا حساب کیسے دے سکو گے؟ پھر آپ نے اس آیت کی تشریح فرمائی۔ ثم لتسئلن یومئذٍ عن النعیم۔ یعنی قیامت کے دن تم سے تمام نعمتوں کی باز پرس ہو گی۔ اور آپ کی تشریح کا انداز بیان کچھ ایسا تھا کہ جیسے میدان حشر نگاہوں کے سامنے ہے اور تمام اہل مجالس مضطرب ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے۔

واقعہ

کسی تونگر نے آپ کو کچھ رقم دینے کی پیش کش کی تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس ڈر سے نہیں لیتا کہ تیری موت کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ زمین کا رزاق تو مر گیا لہذا اب تو میری ضروریات کی تکمیل فرما۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کو رزق کہاں سے ملتا ہے، فرمایا کہ خدا کے خزانے سے۔ اس نے کہا کہ آپ تو لوگوں کو فریب دے کر رزق حاصل کرتے ہیں آپ نے سوال کیا کہ کیا میں نے تجھ سے بھی کوئی رقم لی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کاش تو مسلمان ہو جاتا۔ اس نے کہا کہ آپ تو ہمیشہ کج بحثی کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تو اس لئے حجت پیش کر رہا ہوں کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بندوں سے حجت طلب کرے گا اس نے کہا یہ تو سب کہنے کی باتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان احکامات کو تو باتوں سے تعبیر کرتا ہے جن احکام کی وجہ سے تیری ماں تیرے باپ کے لئے حلال ہوئی، پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کو آسمان سے رزق ملتا ہے؛ فرمایا کہ مجھے کیا تمام عالم کے لئے ہی آسمان سے رزق نازل ہوتا ہے اس نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو آپ ایک جگہ پڑ جائیں پھر میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو رزق کیسے ملتا ہے۔ یہ سن کر آپ پورے دو برس ایک غار میں پڑے رہے اور منجانب اللہ آپ کو رزق ملتا رہا، پھر اس شخص نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ کیا آپ نے کسی کو بغیر بیج ڈالے فصل کاٹتے دیکھا ہے فرمایا کہ ہاں تم خود بغیر بوئے ہوئے اپنے بال کاٹتے رہتے ہو۔ یہ سن کر وہ مکمل طور پر تائب ہو گیا۔ اور آپ نے اس کو نصیحت فرمائی کہ مخلوق سے قطع تعلق کر کے اس طرح مشغول عبادت رہو کہ اس کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو سکے، اور ہمیشہ مخلوق کی خدمت کرتے رہو تا کہ وہ تمہاری خدمت کرے۔

رزق

آپ نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ آپ رزق کی جستجو کرتے ہیں یا نہیں؛ امام صاحب نے جواب دیا کہ یقیناً متلاشی رہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ قبل از وقت یا بعد از وقت یا بر وقت تلاش کرتے ہو۔ یہ سن کر امام صاحب سکتہ میں آ گئے اس لئے کہ اگر یہ کہیں کہ قبل از وقت تلاش کرتا ہوں تو فرمائیں گے کہ تم تضیع اوقات کرتے ہو، اور اگر بعد از وقت کہہ دوں تو کہیں گے کہ گذشتہ شے کی جستجو لاحاصل ہے اور اگر یہ کہوں کہ بر وقت تلاش کرتا ہوں تو فرمائیں گے کہ موجود شے کی جستجو سے کیا فائدہ، لیکن ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ تلاش رزق نہ فرض ہے نہ سنت، اس لئے اس کی جستجو ہی بے سود ہے کیونکہ رزق تو ہم کو خود تلاش کرتا پھرتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے " رزق تو خود تمہارے پاس پہنچتا ہے تمہیں جستجو کی کیا ضرورت ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے جہاد کے قصد سے بیوی سے پوچھا کہ تمہیں چار ماہ کے اخراجات کے لئے کتنی رقم کی ضرورت ہے۔ بیوی نے عرض کیا کہ جتنی میری زندگی ہو اتنی رقم دے دو، آپ نے فرمایا کہ زندگی تو میرے قبضہ قدرت سے باہر ہے، بیوی نے کہا کہ پھر میرا

Marfat.com

رزق آپ کے ہاتھ میں کیسے ہوسکتا ہے اس کے بعد جب آپ شریک جہاد ہوئے تو ایک کافر نے قتل کرنے کے لئے تلوار سونتی تو کسی جانب سے ایسا تیر آکر لگا کہ وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے مجھ کو قتل کیا یا میں نے ؟

نصیحت کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ اگر دوست کی خواہش ہے تو خدا کافی ہے۔ اگر ساتھیوں کی تمنا ہے تو نکیرین بہت ہیں اور اگر عبرت حاصل کرنا چاہو تو دنیا کافی ہے اگر مونس کی تلاش ہے تو قرآن بہت کافی ہے اگر شغل چاہتے ہو تو عبادت بہت بڑا شغل ہے۔ اور اگر میرے اقوال ناگوار ہوں تو جہنم کافی ہے۔

زندگی بعض لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ فلاں شخص نے بہت دولت جمع کرلی ہے، آپ نے پوچھا کہ کیا زندگی کا بھی ذخیرہ کرلیا ہے؟ کیونکہ مردوں کا دولت جمع کرنا قطعاً بیہودہ ہے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کو کسی شے کی ضرورت ہو تو فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ میری سب سے بڑی ضرورت تو یہ ہے کہ نہ میں کبھی تجھ کو دیکھوں اور نہ تو مجھے دیکھے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ فرمایا کہ پہلے ظاہری وضو کرتا ہوں پھر باطنی یعنی توبہ کرکے داخل مسجد ہوتا ہوں پھر مسجد حرام اور مقام ابراہیم نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور دائیں بائیں فردوس و جہنم اور قدموں کے نیچے پلصراط ہوتی ہے۔ پھر خدا کو سامنے اور موت کو پیچھے تصور کرتے ہوئے قلب کو رجوع الی اللہ کرلیتا ہوں۔ پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہہ کر احترام کے ساتھ قیام اور ہیبت لئے ہوئے قرأت شروع کرتا ہوں اور عجز کے ساتھ رکوع و سجود کرکے حلم کے ساتھ قعدہ کرتا ہوں اور شکر ادا کرتے ہوئے سلام پھیر لیتا ہوں۔

ارشادات آپ نے علماء کی جماعت کی جانب سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ اگر روز گزشتہ پر تاسف اور موجودہ دن کو غنیمت تصور کرتے ہوئے آئندہ دن سے خوفزدہ ہو تب تو بہتر ہے ورنہ جہنم تمہارے لئے تیار ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالٰی نے تین چیزوں کا باہمی ربط قائم فرمایا ہے۔ فراغت کا عبادت سے، اخلاص کا مخلوق سے، اور رہائی نجات میں احکامات کی بجاآوری سے۔ فرمایا کہ پُر بہار باغات پر تکبر نہ کرو کیونکہ بہشت کے باغات سے زیادہ پُر بہار نہیں ہوسکتے۔ اور عبادت پر نخوت سے اس لئے احتراز کرو کہ ابلیس کثرت عبادت کے باوجود مردود بارگاہ ہوا۔ اور کرامات کی زیادتی پر اس لئے نازاں نہ ہو کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے دور میں بنو اسرائیل کا ایک فرد بلعم بدعور بہت زیادہ عابد و زاہد تھا مگر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالٰی نے اس کی مثال کتے سے دی ہے۔ فرمایا کہ عابدین و علماء کی صحبت پر بھی فخر نہ کرو کیونکہ ثعلبہ حضور اکرمؐ کی صحبت میں رہ کر بھی کورا رہا۔ فرمایا کہ قلب کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔ اول قلب مردہ جو کفار کا ہے، دوم مریض قلب جو گناہگاروں کا ہے سوم غافل قلب جو پیٹ کے گدھوں کا ہے، چہارم قلب داغ گوں جس کو قرآن قلوبنا غلف سے تعبیر کیا ہے یہ یہودیوں کا ہے اور صحیح قلب اہل دل حضرات کا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ شہوت کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول کھانے کی شہوت، دوم بولنے کی اور سوم دیکھنے کی۔ لہٰذا کھانے میں خدا پر اعتماد رکھو، بات ہمیشہ سچ بولو۔ دیکھ کر عبرت حاصل کرو، اور اعمال صالحہ کو ریا سے دور رکھو، گفتگو میں حرص کو خیرباد کہہ دو، سخاوت و احسان کرکے کبھی نہ جتاؤ، جو شے تمہارے پاس موجود ہے اس میں بخل نہ کرو۔ فرمایا کہ جہاد کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول ابلیس سے ایسا جہاد جس سے وہ زچ ہوجائے۔ دوم اعلانیہ جہاد یعنی فرض کی ادائیگی کے لئے، سوم کفار سے اس طرح جہاد کرو کہ یا خود ختم ہوجاؤ

یا انہیں ختم کردو۔ فرمایا کہ زہد کا پہلا درجہ توکل ہے۔ دوسرا درمیانی درجہ صبر ہے۔ اور تیسرا آخری درجہ اخلاص ہے۔ فرمایا کہ ہر شے کے لئے ایک زیبائش ہوا کرتی ہے اور عبادت کی زیبائش خوف ہے۔ اور خوف کی علامت آرزوؤں کی قلت ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَلَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا ۔ نہ خوفزدہ ہو اور نہ غمگین۔ پھر فرمایا کہ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے لیکن مہمان کے سامنے کھانا رکھنے، مُردے کو کفنانے دفنانے، بالغ لڑکی کا نکاح کرنے اور توبہ کرنے میں عجلت سے کام لینا افضل ہے۔

استغنیٰ آپ کبھی کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ لینے میں میری رسوائی اور دینے والے کی عزت ہوتی ہے اور نہ لینے میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ لیکن جب ایک مرتبہ آپ نے کسی سے کوئی شے لے لی تو لوگوں نے اظہار حیرت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کی عزت کو اپنی عزت پر ترجیح دینا چاہتا ہوں۔

زاہد بغداد میں آپ نے خلیفہ سے ملاقات کے وقت فرمایا کہ السلام علیکم یا زاہد۔ لیکن خلیفہ نے کہا کہ میں تو زاہد نہیں ہوں بلکہ آپ زاہد ہیں۔ آپ نے کہا کہ خدا کا یہ فرمان ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ یعنی اے نبی فرما دیجئے کہ دنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے اور چونکہ تو قلیل شے پر قانع ہو گیا اس لئے زاہد ہے۔ اور میں دنیا و آخرت پر بھی قانع نہ ہو سکا تو پھر میں کیسے زاہد ہوں؟

باب ۲۸

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا مقام صوفیائے کرام میں بہت بلند ہے اور اگر آپ کو مقتدائے صوفیاء کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا اس کے علاوہ آپ ہمیشہ فاقہ کشی کے عالم میں شب بیداری کرتے رہے اور یہ تمام چیزیں عہد طفولیت ہی سے آپ کے حصہ میں آئی تھیں۔ حتیٰ کہ آپ کا یہ قول ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، تو مجھے اپنا جواب بلیٰ آج بھی یاد ہے یعنی بے شک آپ رب ہیں۔

حالات آپ تین سال کی عمر ہی سے اپنے ماموں محمد بن سوار کے ہمراہ مشغول عبادت رہتے تھے۔ اور ایک دن آپ نے ماموں سے عرض کیا کہ میں ابد سے لے کر آج تک عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ لیکن ماموں نے ہدایت کی کہ آئندہ یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ اور ہر شب میں ایک مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰهُ مَعِيَ اَللّٰهُ نَاظِرِيْ اَللّٰهُ شَاهِدِيْ ۔ اور جب آپ نے

Marfat.com

اس کو اپنا معمول بنالیا تو آپ کے ماموں نے حکم دیا کہ اب اسی دعا کو یومیہ سات مرتبہ پڑھا کرو۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کی تعداد پندرہ کروادی اور تاحیات آپ اس پر عمل پیرا رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے تعلیم قرآن حاصل کی اور سات سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی مداومت اختیار کرلی اور ہمیشہ جو کی روٹی سے روزہ افطار کرتا تھا پھر بارہ سال کی عمر میں جب مجھے ایک مسئلہ میں اشکال پیش آیا تو میں حضرت حبیب حمزہ جو اپنے دور کے بہت بڑے عابد و زاہد تھے، کے پاس بصرہ پہنچا۔ چنانچہ انہوں نے میرا اشکال دور فرمادیا اور کچھ دن میں ان کی خدمت سے فیضیاب ہو کر پھر واپس تستر لوٹ آیا۔ اور یہ معمول بنالیا کہ دن میں روزہ رکھتا اور رات کو ساڑھے چار تولہ چاندی کے وزن کی برابر جو کی دو ٹکیاں کھا لیتا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد تین شبانہ روز کا روزہ شروع کیا پھر سات پھر پچیس یوم کے روزے کو اپنا معمول بنالیا۔ لیکن بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ستر شبانہ روز کے بعد افطار کیا۔ اور کبھی چالیس شبانہ روز کے بعد صرف ایک بادام کھالیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے فاقہ کشی اور کھانے دونوں چیزوں کا تجربہ کرکے دیکھا تو ابتداءً بھوک سے نقاہت اور کھانے سے قوت محسوس ہوتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ بالکل اسی کے برعکس محسوس ہونے لگا۔ اس کے علاوہ شعبان کے روزوں کی فضیلت کی وجہ سے آپ ماہ شعبان میں بکثرت روزہ رکھتے تھے، اور پورے رمضان میں صرف ایک مرتبہ کھا پی لیتے بقیہ ایام قیام و عبادت ہی میں گذار دیتے۔ اور جس وقت اہل تستر نے آپ کے اوپر کفر کا فتویٰ عائد کیا تو آپ تمام اثاثہ صدقہ کرکے اس عہد کے ساتھ مکہ معظمہ کا رخ کیا کہ اب کبھی کسی سے کچھ نہ مانگوں گا۔ اور جب مسلسل فاقہ کشی کرتے ہوئے کوفہ پہنچے تو نفس نے تقاضا کیا کہ اگر آپ مجھے مچھلی اور روٹی کھلادیں تو میں مکہ معظمہ تک کچھ نہیں مانگوں گا۔ چنانچہ آپ نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک اونٹ چکی سے بندھا ہوا چکی چلا رہا ہے آپ نے چکی کے مالک سے پوچھا کہ دن بھر کی محنت کے بعد تم اونٹ والے کو کیا دیتے ہو۔ اس نے کہا کہ دو دینار۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو کھول کر مجھے باندھ دو اور دن بھر کے بعد بجائے دو کے ایک دینار دے دینا۔ اور جب شام کو ایک دینار مل گیا تو آپ نے مچھلی روٹی کھا کر نفس سے کہا کہ جس وقت بھی تو مجھ سے بھوک کی شکایت کرے گا تو اسی طرح محنت کرنا پڑے گی۔ پھر مکہ معظمہ پہنچ کر حج کیا اور حضرت ذوالنون سے بیعت ہو کر تستر واپس آ گئے۔

نہ تو آپ کبھی دیوار سے ٹیک لگاتے نہ پاؤں پھیلاتے اور نہ کبھی کسی کے سوال کا جواب دیتے۔ ایک مرتبہ مسلسل چار ماہ تک آپ کے پیر کی انگلیوں میں شدید درد رہا اور آپ نے انگلیوں کو باندھے رکھا۔ اور جب کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر جب اس شخص نے مصر پہنچ کر حضرت ذوالنون سے ملاقات کی تو ان کے پاؤں کی انگلیاں بھی بندھی ہوئی تھیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ چار ماہ سے درد میں مبتلا تھا پھر جب اس نے آپ سے حضرت سہل کا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سوائے سہل کے میرے درد سے باخبر ہو کر کوئی اس طرح پیروی کرے۔

استاد اچانک آپ نے ایک مرتبہ دیوار سے پشت لگا کر پاؤں پھیلاتے ہوئے لوگوں سے فرمایا کہ آج جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو۔ اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ آج یہ کیا عجیب ماجرا ہے تو فرمایا کہ جب تک استاد حیات تھے ان کا ادب لازمی تھا۔ یہ سن کر لوگوں نے تاریخ و وقت نوٹ کر لیے۔ اور معلومات کے بعد پتہ چلا کہ ٹھیک اسی وقت حضرت ذوالنون کا

Marfat.com

انتقال ہوا تھا۔

کرامت عمرو لیث ایک مرتبہ ایسا علیل ہوا کہ اطبا نے جواب دیا۔ چنانچہ اس نے عالم یاس میں آپ کو بلا کر دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ دعا اسی کے حق میں اثر انداز ہوتی ہے جو تائب ہو چکا ہو۔ لہٰذا پہلے تم توبہ کر کے قیدیوں کو رہا کر دو، اور جب اس نے حکم کی تعمیل کر دی تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ جس طرح تو نے اپنی نافرمانی کی ذلت اس کو عطا کی اسی طرح میری عبادت کی عظمت بھی اس کو دکھا دے۔ یہ کہتے ہی وہ تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور بہت سی دولت بطور نذرانہ پیش کرنی چاہی، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر کسی مرید نے راستہ میں عرض کیا کہ اگر آپ نذرانہ قبول کر لیتے تو میں قرض سے سبکدوش ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تجھے زر دیکھنا ہے تو سامنے دیکھ۔ اور جب اس نے نظر اٹھائی تو ہر سمت سونا ہی سونا نظر آیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ خدا نے جس کو یہ مرتبہ عطا کیا ہو اس کو دولت کی تمنا کیسے ہو سکتی ہے۔

جب سطح آب پر چلتے تو قدم کبھی تر نہیں ہوتے تھے۔ اور جب لوگوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کشتی کے بغیر پانی کے اوپر چلتے ہیں؛ فرمایا کہ مسجد کے مؤذن سے پوچھ لو یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ اور جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کا تو مجھے علم نہیں البتہ ایک مرتبہ آپ نہاتے ہوئے حوض پر پھسل کر گرنے کے قریب ہوئے تو میں نے تھام لیا۔ لیکن شیخ ابو علی دقاق کہتے ہیں کہ آپ بہت صاحب کرامت ہونے کے باوجود خود کو زمانہ کی نظروں سے چھپائے رکھتے تھے۔

نماز جمعہ سے قبل کوئی بزرگ ملاقات کے لئے آئے تو دیکھا کہ آپ کے نزدیک ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے بیٹھا ہے، اور جب وہ بزرگ اجازت لے کر قریب پہنچے تو فرمایا کہ جو حقیقت آسمان سے ناواقف ہوتا ہے وہی زمین کی چیزوں سے خوف کھاتا ہے پھر آپ نے ان بزرگ سے پوچھا کہ نماز جمعہ کے لئے کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسجد جامع تو یہاں سے ۲۴ گھنٹے کی مسافت کے فاصلے پر ہے۔ یہ سن کر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور چشم زدن میں مسجد کے اندر داخل ہو گئے اور نماز کے بعد لوگوں پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مخلص صاحب ایمان تو بہت قلیل ہیں البتہ کلمہ گو بہت زیادہ ہیں۔

ایک مرتبہ بیابان میں آپ کو ایک بہت ہی بدحال بڑھیا ملی چنانچہ جب آپ نے اس کی اعانت کرنی چاہی تو اس نے ہاتھ اٹھا کر مٹھی بند کر لی۔ اور جب مٹھی کھولی تو اس میں سونا تھا۔ پھر اس نے آپ سے کہا کہ تم تو جیب سے رقم نکالتے ہو لیکن مجھے غیب سے ملتی ہے۔ اور یہ کہہ کر اچانک غائب ہو گئی۔ اور جب آپ نے بیت اللہ پہنچ کر طواف شروع کیا تو دوران طواف دیکھا کہ کعبہ خود اس بڑھیا کا طواف کر رہا ہے۔ اور جب آپ اس کے نزدیک ہوئے تو اس نے کہا کہ جو اختیاری طور پر یہاں پہنچتا ہے اس کے لئے طواف کعبہ ضروری ہے لیکن جو اضطراری عالم میں آتے ہیں کعبہ خود ان کا طواف کرتا ہے۔

واقعات آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک ایسے خدا رسیدہ سے شرف نیاز حاصل ہوا ہے جو شب و روز دریا کے اندر مقیم رہتے ہیں۔ اور صرف پانچ وقت کی نمازوں کے لئے باہر نکلتے ہیں۔ لیکن ان کے اوپر پانی کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک پرندہ پکڑ پکڑ کر لوگوں کو جنت میں پہنچاتا

Marfat.com

ہے۔ اور جب مجھے حیرت ہوئی تو ندا آئی کہ یہ پرندہ دنیاوی تقویٰ ہے اور آج اہل تقویٰ اس کے طفیل میں داخل جنت ہو رہے ہیں
فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بہشت میں ہوں اور وہاں تین بزرگوں سے ملاقات کر کے یہ سوال کر رہا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ ڈراؤنی شے آپ کو کیا پیش آئی۔ انہوں نے جواب دیا کہ خاتمہ کا ڈر سب سے زیادہ تھا۔ پھر فرمایا کہ میں نے خواب میں ابلیس سے کہا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ پریشان کن کونسی شے ہے۔ اس نے کہا کہ بندے کا خدا کے ہمراہ راز و نیاز۔ ایک مرتبہ میں نے ابلیس سے پکڑ کر پوچھا کہ جب تک تو خدا کی وحدانیت کے متعلق نہیں بتائے گا میں نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس نے اس قدر تشریح کے ساتھ معارف وحدانیت بیان کئے کہ اس انداز میں کوئی عارف بھی بیان نہیں کر سکتا۔

ارشادات پیٹ بھر کر کھانے سے خواہشات نفسانی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہیں اور نفس اپنی مرادیں طلب کرنے لگتا ہے۔ فرمایا کہ حلال رزق سے محرومی خلوت نشینی کے لئے سود مند نہیں ہو سکتی اور حلال رزق اسی کو ملتا ہے، جس کو خدا چاہے۔ فرمایا کہ بد دل فاقہ کشی عبادت قبولیت سے محروم رہتی ہے اور جو بھوک و ذلت اور قناعت کو اپنا لیتا ہے اسی کو لذت عبادت بھی حاصل ہوتی ہے اور فاقہ کش کو ابلیس بھی فریب نہیں دے سکتا۔ اور رزق حلال سے مکمل اعضاء رجوع عبادت رہتے ہیں۔ اور حرام رزق سے رغبت اور معصیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ صدیقین اور شہداء کے سوا کسی کو فراخدلی حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اہل اخلاص کو مصائب کا شکار رہنا کہ اللہ تعالےٰ آزماتا ہے اور اگر وہ ثابت قدم رہتے ہیں تو قرب عطا کرتا ہے ورنہ آتش فراق میں ڈال دیتا ہے۔ فرمایا کہ خدا کے علاوہ کسی شے سے بھی طمانیت کا حصول حرام ہے اور جو اوامر و نواہی کی پابندی ہی نہیں کرتا وہ معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

وجد و حال فرمایا کہ جس وجد و حال کے لئے قرآن و حدیث میں استدلال نہ ہو وہ لغو و باطل ہے۔ فرمایا کہ دوسروں کی نسبت عالم کا درجہ بلند ہے لیکن عالم کی شناخت یہ ہے کہ ازل سے جو مقدرات قائم ہو چکے ہیں ان پر خوش رہے۔

علماء علماء کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ عالم جو اپنے علوم ظاہری کو لوگوں کے سامنے پیش کر دے۔ دوم وہ عالم جو علوم باطنی کو اہل باطن کے روبرو بیان کر دے، سوم وہ عالم جس کے علم کو اس کے اور خدا کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔ اور سب سے بڑی معصیت جہالت ہے۔ پھر فرمایا کہ اسلام کے تین زریں اصول ہیں۔ اول اخلاص و اعمال میں حضور اکرمؐ کی اتباع۔ دوم رزق حلال استعمال کرنا سوم افعال میں اخلاص پیدا کرنا۔ فرمایا کہ ابتداً توبہ ضروری ہے کہ لیکن خموشی اختیار کئے بغیر توبہ کا حصول ممکن نہیں اور ادائیگی حقوق کے بغیر رزق حلال کا حصول ناممکن ہے۔ اور جب تک اپنے تمام اعضا کی نگہداشت نہ کرے حقوق خداوندی ادا نہیں ہو سکتے اور ہماری تمام بیان کردہ باتیں توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔ فرمایا کہ افضل انسان وہی ہے جو بد خصلتی کو ترک کر کے نیک خصلت اختیار کرے۔ فرمایا کہ فقراء کو نظر تحقیر سے مت دیکھو کیونکہ ان میں اکثر نائب اور وارث انبیاء ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ عبودیت کا ابتدائی مقام اپنے اختیار و قوت سے خالی اور بیزار ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس کے ظاہر و باطن میں یگانگت نہ ہو اس کو صدق کی ہوا تک نہیں لگ سکتی۔ فرمایا کہ اہل بدعت سے تعلق قائم کرنے والے سے اللہ تعالےٰ اتباع سنت سلب کر لیتا ہے اور جو بد عملی کے افعال

Marfat.com

پر اظہارِ مسرت کرتا ہے اس سے نورِ ایمانی سلب کر لیا جاتا ہے۔ اور دنیا میں سنت ایک ایسی شے ہے جیسے آخرت میں جنت اور جس کو جنت حاصل ہو گئی اس سے غم و اندوہ کا خاتمہ ہو گیا اور جو متبع سنت ہو گیا اس سے بدعت دور ہو گئی۔ فرمایا کہ خدا کی یہ سب سے بڑی دین ہے کہ جس کے قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرما دے۔ اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کر دینا ہے۔ فرمایا کہ حرام شے سے کنارہ کش رہنے والا مامون ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ زیادہ متبرک قلب عارف ہے کیونکہ معرفت جیسی با برکت شے قلب عارف میں مقیم ہو جاتی ہے اور اگر قلب سے زیادہ کوئی دوسری شے متبرک ہوتی تو اسی کو معرفت عطا کی جاتی اور عارف کی پہچان یہ ہے کہ اس کے قلب میں ذکرِ الٰہی کا اضافہ ہوتا رہے۔ فرمایا کہ خدا سے بڑا کوئی معین و معاون نہیں اور حضور اکرمؐ سے زائد بڑا کوئی ہادی و رہنما نہیں۔ اور تقوے سے افضل کوئی زادِ راہ نہیں۔ اور صبر کا کوئی نعم البدل نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ پکار پکار کر فرماتا ہے کہ اے بندو میں تمہیں یاد کرتا ہوں، لیکن تم مجھے یاد نہیں کرتے، میں تمہیں اپنی جانب بلاتا ہوں اور تم مخالف سمت اختیار کرتے ہو۔ میں تم سے مصائب کو دور کرتا ہوں اور تم ارتکاب معصیت سے ان کو دعوت دیتے ہو۔ بھلا اس سے زیادہ ناانصافی اور کیا ہو سکتی ہے اور محشر میں تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔ فرمایا کہ جس نے نفس پر قبضہ کر لیا وہ پورے عالم پر قابض ہو گیا۔ فرمایا کہ موافقت نفس صدیقین کا پہلا گناہ ہے۔ کیونکہ مخالفت نفس سے بہتر کوئی عبادت نہیں۔ اور جس نے نفس کو شناخت کر لیا اس نے خدا کو پہچان لیا اور جس نے خدا کو پہچان لیا اس نے ہر شے حاصل کر لی۔ فرمایا کہ صادقین پر خدا ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کو اوقات نماز سے مطلع کرتا رہتا ہے اور اگر وہ سو جاتا ہے تو بیدار کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ صوفیا وہ ہیں جو کدورت سے پاک غور و فکر کے عادی خالق سے نزدیک اور مخلوق سے دور رہتے ہیں۔ اور خاک و سونے میں ان کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور کم کھانا، مخلوق سے فرار اختیار کرنا خالق کی عبادت کرنا عین تصوّف ہے۔

توکل

فرمایا کہ توکل انبیاء کرام کی پسندیدہ شے ہے۔ اسی لئے متبعین کے لئے اتباعِ سنت ضروری ہے۔ اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے سامنے اس طرح رہے جیسے غسّال کے سامنے میت پڑی رہتی ہے اور متوکل کی شناخت یہ ہے کہ نہ تو کسی سے طلب کرے اور نہ بغیر طلب کسی سے کچھ لے۔ بلکہ اگر کوئی کچھ دے بھی دے تو اس کو صدقہ کر دے۔ اور مواعید خداوندی پر صدق دلی سے ایمان رکھے۔ اور خواہ کچھ پاس ہو یا نہ ہو، ہر حال میں مسرور رہے۔ لیکن توکل بھی اسی کو نصیب ہوتا ہے جو دنیا کو چھوڑ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے۔ اور توکل ہی ایک ایسی شے ہے جس میں سوائے اچھائی کے برائی کا کوئی پہلو ہی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ دوستی کا مفہوم یہ ہے کہ فرمانبرداری پر آمادہ رہتے ہوئے مخالف چیزوں سے فرار اختیار کرے اور تمام راحتیں بھی اسی کا مقدر ہیں جو خدا کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ حیا کا پہلو خوف سے بلند ہے کیونکہ حیا صرف اہل اللہ کے لئے مخصوص ہے اور خوف تمام عالم کے لئے ہے اور دین و دنیا سے خائف نہ ہونے کا نام مراقبہ ہے اور ایمان صرف بیم و رجا کے مابین ہی ملتا ہے۔ اور متکبر کو بیم و رجا حاصل ہی نہیں ہوتے۔ فرمایا کہ نواہی سے احتراز کرنے کا نام خوف اور اوامر کی پا بجائی کو رجا کہا جاتا ہے اور حصول علم کا دار و مدار بھی خوف ہی پر ہے اور سب سے بڑا خائف وہی ہے جس کو یہ خوف رہے کہ نہ جانے نوشتہ تقدیر کیا ہے۔

ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں بہت بڑا خائف ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تو نے انقطاع باطن کی وجہ سے خدا کو شناخت نہیں کیا پھر بھلا خوف سے تجھکو کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ فرمایا کہ زہد کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہ ہے کہ لباس و طعام میں زہد اختیار کرے کیونکہ طعام کا انجام غلاظت اور لباس کا انجام پھٹنا ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ میل ملاپ کا انجام فراق ہے۔ اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ دنیا کو فانی تصور کرتا رہے۔ فرمایا کہ نفس کو پس پشت ڈالدینے کا نام ورع ہے اور اتباع نفس کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی خدا کے دشمن کو دوست رکھے۔ پھر فرمایا کہ تجلّی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول تجلّی ذات جس کو مکاشفہ اور اسرار خداوندی سے تعبیر کیا جاتا ہے دوم تجلّی صفات جو مرکز نور ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ورع کا ابتدائی درجہ زہد ہے اور زہد کا پہلا درجہ توکل ہے اور توکل کا ابتدائی درجہ معرفت اور معرفت کا پہلا مقام قناعت اور قناعت کا ابتدائی درجہ ترک خواہشات ہے اور ترک خواہشات کا پہلا درجہ رضائے الہٰی اور رضائے الہٰی کا پہلا درجہ موافقت ہے۔

فرمایا کہ نفس کے لئے سب سے دشوار مرحلہ اخلاص ہے اور اخلاص کا مفہوم یہ ہے کہ بلا کسی تصرف و تغلب کے دین کو اسی طرح واپس کرنا ہے جس طرح حاصل کیا تھا۔ پھر فرمایا کہ پورے دن غلط راستے سے بچنا پوری شب کی نمازوں سے بہتر ہے۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ میں بغیر حکم کے رزق تلاش نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات صدیق یا زندیق کے کوئی نہیں کہہ سکتا فرمایا کہ شب و روز میں صرف ایک مرتبہ کھانا صدیقین کا شیوہ ہے۔ اور دو مرتبہ کھانا مومنین کی عادت ہے اور تین مرتبہ کھانا چرنے والوں کا کام ہے۔ فرمایا کہ اخلاق حسنہ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ لوگوں کے قصور معاف کرتے ہوئے برائی کا بدلہ نہ لے۔ فرمایا کہ مرض و بلا اور بھوک پر قابو پانے اور اِلّا ماشاءَ اللّٰہ کہنے سے بندہ خدا کے کرم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ نجات خموشی تنہائی اور کم کھانے میں ہے کسی نے عرض کیا کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ میرے بعد کس کی صحبت اختیار کروگے، اس نے کہا کہ خدا کی صحبت آپ نے فرمایا کہ ابھی سے اس کی صحبت اختیار کرلو۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا شیر آپ کے نزدیک آجاتا ہے فرمایا کہ جب میں اس کو کتا کہہ کر آواز دیتا ہوں تو آجاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ عارفین کی صحبت تمام امور سے افضل ہے۔

آپ اس طرح مناجات کرتے تھے کہ اے اللہ! میں کسی لائق بھی نہیں پھر بھی تو مجھے یاد کرتا ہے اور میرے لئے یہی خوشی بہت ہے اور وفات کے قریب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے مرنے کے بعد خلیفہ کون ہوگا اور برسر منبر وعظ کون کہے گا۔ فرمایا کہ شاد دلگیر آتش پرست میرا خلیفہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اس کو بلوا کر فرمایا کہ میری موت سے تین یوم بعد نماز ظہر کے وقت سے وعظ کہنا اور جب تیسرے دن تمام لوگ جمع ہوئے اور وہ اپنے مذہبی لباس میں منبر پر پہنچا تو لوگوں سے کہا کہ تمہارے سردار نے مجھے راہنما بنایا ہے اور مجھ سے یہ بھی فرمادیا ہے کہ تیری آتش پرستی ترک کردینے کا وقت آپہونچا ہے۔ یہ کہتے ہی اس نے اپنا لبادہ اتار کر کلمہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہوگیا۔ اس کے بعد لوگوں کو نصیحت کی کہ میں تو ظاہری لبادہ اتار کر مسلمان ہوگیا لیکن اگر تم روز محشر اپنے مرشد سے ملنا چاہتے ہو تو باطنی زنّار کاٹ کر پھینک دو۔ اس جملہ سے اہل مجلس اس درجہ متاثر ہوئے کہ مضطربانہ طور پر رونے لگے۔

آپ کے جنازے میں کثیر مجمع کے ساتھ ایک آتش پرست بھی شامل تھا اور اس نے لوگوں کو بتایا کہ ملائکہ کے گروہ در گروہ

Marfat.com

آپ کا جنازہ اٹھا رہے ہیں۔

حضرت ابو طلحہ مالک سے روایت ہے کہ آپ حالت صوم میں دنیا کے اندر تشریف لائے اور روزے ہی کی حالت میں رخصت ہو گئے۔ ایک شخص آپ کے سامنے سے گذرا تو فرمایا کہ یہ اہل باطن ہے اور آپ کی وفات کے بعد اسی شخص کو آپ کے مزار پر دیکھ کر کسی نے کہا کہ حضرت سہل تو آپ کو اہل باطن کہا کرتے تھے لہٰذا کوئی کرامت ہمیں بھی دکھا دیجئے چنانچہ اس نے قبر سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سہل کچھ تو فرمایئے اور اندر سے یہ آواز آئی کہ خدا کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ سہل کہنے والے کی قبر منور ہو جاتی ہے آواز آئی کہ میری قبر بھی خدا نے منور کر دی۔

باب ۲۹

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ طریقت و حقیقت کے مقتدا و پیشوا تھے۔ لیکن آپ کے والدین نصرانی تھے اور جب آپ کو داخل مکتب کیا گیا تو معلم نے یہ درس دینا چاہا کہ ثالث ثلاثہ یعنی خدا تین ہیں۔ آپ نے کہا کہ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وہ خدا تو ایک ہے، اور زدوکوب کرنے کے باوجود بھی آپ نے خدا کو تین نہیں کہا اور وہاں سے فرار ہو کر حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انہیں سے بیعت حاصل کی۔ لیکن فرار ہونے کے بعد والدین کو خیال آیا کہ وہ کسی مذہب پر بھی رہتا لیکن کاش ہمارے پاس رہتا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ گھر لوٹے تو آپ کے احوال سے متاثر ہو کر والدین بھی مسلمان ہو گئے۔ اور بہت عرصہ حضرت داؤد طائی کی خدمت میں رہ کر فیوض باطنی سے سیراب ہوتے رہے۔

حضرت محمد بن طوسی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک نشان دیکھ کر پوچھا کہ کل تک تو یہ نشان آپ کو نہیں تھا، پھر آج کیسے ہو گیا۔ فرمایا کہ رات کو حالت نماز میں مجھے مکہ معظمہ پہنچنے کا تصور آ گیا اور وہاں پہنچ کر طواف کعبہ کے بعد جب چاہ زمزم پر پہنچا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور یہ اسی کا نشان ہے۔

حالات ایک مرتبہ قرآن و مصلےٰ مسجد میں چھوڑ کر آپ دریا پر پاکیزگی کی نیت سے تشریف لے گئے۔ در این اثنا ایک بڑھیا آپ کا قرآن و مصلےٰ مسجد سے اٹھا کر چلتی بنی۔ اور جب راستہ میں آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے گردن جھکائے ہوئے بڑھیا سے فرمایا کہ کیا تمہارا کوئی بچہ قرآن پڑھتا ہے۔ اور بڑھیا نے جب نفی میں جواب دیا تو فرمایا کہ میرا قرآن تو واپس کر دو البتہ مصلےٰ میں نے تمہیں ہبہ کر دیا۔ چنانچہ وہ بڑھیا آپ کے حلم سے اس درجہ متاثر ہوئی کہ دونوں چیزیں آپ کو واپس کر دیں۔

Marfat.com

آپ کچھ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مجمع رقص و سرود اور مے نوشی میں مصروف مل گیا۔ اور جب آپ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ اے اللہ جس طرح آج تو نے ان کو بہتر عیش دے رکھا ہے آئندہ اس سے بھی بہتر عیش ان کو عطا کرنا۔ اس دعا کے ساتھ ہی وہ مجمع شراب و رباب پھینک کر آپ کے سامنے آیا اور بیعت حاصل کر کے افعال قبیحہ سے تائب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو شیرینی سے مر سکتا ہو اس کو زہر دینے سے کیا حاصل۔

حضرت سری سقطی سے روایت ہے کہ عید کے دن میں نے آپ کو کھجوریں چنتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ سامنے والا یتیم بچہ اس لئے اُداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور میرے پاس کپڑے تک نہیں۔ اسی لئے میں کھجوریں چن کر فروخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے لئے کپڑے فراہم کر سکوں۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ یہ کام تو میں بھی انجام دے سکتا ہوں آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں بچے کو ہمراہ لے کر آیا اور اس کو نیا لباس پہنا دیا اور اس کے صلہ میں جو نور مجھ کو عطا کیا گیا اس سے میری حالت ہی بدل گئی۔

قبلہ کا صحیح رُخ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے آپ کے ایک مہمان نے غلط سمت کی جانب منہ کر کے نماز ادا کر لی اور نماز کے بعد جب اس کو صحیح سمت معلوم ہوئی تو اس نے آپ سے عرض کیا کہ جب میں نے نیت باندھی تھی اس وقت آپ نے آگاہ کیوں نہیں کیا۔ فرمایا کہ فقراء کو دوسروں کے امور میں اس وقت مداخلت کی حاجت ہوتی ہے جب انہیں اپنے امور سے مہلت مل جائے۔

آپ کے ماموں کوتوال شہر تھے انہوں نے آپ کو جنگل میں اس حالت سے دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک اس کو کھلاتے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر ماموں نے کہا کہ تم کو حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو، آپ نے کہا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں اور یہ کہہ کر جب آپ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں سے ڈھانپے ہوئے آپ کے دست مبارک پر آ بیٹھا، اور آپ نے ماموں سے فرمایا کہ خدا سے حیا کرنے والی ہر شے حیا کرتی ہے۔

ایک مرتبہ عالم وجد میں ستون کے ساتھ اتنی زور سے چمٹ گئے کہ وہ ستون ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قریب ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ تین چیزیں شجاعت کا مظہر ہیں۔ اول وعدہ وفا کرنا دوم ایسی ستائش جس میں جود و سخا کا تصور تک نہ ہو سوم بلا طلب کے عطا کر دینا۔

ارشادات فرمایا کہ نفس کی اتباع خدا کی گرفت ہے اور جو خدا کو یاد کرتا ہے وہ اس کا محبوب ہے اور وہ جس کو محبوب بنا لے اس پر خیر کے دروازے کھول کر شر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ لغو باتیں گمراہی کی دلیل ہیں اور غافل نہ ہونا حقیقت وفا کی نشانی ہے۔ فرمایا کہ اعمال صالحہ کے بغیر جنت کی طلب اور اتباع سنت کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا حماقت ہے۔ اور حقائق کو معتبر تصور کرتے ہوئے دقیق مسائل بیان کرنا اور مخلوق سے امید وابستہ نہ کرنا خالص تصوف ہے لہٰذا مخلوق سے اس لئے کر خدا سے طلب کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ شر کو نظر انداز کر کے کسی کی برائی یا بھلائی نہ کرو۔ فرمایا کہ حبّ دنیا سے کنارہ کش رہنے والا حبّ الٰہی کے ذائقہ سے لذت حاصل کرتا ہے لیکن یہ محبت بھی اس کے کرم سے نصیب ہوتی ہے۔ فرمایا کہ عارفین خود سراپا دولت ہیں انہیں کسی دولت کی حاجت نہیں۔

آپ ایک مرتبہ بڑی خوش دلی کے ساتھ کوئی چیز تناول فرما رہے تھے تو لوگوں نے پوچھا کہ ایسی کیا شے ہے جو آپ اس قدر

Marfat.com

مسرت کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ فرمایا کہ میری مسرت کی یہ وجہ ہے کہ میں خدا تعالےٰ کا مہمان ہوں اور جو وہ عطا کرتا ہے کھا لیتا ہوں۔ اور اکثر آپ اپنے نفس سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو چھوڑ دے تاکہ تجھے بھی چھٹکارا مل جائے۔ فرمایا کہ خدا پر توکل کرنے والا مخلوق کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے۔ فرمایا کہ اس چیز سے ڈرتے رہو کہ خدا کی نظریں تم پر ہیں۔

حضرت سری سقطی سے روایت ہے کہ آپ نے مجھے یہ ہدایت فرمائی کہ جب تمہیں کچھ طلب کرنا ہو تو کرنے تو اس طرح طلب کیا کرو کہ اے خدا بحق معروف کرخی مجھ کو فلاں شے عطا کر دے تو وہ شے یقیناً تم کو مل جائے گی۔ پھر سری سقطی نے فرمایا کہ دم مرگ آپ نے مجھے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو بالکل برہنہ دفن کرنا کیونکہ میں دنیا میں بھی برہنہ ہی آیا تھا۔ اس کے بعد آپ انتقال کر گئے اور آپ کا مزار مبارک آج تک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ اور لوگوں کی تمام مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

واقعہ جنازہ وفات کے بعد ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مسلک کے مطابق آپ کی میت اٹھانے پر آمادہ پیکار تھے۔ یہ دیکھ کر آپ کے ایک خادم نے بتایا کہ آپ کی یہ وصیت تھی کہ جس مذہب کے لوگ زمین سے میرا جنازہ اٹھالیں وہی دفن بھی کریں۔ چنانچہ مسلمانوں کے علاوہ کسی سے بھی آپ کا جنازہ نہ اٹھ سکا۔ اور اسلامی احکام کے مطابق آپ کی تجہیز و تکفین کی گئی۔

ایک مرتبہ آپ بازار سے گذرے تو دیکھا کہ ایک بہشتی یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ جو میرا پانی پی لے اس کی مغفرت فرما دے، چنانچہ نفلی روزے کے باوجود آپ نے پانی پی لیا۔ اور جب لوگوں نے کہا کہ آپ کا تو روزہ تھا۔ تو فرمایا کہ میں نے تو بہشتی کی دعا پر پانی پی لیا۔ پھر انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا کہ بہشتی کی دعا سے مغفرت فرمادی۔

حضرت محمد حسین نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ میری مغفرت فرمادی۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ کیا عبادت و زہد کی وجہ سے مغفرت ہوئی تو فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے ابن سماک کی اس نصیحت پر عمل کیا تھا کہ جو دنیا سے انقطاع کر کے رجوع الی اللہ ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ بھی اس کی جانب رجوع ہوتا ہے۔

حضرت سری سقطی سے روایت ہے کہ میں نے آپ کو خواب میں تحت العرش اس طرح دیکھا کہ آپ پر غشی طاری ہے اور پوچھا جا رہا ہے کہ یہ کون ہے؟ اس سوال پر فرشتے کہہ رہے ہیں کہ تو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر آواز آئی کہ یہ معروف کرخی ہے جس کو ہماری محبت نے بے خود بنا دیا ہے۔ اور اب ہمارے دیدار کے بغیر اس کو ہوش نہیں آ سکتا۔

Marfat.com

باب ۳۰
حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ اہلِ کمال میں پہلے فرد ہیں جنہوں نے بغداد میں حقائق و توحید کی بنیاد ڈالی۔ آپ معروف کرخی سے بیعت، اور حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ اس کے علاوہ حبیب راعی سے بھی شرف نیاز حاصل رہا۔

حالات ابتدائی دور میں آپ ایک دوکان میں سکونت پذیر رہے اور اسی میں ایک پردہ ڈال کر ایک ہزار نوافل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی دوران ایک شخص کوہ لگام سے حاضر ہوا اور پردہ اٹھا کر سلام کے بعد عرض کیا کہ کوہ لگام کے فلاں بزرگ نے آپ کو سلام کہا ہے آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ مخلوق سے منقطع ہو کر عبادت کرنا مردوں کا کام ہے۔ اور زندہ وہ ہیں جو مخلوق سے وابستہ رہ کر یادِ الٰہی کرتے ہیں۔

آپ تجارت میں دس دینار پر صرف نصف دینار نفع لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی سے ساٹھ دینار کے بادام خریدے لیکن اس کے بعد قیمتیں بڑھ گئیں اور دلال نے نوے دینار لگا دیئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کر سکتا۔ ابتداء میں آپ سقط فروشی کرتے تھے اور سقط فروش اسے کہتے ہیں جو گرے پڑے پھل فروخت کرتا ہے۔ اسی دوران بغداد کے بازار میں آگ لگی لیکن آپ کی دوکان محفوظ رہ گئی اور آپ نے بطور شکرانہ کے دوکان کا تمام مال صدقہ کر دیا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حبیب راعی میری دوکان پر تشریف لائے اور ایک یتیم بچہ بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس بچے کو کپڑے دلوادو۔ اور جب میں نے تعمیل کر دی تو آپ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ مراتب عطا کرے کہ تم دنیا کو اپنا غنیم تصور کرنے لگو۔ چنانچہ اس دن سے خدا نے مجھے عظیم مراتب سے نوازا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے میرے نفس کو شہد کی خواہش ہے لیکن آج تک میں نے اس کی خواہش پوری نہیں کی۔ پھر فرمایا کہ میں ہر یوم اس لئے آئینہ دیکھتا ہوں کہ شاید معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔ فرمایا کہ کاش پورے عالم کے الآم مجھے مل جاتے تاکہ تمام لوگوں کو غموں سے رہائی حاصل ہو جاتی۔ فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے سامنے میں داڑھی میں خلال کرتا ہوں تو یہ ڈرتا ہوں کہ کہیں منافقین میں میرا شمار نہ ہو جائے۔

ظاہر پرستی آپ بہت منہ بنا کر سلام کا جواب دیا کرتے تھے اور جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کسی کو سلام کرتا ہے اس پر خدا کی طرف سے سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں جس میں نوے رحمتیں اس کو ملتی ہیں جو دونوں میں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے۔ لہٰذا میں منہ بنا کر اس لئے جواب دیتا ہوں کہ مجھ سے زائد رحمتیں سلام کرنے والے کو حاصل ہو جائیں

آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے خواب میں پوچھا کہ جب آپ خدا سے محبت کرتے تھے تو حضرت یوسفؑ کی محبت کیوں تھی۔ اسی وقت ندائے غیبی آئی کہ اے سری پاس ادب ملحوظ رہے۔ پھر اس کے بعد جب آپ کو خواب میں حسن یوسف سے دوچار کیا گیا تو چیخ مار کر تیرہ یوم غشی کی حالت میں پڑے رہے۔ اور ہوش آنے کے بعد یہ ندا سنی کہ جو ہمارے محبوبوں سے گستاخی کرتا ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

کسی خدارسیدہ سے آپ نے ان کا نام پوچھا تو فرمایا کہ ھُوَ، پھر سوال کیا کہ آپ کھاتے پیتے کیا ہیں۔ انہوں نے پھر جواب میں ھُوَ کہا۔ غرض کہ جب ہر سوال کے جواب میں وہ یہی کہتے رہے تو آپ نے پوچھا کہ ھُوَ سے مراد کیا اللہ ہے۔ یہ سنتے ہی وہ بزرگ چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت جنید بغدادی سے روایت ہے کہ جب حضرت سری سقطی نے مجھ سے محبت کا مفہوم دریافت کیا تو میں نے کہا کہ بعض حضرات موافقت کو اور بعض اشارت کو محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے ہاتھ کی کھال کھینچ کر اوپر اٹھانا چاہا تو وہ اپنی جگہ جمی رہی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ صرف محبت ہی کی وجہ سے میری کھال خشک ہو گئی تو میں اپنے دعوے میں حق بجانب ہوں گا اور یہ فرماتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ لیکن آپ کا روئے مبارک مہر درخشاں کی طرح دمک رہا تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ محبت بندے کو ایسا کر دیتی ہے کہ شمشیر و سناں کی اذیت بھی اس کو محسوس نہیں ہوتی۔ اور اس سے پہلے میں بھی محبت کی حقیقت سے ناآشنا تھا لیکن خدا نے جب آگاہ فرما دیا تب مجھے محبت کا صحیح مفہوم معلوم ہوا۔

جب آپ کو یہ علم ہو جاتا کہ لوگ میرے پاس حصول تعلیم کی غرض سے آرہے ہیں تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ ان کو وہ تعلیم عطا کر دے جس میں میری احتیاج ہی باقی نہ رہے اور مجھے یہ لوگ تیری عبادت سے غافل نہ کر سکیں۔ ایک شخص مکمل تیس سال سے عبادات و مجاہدات میں سرگرم عمل تھا اور لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ درجہ کیسے ملا۔ تو جواب دیا کہ میں نے ایک روز حضرت سری سقطی کے دروازے پر جا کر جب انہیں آواز دی تو پوچھا کہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا ایک شناسا۔ یہ سن کر آپ نے یہ دعا دی کہ اے اللہ اس کو ایسا بنا دے کہ تیرے سوا کسی سے شناسائی نہ رہے۔ چنانچہ اسی دن سے مجھے مراتب حاصل ہونے شروع ہو گئے۔ اور آج اس درجہ تک پہنچ گیا۔

ایک مرتبہ دوران وعظ مصاحب کا نائب احمد بن یزید بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مجلس وعظ میں آپہنچا اور اس وقت آپ کے وعظ کا یہ موضوع تھا کہ مخلوقات میں کوئی مخلوق بھی انسان سے کمزور نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی انسان بڑے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ اس تقریر کا احمد بن یزید پر ایسا اثر ہوا کہ گھر پہنچ کر بلا کھائے پیئے پوری رات عبادت میں مشغول رہا اور صبح کو مضطربانہ طور پر فقیرانہ لباس میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کے بیان سے کل جو میرے اوپر تاثر قائم ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے اور حب دنیا سے نجات حاصل کر کے گوشہ نشینی کا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا آپ راہ طریقت کی تعلیم سے آراستہ فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ عام تعلیم تو یہ ہے کہ پنجگانہ نماز ادا کرتے ہوئے احکام شرعیہ کی پابندی کرو۔ اور سلوک کی خاص تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو خیرباد کہہ کر اس طرح مصروف عبادت ہو جاؤ کہ خدا کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور اگر کوئی دینا بھی چاہے جب بھی مت لو۔ یہ سن کر احمد بن یزید نحیف و نزار

Marfat.com

نامعلوم سمت کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ روتی پیٹتی آپ کے پاس پہنچیں اور عرض کیا کہ میرا تو ایک ہی بچہ تھا اور وہ بھی آپ کی صحبت میں دیوانہ ہو کر نہ جانے کہاں چلا گیا۔ آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ آ جائے گا تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔

ایک دن احمد بن یزید نحیف و نزار حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے خواب غفلت سے بیدار کر کے جو کرم مجھ پر فرمایا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ دریں اثنا احمد بن یزید کی والدہ اور بیوی بچے بھی آ گئے اور ان کی زبوں حالی دیکھ کر لپٹ کر رونے لگے، اور ان کے ساتھ ساتھ اہل مجلس پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ پھر والدہ اور بیوی نے جب گھر چلنے پر اصرار کیا تو انکار کر دیا جس پر بیوی نے کہا کہ اپنے بچے کو بھی ہمراہ رکھو۔ چنانچہ آپ نے اس کا لباس اتار کر کمبل اوڑھا یا اور ہاتھ میں زنبیل دے کر ساتھ لے کر چلنے لگے تو ماں سے بچے کا یہ حال نہیں دیکھا گیا اور اس کو ساتھ نہیں جانے دیا۔ پھر برسوں کے بعد حضرت سری سے کسی نے آکر عرض کیا کہ مجھ کو احمد بن یزید نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ میری موت قریب ہے اگر آپ قدم رنجہ فرمائیں تو بہتر ہو گا۔ اور جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ قبرستان میں مٹی کے ڈھیر پر پڑے آہستہ آہستہ یہ کہہ رہے ہیں۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ۔ چنانچہ جس وقت ان کا سر آپ نے اپنی آغوش میں رکھا تو انہوں نے آنکھ کھول کر کہا آپ بالکل خاتمہ کے وقت پہنچے ہیں یہ کہہ کر آپ کی آغوش ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے اور جب آپ ان کی تجہیز و تکفین کے سامان کی خاطر شہر کی جانب روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک جم غفیر ملا اور لوگوں نے کہا کہ ہم نے یہ ندائے آسمانی سنی ہے کہ ہمارے مخصوص ولی کی نماز ادا کرنا چاہیے وہ شونیزیہ کے قبرستان میں پہنچ جائے چنانچہ ہم سب وہیں جا رہے ہیں۔

ارشادات

اپنی جوانی کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ عبادت تو عہد شباب ہی میں کرنی چاہیے۔ پھر فرمایا کہ مالدار ہمسایا، بازاری قاری اور امیر علماء سے دور ہی رہنا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ سلامتی دین اور سکون جسم و جان صرف گوشہ نشینی ہی میں ہے۔ فرمایا کہ پانچ چیزیں چھوڑ کر تمام عالم بے سود ہے۔ اول کھانا، لیکن بقائے زندگی کی حد تک، دوم پانی صرف رفع تشنگی کے لئے، سوم لباس صرف ستر پوشی کی حد تک چہارم مکان صرف سکونت کے لئے، پنجم علم، عمل کی حد تک۔ فرمایا کہ خواہشات کی حد تک گناہ قابل معافی ہے، لیکن کبر و نخوت کی بنیاد پر ہر گناہ ناقابل معافی ہے۔ کیونکہ حضرت آدم کی لغزش خواہش کی بنیاد پر تھی اور ابلیس کی خواہش کبر و نخوت کی وجہ سے تھی۔ فرمایا کہ جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے کے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے۔ فرمایا کہ ایسے افراد بہت قلیل ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ اور جو قدر نعمت نہیں کرتا نعمت اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔

فرمایا کہ جو خدا کا اطاعت گذار ہوتا ہے پورا عالم اس کے زیر نگیں رہتا ہے فرمایا کہ زبان و رخ سے قلبی کیفیات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن قلب کی بھی تین قسمیں ہیں اول وہ قلب جو کوہ گراں کی طرح اپنی جگہ اٹل رہے۔ دوم وہ قلب جو مستحکم درخت کی طرح ہو لیکن باد تند کے جھونکے کبھی اس کو ہلا بھی دیتے ہوں، سوم وہ قلب جو پرندوں کی مانند ہوا میں پرواز کرتے ہیں۔ فرمایا کہ انس و حیا قلب کے دروازے پر پہنچتے ہیں لیکن اگر قلب میں زہد و ورع کا وجود ہوتا ہے تو مقیم ہو جاتے ہیں۔ ورنہ وہیں سے لوٹ آتے ہیں۔ فرمایا کہ جس قلب میں کوئی اور شے مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں۔ خوف، رجا، حیا، انس، محبت، اور ہر مقرب بارگاہ کو اس کے قرب کے

مطابق ہی فہم عطا کی جاتی ہے۔ فرمایا کہ رموز قرآنی کی تفہیم کے لئے غور و فکر کرنے والا ہی سب سے زیادہ دانشمند ہے۔ فرمایا کہ حشر میں امتوں کو انبیاء کرام کی جانب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔ فرمایا کہ عارفین کا بلند مقام شوق ہے اور عارف وہ ہے جو کم کھائے، کم سوئے اور کم آرام کرے اور عارف مہر تاباں کی مانند سب کو منور کر دیتا ہے اور زمین کی طرح ہر شے کا بار سنبھالے رکھتا ہے۔ آگ کی طرح سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیات تازہ دے کر سیراب کرتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ مخلوق سے کچھ نہ طلب کرتے ہوئے دنیا سے متنفر رہنے کا نام زہد ہے۔ فرمایا کہ خود کو فنا کر دینے کے بعد عارف کو سکون ملتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے زہد کے تمام وسائل اختیار کئے لیکن حقیقی زہد سے محروم رہا۔ فرمایا کہ ریا کاری سے ملنا خدا سے دور کر دیتا ہے۔ اور کثرت سے میل ملاپ رکھنے والے کو صدق حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے کے بجائے ان کی اذیت رسانی پر صبر سے کام لے اور غصہ پر قابو پانا بھی داخل اخلاق ہے۔ فرمایا کہ گناہ سے احتراز کرنا صرف تین وجہ سے ہوتا ہے اول خواہش جنت سے۔ دوم خوف جہنم سے، سوم خدا کی شرم سے۔ فرمایا کہ عبادات کو خواہشات پر ترجیح دینے سے بندہ عروج کمال تک پہنچ جاتا ہے، ایک مرتبہ صبر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کئی مرتبہ بچھو نے کاٹا لیکن آپ نے اُف تک نہ کی۔ اپنی مناجات میں آپ یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ تیری عظمت نے مناجات سے روکا اور تیری معرفت نے انس عطا کیا۔ اور اگر زبان سے ذکر کرنے کو منع فرما دیتا تو میں زبان سے کبھی تجھے یاد نہ کرتا کیونکہ زبان میں تیری صفات بیان کرنے کی قدرت ہی نہیں ہے۔

حضرت جنید بغدادی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں بغداد میں مرنے کو اس لئے ناپسندیدہ سمجھتا ہوں کہ یہاں کی زمین مجھ کو قبول نہیں کرے گی اور مجھ سے حسن ظن رکھنے والے بدظنی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حضرت جنید کہتے ہیں کہ جب میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو گرمی کی وجہ سے میں نے آپ کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا، مگر آپ نے روکتے ہوئے فرمایا کہ آگ اور بھڑکنے لگتی ہے اور میری مزاج پرسی پر فرمایا کہ بندہ تو مملوک ہے اور اس کو کسی شے پر قدرت حاصل نہیں۔ پھر جب میں نے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا، کہ مخلوق میں رہتے ہوئے خالق سے غافل نہ ہونا۔ یہ کہہ کر آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

باب ١٣١

حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا شمار مشائخین کرام میں ہوتا ہے اور آپ کو ذکر الٰہی سے محبت اور مخلوق سے نفرت تھی۔ منقول ہے کہ کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ فتح موصلی جاہل ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو دنیا کو خیر باد کہدے اس سے زیادہ بڑا عالم کون ہو سکتا ہے۔

حالات ایک مرتبہ رات گئے حضرت سری سقطی آپ سے ملاقات کے لئے چلے تو راستہ میں سپاہیوں نے چور سمجھ کر گرفتار کر لیا۔ اور صبح کو جب تمام قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا تو آپ کے نمبر پر جلاد نے ہاتھ روک لیا اور جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ ایک بوڑھے خدا رسیدہ میرے سامنے کھڑے منع کر رہے ہیں اور وہ بزرگ حضرت فتح موصلی ہیں چنانچہ آپ کو رہا کر دیا گیا۔ اور آپ فتح موصلی کے ہمراہ چلے گئے۔

ایک مرتبہ آپ نے لوہار کی بھٹی میں ہاتھ ڈال کر لوہے کا ایک گرم ٹکڑا ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اس کا نام صدق ہے۔ آپ نے حضرت علی سے خواب میں نصیحت کرنے کی استدعا کی تو انہوں نے فرمایا کہ بہ نیت ثواب امراء کے لئے فقراء کی تواضع احسن ہے لیکن اس سے زیادہ احسن یہ ہے کہ فقراء امراء سے نفرت کریں۔

ایک شکستہ حال نوجوان سے مسجد میں آپ کی ملاقات ہوئی تو اس نے عرض کیا کہ میں ایک مسافر ہوں اور چونکہ مقیم لوگوں پر مسافر کا حق ہوتا ہے اس لئے میں یہ کہنے حاضر ہوا ہوں کہ کل فلاں مقام پر میری موت واقع ہوگی لہٰذا آپ غسل دے کر انہیں بوسیدہ کپڑوں میں مجھے دفن کر دیں چنانچہ جب اگلے دن آپ وہاں تشریف لے گئے تو اس نوجوان کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور آپ جب اس کی وصیت کے مطابق عمل کر کے قبرستان سے واپس ہونے لگے تو قبر میں سے آواز آئی کہ اے فتح موصلی اگر مجھے قرب خداوندی حاصل ہو گیا تو میں آپ کو اس کا صلہ دوں گا۔ پھر کہا کہ دنیا میں یوں زندگی بسر کرو کہ حیات ابدی حاصل ہو جائے۔

ایک مرتبہ گریہ وزاری کرتے کرتے آپ کی آنکھوں سے اشکوں کے بجائے لہو جاری ہو گیا۔ اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس قدر کیوں روتے رہتے ہیں تو فرمایا کہ خوف معصیت سے۔

کسی نے بطور نذرانہ پچاس درہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ جس کو بغیر طلب کچھ حاصل ہو اگر وہ قبول نہ کرے تو اس کو نعمت خداوندی کا منکر کہا جائے گا۔ یہ سن کر آپ نے صرف اس میں ایک درہم اٹھا لیا تاکہ کفران نعمت نہ ہو۔

Marfat.com

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تیس سال ابدالین سے نیاز حاصل کیا اور سب ہی نے یہ نصیحت کی کہ مخلوق سے کنارہ کشی کرو اور کم کھاؤ جس طرح مریض پر بلاوجہ کھانا پانی بند کرنے سے موت واقع ہو جاتی ہے اسی طرح علم و حکمت اور مشائخین کی نصیحت کے بغیر قلب مُردہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے ایک پادری سے پوچھا کہ خدا کا راستہ کونسا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جس طرف تلاش کرو وہی وہ ہے۔ فرمایا کہ عارف کی ہر بات اور ہر عمل منجانب اللہ ہوا کرتے ہیں اور وہ خدا کے سوا کسی کا طلب گار نہیں رہتا۔ اور جو بندہ نفس کی مخالفت کرتا ہے وہی خدا کا خلیل ہے۔ اور خدا کا طالب دنیا کا طالب کبھی نہیں ہو سکتا۔ بعد از وفات کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ اس نے میری مغفرت کر کے فرمایا کہ چونکہ تو خوف معصیت سے گریہ کناں رہتا تھا اسی لیے ہم نے فرشتوں کو حکم دے دیا کہ تیری کوئی معصیت درج نہ کریں۔

باب ۳۴

حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بحر شریعت و طریقت کے شناور تھے اور بہت سی دوسری صفات بھی آپ میں موجود تھیں اور مصنف کے قول کے مطابق آپ کو شام کا ریحان کہا جاتا تھا۔

حالات آپ حضرت سلیمان دارائی کے ارادت مندوں میں سے تھے اور سفیان بن عینیہ سے بھی فیض صحبت حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے کلام میں بہت زیادہ اثر تھا۔ حصول علم کے بعد اکثر مصروف مطالعہ رہتے لیکن آخر میں تمام کتابیں دریا میں پھینک دیں اور فرمایا کہ حصول مقصد کے بعد حجت و رہنما کی حاجت نہیں رہتی۔ لیکن بعض حضرات آپ کے اس عمل کو عالم وجد کی پیداوار بتاتے ہیں۔ اپنے مرشد حضرت سلیمان دارائی سے آپ کا یہ معاہدہ تھا کہ ہم دونوں کسی بات میں بھی ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کریں گے چنانچہ ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان عالم وجد میں تھے کہ آپ نے عرض کیا تنور گرم ہے جیسا حکم ہو کیا جائے۔ انہوں نے اسی وجدانی کیفیت میں کہہ دیا کہ تم خود جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ اور یہ معاہدہ کے مطابق فوراً تنور میں جا بیٹھے اور پھر کچھ دیر کے بعد جب حضرت سلیمان کو یاد آیا کہ میں نے تو حالت وجد میں ان سے کہہ دیا تھا چنانچہ تلاش کرنے پر دیکھا کہ آپ تنور میں بیٹھے ہیں اور جب حضرت سلیمان کے کہنے پر باہر نکلے تو آگ نے آپ کے اوپر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

ارشادات فرمایا کرتے تھے کہ جب تک بندہ صدق دل سے اظہار ندامت نہ کرے زبانی توبہ بے سود ہے اور جب تک عبادت و ریاضت میں جدوجہد شامل نہ ہو تو اس وقت تک گناہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا اور اس عمل

Marfat.com

کے بعد ہی انس اور دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ معرفت کی زیادتی عقل کی زیادتی پر موقوف ہے اور خائف رہنے والوں کا سہارا رجا ہے۔ فرمایا کہ تضیع اوقات پر رونا مفید ہے اور حبِّ دنیا فقر کی دشمن ہے۔ اور جو نفس شناس نہ ہو وہ مغرور ہے۔ اور غفلت و سنگدلی سے زیادہ بڑا کوئی عذاب نہیں۔ فرمایا کہ انبیاء کرام نے موت کو اس لئے برا تصور کیا کہ وہ یادِ الٰہی سے منقطع کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ عبادت کو مرغوب سمجھنے والا خدا کا محبوب ہوتا ہے۔ اور جو خدا کو اس لئے محبوب سمجھتا ہے کہ اس سے حصول نعمت کرے تو وہ مشرک ہے بلکہ خدا کو بلا کسی طمع کے محبوب تصور کرنے والا ہی اس کا محبوب ہوتا ہے۔

باب ۳۳

حضرت احمد حضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ خراسان کے عظیم اہل اللہ میں سے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف و نصائح اور آپ کے مریدین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ کے تمام حلقہ بگوش صاحب کمال بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔

حالات آپ کو حضرت حاتم اصم سے شرف بیعت حاصل تھا لیکن عرصہ دراز تک حضرت ابو تراب سے بھی فیوض حاصل کرتے رہے اور جب لوگوں نے حضرت ابو حفص سے پوچھا کہ عہد حاضر کے تمام صوفیاء میں آپ کے نزدیک کس کا مقام بلند ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت احمد حضرویہ سے زیادہ باحوصلہ اور صادق الاحوال کسی کو نہیں پایا۔ بلکہ ابو حفص تو یہاں تک فرماتے تھے کہ اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو مروت و فتوحات کا ظہور ہی نہ ہوتا۔

آپ ہمیشہ فوجی لباس میں رہتے تھے اور آپ کی زوجہ فاطمہ بہت ہی عبادت گذار اور سردار بلخ کی صاحبزادی تھیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ انہوں نے خود خواہش نکاح کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو اپنے والدین سے پیغام نکاح دینے کے لئے کہا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ مگر جب دوبارہ انہوں نے کہا آپ رہنما ہو کر راہ مار رہے ہیں اس وقت آپ نے ان کے اصرار پر نکاح کا پیغام بھیج دیا اور جب نکاح کے بعد آپ کے یہاں آئیں تو آپ کے ہمراہ صدق دلی سے مشغول عبادت ہو گئیں اور جب آپ اپنی بیوی کے ہمراہ حضرت بایزید سے ملاقات کے لئے پہنچے تو آپ کی بیوی نے ان سے نہایت بے باکانہ طور پر گفتگو کی اور ان کا طریقہ گفتگو آپ کو ناگوار ہوا۔ اور آپ نے تنبیہ کی کہ غیر مردوں سے اس طرح بے باکانہ و بے حجابانہ گفتگو زیبا نہیں۔ لیکن بیوی نے جواب دیا کہ خواہش نفس کی تکمیل میں جس طرح آپ میرے رازدار ہیں اسی طرح حضرت بایزید خواہش طریقت میں میرے ہمراز ہیں اور انہیں کی وجہ سے مجھے دیدار الٰہی نصیب ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تو میری صحبت کے متمنی رہتے ہیں اور وہ اس سے بے نیاز ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید نے ان کے ہاتھ میں مہندی لگی دیکھ کر پوچھا کہ فاطمہ

Marfat.com

یہ مہندی کیوں لگائی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آج تک آپ نے میرے ہاتھ اور مہندی پر نظر نہیں ڈالی تھی اس لئے میں آپ کے نزدیک بیٹھ جاتی تھی لیکن آج سے آپ کی صحبت میرے لئے ناجائز ہے اس کے بعد حضرت احمد بیوی سمیت نیشاپور میں مقیم ہوگئے۔ اور جس وقت یحییٰ بن معاذ نیشاپور پہنچے تو آپ نے ان کی دعوت کے لئے جب بیوی سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اتنی مقدار میں گائیں اتنی بکریاں، اتنا عطر، اور بیس گدھے، کیونکہ ایک کریم کی دعوت کے لئے ضروری ہے کہ کتے بھی محروم نہ رہیں، لہٰذا بیس گدھوں کا گوشت کتوں کو کھلایا جائے گا۔ اسی وجہ سے آپ اپنی بیوی کے متعلق یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مرد کو دیکھنا چاہے وہ فاطمہ کو دیکھ لے۔

آپ اپنے نفس پر بے حد جبر سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ عوام جہاد پر روانہ ہوئے تو آپ کے نفس نے بھی جہاد کا تقاضا کیا۔ لیکن آپ کو یہ خیال ہوگیا کہ نفس کا کام چونکہ ترغیب عبادت نہیں ہے اس لئے مجھے کسی مکر میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور شاید اس کی ترغیب کا یہ مقصد ہو کہ دَوران سفر روزے نہیں رکھنے پڑیں گے۔ رات کو عبادت سے چھٹی مل جائے گی اور لوگوں سے ربط وضبط کا موقع مل جائے گا۔ مگر نفس نے ان سب چیزوں سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ان میں سے کوئی بات نہیں ہے پھر جب آپ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ مجھکو فریب نفس سے محفوظ رکھ تو اللہ تعالےٰ نے نفس کا فریب ظاہر فرمادیا کہ نفس کا یہ فریب تھا کہ چونکہ آج تک میری کوئی خواہش پوری نہیں ہوئی لہٰذا اب جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو جاؤں اور تمام جھنجھٹوں سے چھٹکارا مل جائے یہ سن کر آپ نے اس دن سے نفس کشی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ سفر حج کے دوَران میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا اور میں نے اس تصور سے نہیں نکالا کہ اس سے توکل متاثر ہو جائے گا۔ چنانچہ مواد پڑنے سے میرا پاؤں متورم ہوگیا جس کی وجہ سے میں لنگڑاتے ہوئے داخل مکہ ہوا اور اسی حالت میں حج کر کے واپس ہوگیا لیکن راہ میں لوگوں نے اصرار کر کے وہ کانٹا نکال دیا اور جب میں حضرت بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مسکرا کر پوچھا کہ جو اذیت تم کو دی گئی تھی وہ کہاں گئی۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے تو اپنے اختیار کو اس کے تابع کر دیا تھا اس پر حضرت بایزید نے فرمایا کہ خود کو صاحب اختیار تصور کرنا کیا شرک میں داخل نہیں۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عظمت فقر کا اظہار کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ فرمایا کہ ایک درویش نے ماہ صیام میں ایک دولت مند کو دعوت دی اور جو کی خشک روٹی اس کے سامنے رکھ دی۔ پھر کھانے کے بعد اس کے گھر پہنچ کر ایک توڑا اشرفی کا درویش کی خدمت میں بھیجا لیکن درویش نے کہا کہ میں اپنے فقر کو دونوں جہان کے عوض بھی فروخت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

رات میں آپ کے یہاں چور آگیا لیکن جب خالی ہاتھ جانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ رات بھر عبادت کرو اور اس کا جو کچھ صلہ مجھ کو ملے گا وہ میں تمہیں عطا کر دوں گا۔ چنانچہ وہ رات بھر آپ کے ہمراہ مشغول عبادت رہا اور صبح کو جب کسی دولت مند نے بطور نذرانہ سو دینار بھیجے تو آپ نے اس چور کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو صرف ایک شب کی عبادت کا معاوضہ ہے۔ یہ سن کر چور نے کہا کہ صد حیف میں نے آج تک اس خدا کو فراموش کئے رکھا جس کی ایک رات عبادت کرنے کا یہ صلہ ملتا ہے۔ پھر توبہ کر کے آپ کے

Marfat.com

ارادت مندوں میں شامل ہوگیا اور بہت بلند مراتب حاصل کئے۔

کسی نے خواب میں دیکھا کہ آپ سیم و زر کی زنجیریں پڑی ہوئی ایک رتھ پر سوار ہیں اور ملائکہ اس رتھ کو کھینچ رہے ہیں اور جب اس نے سوال کیا کہ آپ اس قدر جاہ و مرتبت کے ساتھ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں تو فرمایا اپنے دوست سے ملاقات کرنے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اتنے بلند مراتب کے باوجود بھی آپ کو دوست سے ملاقات کی خواہش ہے۔ فرمایا کہ اگر میں نہیں پہنچا تو وہ خود آجائے گا اور زیارت کا جو مرتبہ ملتا ہے وہ اس کو حاصل ہو جائے گا۔

کرامات ایک دفعہ آپ کسی بزرگ کی خانقاہ میں بوسیدہ لباس پہنے ہوئے پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو حقارت سے دیکھا لیکن آپ خاموش رہے۔ پھر ایک مرتبہ کنوئیں میں ڈول گر گیا تو آپ نے انہیں بزرگ کے یہاں جا کر کہا کہ دعا فرما دیجئے کہ ڈول کنوئیں سے باہر آجائے۔ یہ سن کر وہ بزرگ حیرت زدہ رہ گئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں خود دعا کر دوں۔ چنانچہ اجازت کے بعد جب آپ نے دعا فرمائی تو ڈول خود بخود کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ یہ دیکھ کر جب ان تمام لوگوں نے آپ کی تعظیم کی تو فرمایا کہ اپنے مریدین کو ہدایت فرما دیجئے کہ مسافر کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھا کریں۔

عجیب واقعہ کسی نے آپ سے اپنے افلاس کا رونا رویا تو فرمایا کہ جتنے بھی پیشے ہو سکتے ہیں ان کا نام علیحدہ علیحدہ پرچیوں پر لکھ کر ایک لوٹے میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔ اور جب وہ تعمیل حکم کر چکا تو آپ نے لوٹے میں ہاتھ ڈال کر جب ایک پرچی نکالی تو اس پر چوری کا پیشہ درج تھا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ تمہیں یہی پیشہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ سن کر پہلے تو وہ پریشان ہوا، لیکن شیخ کے حکم کی وجہ سے چوروں کے گروہ میں شامل ہو گیا لیکن ان چوروں نے اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ جس طرح ہم کہیں گے تمہیں کرنا ہو گا۔ چنانچہ ایک دن اس گروہ نے کسی قافلہ کو لوٹ کر ایک دولت مند کو قیدی بنا لیا اور جب اس نئے چور سے اس دولت مند کو قتل کرنے کے لئے کہا تو اس چور کو یہ خیال آیا کہ اس طرح تو یہ لوگ صدہا انسانوں کو قتل کر چکے ہوں گے لہٰذا بہتر صورت یہ ہے کہ ان کے سردار ہی کو ختم کر دیا جائے اور اس خیال کے ساتھ ہی اس نے سردار کا خاتمہ کر دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر تمام چور ڈر کے مارے فرار ہو گئے اور جس دولت مند کو قید کیا گیا تھا نئے چور نے اس کو رہا کر دیا جس کے صلہ میں اس دولت مند نے اس کو اتنی دولت دے دی کہ یہ خود امیر کبیر بن گیا اور تمام عمر عبادت میں گذار دی۔

ایک مرتبہ کوئی بزرگ آپ کے یہاں تشریف لائے تو آپ نے ازراہِ مہمان نوازی اس دن سات شمعیں روشن کیں یہ دیکھ کر ان بزرگ نے اعتراض کیا کہ یہ تکلفات تو تصوف کے منافی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہ تمام شمعیں صرف خدا کے واسطے روشن کی ہیں اور اگر آپ غلط سمجھیں تو پھر ان میں سے جو شمع خدا کے لئے روشن نہ ہو اس کو بجھا دیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ تمام شب شمعوں کو بجھانے میں مشغول رہے لیکن ایک بھی نہ بجھ سکی۔ پھر صبح کو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو میں تمہیں قدرت کے عجائبات کا نظارہ کرانا چاہتا ہوں چنانچہ جب ایک گرجا کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک کافر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے آپ کو دیکھتے ہی بہت تعظیم کے ساتھ دسترخوان بچھوایا اور کھانا چن کر عرض کیا کہ آئیے ہم دونوں کھانا کھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے دوست خدا کے غنیم کے ساتھ کیسے کھا سکتے ہیں

Marfat.com

پرسن کردہ ایمان لے آیا اور اس کے ہمراہ مزید ۶۹ افراد مسلمان ہو گئے۔ اور اسی شب آپ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے دیکھا کہ اے احمد تو نے ہمارے لئے سات شمعیں روشن کیں اور اس کے صلہ میں ہم نے تیرے ہی وسیلے سے ستر قلوب کو نور ایمانی سے منور کر دیا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے انسانوں کو جانوروں کی مانند چارہ کھاتے دیکھا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ ان انسانوں میں شامل نہیں تھے۔ فرمایا کہ شامل تو میں بھی تھا لیکن فرق یہ تھا کہ وہ کھاتے ہوئے خوش ہو کر اچھل کود رہے تھے اور میں کھاتے ہوئے رو رہا تھا۔ فرمایا کہ فقر تین چیزوں سے حاصل ہوتا ہے اول سخاوت دوم تواضع سوم ادب۔ پھر فرمایا کہ شاکی لوگ صابر نہیں ہو سکتے، لیکن مضطرب لوگوں کا زادراہ صبر ہے۔ فرمایا معرفت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کو قلب سے محبوب رکھتے ہوئے زبان سے بھی یاد کرتا رہے اور خدا کے علاوہ ہر شے کو ترک کر دے۔ فرمایا کہ اہل اخلاق خدا کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں اور خدا کی محبت یہ ہے کہ تمام اسباب و وسائل کو خیر باد کہہ کر صدق دل کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہے فرمایا کہ جب قلب نور سے پر ہو جاتا ہے تو اس کا نور اعضاء سے بھی ظاہر ہونے لگتا ہے اور اگر باطل سے لبریز ہوتا ہے تو اس کی تاریکی بھی اعضاء سے ظاہر ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خواب غفلت سے خراب کوئی خواب نہیں اور شہوت سے زیادہ قوی کوئی دوسری شے نہیں لیکن غفلت کے بغیر شہوت کا غلبہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ زندگی میں ایسی میانہ روی ہونی چاہیے جو دین و دنیا دونوں سے مطابقت رکھتی ہو۔ فرمایا کہ خدا کے سوا ہر شے سے کنارہ کشی سب سے بڑی عبادت ہے۔

کسی نے آپ کے روبرو جب یہ آیت پڑھی کہ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت تو اس کے سامنے قرأت کرو جو اس کا ترین چکا ہو۔ پھر نصیحت فرمائی کہ نفس کو مار ڈالو تاکہ تمہیں جان مل جائے۔

کرامت وفات سے پہلے آپ ستر ہزار دینار کے مقروض تھے اور یہ تمام قرضہ صرف خیرات و صدقات کرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ چنانچہ آخری وقت جب قرض خواہوں نے تقاضا کیا تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ میں تو اسی وقت تیرے پاس حاضر ہو سکتا ہوں جب ان کے قرض سے سبکدوش ہو جاؤں کیونکہ میری حیات تو ان کے پاس گروی ہے ابھی یہ دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دروازے پر سے آواز آئی کہ تمام لوگ اپنا قرض لے لیں۔ اور جب سب نبٹ گئے تو آپ کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

باب ۳۴

حضرت ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

واقعات آپ خراسان کے عظیم المرتبت بزرگوں میں سے ہوئے ہیں نہ صرف یہ بلکہ چالیس حج کرنے کے ساتھ ساتھ عرصہ دراز تک کبھی آرام نہیں کیا، لیکن ایک مرتبہ سجدے کی حالت میں بیت اللہ کے اندر ہی نیند آگئی اور خواب میں دیکھا کہ بہت سی حوریں آپ کی جانب متوجہ ہیں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تو ذکر الٰہی سے ہی فرصت نہیں میں تمہاری طرف کیسے متوجہ ہو سکتا ہوں۔ لیکن حوروں نے کہا کہ جب آپ کی عدم توجہ کا علم دوسری حوروں کو ہوگا تو وہ ہمارا مذاق اڑائیں گی۔ یہ سن کر داروغۂ جنت نے جواب دیا کہ یہ اس وقت قطعی متوجہ نہیں ہوں گے ان سے تو بس روز محشر جنت میں ہی ملاقات ہو سکے گی۔ ابن جلاّ کا قول ہے کہ میں نے بیشمار بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کیا ہے لیکن میری نظر میں چار بزرگوں سے زیادہ عظیم المرتبت کوئی بزرگ نہیں گذرے اور ان میں پہلا درجہ حضرت ابوتراب کا ہے۔ پھر جس وقت آپ مکہ معظمہ پہنچے تو بہت ہی خوش و خرم تھے اور جب میں نے پوچھا کہ کھانے کا کیا انتظام ہے؟ فرمایا کبھی بصرہ، کبھی بغداد اور کبھی یہیں کھا لیتا ہوں۔

حالات جب اپنے احباب میں کوئی عیب دیکھتے تو خود توبہ کرتے ہوئے مجاہدات میں اضافہ کر دیتے اور فرمایا کرتے کہ میری ہی نحوست کی وجہ سے اس میں یہ عیب پیدا ہوا۔ اور مریدین سے فرمایا کرتے کہ ریا کا کوئی کام نہ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ کے کسی مرید پر ایک ماہ کا فاقہ گذر گیا اور اس نے اضطراری حالت میں خربوزے کے چھلکے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں تجھے تصوف حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں نے تو خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ میرا ہاتھ حرام شے کی جانب نہ بڑھے گا۔ فرمایا کہ تمام عمر میں ایک مرتبہ جنگل میں مجھے انڈا روٹی کھانے کی خواہش ہوئی اور میں راستہ بھول کر ایک ایسی جگہ جا پہونچا جہاں کچھ اہل قافلہ شور و غل مچا رہے تھے اور مجھے دیکھتے ہی لپٹ کر کہنے لگے۔ کہ اسی نے ہمارا سامان چرایا ہے۔ اور یہ کہہ کر میرے اوپر مسلسل چھڑیوں سے وار کرتے رہے۔ لیکن ایک بوڑھے نے مجھے شناخت کر کے لوگوں سے کہا کہ یہ چوری نہیں کر سکتے یہ تو بہت بڑے بزرگ ہیں، یہ سن کر جب سب معافی کے خواستگار ہوئے تو میں نے کہا کہ مجھے تکلیف کا شکوہ اس لئے نہیں کہ آج میرے نفس کو خوب ذلت کا سامنا ہوا۔ پھر اس بوڑھے نے اپنے گھر لے جا کر میرے سامنے انڈا روٹی پیش کیا اور جب مجھے کھانے میں کچھ تامل ہوا تو ندائے غیبی آئی کہ تجھے خواہش کی سزا مل گئی اب کھانا کھا لے لیکن تیرے نفس کی خواہش سزا پائے بغیر کبھی پوری نہیں ہوگی۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ سب کو پینے اور وضو کے لئے پانی کی ضرورت پیش

Marfat.com

پیش آئی اور سب نے آپ سے عرض کیا، چنانچہ آپ نے زمین پر ایک لکیر کھینچ دی جہاں سے اسی وقت ایک نہر جاری ہوگئی۔

حضرت ابوالعباس سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ صحرا میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ کے ایک مرید نے پیاس کی شکایت کی چنانچہ جیسے ہی آپ نے زمین پر پاؤں مارا ایک چشمہ نمودار ہوگیا۔ پھر دوسرے مرید نے عرض کیا کہ میں تو آبخورے میں پانی پینے کا خواہش مند ہوں اور آپ نے اس کی فرمائش پر جب زمین پر ہاتھ مارا تو بہت خوبصورت سفید رنگ کا پیالہ نکل آیا اور بیت اللہ تک وہ پیالہ ہمارے ساتھ رہا۔

آپ نے حضرت ابوالعباس سے پوچھا کہ آپ کے مریدین کی کشف و کرامات کے متعلق کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت کم افراد اس پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان چیزوں کو صحیح نہ سمجھنے والا کافر ہے۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے جنگل میں تاریک رات کے اندر ایک بہت ہی خوفناک قد آور حبشی کو دیکھ کر پوچھا کہ تم جن ہو یا انسان؟ اس نے الٹا مجھ سے یہ سوال کیا کہ تم کافر ہو یا مسلمان؟ اور جب میں نے کہا کہ مسلمان ہوں تو اس نے کہا کہ مسلمان تو خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ یہ غیبی تنبیہ ہے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کو بلا سواری اور زادِ راہ کے جنگل میں سفر کرتے دیکھ کر خیال کیا کہ اس سے زیادہ خدا پر کسی کا اعتماد نہیں ہوسکتا۔ اور جب میں نے اس کی بے سروسامانی کے متعلق سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ خدا کو ساتھ رکھنے والے کے لئے کسی شے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ میں نے تیس سال تک نہ کسی سے کچھ لیا اور نہ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کی وضاحت فرما دیجئے تو آپ نے کہا کہ ایک شخص نے مجھے دعوت دی لیکن میں نے قبول نہیں کیا، اور اس جرم میں مسلسل چودہ یوم تک فاقہ کشی کرتا رہا۔ فرمایا کہ بندۂ صادق وہی ہے جو عمل سے قبل ہی لذتِ عمل کو محسوس کرلے۔ اور اخلاص ایک ایسا عمل ہے جس میں لذتِ عبادت مضمر ہے۔ فرمایا کہ تین چیزوں سے انس مضرت رساں ہے۔ اول نفس سے، دوم زندگی سے اور سوم دولت سے۔ فرمایا کہ سکون و راحت تو صرف جنت ہی میں مل سکتے ہیں۔ فرمایا کہ واصل الی اللہ ہونے کے سترہ مدارج ہیں اور ان میں سب سے اعلیٰ درجہ توکل ہے اور ادنیٰ درجہ اجابت۔ اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے دین پر شکر ادا کرے اور نہ دینے پر صبر کرے۔ لیکن ہمہ وقت اس کی یاد میں گم رہے۔ فرمایا کہ خدا نے علماء کو صرف ہدایت کے لئے تخلیق کیا ہے۔ فرمایا کہ غنا کا مفہوم ہر شے سے مستغنی ہونا ہے اور فقر کا مفہوم ضرورت مند ہونا ہے۔

استغنا کسی نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو فرما دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے تو خدا سے بھی حاجت نہیں۔ اس لئے کہ میں تو اس کی رضا پر خوش ہوں وہ جس حال میں چاہے رکھے۔ فرمایا کہ درویش کو جو مل جائے وہی اس کا کھانا ہے اور جس سے جسم ڈھانپا جاسکے وہی لباس ہے اور جس جگہ مقیم ہو وہی مکان ہے۔

وفات آپ کا انتقال بصرہ کے صحرا میں ہوا اور انتقال کے برسوں بعد جب وہاں سے کوئی قافلہ گذرا تو دیکھا کہ آپ ہاتھ میں سونٹا لئے قبلہ رو کھڑے ہیں اور ہونٹ خشک ہیں مگر اس کے باوجود کوئی درندہ آپ کے پاس نہ پھٹکتا تھا۔

Marfat.com

باب ۳۵
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کو حقائق و دقائق پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اور ناثر آمیز مواعظ کی وجہ سے آپ کو واعظ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ بعض عظیم بزرگوں کا مقولہ ہے کہ دنیا میں دو یحییٰ ہوئے ہیں۔ اول حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے یحییٰ بن معاذ حضرت یحییٰ کو تو منازل خوف طے کرنے کا شرف حاصل ہوا اور یحییٰ بن معاذ نے رجا کی جادہ پیمائی میں مقام حاصل کیا۔ اور آپ عہد طفولیت ہی سے معارف و حقائق سے اس طرح آشنا رہے کہ کبھی گناہ کبیرہ کے مرتکب نہیں ہوئے اور آپ اپنی عبادت و ریاضت کی بنا پر ممتاز زمانہ رہے۔

حالات جس وقت مریدین نے آپ سے بیم و رجا کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں ارکان ایمان میں داخل ہیں اور ان کو نظر انداز کر دینے سے ایمان مستحکم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خوف کرنے والا تو فراق کے خطرے کی وجہ سے عبادت کرتا ہے اور اہل رجا وصل کی امید میں مصروف عبادت رہتا ہے۔ لیکن عبادت کا تکملہ اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک بیم و رجا دونوں شامل نہ ہوں اور اسی طرح عبادت کے بغیر بیم و رجا بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

خلفائے راشدین کے بعد آپ ہی کو بر سر منبر وعظ گوئی کی اولیت حاصل ہوئی۔ آپ کے ایک بھائی بحیثیت مجاور کے مکہ معظمہ میں بھی مقیم تھے اور انہوں نے وہاں سے آپ کو تحریر کیا کہ مجھے تین چیزوں کی تمنا تھی اول یہ کہ کسی متبرک مقام پر سکونت کا موقع مل جائے دوم یہ کہ میری خدمت کے لئے ایک خادم بھی ہو لہٰذا یہ دونوں خواہشیں پوری ہو گئیں اب تیسری خواہش صرف یہ ہے کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ سے ملاقات ہو جائے خدا سے دعا کیجئے کہ یہ تمنا بھی پوری کر دے۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ انسان کو تو بذات خود متبرک ہونا چاہیئے تاکہ اس کی برکت سے جائے قیام بھی متبرک ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ آپ تو خادم بننا چاہیئے تھا نہ کہ مخدوم۔ سوم یہ کہ اگر آپ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے تو میں آپ کو ہرگز یاد نہ آتا۔ لہٰذا یاد الٰہی میں بہن بھائی بیوی بچے سب کو فراموش کر دینا چاہیئے کیونکہ وصال خداوندی کے بعد بندہ خود بخود سب کو بھول جاتا ہے اور اگر آپ خدا ہی کو نہ پا سکے تو پھر مجھ سے ملاقات بھی بے سود ہے۔

آپ نے کسی دوست کو تحریر کیا کہ دنیا و آخرت کی مثال خواب و بیداری جیسی ہے اگر انسان خواب میں روتا ہے تو بیداری میں ہنستا ہے لہٰذا تم خوف الٰہی میں رونے کو اپنا مسلک بنا تاکہ قیامت میں ہنسنے کا موقع مل سکے۔ منقول ہے کہ اپنے بھائی کے ہمراہ ایک دیہات میں پہنچے تو بھائی نے کہا کہ یہ جگہ بہت ہی اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے اچھا وہ قلب ہے جو یاد الٰہی میں

Marfat.com

رہ کر اس دیہات کی خوبصورتی پر نظر نہ ڈالے۔

خوف

ایک مرتبہ گھر میں چراغ بجھ گیا تو آپ محض اس خوف سے روتے رہے کہ کہیں توحید و ایمان کی شمع بھی غفلت کے جھونکوں سے نہ بجھ جائے۔

ارشادات

کسی نے عرض کیا کہ موت کے مقابلہ میں دنیا کی ایک حبہ سے زائد قدر نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر موت کا وجود نہ ہوتا تو اور بھی زیادہ بے قدر ہوتی۔ فرمایا کہ موت کی مثال پل جیسی ہے جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب سے ملا دیتی ہے۔ کسی نے آپ کے سامنے یہ پڑھا۔ آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ آپ نے فرمایا کہ جب ایک لمحہ کا ایمان دو سو سال کی معصیتوں کو ختم کر دیتا ہے تو پھر ستر سال کا ایمان ستر سال کی معصیتوں کو کس طرح ختم نہ کر دے گا۔ فرمایا کہ روز محشر جب اللہ تعالےٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ تیری کیا تمنا ہے؛ تو عرض کروں گا کہ مجھے جہنم میں بھیج کر دوسروں کے لئے جہنم سرد کر دے۔ جیسا کہ باری تعالےٰ کا یہ قول کہ "مومن کا نور آگ کے شعلوں کو سرد کر دیتا ہے" شاہد ہے۔ فرمایا کہ اگر جہنم میری ملکیت میں دے دی جائے تو میں کسی عاشق کو بھی اس میں نہ جلنے دوں کیونکہ عاشق تو روزانہ خود کو سو مرتبہ جلاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر کسی عاشق کے گناہ کثرت سے ہوں پھر کیا کریں گے۔ فرمایا کہ جب بھی نہیں جلنے دوں گا کیونکہ اس کے گناہ اختیاری نہیں بلکہ اضطراری ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا سے خوش رہنے والے سے ہر شے خوش رہتی ہے اور جس کی آنکھیں جمال خداوندی سے منور ہو جاتی ہیں اس کے نور سے تمام دنیا کی آنکھیں منور رہتی ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ روز محشر عارفین کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔ فرمایا کہ جس قدر بندہ خدا کو محبوب رکھتا ہے اسی قدر وہ محبوب خلائق ہو جاتا ہے اور جتنا خدا سے خائف رہتا ہے اتنا ہی مخلوق بھی اس سے خوفزدہ رہتی ہے۔ اور جس قدر رجوع الی اللہ ہوتا ہے، اسی قدر مخلوق بھی اس کی جانب رجوع ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ خسارے میں ہے وہ جو اغفال بد میں زندگی گذارتا ہے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے احتراز کرو، اول غافل علماء سے، دوم کاہل قاریوں سے سوم جاہل صوفیوں سے۔ فرمایا کہ اولیاء کرام کو تین باتوں سے پہچانو۔ اول وہ خالق پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ دوم مخلوق سے بے نیاز ہوں۔ سوم خدا کو یاد کرتے ہوں۔ فرمایا کہ اگر موت فروخت کی جانے والی شے ہوتی تو اہل آخرت موت کے سوا کچھ نہ خریدتے۔ فرمایا کہ دانشمندی کی تین علامتیں ہیں اول یہ کہ امراء کو حسد کے بجائے بنظر نصیحت دیکھے۔ دوم شہوت کے بجائے عورت پر نگاہ شفقت ڈالے، سوم درویش کو غرور و تکبر کے بجائے تواضع کی نظر سے دیکھے۔ فرمایا کہ چھپ کر گناہ کرنے والے کو خدا ظاہر میں ذلت عطا کرتا ہے۔ فرمایا کہ عبادت زیادہ کرو اور لوگوں سے کم ملو پھر فرمایا کہ اگر عارفین ادب الٰہی سے محروم ہو جائیں تو ان کے لئے ہلاکت ہے۔ فرمایا کہ جو غم خدا سے دور کر دے اس سے وہ گناہ بہتر ہے جو خدا کا محتاج بنا دے۔ فرمایا کہ خدا دوست ریا و نفاق سے دور رہتا ہے اور مخلوق سے بھی اس کی دوستی بہت کم ہوتی ہے لیکن خدا سے زیادہ بندے کا دوست اور کوئی نہیں۔ فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے تین حقوق ہیں۔ اول یہ کہ اگر کسی کو نفع نہ پہنچا سکے تو مضرت بھی نہ پہنچائے۔ دوم یہ کہ اگر کسی کو اچھا نہ کہے تو برا بھی نہ کہے۔ سوم یہ کہ اگر کسی کو خوش نہ کر سکے تو غمزدہ بھی نہ کرے۔ فرمایا کہ احمق ہیں وہ لوگ جو اغفال جہنم کے بعد جنت طلب کرتے ہیں۔ فرمایا کہ توبہ کے بعد ایک گناہ بھی ان ستر گناہوں سے بدتر ہے جن کے

Marfat.com

بعد توبہ کی گئی ہو۔ پھر فرمایا کہ مومن بیم و رجا کے مابین رہ کر گناہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ حیرت ہے ان لوگوں پر جو بیماری کے خوف سے کھانا تو ترک کر دیتے ہیں لیکن خوف آخرت سے معصیت نہیں چھوڑتے۔ پھر فرمایا کہ تین قسم کے لوگ دانشمند ہوتے ہیں اول تارک الدنیا دوم طالب عقبیٰ اور سوم خدا کے عاشق۔ فرمایا کہ امراء کو مرتے دم دو پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔ اول یہ کہ ان کے بعد دولت پر دوسرے لوگ قابض ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ لوگ اس کی دولت کا حساب دریافت کریں گے۔ فرمایا کہ توکل اور زہد پر طعنہ زنی کرنا ایمان پر طعنہ زنی کرنا ہے۔ فرمایا کہ فاقہ کشی مریدوں کے لئے، ریاضت' توبہ کرنے والوں کے لئے تجربہ' زاہدوں کے لئے سیاست' اور عارفین کے لئے مغفرت ہے۔ فرمایا کہ اہل تقویٰ عمل کی جانب' ابدالین آیات کی جانب' طالبین حق احسان کی جانب' اور عارفین ذکر کی جانب راغب کراتے ہیں۔ فرمایا کہ نزول بلیّات کے وقت صبر کی حقیقت اور مکاشفہ کے وقت حقیقت رضا ظاہر ہوتی ہے۔ فرمایا کہ صدق دلی سے قلیل عبادت بھی اس ستر سال کی عبادت سے بدرجہا بہتر ہے جو بے دلی کے ساتھ کی گئی ہو۔ فرمایا کہ طالب کی اعلیٰ منزل خوف اور واصل کی حیا یا رجا ہے۔ فرمایا کہ عمل کو عیوب سے محفوظ رکھنا ہی اخلاص ہے۔ فرمایا کہ خواہشات سے کنارہ کشی شوق الٰہی ہے۔ فرمایا کہ زہد میں ز ہ د تین حرف ہیں۔ ز سے مراد زینت کو ترک کر دینا ہے۔ ہ سے مراد ہوا و ہوس کو خیر باد کہہ دینا اور د سے مراد دنیا کو چھوڑ دینا۔ فرمایا کہ زاہد وہ ہے جو طلب دنیا سے زیادہ ترک دنیا کی خواہش رکھتا ہو، فرمایا کہ اطاعت خدا کا خزانہ ہے اور دعا اس کی کنجی ہے۔ فرمایا کہ توحید نور ہے اور شرک نار اور توحید کا نور گناہوں کو اور شرک کی نار نیکیوں کو جلا دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ذکر الٰہی گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ اور اس کی رضا آرزوؤں کو فنا کر دیتی ہے۔ اور بندہ اس کی محبت میں سرگرداں رہتا ہے۔ فرمایا کہ اگر تم خدا سے راضی ہو تو وہ بھی تم سے راضی ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا سے راضی نہیں اور اس کی معرفت کے دعویدار بھی ہیں۔ فرمایا کہ جب نفس ایسی عبادت کا دعویدار بن جائے کہ اگر تین دن رات کچھ نہ کھائے تو نفس میں نقاہت پیدا نہ ہو۔ فرمایا کہ خدا پر اعتماد کر کے مخلوق سے بے نیاز ہونے کا نام درویشی ہے اور قیامت میں صرف درویشی ہی کی قدر ہوگی اور تونگری کی ناقدری۔ فرمایا کہ جفائے محبوب پر صبر اور وفا پر شکر کا نام محبت ہے۔ کسی نے کہا کہ بعض لوگ آپ کی غیبت کرتے ہیں تو فرمایا کہ اگر میرے اندر عیوب ہیں تو میں واقعی اس کا سزاوار ہوں اور اگر اچھائیاں ہیں تو غیبت سے مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ سوال کیا گیا کہ آپ اپنے مواعظ میں ہمیشہ خوف و رجا ہی کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ قوی ہے اور بندہ کمزور اس لئے بندے کو اس سے خوف و امید ہی رکھنا مناسب ہے۔

طریقۂ دعا آپ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے کہ اے اللہ میں گو بہت ہی معصیت کار ہوں پھر بھی تجھ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ کیونکہ میں سرتا پا معصیت اور تو مجسم عفو ہے۔ اے اللہ تو نے فرعون کو خدائی دعوے پر بھی حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو نرمی کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا جب تو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہنے والے پر کرم فرما سکتا ہے تو جو بندے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے ہیں ان پر تیرے لطف و کرم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اے اللہ میری ملکیت میں ایک کمبل کے سوا کچھ نہیں لیکن اگر یہ بھی کوئی طلب کرے تو میں دینے پر تیار ہوں۔ اے اللہ تیرا ارشاد ہے کہ نیکی کرنے والوں کو ان کی

Marfat.com

نیکی کی وجہ سے بہتر صلہ دیا جاتا ہے" اور میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں جس سے افضل دنیا میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے صلہ میں اپنے دیدار سے نواز دے۔ اے اللہ جس طرح تو کسی سے مشابہ نہیں اسی طرح تیرے امور بھی دوسروں سے غیر مشابہ ہیں۔ اور جب یہ دستور ہے کہ طالب اپنے مطلوب کو راحتیں پہنچاتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تو اپنے بندوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اس لئے کہ تجھ سے زیادہ محبوب رکھنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ اے اللہ میرا دنیاوی حصہ کفار کو دے دے اور اخروی حصہ اہل ایمان کو عطا کر دے، کیونکہ میرے لئے تو دنیا میں تیری یاد اور آخرت میں تیرا دیدار بہت کافی ہے۔ اے اللہ چونکہ تو گناہ بخشنے والا ہے اور میں گناہگار ہوں اسی لئے تجھ سے طالب مغفرت ہوں۔ اے اللہ تیری غفاری اور اپنی کمزوری کی بناء پر ارتکاب معصیت کرتا ہوں اس لئے اپنی غفاری یا میری کمزوری کے پیش نظر مجھے بخش دے۔ اے اللہ روز محشر جب مجھ سے پوچھا جائے گا کہ دنیا سے کیا لایا، تو میرے پاس کوئی بھی جواب نہ ہوگا۔

حالات

آپ ایک لاکھ درہم کے محض اس لئے مقروض ہو گئے کہ نمازیوں، حاجیوں، فقراء، صوفیاء اور علماء کو قرض لے کر دے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب قرضہ دینے والوں نے تقاضا شروع کیا تو آپ نے جمعہ کی شب میں حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں اے یحییٰ رنجیدہ نہ ہو، کیونکہ تیرا غم مجھ کو غمگین کر دیتا ہے۔ اب تیرے لئے یہ حکم ہے کہ ہر ہر شہر میں جا کر وعظ کہہ۔ اور میں ایک شخص کو حکم دے دونگا کہ وہ تجھے تین لاکھ درہم دیدے۔ چنانچہ سب سے پہلے نیشاپور پہنچ کر آپ نے وعظ میں فرمایا کہ اے لوگو! میں خدا کے نبیؐ کے حکم پر شہر در شہر وعظ گوئی کے لئے نکلا ہوں کیونکہ میں ایک لاکھ درہم کا مقروض ہو چکا ہوں۔ اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص تیرا قرض ادا کر دے گا۔ یہ سن کر ایک شخص نے پچاس ہزار درہم، اور دوسرے نے چالیس ہزار درہم اور تیسرے نے دس ہزار درہم کی پیشکش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ مختلف لوگوں سے لے کر مجھے قرض کی ادائیگی منظور نہیں ہے، کیونکہ مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ صرف ایک شخص قرض ادا کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے ایسے متاثر انداز میں وعظ فرمایا کہ اسی مجلس میں سات افراد کا انتقال ہو گیا۔ پھر وہاں سے بلخ پہنچے اور تونگری کے فضائل کچھ اس انداز میں بیان فرمائے کہ ایک شخص نے ایک لاکھ درہم کا نذرانہ پیش کر دیا۔ لیکن ایک بزرگ نے فرمایا کہ درویشی کے مقابلہ میں تونگری کی فضیلت بیان کرنا آپ کی شان کے منافی ہے۔ چنانچہ بلخ سے روانگی کے بعد راستہ میں ڈاکوؤں نے آپ کی ساری رقم لوٹ لی۔ اس وقت آپ کو خیال آیا کہ یہ حادثہ انہیں بزرگ کے قول کی وجہ سے پیش آیا۔ پھر جب آخر میں آپ ملک ہری میں پہنچے تو وہاں اپنا خواب بیان کیا۔ چنانچہ دوران وعظ حاکم ہری کی لڑکی نے بیان کیا کہ اسی دن مجھے بھی حضور اکرمؐ نے آپ کے قرض کی ادائیگی کا حکم دیا تھا اور جب میں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خود وہاں جا کر ان کا قرض ادا کر دوں تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ خود یہاں آئے گا۔ لہٰذا میری آپ سے اتنی استدعا ہے کہ صرف چار یوم تک یہاں وعظ فرما دیں۔ چنانچہ آپ کے مواعظ کا ایسا اثر ہوا کہ چار یوم کے اندر ۱۴۵ افراد آپ کی مجلس وعظ میں انتقال کر گئے۔ اور جب آپ وہاں سے رخصت ہونے لگے تو اس امیر زادی نے سات اونٹ دینار و درہم سے بھر کر آپ کے ہمراہ کئے اور جب آپ وطن پہنچے تو صاحبزادے کو ہدایت کی کہ تمام قرض کی ادائیگی کے بعد جو

Marfat.com

رقم بچ جائے اس کو فقراء میں تقسیم کر دو، کیونکہ میرے لئے خدا کی ذات بہت کافی ہے۔ اس کے بعد آپ زمین پر سر رکھے ہوئے مشغول مناجات تھے کہ کسی نے ایسا پتھر مارا کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کی نعش کو نیشاپور لے جا کر قبرستان معمر میں دفن کیا گیا

باب ۳۶

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود بہت ہی عظیم المرتبت بزرگ ہوئے ہیں اور آپ کی تصانیف میں مراۃ الحکماء بہت مشہور تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو بے شمار بزرگوں سے شرف نیاز حاصل رہا، جن میں حضرت ابوتراب بخشی اور یحییٰ معاذ جیسی بزرگ ہستیاں بھی شامل ہیں اور جب آپ نیشاپور پہنچے تو حضرت ابوحفص نے اپنی عظمت و برتری کے باوجود آپ کا احترام کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جس کو عبا میں تلاش کرتا تھا اس کو قبا میں پایا۔

حالات آپ مکمل چالیس سال تک نہیں سوئے اور جب آنکھیں نیند سے بھاری ہونے لگتیں تو نمک بھر لیتے، لیکن چالیس سال کے بعد جب آپ ایک مرتبہ سوئے تو اللہ تعالےٰ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ اے اللہ میں نے تجھے بیداری میں تلاش کیا لیکن خواب میں پایا، ندا آئی کہ یہ اسی بیداری کا معاوضہ ہے اس کے بعد سے آپ نے سونے کو اس لئے اپنا معمول بنا لیا کہ شاید پھر جلوۂ خداوندی نظر آجائے اور اپنے اس خواب پر آپ اس قدر نازاں تھے کہ یہ فرمایا کرتے تھے اگر اس خواب کے معاوضہ میں مجھے دونوں عالم بھی عطا کئے جائیں جب بھی قبول نہیں کروں گا۔

جب آپ کے یہاں لڑکا تولد ہوا تو اس کے سینہ پر سبز حروف میں اللہ جل شانہٗ تحریر تھا لیکن جب شعوری عمر کو پہنچا، تو لہو و لعب میں مشغول رہ کر بربط پر گانا گایا کرتا تھا چنانچہ رات کے وقت جب ایک محلہ میں سے گاتا ہوا گذرا تو ایک نئی دلہن جو اپنے شوہر کے پاس سوئی ہوئی تھی مضطربانہ طور پر اٹھ کر باہر جھانکنے لگی، دریں اثناء جب شوہر کی آنکھ کھلی تو بیوی کو اپنے پاس نہ پا کر اٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ کر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا کہ شاید ابھی تیری توبہ کا وقت نہیں آیا، یہ سن کر لڑکے نے "ناشتا" نیر انداز میں کہا کہ یقیناً وقت آچکا ہے اور یہ کہہ کر بربط توڑ دیا اور اسی دن سے ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا اور اس درجہ کمال تک پہنچا کہ اس کے والد فرمایا کرتے تھے کہ جو مقام مجھے چالیس سال میں حاصل نہ ہوا وہ صاحبزادے کو چالیس یوم میں مل گیا۔

شاہ کرمان نے آپ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو آپ نے تین یوم کی مہلت طلب کی اور تین دنوں میں مسجد کے اطراف اس نیت سے چکر کاٹتے رہے کہ کوئی درویش کامل مل جائے تو میں اس سے نکاح کر دوں چنانچہ تیسرے دن ایک بزرگ

Marfat.com

خلوص قلب کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے مل گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نکاح کے خواہش مند ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں تو بہت مفلوک الحال ہوں، مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے، لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں چنانچہ باہمی رضامندی سے نکاح ہو گیا۔ اور جب صاحبزادی اپنے شوہر کے یہاں پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کوزے میں پانی اور ایک ٹکڑا سوکھی ہوئی روٹی کا رکھا ہوا ہے، اور جب شوہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ آدھا پانی اور آدھی روٹی کل کھائی تھی اور آدھی آج کے لئے بچا رکھی تھی۔ یہ سن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے یہاں جانے کی خواہش کی تو شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی فقیر کے ساتھ گذارا نہیں کر سکتی۔ لیکن بیوی نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے والد سے یہ شکایت کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی سے کر رہا ہوں مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کر دیا گیا ہے جو خدا پر قانع نہیں ہے اور دوسرے دن کے لئے کھانا بچا کر رکھتا ہے جو توکل کے قطعاً منافی ہے لہٰذا اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔

حضرت ابوحفص نے آپ کو تحریر کیا کہ جب میں نے اپنے عمل و نفس اور معصیتوں پر نگاہ ڈالی تو مایوسیوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ میں نے آپ کے مکتوب کو اپنے قلب کے لئے آئینہ بنا لیا ہے کیونکہ اگر نفس سے مخلصانہ مایوسی ہو گی تو خدا تعالےٰ سے آس ہو گی۔ اور جب خدا سے آس ہو گی تو خوف پیدا ہو گا اور جب خوف پیدا ہو گا تو نفس کی جانب سے مایوسی ہو گی اور جب نفس سے مایوسی ہو جائے گی تو خدا کی یاد بھی ہو سکے گی۔ اور جب خدا کی یاد مکمل ہو گی تو استغنا پیدا ہو گا اور مستغنی ہونے کے بعد ہی خدا کا وصل ہو سکتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ آپ کے گہرے دوستوں میں تھے چنانچہ جب دونوں ایک ہی شہر میں جمع ہوئے تو حضرت یحییٰ نے اپنی مجلس وعظ میں آپ کو بھی مدعو کیا لیکن آپ نہیں گئے۔ اور جب ایک دن حضرت یحییٰ کے یہاں پہنچے تو ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گئے اس وقت حضرت یحییٰ وعظ گوئی میں مشغول تھے لیکن اچانک زبان بند ہو گئی تو آپ نے کہا کہ اس مجلس میں شاید مجھ سے بھی بہتر کوئی واعظ موجود ہے جس کے تصرف نے میری زبان بند کر دی ہے۔ یہ سن کر آپ سامنے آئے اور فرمایا کہ میں اسی وجہ سے آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اہل فضل کا فضل اور اہل ولایت کی ولایت اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ اپنے فضل و ولایت کو فضل و ولایت تصور نہیں کرتے۔ فرمایا کہ فقر خدا کا ایک راز ہے اور جب تک فقرا اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں امین رہتے ہیں اور افشائے راز کے بعد ان سے فقر سلب کر لیا جاتا ہے۔ فرمایا کہ صدق کی تین علامتیں ہیں اول دنیا سے نفرت کا اظہار، دوم مخلوق سے دوری، سوم خواہشات پر غلبہ حاصل کرنا۔ فرمایا کہ خوف الٰہی کا مفہوم ہمیشہ خائف رہنا ہے اور سب سے بڑا خائف وہ ہے جو دکھاوے کے لئے حقوق اللہ کی تکمیل نہ کرتا ہو۔ فرمایا کہ صبر کی تین علامتیں ہیں ترک شکایت، صدق رضا، اور قبولیت رضا۔ فرمایا کہ میری مثال اس زندہ مرغ کی سی ہے جس کو سیخ پر لگا کر آگ میں رکھ دیا جائے اور چاروں طرف سے آگ دھکائی جائے۔

Marfat.com

وفات آپ کے وصال کے بعد حضرت علی سیرجانی آپ کی قبر پر فقراء کو کھانا تقسیم کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ اس وقت کسی مہمان کو بھیج دے تاکہ میں اس کے ہمراہ کھانا کھاؤں۔ چنانچہ اسی وقت ایک کتا آ گیا، لیکن آپ نے اس کو دھتکار کر بھگا دیا، اس کے جاتے ہی ندائے غیبی آئی کہ خود ہی مہمان کی تمنا کرتے ہو اور خود ہی مہمان کو دھتکار دیتے ہو، یہ سن کر آپ مضطربانہ طور پر کتے کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور تلاش بسیار کے بعد جب وہ ایک جنگل میں مل گیا تو آپ نے کھانا اس کے سامنے رکھ دیا لیکن اس نے نہیں کھایا جس کی وجہ سے احساس ندامت کرتے ہوئے آپ نے توبہ کی، توبہ کے بعد آپ کتے نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا ورنہ اگر شاہ کرمانی کے مزار سے ہٹ کر اس قسم کی حرکت کرتے تو ناقابل فراموش سزا کے مستوجب ہوتے۔

باب ۳۷

حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت باکمال اور عظیم بزرگوں میں سے ہیں اور بڑے بڑے مشائخین کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کا تعلق حضرت ذوالنون مصری کے ارادت مندوں میں سے تھا اس کے علاوہ آپ بہت خوبصورت اور خوش پوش بھی تھے اور طویل عمر پانے کے باوجود کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے۔

حالات عہد جوانی میں کسی قبیلے کے سردار کی لڑکی آپ کے عشق میں مبتلا ہو گئی اور ایک روز تنہائی میں آپ سے وصل کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ کے اوپر خوف الٰہی کا اس درجہ غلبہ ہوا کہ وہاں سے بھاگ پڑے اور رات کو خواب میں حضرت یوسف کو ایک تخت پر اس طرح جلوہ فرما دیکھا کہ ملائکہ صف بستہ آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھتے ہی حضرت یوسف برائے استقبال کھڑے ہو گئے اور اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا کہ جس وقت تمہارے اوپر لڑکی کی خواہش وصل پر خوف الٰہی کا غلبہ ہوا تھا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے یوسف تم نے زلیخا کے شر سے بچنے کی دعا کی تھی لیکن یہ وہ یوسف ہے جس نے ہمارے خوف سے سردار کی بیٹی کو ٹھکرا دیا اور آج اسی وجہ سے تم سے ملاقات کے لئے مجھے حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں تم کو یہ بشارت دیتا ہوں کہ آئندہ چل کر تمہارا شمار عظیم بزرگوں میں ہوگا۔ لہٰذا تم اسم اعظم کی تعلیم کے لئے خدمت کرتے رہو، لیکن پاس ادب کی وجہ سے اظہار مدعا نہ کر سکے، پھر جب خود ہی حضرت ذوالنون نے آمد کا مقصد دریافت کیا تو عرض کیا کہ صرف حصول نیاز اور خدمت گذاری کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اور یہ کہہ کر پھر مزید ایک سال تک وہیں پڑے رہے، پھر دو سال گذرنے کے بعد جب دوبارہ حضرت ذوالنون نے آمد کا مقصد پوچھا تو عرض کیا اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور مزید ایک سال تک کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر تین سال

Marfat.com

بیعت جانے کے بعد آپ کے ہاتھ میں سر پوش سے ڈھکا ہوا ایک پیالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ پیالہ دریائے نیل کے دوسرے کنارے پر فلاں شخص کو دے آؤ اور وہی شخص تم کو اسم اعظم بھی بتا دے گا۔ چنانچہ بے یقینی کی کیفیت میں جب راستہ میں اس پیالہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں سے ایک چوہا کود کر بھاگ گیا۔ یہ دیکھ کر آپ بے حد نادم ہوئے اور خالی پیالہ اس شخص کے ہاتھ میں جا کر دے دیا۔ اس نے کہا کہ جب تم ایک چوہے کی حفاظت نہ کر سکے تو پھر اسم اعظم کو کیسے محفوظ رکھ سکو گے۔ یہ جواب سن کر آپ مایوسی کے عالم میں حضرت ذوالنون کی خدمت میں واپس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے سات مرتبہ خدا سے تمہیں اسم اعظم بتانے کی اجازت چاہی لیکن ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ ابھی اور آزماؤ، چنانچہ بطور آزمائش کے میں نے تمہیں چوہا بند کر کے دے دیا تھا لیکن یہ اندازہ ہوا کہ تم ابھی تک اسم اعظم کی حفاظت کے اہل نہیں ہوئے ہو۔ لہذا اپنے وطن واپس جا کر وقت کا انتظار کرو، چنانچہ روانگی سے قبل جب آپ نے حضرت ذوالنون سے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے جو کچھ لکھا پڑھا ہے اس کو یکسر فراموش کر دو تا کہ درمیان سے حجاب اٹھ جائے اور مجھ کو بھی اس طرح بھلا دو کہ کسی کے سامنے مجھے اپنا مرشد مت کہو۔ لیکن آپ نے عرض کیا کہ یہ دونوں شرطیں میرے لئے نا قابل قبول ہیں۔ البتہ تیسری شرط کہ مخلوق کو خدا کی جانب مدعو کرو، اس پر انشاء اللہ ضرور عمل پیرا رہوں گا۔ چنانچہ وطن واپس آنے کے بعد آپ نے تبلیغ و وعظ کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن علماء نے آپ کی اس درجہ مخالفت کی کہ عوام آپ سے بدظن ہو گئے اور ایک دن جب آپ وعظ کہنے پہنچے تو وہاں ایک فرد بھی موجود نہیں تھا۔ لہذا آپ نے وعظ گوئی ترک کر دینے کا قصد ہی کیا تھا کہ ایک بڑھیا نے کہا کہ آپ نے تو ذوالنون سے مخلوق کو پند و نصائح کرتے رہنے کا وعدہ کیا تھا پھر یہ عہد شکنی کیسی! اس کے بعد سے آپ نے یہ پرواہ کئے بغیر کہ کتنے افراد وعظ میں حاضر ہوتے ہیں مسلسل پچاس برس تک اپنا سلسلۂ وعظ جاری رکھا، اور آپ کے فیض صحبت سے حضرت ابراہیم خواص پر یہ اثر ہوا کہ بغیر سواری اور زاد راہ کے صحراؤں میں سفر کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم خواص سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عالم رویا میں یہ ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہہ دو کہ تم راندۂ درگاہ ہو چکے ہو، لیکن بیداری کے بعد یہ خواب بیان کرتے ہوئے ان سے مجھے ندامت ہوئی۔ لیکن دوسری شب پھر یہی خواب دیکھا اور تیسری شب مجھے تنبیہ کی گئی کہ اگر تم نے یہ خواب ان سے بیان نہ کیا تو تمہیں زندگی بھر کے لئے سزا میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ جب خواب بیان کرنے کی نیت سے آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے حکم دیا کہ کوئی عمدہ سا شعر سناؤ، اور جب میں نے ایک شعر سنایا تو آپ اس قدر روئے کہ آنکھوں سے لہو جاری ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ شاید اسی لئے لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں مردود بارگاہ ہوں، قطعاً درست ہے، حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر حیرت زدہ رہ گیا اور اسی ادھیڑ بن میں جنگل کی طرف نکل گیا اور وہاں جب حضرت خضر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین عشق الٰہی کی شمشیر کے گھائل ہیں اور ان کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے اور خدا کی راہ میں ایسا ہی مقام حاصل بھی کرنا چاہئے کہ تنزل کے بعد بھی علیین میں رہیں، کیونکہ واصل الی اللہ ہونے کے بعد اگر بادشاہی نہیں تو وزارت تو مل ہی جاتی ہے۔

عہد شباب میں حضرت عبدالواحد زید نہایت ہی شوخ و نڈر تھے، اور اکثر والدین سے لڑ جھگڑ کر بھاگ جاتے تھے وہ اتفاق

سے ایک دن آپ کی مجلس وعظ میں جا پہنچے اور آپ اپنے وعظ میں یہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ بندے کو اس طرح اپنی جانب متوجہ کر لیتا ہے جس طرح کوئی محتاج ہو کر کسی کے سامنے جاتا ہے یہ سنتے ہی عبدالواحد زید پر ایسا اثر ہوا کہ چیخ ماری اور کپڑے پھاڑ کر قبرستان کی جانب چل دیئے اور تین شب و روز عالم بے خودی میں وہیں پڑے رہے۔ لیکن جس دن ان کے اوپر یہ کیفیت طاری ہو رہی تھی اسی دن یوسف بن حسین نے خواب میں یہ ندا سنی کہ تائب ہونے والے نوجوان کو تلاش کرو۔ چنانچہ جس وقت تلاش کرتے ہوئے قبرستان پہنچے تو تین ہی یوم میں حضرت عبدالواحد نے وہ مدارج طے کئے تھے کہ آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ آپ کو تو تین یوم قبل حکم دیا گیا تھا لیکن آپ آج پہنچے ہیں۔

نیشاپور کے ایک تاجر کا کسی پر کچھ قرض تھا اور وہ شخص کہیں باہر چلا گیا تھا اور اسی دور میں اس تاجر نے ایک حسین کنیز خریدی تھی لہٰذا قرض وصول کرنے جانے سے قبل وہ اس فکر میں سرگرداں تھا کہ کنیز کو کس کے حوالے کر کے جائے۔ آخر کار حضرت عثمان حیری سے درخواست کی کہ اگر آپ کی بیوی کنیز کو اپنے پاس رکھ لیں تو میں فلاں جگہ جا کر اپنا قرض وصول کر لاؤں۔ اور جب وہ کنیز کو چھوڑ کر چلا گیا تو ایک دن حضرت عثمان حیری کی اس پر نظر پڑ گئی اور شہوانی جذبات بیدار ہو گئے، لیکن آپ فوراً اپنے مرشد حضرت ابو حفص حداد کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے حکم دیا کہ حضرت حسین بن یوسف کے پاس فوراً رے چلے جاؤ۔ چنانچہ رے پہنچ کر جب لوگوں سے ان کا پتہ پوچھا کہ وہ کہاں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو زندیق ہے اور تم بھی اس کے پاس جا کر برباد ہو جاؤ گے جب کہ تم خود صاحب کمال معلوم ہوتے ہو۔ بس کہ عثمان حیری پھر نیشاپور واپس آ گئے اور اپنے مرشد سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ لیکن انہوں نے پھر یہی حکم دیا کہ تم واپس رے جا کر کسی طرح بھی ان سے ملاقات کرو، اور جب وہ دوبارہ رے جا کر ان سے ملے تو دیکھا کہ ایک لس لڑکا ان کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور جام و صراحی سامنے رکھے ہوئے ہیں انہوں نے سلام کیا تو حضرت یوسف بن حسین نے جواب دینے کے بعد ایسے موثر انداز میں گفتگو کی کہ یہ دنگ رہ گئے۔ پھر عثمان حیری نے ان سے سوال کیا کہ کیا صاحب معرفت ہونے کے باوجود بھی آپ نے ظاہری حالت ایسی کیوں بنا رکھی ہے کہ لوگ آپ سے متنفر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بچہ ہے اور صراحی میں پانی ہے لیکن ظاہری حالت میں نے اس لئے خراب کر رکھی ہے کہ کہیں کوئی شخص مجھ کو غیر دیندار سمجھ کر اپنی کنیز میرے حوالے نہ کر دے۔ بس کہ عثمان حیری تاڑ گئے کہ خدا کا دوست کبھی مخلوق سے دوستی نہیں رکھ سکتا۔

آپ عشاء کے بعد سے صبح تک حالت قیام میں گذار دیتے تھے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ یہ کس قسم کی عبادت ہے تو فرمایا کہ عشاء کے بعد رکوع و سجود کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی اس لئے قیام کئے رہتا ہوں۔

اقوال زریں

حضرت جنید بغدادی کو آپ نے تحریر کیا کہ اگر خدا نے تمہیں نفس کی شدت سے آشنا کر دیا تو کوئی مرتبہ بھی حاصل نہ کر سکو گے اور اللہ نے سرامت میں کچھ امین مقرر کئے ہیں لیکن امت محمدی کے امین اولیاء کرام ہیں اور عورتوں اور لڑکوں کی صحبت صوفیاء کے لئے تباہ کن ہوتی ہے اور جو قلبی لگاؤ سے خدا کو یاد کرتا ہے اس کے قلب سے خود بخود ماسوا اللہ کی یاد نکل جاتی ہے اور صادق وہی ہے جو گوشہ تنہائی میں خدا کو یاد کرتا ہے اور موحد وہ ہے جو خدا کی بارگاہ میں حاضر رہ کر اوامر و نواہی کی پابندی کرتا رہے اور بحر توحید میں غرق ہونے والے کی تشنگی کبھی رفع نہیں ہوتی اور زاہد وہی ہے جو خود کو کھو کر خدا کو تلاش کرتا رہے اور بندے کو بندہ

Marfat.com

ہی کی طرح رہنا سزاوار ہے اور جو غور و فکر کے بعد خدا کو پہچان لیتا ہے وہ عبادت بھی بہت زیادہ کرتا ہے۔

وفات انتقال کے وقت آپ نے عرض کیا کہ اے اللہ میں قول سے مخلوق کو اور فعل سے نفس کو نصیحت کرتا رہتا ہوں لہٰذا مخلوق کی نصیحت کے معاوضہ میں میرے نفس کی خیانت کو معاف کر دے۔

وفات کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو اعلیٰ مراتب پر فائز دیکھ کر سوال کیا کہ یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ میں نے دنیا میں برائی کو بھلائی کے ساتھ کبھی مخلوط نہیں ہونے دیا۔

باب ۳۸

حضرت ابو حفص حدّاد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا شمار اقطاب عالم میں ہوتا ہے اور آپ کو کسی واسطے کے بغیر کشف و مراتب حاصل ہوئے اس کے علاوہ حضرت عثمان خیری جیسے بزرگ آپ کے ارادتمندوں میں داخل ہوئے اور شاہ شجاع کرمانی نے آپ کے ہمراہ بغداد جا کر بہت عظیم المرتبت بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کیا۔

حالات عہد شباب میں آپ کو ایک کنیز سے عشق ہو گیا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے نیشاپور جا کر آپ نے ایک جادوگر سے ملاقات کی لیکن اس نے یہ شرط لگا دی کہ چالیس یوم عبادت کو ترک کر کے میرے پاس آنا۔ چنانچہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے کے بعد جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے طرح طرح کے جادو کرنا شروع کر دیئے مگر ایک بھی کارگر نہ ہو سکا اور جب اس نے کہا کہ اس چالیس یوم میں تم نے ضرور کوئی نیک عمل کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا البتہ اتنا ضرور ہوا کہ راستہ میں پڑے ہوئے پتھر وغیرہ اٹھا کر اس نیت سے پھینک دیتا تھا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ یہ سن کر جادوگر نے کہا کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ آپ ایسے خدا کی عبادت سے گریزاں ہیں جس نے معمولی سی نیکی کو وہ قبولیت عطا کی کہ میرے تمام جادو ناکام ہو کر رہ گئے۔ آپ نے اسی وقت توبہ کر کے خدا کی عبادت شروع کر دی اور آپ کو حدّاد اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ لوہار تھے۔

آپ ایک دینار روزانہ کما کر رات کو فقراء میں تقسیم کر دیتے اور بیوہ عورتوں کے گھروں میں چپکے سے پھینک دیتے تھے تا کہ کسی کو علم نہ ہو سکے اور خود عشاء کے وقت بھیک مانگ کر یا گرا پڑا ساگ پات لا کر پکا لیا کرتے تھے اور برسوں اسی طرح زندگی گذارتے رہے ایک مرتبہ کوئی نابینا آپ کی دوکان کے سامنے سے یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے گذرا وَبَدَا لَهُم

Marfat.com

مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ۔ یعنی منجانب اللہ ان پر وہ بات ظاہر ہوگئی جس کا کسی کو علم نہ تھا۔ یہ آیت سن کر ایسی بے خودی طاری ہوئی کہ بھٹی میں سے گرم لوہا نکال کر ہاتھ پر رکھ لیا اور شاگردوں کو حکم دیا کہ اس کو ہتھوڑے سے کوٹ دو یہ سن کر شاگرد حیرت زدہ رہ گئے اور جب آپ کو کچھ ہوش آیا تو تمام دوکان کا مال لٹا کر گوشہ نشین ہوگئے اور فرمایا کہ میں نے اپنا بھید چھپانا چاہا لیکن خدا کی مرضی معلوم نہیں ہوتی۔

منقول ہے کہ آپ کے محلہ میں کوئی محدث حدیث بیان کیا کرتے تھے اور جب اہل محلہ نے آپ سے حدیث سننے چلنے کے لئے کہا تو فرمایا کہ تیس برس قبل ایک حدیث سنی تھی اور آج تک اس پر مکمل عمل نہ کر سکا پھر مزید حدیث سن کر کیا کروں گا اور جب لوگوں نے وہ حدیث پوچھی تو آپ نے سنادی کہ "بہترین مرد مسلمان وہی ہے جو ایسی چیزوں کو چھوڑ دے جن میں کوئی اسلامی مفاد مضمر نہ ہو"

ایک مرتبہ چند ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں جا کر ذکر الٰہی میں مستغرق ہوگئے تو وہاں ایک ہرن آکر آپ کی آغوش میں لوٹنے لگا۔ یہ دیکھ کر آپ رونے لگے اور وہ ہرن بھاگ گیا۔ پھر جب ساتھیوں نے ہرن کے آغوش میں لوٹنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مجھے یہ خیال آگیا تھا کہ اگر اس وقت کہیں سے بکری مل جاتی تو میں ساتھیوں کی دعوت کرتا، لہٰذا بکری کے بجائے وہ ہرن میری آغوش میں آگیا پھر لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ ہرن کی آمد مجھے خدا کی بارگاہ سے دور کرنے کے لئے تھی کیونکہ اگر خدا تعالیٰ فرعون کی بھلائی چاہتا تو خود اس کی خواہش پر دریائے نیل جاری نہ کرتا۔

عالم غضب میں بھی آپ خوش خلقی سے پیش آتے تھے اور جب غصہ ختم ہو جاتا اس وقت دوسری باتیں کرتے تھے حضرت ابو عثمان خیری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب آپ کی خدمت میں پہونچا تو آپ کے سامنے منقے رکھے ہوئے تھے چنانچہ میں نے بھی اس میں سے ایک اٹھا کر رکھ لیا لیکن آپ نے میرا رخسار دباتے ہوئے پوچھا کہ تم نے بلا اجازت منقی کیوں کھایا میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی فراخدلی کا علم ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے آپ فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں اس لئے میں نے منقی کھالیا آپ نے فرمایا کہ جب مجھے خود اپنے دل کا حال معلوم نہیں تو پھر تجھ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔

حضرت ابو عثمان خیری کہا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ میں وعظ گوئی کا ارادہ رکھتا ہوں کیونکہ مجھے مخلوق سے اس قدر محبت ہے کہ میں ان کے بدلے میں جہنم میں جانا پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرو پھر مخلوق کو نصیحت کرنا اور جب تمہارے وعظ میں عظیم اجتماع ہونے لگے تو غرور ہرگز نہ کرنا کیونکہ مخلوق ظاہر کو اور اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے۔ چنانچہ جس وقت نے برسر منبر وعظ کہنا شروع کیا تو آپ بھی چھپ کر ایک کونے میں بیٹھ گئے اور وعظ کے اختتام پر جب ایک شخص نے لباس کا سوال کیا تو میں نے اپنا لباس اتار کر دے دیا۔ اس وقت آپ نے سامنے آکر فرمایا کہ اے جھوٹے منبر پر سے اتر جا کیونکہ تو تو مخلوق کی محبت کا دعویدار ہے اور سائل کے سوال پر سب سے پہلے تو نے اپنا لباس اتار کر دے دیا حالانکہ محبت کا تقاضا یہ تھا کہ دوسروں کو سبقت کا موقع دیتا تاکہ وہ تجھ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکتے۔

Marfat.com

آپ سر بازار ایک یہودی کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو عدل کے لباس میں اور خود کو فضل کے لباس میں دیکھ کر مجھے یہ خدشہ ہو گیا کہ کہیں اس کا لباس مجھکو اور میرا لباس اس کو نہ عطا کر دیا جائے۔ جب سفر حج کے دوران بغداد پہنچے تو ایسی فصاحت کے ساتھ عربی زبان میں گفتگو کی کہ اہل زبان بھی دنگ رہ گئے۔ حالانکہ آپ فارس کے باشندے تھے اور عربی زبان سے قطعاً ناواقف تھے۔ ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی سے آپ نے فتوت کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ اچھے کام کو نہ تو کسی پر ظاہر کرو اور نہ اپنی جانب اس کو منسوب کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک ایک تو فتوت کا مفہوم یہ ہے کہ خود انصاف کر کے دوسرے سے انصاف کے طالب نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت جنید نے اہل مجلس سے فرمایا کہ آج سے اسی پر عمل کرو، آپ نے فرمایا کہ تم خود بھی اس پر عمل کرو۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ واقعی شجاعت اسی کا نام ہے۔

کوئی رعب کی وجہ سے بات نہیں کر سکتا تھا اور اس وقت مؤدبانہ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے جب تک آپ بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے۔ ایک مرتبہ حضرت جنید نے کہا کہ آپ تو مریدین کو آداب شاہی سے روشناس کراتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ سرنامہ دیکھ کر ہی خط کا مضمون ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے حضرت جنید سے کہا کہ زیربا اور حلوہ تیار کروا دو زیربا ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے، چنانچہ جب دونوں اشیا تیار ہو گئیں تو حکم دیا کہ ایک مزدور کو سر پر رکھ کر ہدایت کر دو کہ جب تک تھک نہ جائے چلتا رہے اور جب آگے چلنے کی ہمت نہ رہے تو قریبی مکان کے دروازے پر آواز دے کر وہاں یہ دونوں چیزیں دے آئے۔ چنانچہ آپ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ایک مرید کو مزدور کے ہمراہ کر دیا اور جب مزدور قطعی تھک گیا تو ایک دروازے پر دستک دی اندر سے آواز آئی کہ اگر زیربا اور حلوہ دونوں چیزیں ہوں تو میں باہر آؤں۔ اور پھر اندر سے ایک ضعیف سے آدمی باہر آئے اور دونوں چیزیں لے لیں اور جو مرید مزدور کے ہمراہ تھے ان نے حیرت زدہ ہو کر ان بزرگ سے واقعہ کی نوعیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ کافی دنوں سے میرے بچے ان دونوں کھانوں کی فرمائش کر رہے تھے لیکن میں نے اللہ تعالٰے سے اس لئے طلب نہیں کیا کہ وہ خود ہی بھیج دے گا۔

آپ کا ایک ارادت مند بہت ہی مؤدب اور تہذیب یافتہ تھا اور جب حضرت جنید نے پوچھا کہ یہ کتنے عرصہ سے آپ کے پاس ہے تو فرمایا کہ دس سال ہے اور میرے پاس رہ کر اس نے اپنے ذاتی ستر ہزار دینار اور ستر ہزار دینار قرض لے کر خرچ کئے ہیں جن کی ابھی تک ادائیگی نہیں ہو سکی لیکن اس میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ میرے رائے معلوم کر سکے۔

بغداد سے سفر کرنے کے دوران جب آپ کو ایک جنگل میں پانی کہیں دستیاب نہ ہو سکا تو آپ ایک شہر کے کنارے خاموش بیٹھ گئے، دریں اثنا ابوتراب بخشی نے وہاں پہنچ کر پریشانی کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ آج سولہ یوم کے بعد پانی میسر آیا ہے اور اس علم و یقین میں مناظرہ ہو رہا ہے اگر علم کو غلبہ حاصل ہو گیا تو پانی پی لوں گا اور اگر یقین غالب آ گیا تو پانی پیئے بغیر آگے روانہ ہو جاؤں گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ مراتب تو آپ ہی جیسے لوگوں کے ہو سکتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں فقرا کو زبوں حالی میں دیکھ کر آپ کو ان کی اعانت کا خیال آیا لیکن پاس ایک کوڑی نہیں تھی چنانچہ آپ نے

Marfat.com

ایک پتھر اٹھا کر اللہ تعالے سے عرض کیا کہ اگر آج تو نے مجھے کچھ عنایت نہ کیا تو کعبہ کی تمام قندیلیں اس پتھر سے توڑ دوں گا۔ اسی وقت کسی نے روپوں سے بھری ہوئی تھیلی پیش کی اور تمام رقم آپ نے فقراء میں تقسیم کر دی اور فراغت حج کے بعد جب بغداد پہنچے تو حضرت جنید بغدادی نے سوال کیا کہ ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہو؟ فرمایا کہ یہ تحفہ لایا ہوں کہ اگر کوئی شخص تمہارا قصور وار ہو تو اس کو اپنا ہی قصور تصور کرو اور اگر نفس اس پر مطمئن نہ ہو تو اس کو متنبہ کر دو کہ اگر تو اپنے بھائی کا قصور معاف نہ کرے تو میں تجھے چھوڑ دوں گا اور بجبر نفس سے اس کے قصور کو معاف کروا دو۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ مراتب تو خدا نے آپ ہی کو عطا کئے ہیں۔

حضرت شبلی کے یہاں آپ چار ماہ مہمان رہے اور ہر یوم مختلف طریقوں سے آپ کی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا تھا لیکن رخصت ہوتے وقت آپ نے ان سے کہا کہ جب کبھی آپ نیشاپور آئیں گے اس وقت میں آپ کو آداب میزبانی سے آگاہ کروں گا کیونکہ مہمان کے لئے "تکلف بہتر نہیں بلکہ ایسا سلوک کیا جانا چاہیئے کہ مہمان کی آمد سے غم اور جانے سے مسرت نہ ہو" چنانچہ جس وقت حضرت شبلی نیشاپور پہنچے تو انتالیس افراد آپ کے ساتھ تھے۔ اس دن حضرت ابو حفص حدّاد نے اپنے یہاں چالیس اکتالیس شمعیں جلائیں، اور جب حضرت شبلی نے کہا کہ یہ تکلف بے جا کیوں کر رہے ہیں تو فرمایا کہ اگر تمہارے نزدیک یہ تکلفات میں داخل ہے تو تمام شمعوں کو بجھا دو، چنانچہ سعی بسیار کے باوجود ایک کے علاوہ کوئی شمع بھی نہ بجھ سکی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ چونکہ مہمان خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے اس لئے میں نے خدا کی رضا کے لئے ہر مہمان کے نام پر ایک شمع روشن کی اور ایک شمع اپنے نام پر جلائی چنانچہ میرے نام کی شمع تو اس لئے بجھ گئی کہ وہ خدا کی رضا کے لئے نہیں تھی باقی چالیس شمعیں جو اس کے نام پر روشن کی گئی تھیں وہ نہیں بجھ سکیں اور بغداد میں جو کچھ تکلفات تم نے کئے وہ صرف میرے لئے تھے اس لئے اس کو تکلف کا نام دیا جائے گا۔ اور میں نے جو کچھ کیا وہ صرف رضائے الہٰی کے لئے کیا اس لئے اس کو تکلف نہیں کہا جا سکتا۔

ارشادات

حضرت ابو علی ثقفی سے روایت ہے کہ آپ کا یہ قول تھا کہ اتباع سنت اور خود کو برا تصور نہ کرنے والا مرد نہیں ہوتا کسی نے سوال کیا کہ ولی کا خاموش رہنا بہتر ہے یا گفتگو کرنا؟ فرمایا کہ گفتگو کرنا باعث تباہی ہے اور خموشی کے لئے عمر نوح درکار ہے۔ فرمایا کہ درویش وہ ہے جو کثرت عبادت کے باوجود بھی عجز کا اظہار کرتا رہے۔ فرمایا کہ بہترین ہیں وہ لوگ جو لوگوں پر نوازش کرتے رہیں اور خود خدا کے کرم کے طلب گار رہیں اور اتباع سنت کے بعد حلال رزق کی جستجو کریں۔ فرمایا کہ وہ ایک لمحہ بہت بہتر ہے جو خدا تک پہنچا دے۔ فرمایا کہ وہ شخص اندھا ہے جو صنعت کو دیکھ کر مصنوع کو پہچانتا ہے اور مصنوع سے صنعت کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا کہ خدا کا در پکڑنے والوں پر تمام در کھل جاتے ہیں اور سردار انبیاء حضور اکرمؐ کی اتباع سے تمام سردار فرمانبردار ہو جاتے ہیں

عادت

حضرت محمش بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۲۲ سال آپ کے ہمراہ رہ کر یہ اندازہ کیا کہ آپ کبھی غفلت و مسرت کے ساتھ خدا کو یاد نہیں کرتے بلکہ نہایت احترام و عظمت کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور خوف الہٰی سے ایسا تبدیل ہو جاتا تھا جیسے نزع کی کیفیت طاری ہو۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ خدا کی جانب کیوں متوجہ ہوتے ہیں، فرمایا جس لئے محتاج دولت مند کی جانب رجوع کرتا ہے۔ عبداللہ سلمی نے لوگوں سے یہ ہدایت کی تھی کہ میرا سر ابو حفص حدّاد کے قدموں پر رکھ دینا۔

Marfat.com

باب ۲۹

حضرت حمدون قصّار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ فقیہہ و محدث ہونے کے ساتھ ساتھ باکمال اصحاب طریقت میں سے ہوئے ہیں اور تصوف میں بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، آپ کے پیر و مرشد حضرت ابوتراب بخشی تھے اور خود حضرت سفیان ثوری اور حضرت عبداللہ بن مبارک جیسے بزرگوں کے مرشد تھے اور آپ کے معتقدین کو قصاری کہا جاتا ہے، آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت کسی دوست کی نزعی حالت میں اس کے سرہانے تشریف فرما تھے اور اس کی موت کے بعد ہی فوراً چراغ بجھا کر فرمایا کہ اس چراغ کا زندگی میں خود مالک تھا لیکن موت کے بعد اب یہ اس کے ورثا کی ملکیت ہے اس لئے ان کی مرضی کے بغیر جلانا درست نہیں۔

حالات نیشاپور میں آپ کی ایک نوجوان صالح سے ملاقات ہوئی تو آپ نے سوال کیا کہ شجاعت و جوانمردی کا کیا تقاضا ہے اس نے عرض کیا کہ میری شجاعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ صوفیا کا لباس پہن کر ان کے مسلک پر گامزن ہو جاؤں اور آپ کی شجاعت یہ ہے کہ صوفیا کا لبادہ اتار پھینکیں اور اس طرح ذکر الٰہی سے اپنے مراتب میں اضافہ کریں کہ دنیا آپ کے اوپر فریفتہ نہ ہو۔

ارشادات شہرت تامّہ کے بعد جب عوام نے آپ سے وعظ گوئی کی فرمائش کی تو فرمایا کہ میرا وعظ مخلوق کے لئے اس وجہ سے مفید نہیں ہو سکتا کہ میں دنیا سے محبت رکھتا ہوں اور وعظ گوئی کا حق صرف اسی کو ہے جس کے وعظ میں اتنا اثر ہو کہ لوگ ہدایت پا سکیں۔ اور واعظ اسی کو کہا جا سکتا ہے جس کے بیان میں تسلسل ہو اور امداد غیبی اس کے شامل حال رہے، لوگوں نے سوال کیا کہ گذشتہ اسلاف کا انداز بیان موثر کیوں ہوتا تھا! فرمایا کہ وہ اسلام کی برتری اور نفس سے نجات پانے کی بات کہا کرتے تھے۔ فرمایا کہ مخلوق کی چاہت سے خالق کی چاہت بہت بہتر ہے اور چھپانے والی بات کو کسی پر ظاہر نہ کرو، اور ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھو، جاہل کی صحبت سے کنارہ کش رہ کر عالم کی صحبت اختیار کرو، فرمایا کہ زیادتی کی طلب باعث کلفت ہوا کرتی ہے اور نفس کو اچھا سمجھنا اس لئے تکبر پیدا کر دیتا ہے کہ اتباع نفس بندے کو اندھا کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ خود کو سب سے بدتر تصور کرتے ہوئے کبھی کسی بدمست کی جانب اس خوف سے نظر نہ ڈالو کہ کہیں تم خود بھی بدمستی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ اور ہمیشہ بیم و رجا کو اپنا مسلک بنائے رکھو، فرمایا کہ تواضع سے فقر حاصل ہوتا ہے اور تواضع کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اپنے سے زیادہ ذلیل تصور نہ کرے۔ فرمایا کہ زیادہ کھانا امراض کی جڑ اور دین کے لئے آفت ہے، فرمایا کہ خود کو اس لئے کمتر تصور کرو کہ دنیا تمہاری عزت کرے۔

اقوال زرّیں حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ آپ کی میرے لئے یہ نصیحت تھی کہ کبھی دنیا کے واسطے کسی پر غضبناک مت ہونا، کسی نے سوال کیا کہ بندے کی کیا تعریف ہے، فرمایا کہ جو خدا اور اس کی عبادت کو محبوب تصور کرے اور زہد کا مفہوم

Marfat.com

یہ ہے کہ عطا کردہ شے پر قانع رہ کر کبھی زیادہ کا طلب گار نہ ہو، اور توکل کی تعریف یہ ہے کہ مقروض ہونے کی صورت میں بجائے بندے کے خدا سے اس کی ادائیگی کی امید رکھو۔ اور اپنے امور خدا کے سپرد کرنے سے قبل ضروری ہے کہ حیلہ و تدبیر بھی اختیار کی جائے۔ فرمایا، کہ تین چیزیں ابلیس کے لئے وجہ انبساط ہیں اول کسی دیندار کا قتل، دوم کسی شخص کا حالت کفر پر مرنا، سوم درویشی سے فرار۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ حالت مرض میں جب میں نے آپ سے عرض کیا کہ اپنے بچوں کو کوئی نصیحت فرما دیجئے تو فرمایا کہ میں ان کی امارت سے زیادہ ان کی درویشی کے ضیاع سے خائف ہوں۔

آپ نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے دم مرگ یہ وصیت فرمائی کہ مرنے کے بعد مجھ کو عورتوں میں دفن کرنا اور یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

باب ۸۳

حضرت منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ عراق کے باشندے تھے اور اپنے دور کے عدیم المثال صاحب کشف بزرگ اور بے نظیر واعظ ہوئے ہیں اور بیشتر صوفیائے کرام نے آپ کے اوصاف بیان کئے ہیں۔

حالات آپ کے عظیم المرتبت ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ راستہ میں کاغذ کا ایک پرزہ جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھا پڑا ہوا ملا، اور آپ نے عظمت کے تصور سے اس کی گولی بنا کر نگل لی، اور اسی رات خواب دیکھا کہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تیرے لئے حکمت و دانائی کی راہیں آج سے اس لئے کشادہ کر دیں کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی۔ چنانچہ اس کے بعد آپ عرصہ دراز تک وعظ و تبلیغ میں مشغول رہے۔

کسی دولت مند نے اپنے غلام کو بازار سے کچھ خریدنے کے لئے بھیجا تو وہ غلام راستہ میں آپ کا وعظ سننے لگا وہیں ایک نادار درویش بھی کھڑا تھا جس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کو چار درہم دے کر مجھ سے چار دعائیں لے، یہ سن کر اس غلام نے جو چار درہم کا سامان خریدنے آیا تھا اس درویش کو چاروں درہم عطا کر دیئے، اور جب آپ نے غلام سے پوچھا کہ اپنے حق میں کیا دعائیں چاہتا ہے تو اس نے عرض کیا کہ اول میں آزاد ہو جاؤں، دوم اللہ تعالیٰ میرے مالک کو توبہ کی توفیق دے سوم ان چار درہم کے معاوضہ میں مجھے چار درہم مزید مل جائیں، چہارم اللہ تعالیٰ مجھ پر اور تمام حاضرین مجلس پر رحمتوں کا نزول فرمائے چنانچہ آپ نے اسی کے مطابق دعائیں فرما دیں۔ اور وہ غلام جب اپنے آقا کے پاس پہنچا تو اس نے خفگی کے ساتھ تاخیر کا سبب دریافت کیا، اور جب غلام نے پورا واقعہ بیان

Marfat.com

کر دیا تو اس کو آزاد کر کے مزید چار سو درہم آقا نے اس کو اور عطا کئے اور خود تائب ہو گیا۔ اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ باری تعالیٰ نے فرماتے ہیں کہ ہم نے تیری بدخصلتی کے باوجود تجھ پر اور تیرے غلام پر نیز منصور عمار اور اہل مجلس پر رحمتوں کا نزول کر دیا۔

دوران وعظ کسی نے ایک کاغذ پر اس مفہوم کا شعر لکھ کر آپ کو پیش کیا کہ جو خود اہل تقویٰ میں سے نہ ہو اور وہ دوسروں کو تقویٰ کی ہدایت کرے، اس کی مثال اس طبیب جیسی ہے جو خود مریض ہو کر دوسروں کا علاج کرتا ہو۔

ایک شب آپ گھومتے پھر رہے تھے کہ کسی مکان سے اس قسم کی مناجات کی آواز آئی کہ اے اللہ! میں نے نافرمان بن کر گناہ نہیں کیا بلکہ ابلیس اور نفس کے فریب میں آکر گناہ کیا لہٰذا اپنی رحمت سے مجھے معاف فرما دے۔ یہ سن کر آپ نے اضطراری کیفیت میں یہ آیت تلاوت کی کہ "اے ایمان والو خود کو اور اپنے اہل نفس کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں" پھر جب صبح کے وقت آپ اس مکان کے قریب سے گذر رہے تھے تو اندر سے رونے کی آواز آئی اور آپ نے جب وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ رات کو کسی شخص نے دروازے پر ایک آیت تلاوت کی جس کو سن کر ایک لڑکا خوف الٰہی سے جاں بحق ہو گیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اس کا قاتل میں ہی ہوں۔

ارشادات خلیفہ ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ مخلوق میں سب سے زیادہ عالم کون ہے اور سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ فرمایا کہ سب سے زیادہ عالم تو وہ ہے جو فرمانبردار اور خوف رکھنے والا ہو۔ اور سب سے زیادہ جاہل وہ ہے جو نڈر اور گناہگار ہو۔ فرمایا کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہوتا ہے اور دنیا داروں کا حرص و طمع کا مخزن۔ پھر عارف کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو خود بخود مجاہدات و ریاضت کی جانب راغب ہوتے ہیں، دوسرے وہ صرف رضائے الٰہی کے لئے واصل الی اللہ ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ حکمت قلب عارفین میں لسان تصدیق سے، قلب زہاد میں لسان تفصیل سے، قلب مریدین میں لسان تفکر سے اور قلب علماء میں لسان ذکر سے بات کرتی ہے۔ اور افضل ترین ہے وہ بندہ جس کا پیشہ عبادت جس کی خواہش و تمنا درویشی و گوشہ نشینی جس کے سامنے آخرت و موت ہو اور توبہ کا ہمہ وقت اس کو تصور رہے۔ فرمایا کہ قلب انسانی مجسم نور ہوتا ہے اور جب اس میں دنیا آباد ہو جاتی ہے تو نور سلب ہو جاتا ہے اور تاریکیاں مسلط ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ اطاعت نفس انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے اور مصیبتوں پر صابر نہ رہنے والے آخرت کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ تارک الدنیا کو کسی قسم کا غم باقی نہیں رہتا اور سکوت اختیار کرنے والا معذرت خواہی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس مصیبت سے بچ سکتا ہو اور نہ بچے وہ بہت بڑا معصیت کار ہے۔

وفات انتقال کے بعد جب ابوالحسن شعرانی خواب میں آپ سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے کیسا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ بخشش کے بعد مجھ سے فرمایا کہ جس نوعیت سے اہل دنیا کے سامنے تو ہماری حمد و ثنا کرتا تھا اسی طرح اب ملائکہ کے سامنے بھی حمد و ثنا کر۔

Marfat.com

باب ۴۱

حضرت احمد بن انطاکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف: آپ کا شمار متقدمین مشائخ میں سے ہوتا ہے اور بہت زیادہ معمر ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر تبع تابعین سے شرف نیاز حاصل ہوا، اس کے علاوہ بہت سے بزرگان دین کا دور بھی دیکھا آپ کی دانائی اور قیافہ شناسی کا یہ عالم تھا کہ حضرت سلیمان دارانی جیسے عظیم المرتبت بزرگ آپ کو جاسوس القلب کے خطاب سے یاد کرتے تھے اس کے علاوہ آپ کے اقوال و ارشادات بھی لاتعداد ہیں۔

ارشادات: کسی نے آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کو خدا کا اشتیاق ہے؟ فرمایا کہ اشتیاق تو غائب کا ہوا کرتا ہے اور خدا تو ہر لمحہ حاضر ہے۔ پھر فرمایا کہ معرفت کے تین مدارج ہیں۔ اول وحدانیت کو ثابت کرنا، دوم خدا کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ دینا، یہ تصور قائم رکھنا کہ کسی سے بھی خدا کی عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس کو باری تعالےٰ نور معرفت عطا نہیں کرتا وہ نورہی سے محروم رہتا ہے۔ فرمایا کہ خدا کی محبت کی یہ علامت ہے کہ انسان عبادت کم کرے لیکن غور و فکر زیادہ۔ اور گوشہ نشین ہو کر سکوت اختیار کرلے مسرت سے خوش نہ ہو اور غم سے دل برداشتہ نہ ہو، فرمایا کہ جب حضرت یونس کو یہ خیال ہوگیا کہ خدا تعالےٰ میرے اوپر غضبناک نہ ہوگا تو کیسی مصیبت میں گرفتار کیا گیا۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی صحبت عقیدت مندی سے اختیار کرو۔ فرمایا کہ زہد کی چار قسمیں ہیں اوّل توکل الی اللہ، دوم مخلوق سے بیزاری، سوم اخلاص کا اظہار کرنا، چہارم خدا کی راہ میں مصائب برداشت کرنا۔ پھر فرمایا کہ مقدور معرفت کے مطابق ہی بندہ خوف و حیا کرتا ہے۔ فرمایا کہ قلب کی پاکیزگی سکوت ہے۔

فرمایا کہ دانشمند وہ ہے جو نعمتوں پر شکر ادا کرے۔ فرمایا کہ یقین خدا کا ایسا عطا کردہ نور ہے جس سے بندہ اس طرح امور آخرت کا مشاہدہ کرتا ہے کہ درمیان سے تمام حجابات رفع ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خدا کو حاضر و ناظر تصور کرکے عبادت کرو، فرمایا کہ صفائی قلب کے لئے یہ پانچ چیزیں ضروری ہیں، اول اہل خیر کی صحبت، دوم تلاوت قرآن، سوم فاقہ کشی، چہارم رات کی نماز، پنجم سحر کے وقت گریہ و زاری۔ فرمایا کہ عدل استقامت کا نام ہے لیکن ایک عدل وہ ہے جو مخلوق کے ساتھ کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ عدل جو خدا کے ساتھ کیا جائے۔ (یعنی اس کے احکامات کو استقامت کے ساتھ ادا کرنا۔ مترجم) فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ "تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں" حالانکہ ہم مال و اولاد سے زیادہ خود فتنہ گر ہیں۔

کرامت: مریدین کے لئے آپ کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ ایک شب اچانک آپ کے انتیس مریدین آ گئے آپ نے دسترخوان بچھوا کر روٹی کی قلت کی وجہ سے ٹکڑے کرکے سب کے سامنے رکھ کر چراغ اٹھا لیا اور کچھ دیر کے بعد آپ

Marfat.com

چراغ لائے تو تمام ٹکڑے اسی طرح ہر شخص کے سامنے موجود تھے اور کسی نے بھی لغرض ایثار ایک ٹکڑا بھی نہیں کھایا۔

باب ۴۲

حضرت عبداللہ بن خبیق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ کا وطن اصلی کوفہ تھا لیکن انطاکیہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور اپنے دور کے انتہائی متقی مشائخین میں سے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے اقوال وارشادات کثرت سے ہیں۔

ارشادات شیخ فتح موصلی سے روایت ہے کہ جس وقت میں نے آپ سے شرف نیاز حاصل کیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان کو چار نعمتیں عطا کی گئی ہیں اول آنکھ، دوم زبان، سوم قلب، چہارم ہوا۔ آنکھ کا اظہار شکر تو یہ ہے، کہ جس شے کے دیکھنے کو خدا نے منع کیا ہے ان پر کبھی نظر نہ ڈالے، اور زبان کا اظہار شکر یہ ہے کہ کبھی کوئی چیز طلب نہ کرے اور جو شخص ان چیزوں کو ملحوظ نہیں رکھتا بدنصیبی کا شکار ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ قلب کی تخلیق صرف عبادت کے لئے ہوئی ہے۔ فرمایا کہ خوفزدہ رہنے والا خواہشات نفس کی تکمیل نہیں کرتا۔ فرمایا کہ دنیا میں حرص وہوس کو چھوڑ کر دل شکستہ رہنا آخرت کے لئے افضل ہے۔ فرمایا کہ جو شے آخرت کے لئے سود مند نہ ہو اس کا حصول عبث ہے۔ اور منفعت بخش آرزو وہ ہے جس سے مشکل حل ہو جائے فرمایا کہ ایسے افراد کو امید رہتی ہے جو برائی سے تائب ہوتے ہیں۔ باوجود توبہ بھی کرتے ہیں اور برائی بھی کرتے ہیں لیکن یہ خوف رہتا ہے کہ نامعلوم مغفرت ہو سکے گی یا نہیں۔ لیکن وہ رجا جھوٹی ہے جس میں مسلسل گناہ کے ساتھ مغفرت کی طلب بھی ہو اور بدی کرنے والوں کو خوف زیادہ اور رجا کم ہوتی ہے۔ فرمایا کہ صدق تمام احوال سے بے نیاز ہوتا ہے اور صادق وہ ہے جو ہر شے کی ماہیت سے واقف ہو جائے۔ فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش یہ ہے کہ تم سے زیادہ کسی کو فضیلت حاصل نہ ہو تو ہر شے کو چھوڑ کر خدا کو پکڑ لو تاکہ سب تمہارے محتاج نظر آئیں۔

باب ۴۳

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ حضرت سقطی کے بھانجے اور مرید ہیں اور حضرت محاسبی کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ بحر شریعت و طریقت کے شناور، انوار الٰہی کا مخزن و منبع اور مکمل علوم پر دسترس رکھتے تھے اسی وجہ سے اہل زمانہ نے آپ کو شیخ الشیوخ زاہد کامل اور علم و عمل کا سرچشمہ تسلیم کر لیا تھا۔ اور آپ کو سید الطائفہ، لسان القوم، طاؤس العلماء اور سلطان المحققین کے خطابات سے نوازا تھا اور اکثر صوفیائے کرام نے آپ کا راستہ اختیار کیا۔ لیکن ان تمام اوصاف کے باوجود بغض و عناد رکھنے والوں نے آپ کو زندیق و کافر تک بھی کہہ ڈالا۔

حالات کسی شخص نے حضرت سری سقطی سے سوال کیا کہ کیا کبھی مرید کا درجہ مرشد سے بھی بلند ہو جاتا ہے، فرمایا بیشک جس طرح جنید میرا مرید ہے لیکن مراتب میں مجھ سے زیادہ ہے۔

حضرت سہل تستری سے روایت ہے کہ گو حضرت جنید کا مرتبہ سب سے ارفع و اعلیٰ ہے لیکن آپ صرف حضرت آدم کی طرح عبادت تو کرتے تھے مگر راہ طریقت کی مشقت برداشت نہ کر سکتے تھے حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ حضرت سہل کا یہ قول ایک ایسا راز ہے جو ہماری فہم سے بالاتر ہے اور ادب کا یہ تقاضا ہے کہ ہم دونوں بزرگوں میں سے کسی کی شان میں گستاخی کے مرتکب نہ ہوں۔

بچپن ہی سے آپ کو بلند مدارج حاصل ہوتے رہے۔ ایک مرتبہ مکتب سے واپسی پر دیکھا کہ آپ کے والد بر سر راہ رو رہے ہیں آپ نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے ماموں کو مال زکوٰۃ میں سے کچھ درہم بھیجے تھے لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور آج مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں نے اپنی زندگی ایسے مال کے حصول میں صرف کر دی جس کو خدا کے دوست بھی پسند نہیں کرتے، چنانچہ حضرت جنید نے اپنے والد سے وہ درہم لے کر اپنے ماموں کے یہاں پہنچ کر آواز دی اور جب اندر سے پوچھا گیا کہ کون ہے تو آپ نے عرض کیا کہ جنید آپ کے لئے زکوٰۃ کی رقم لے کر آیا ہے، لیکن انہوں نے پھر انکار کر دیا، جس پر حضرت جنید نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اوپر فضل اور میرے والد کے ساتھ عدل کیا، اب آپ کو اختیار ہے کہ یہ رقم لیں نہ لیں کیونکہ میرے والد کے لئے جو حکم تھا کہ حقدار کو زکوٰۃ پیش کرو، وہ انہوں نے پورا کر دیا۔ یہ بات سن کر حضرت سری نے دروازہ کھول کر فرمایا کہ رقم سے پہلے میں تجھے قبول کرتا ہوں چنانچہ اسی دن سے آپ ان کی خدمت میں رہنے لگے اور سات سال کی عمر میں انہیں کے ہمراہ مکہ معظمہ پہنچے۔ وہاں چار صوفیائے کرام میں شکر کے مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی تھی اور جب سب

Marfat.com

شکر کی تعریف بیان کر چکے تو آپ کے ماموں نے آپ کو شکر کی تعریف بیان کرنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھنے کے بعد فرمایا کہ شکر کی تعریف یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نعمت عطا کرے تو اس نعمت کی وجہ سے منعم کی نافرمانی کبھی نہ کیجیے یہ سن کر سب لوگوں نے کہا کہ واقعی شکر اسی کا نام ہے۔ پھر آپ نے بغداد واپس آکر آئینہ سازی کی دوکان قائم کرلی اور ایک پردہ ڈال کر چار سو رکعت نماز یومیہ اسی دوکان میں ادا کرتے رہے اور کچھ عرصہ کے بعد دوکان کو خیرباد کہہ کر حضرت سری سقطی کے مکان کے ایک حجرے میں گوشہ نشین ہو گئے اور تیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے، چالیس سال کے بعد یہ خیال ہو گیا کہ اب میں معراج کمال تک پہنچ گیا ہوں، چنانچہ غیب سے ندا آئی کہ اے جنید اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ تیرے گلے میں زنار ڈال دی جائے آپ نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا ہے؟ جواب ملا کہ تیرا وجود تو ابھی تک باقی ہے۔ یہ سن کر آپ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا کہ جو بندہ وصال کا اہل ثابت نہ ہو سکا اس کی تمام نیکیاں داخل معصیت ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ کو فتنہ پردازوں نے سخت سست بھی کہا اور خلیفہ سے بھی آپ کی شکایتیں کیں، لیکن خلیفہ نے کہا کہ جب تک ان کے خلاف یہ جرم ثابت نہ ہو جائے کہ ان کی وجہ سے لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہوتے ہیں سزا دینا قرین قیاس نہیں، پھر ایک مرتبہ خلیفہ نے بغرض امتحان ایک حسین و جمیل کنیز کو لباس و زیورات سے مرصع کر کے یہ ہدایت کر دی کہ ان کے سامنے پہنچ کر نقاب الٹ کر یہ کہنا کہ میں ایک امیرزادی ہوں اگر آپ میرے ساتھ ہم بستر ہو جائیں تو میں آپ کو دولت سے نواز دوں گی، اور واقعہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے اس کنیز کے ہمراہ ایک غلام کو بھی بھیج دیا۔ اور جب اس کنیز نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق آپ کے سامنے اظہار مدعا کیا تو آپ نے سر جھکا کر ایک ایسی سرد آہ کھینچی کہ اس کنیز نے وہیں دم توڑ دیا۔ اور جب غلام نے واپس آکر خلیفہ سے واقعہ کی نوعیت بیان کی تو خلیفہ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ خود اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اس نے کہا کہ جو عمل میں نے ان کے ساتھ کیا وہ نہ کرنا چاہیے تھا جس کی وجہ سے مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا۔ پھر آپ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ یہ بات آپ نے کیسے گوارا کی کہ ایسی محبوب ہستی کو دنیا سے رخصت کر دیا، آپ نے جواب دیا کہ امیر المومنین کی حیثیت سے تمہارا فرض تو مومنین کے ساتھ مہربانی کرنا ہے لیکن مہربانی کے بجائے تم نے میری چالیس سالہ عبادت کو ملیامیٹ کرنا کیسے گوارا کر لیا۔

منقول ہے کہ جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہوتا گیا تو آپ نے وعظ و تبلیغ کو اپنا شیوہ بنا لیا اور ایک مجمع میں فرمایا کہ وعظ گوئی میں نے اپنے اختیار سے شروع نہیں کی بلکہ تیس ابدالین کا اصرار بے حد پہ یہ سلسلہ شروع کیا اور میں نے تقریباً دوسو بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تمام مدارج صرف فاقہ کشی، ترک دنیا اور شب بیداری سے حاصل ہوئے۔

ارشادات: فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو خدا اور رسول کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں

Marfat.com

حدیث۔ فرمایا کہ میرے مرشد حضرت علی کے متبعین میں سے تھے اور جب ان کی صفات کا تذکرہ کرتے تو لوگوں میں سماعت کی سکت باقی نہ رہتی۔ فرمایا کہ حضرت علی کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنی معرفت عطا کی اور وہ خدا ایسا یکتا ہے کہ نہ کوئی اس کے مشابہ ہو سکتا ہے نہ اس کا تعلق کسی جنس سے ہے اور نہ اس کو مخلوقات پر قیاس کیا جا سکتا ہے، وہ دور رہتے ہوئے بھی نزدیک ہے اور نزدیک ہوتے ہوئے بھی دور، اور وہ ایسا برتر ہے کہ اس سے بلند شئے کوئی نہیں۔ اور وہ کسی شئے پر قائم نہیں اس کی ذات ایسی ہے کہ کسی میں اس جیسے اوصاف نہیں ہیں اور اس کے کلام کی تشریح یا تاویل کرتا ہے وہ ملحد ہے اور سب سے زیادہ فہیم وہ ہے جو اس کی ذات کو سمجھ لے۔ پھر حضرت علی نے فرمایا کہ دس ہزار سچے مریدین کے ہمراہ مجھ کو بحر معرفت میں غرق کیا اور دوبارہ ابھار کر فلک ارادت کا مہر درخشاں بنایا۔ اور اگر مجھے ایک ہزار سال کی عمر بھی عطا کر دی جائے جب بھی اس کی عبادت میں لمحہ بھر کے لئے حبہ برابر بھی کمی نہیں کروں گا۔ ارشاد فرمایا کہ مخلوق کی معصیت کاری میرے لئے یوں وجہ اذیت ہے کہ میں مخلوق کو اپنا اعضاء تصور کرتا ہوں کیونکہ مومنین ذات واحد کی طرح ہیں۔ اسی لئے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جتنی اذیت مجھے ہوئی اتنی کسی نبی کو نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ میں عرصہ دراز تک ان معصیت کاروں کی حالت پر نوحہ خواں رہا لیکن اب مجھے نہ اپنی خبر ہے نہ ارض و سماکی، فرمایا کہ دس سال تک قلب نے میرا تحفظ کیا اور دس سال تک میں نے اس کی حفاظت کی لیکن اب یہ کیفیت ہے کہ نہ مجھے دل کا حال معلوم ہے نہ دل کو میرا۔ فرمایا کہ مخلوق اس بات سے بے خبر ہے کہ بیس سال سے اللہ تعالیٰ میری زبان سے کلام کرتا ہے، اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو چکا ہے۔ فرمایا کہ بیس سال سے صرف ظاہری تصوف بیان کرتا ہوں کیونکہ اس کے نکات بیان کرنے کی مجھے اجازت نہیں۔ فرمایا کہ اگر محشر میں خدا تعالیٰ نے مجھے دیدار کا حکم دے گا تو میں عرض کروں گا کہ چونکہ آنکھ غیر ہے اور میں غیر کے ذریعہ دوست کا مشاہدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ فرمایا کہ جب میں اس حقیقت سے آگاہ ہوا کہ "کلام وہ ہے جو قلب سے ہو" تو میں نے تیس سال کی نمازوں کا اعادہ کیا اس کے بعد تیس سال تک یہ التزام کیا کہ جس وقت بھی نماز کے اندر دنیا کا خیال آجاتا تو دوبارہ نماز ادا کرتا۔ اور اگر آخرت کا تصور آجاتا تو سجدہ سہو کرتا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ارادت مندوں سے کہا کہ اگر فرض نماز کے سوا نوافل بھی تمہیں نصحت کرنے سے بہتر ہیں تو ہرگز تمہیں نصیحت نہ کرتا۔

آپ صائم الدھر تھے لیکن مہمان کی آمد پر روزہ نہ رکھتے اور فرماتے کہ مسلمان بھائیوں کی موافقت بھی نفل روزہ سے کم نہیں۔ آپ کے اور حضرت ابوبکر کسائی کے مابین تصوف کے ایک ہزار مسائل پر مراسلت ہوئی اور ابوبکر کسائی نے انتقال کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ان مسائل کو میرے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے لیکن آپ نے فرمایا کہ دوسروں کے ہاتھوں میں پہنچنے سے بہتر یہی ہے کہ یہ مسائل ہم دونوں کے قلوب ہی میں رہ جائیں۔

بلندی مراتب کے باوجود سری سقطی نے آپ کو وعظ گوئی کا مشورہ دیا تو آپ نے عرض کیا کہ آپ کی حیات میں وعظ گوئی مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی، لیکن کسی شب حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ بھی وعظ گوئی کا حکم دے رہے ہیں اور جس وقت حضرت سری سے خواب بیان کرنے کا قصد کیا تو آپ نے خواب سننے سے قبل ہی فرمایا کہ کیا اب بھی تمہارا خیال یہ ہے کہ دوسرے لوگ تم سے وعظ گوئی کے

Marfat.com

لئے کہیں آخر حضور اکرمؐ کے فرمان کے بعد تمہیں کیا عذر باقی رہ جاتا ہے۔ پھر آپ نے حضرت سری سے سوال کیا کہ آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ رات کو حضور اکرمؐ نے مجھے وعظ گوئی کا حکم دیا ہے جواب دیا کہ آج شب کو میں نے باری تعالےٰ کو میں نے خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے کہ آپ جنید کو وعظ گوئی کی تاکید کر دیں۔ پھر حضرت جنید نے کہا کہ میں اس شرط پر وعظ کہہ سکتا ہوں کہ چالیس افراد سے زیادہ کا مجمع نہ ہو۔

ایک مرتبہ دوران وعظ چالیس افراد میں سے بائیس پر غشی طاری ہو گئی اور اٹھارہ انتقال کر گئے۔ ایک مرتبہ وعظ گوئی کے دوران ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کیا کہ حضور اکرمؐ کا یہ فرمان ہے کہ "مسلمان کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے" یہ قول سن کر آپ نے فرمایا کہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہو جانا چاہیئے، اس کرامت سے گرویدہ ہو کر وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے آپ نے یہ کہہ کر وعظ گوئی ترک کر دی کہ میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا لیکن کچھ دنوں کے بعد پھر سلسلۂ وعظ شروع کر دیا۔ اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے ایک حدیث میں یہ دیکھا کہ مخلوق میں سے بدترین فرد مخلوق کا کفیل بن کر وعظ کے ذریعہ ہدایت کا راستہ دکھائے گا چنانچہ میں نے خود کو بدترین مخلوق تصور کیا اس لئے پھر وعظ گوئی شروع کر دی پھر کسی نے سوال کیا کہ آپ کو یہ بلند مراتب کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ میں ایک ٹانگ سے چالیس سال تک اپنے مرشد کے در پر کھڑا رہا ہوں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میرا قلب کہیں کھو گیا اور جب میں نے مل جانے کی دعا کی تو حکم ہوا کہ ہم نے تمہارا قلب اس لئے لیا ہے کہ تم ہماری معیت میں رہو اور تم قلب کی واپسی دوسرے کی جانب راغب ہونے کے لئے چاہتے ہو۔

ایک مرتبہ حسین منصور حلاجؒ غلبۂ حال کی کیفیت میں حضرت عمرو بن عثمان سے دل برداشتہ ہو کر حضرت جنید کی خدمت میں پہنچے اور ان سے عرض کیا میری دل برداشتگی کا سبب یہ ہے کہ بندہ اپنی ہوشیاری و مستی کی وجہ سے ہمہ وقت صفات الٰہی میں فنا نہیں رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے ہوشیاری و مستی کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہے۔

کسی نے آپ کے سامنے حضرت شبلی کا یہ قول نقل کیا کہ اگر خدا تعالےٰ مجھکو فردوس و جہنم کا اختیار دے دے تو میں جہنم کو اس لئے اختیار کروں کہ جنت تو میری پسندیدہ شے ہے اور جہنم خدا کی، لہٰذا دوست کی پسندیدہ شے کو نہ پسند کرنے والا دوست نہیں لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تو بندہ ہونے کی حیثیت سے صاحب اختیار ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اس لئے وہ مجھے جہاں بھی بھیجدے گا شکر بجالاؤں گا۔

حضرت رویمؒ کو جنگل میں ایک بڑھیا نے یہ پیغام دیا کہ بغداد پہنچ کر جنید سے کہنا کہ تمہیں عوام کے سامنے ذکر الٰہی کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی۔ یہ پیغام سن کر آپ نے فرمایا کہ میں عوام کے سامنے اس لئے اس کا ذکر کرتا ہوں کہ کسی سے بھی اس کا حق ذکر ادا نہیں ہو سکتا۔

کسی نے حضور اکرمؐ کے ہمراہ حضرت جنید کو بھی خواب میں دیکھا اور ایک شخص نے کوئی فتویٰ حضورؐ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے

حضرت جنید کی طرف اشارہ کر دیا اس نے کہا کہ جب حضورؐ خود تشریف فرما ہیں تو دوسرے کی کیا ضرورت ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کو اپنی امت پر فخر ہے لیکن مجھے اپنی امت میں جنید پر اس سے بھی زیادہ فخر ہے۔

حضرت جعفر بن نصر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک درم دے کر انجیر و روغن زیتون خرید لانے کا حکم دیا اور افطار کے وقت انجیر منہ میں رکھ کر فوراً نکال کر پھینک دیا۔ اور جب میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے یہ ندا آئی کہ اے بے حیا، جس شے کو تو نے ہماری یاد میں چھوڑ دیا تھا پھر اسی کی جانب متوجہ ہو گیا۔

کسی درویش کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو وہ مصروف گریہ تھا۔ آپ نے سوال کیا کہ کس کی عطا کردہ اذیت پر گریہ کناں ہے اور کس سے اس کی شکایت کرنا چاہتا ہے۔ درویش یہ سن کر ساکت ہو گیا تو آپ نے پھر پوچھا کہ جبر کا تعلق کس کے ساتھ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہ رونے کی اجازت ہے نہ صبر کی قوت۔

حالت درد میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنے پاؤں پر دم کر لی تو ندا آئی کہ تجھے نادم ہونا چاہیئے کہ اپنے نفس کی خاطر ہمارے کلام کو استعمال کرتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ آشوب چشم میں مبتلا ہوتے تو ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی لیکن آپ نے فرمایا کہ وضو کرنا تو میرے لئے ضروری ہے اور طبیب کے جانے کے بعد وضو کر کے نماز عشا ادا فرما کر سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے تو درد چشم ختم ہو چکا تھا اور یہ ندا آئی کہ چونکہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہیں کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی ہے۔ اور طبیب نے جب سوال کیا کہ ایک ہی شب میں آپ کی آنکھیں کس طرح اچھی ہو گئیں تو فرمایا کہ وضو کرنے سے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ درحقیقت میں مریض تھا، اور آپ طبیب۔ یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا۔

کسی بزرگ نے ابلیس کو فرار ہوتے دیکھا اور وہ بزرگ جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو بہت غضبناک حالت میں پایا، چنانچہ ان بزرگ نے کہا کہ غصہ تھوک دیجئے کیونکہ غصہ کی حالت میں شیطان غالب آ جاتا ہے اس کے بعد جب راستہ کا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابلیس میرے غصہ سے بھاگتا ہے کیونکہ دوسرے لوگ تو اپنے نفس کی خاطر غصہ کرتے ہیں، پھر فرمایا کہ اگر خدا نے ابلیس سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں کبھی اس سے پناہ طلب نہ کرتا۔

آپ کی ملاقات مسجد کے دروازے پر ایک معمر شخص کی صورت میں ابلیس سے ہو گئی تو آپ نے سوال کیا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کب روا ہے۔ اس جواب سے آپ حیرت زدہ ہوئے تو غیبی آواز آئی کہ اس سے کہہ دو کہ تو کاذب ہے کیونکہ بندے کو مالک کے حکم سے انحراف کی اجازت نہیں، چنانچہ ابلیس آپ کے غیبی الہام کو بھانپ کر فوراً رفو چکر ہو گیا۔

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ موجودہ دور میں دینی بھائیوں کی قلت ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے خیال میں دینی بھائی صرف وہ ہیں جو تمہاری مشکلات کو حل کر سکیں تب تو یقیناً وہ نایاب ہیں، اور اگر تم حقیقی دینی بھائیوں کا فقدان تصور کرتے ہو تو تم کاذب ہو اس لئے کہ برادر دینی کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ جن کی دشواریوں کا حل تمہارے پاس ہو اور ان کے تمام امور میں تمہاری اعانت شامل ہو اور ایسے برادر دینی کا

Marfat.com

فقدان نہیں ہے۔

جب لوگوں نے آپ سے گریہ زاری کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ تاحیات میں مصیبت و بلا کی جستجو میں رہا کہ اگر وہ اژدھا بن کر سامنے آجائے تو میں سب سے پہلے اس کا لقمہ بن جاؤں لیکن آج تک یہی حکم ملتا رہا کہ ابھی تیری ریاضت، بلا کے مقابلہ میں نہیں جم سکتی۔ کسی نے عرض کیا کہ ابو سعید خراز کے انتقال کے وقت ذوق و شوق میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں ان کی موت باعث تعجب ہے کیونکہ جب بندے کو ذوق و شوق کا یہ انتہائی مقام حاصل ہو جاتا ہے تو وہ سب کچھ فراموش کر دیتا ہے اور ایسے ہی اہل مراتب کو خدا اپنا دوست رکھتا ہے اور ایسے ہی بندے خدا پر فخر کرتے ہیں اور اس کی دوستی میں ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان سے ایسے اقوال صادر ہونے لگتے ہیں جو عوام کے ذہن و فکر سے بعید ہوتے ہیں اور عوام ان اقوال کو معیوب تصور کرنے لگتے ہیں۔

ابن شریح سے لوگوں نے جب سوال کیا کہ کیا جنید بغدادی کا کلام ان کے علم کے مطابق ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو میں نہیں جانتا البتہ ان کی گفتگو ایسی ضرور ہوتی ہے جیسے خدا تعالیٰ ان کی زبان سے کلام کر رہا ہو، اور میرے قول کی یہ دلیل ہے کہ جب جنید توحید کو بیان کرتے ہیں تو ایسا جدید مضمون ہوتا ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

ایک مرتبہ دوران وعظ کسی نے عرض کیا کہ آپ کا وعظ میری فہم سے بالاتر ہے، آپ نے فرمایا کہ ستر سال کی عبادت قدموں کے نیچے رکھ کر سرنگوں ہو جا اس کے بعد اگر تیری سمجھ میں نہ آئے تو یقیناً میرا قصور ہوگا۔ ایک مرتبہ کسی نے دوران وعظ آپ کی تعریف کر دی تو فرمایا کہ حقیقت میں یہ خدا کی تعریف کر رہا ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ قلب کو مسرت کس وقت حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا کہ جب اللہ قلب میں ہوتا ہے۔

کسی نے پانچسو دینار آپ کی خدمت میں پیش کئے تو پوچھا کہ تمہارے پاس اور رقم بھی ہے اس نے جب اثبات میں جواب دیا تو پوچھا کہ مزید مال کی بھی حاجت ہے اس نے کہا۔ کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا اپنے پانچسو دینار واپس لے جا کیونکہ تو اس لئے مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے لیکن مجھے حاجت نہیں اور تیرے پاس مزید رقم موجود ہے پھر بھی محتاج ہے۔

کسی سائل نے آپ سے سوال کیا تو آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جب یہ شخص مزدوری کر سکتا ہے تو اس کو سوال کرنا جائز نہیں۔ لیکن اسی شب خواب دیکھا کہ سرپوش سے ڈھکا ہوا ایک برتن آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے اور حکم دیا جا رہا ہے کہ اس کو کھاؤ چنانچہ جس وقت آپ نے کھول کر دیکھا تو وہی سائل مردہ پڑا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں مردار خور نہیں ہوں حکم ہوا کہ پھر دن میں اس کو کیوں کھایا تھا۔ آپ کو خیال آگیا کہ میں نے غیبت کی تھی اور یہ اسی جرم کی سزا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص کی تعلیم میں نے حجام سے حاصل کی ہے اور واقعہ اس طرح پیش آیا کہ مکہ معظمہ میں قیام کے دوران ایک حجام کسی دولت مند کی حجامت بنا رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنا دے اس نے فوراً اس دولت مند کی حجامت چھوڑ کر میرے بال کاٹنے شروع کر دیئے، اور حجامت بنانے کے بعد ایک کاغذ کی پڑیا میرے ہاتھ میں دے دی جس میں

Marfat.com

کچھ ریزگاری لپٹی ہوئی تھی اور مجھ سے کہا کہ آپ اس کو اپنے خرچ میں لائے۔ وہ پڑیا لے کر میں نے یہ نیت کر لی کہ اب پہلے مجھے جو کچھ بھی دستیاب ہوگا وہ میں حجام کی نذر کروں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص نے بصرہ میں اشرفیوں سے لبریز تھیلی مجھ کو پیش کی دے کر جب میں حجام کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ میں نے تو تمہاری خدمت صرف خدا کے لئے کی تھی اور تم بے حیا بن کر مجھے تھیلی پیش کرنے آئے ہو، کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ خدا کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔

ایک رات آپ کا عبادت سے دل اچاٹ ہو گیا چنانچہ آپ باہر نکلے تو دیکھا کہ دروازے پر ایک آدمی کمبل لپیٹے بیٹھا ہوا ہے آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ عبادت سے دل اچاٹ ہونے کی وجہ شاید تمہارا انتظار کرنا ہے، اس نے عرض کیا کہ نفس کا کیا علاج ہے، آپ نے فرمایا النفس کی مخالفت اس کا واحد علاج ہے یہ سن کر وہ جدھر سے آیا تھا چلا گیا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کون تھا۔ اس کے بعد جب آپ نے عبادت شروع کی تو دلجمی پیدا ہو چکی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت سہل نے آپ کو تحریر کیا کہ خواب غفلت سے بچو کیونکہ سونے والا اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا، جیسا کہ باری تعالٰے نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا کہ جو ہماری محبت کا دعویدار ہو کر رات میں سوتا ہے وہ کاذب ہے، آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ خدا کی راہ میں بیدار رہنا ہمارا ذاتی فعل ہے لیکن ہمارے سونے کا تعلق خدا کے فعل سے ہے جو ہمارے فضل سے بدرجہا بہتر ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا۔ اَلنَّوْمُ مَوْهِبَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَلَى الْمُحِبِّيْنَ۔ یعنی نیند ایک بخشش ہے خدا کی جانب سے اپنے دوستوں پر۔

کسی عورت نے اپنے گم شدہ لڑکے کے مل جانے کی دعا کے لئے آپ سے عرض کیا تو فرمایا کہ صبر سے کام لو، یہ سن کر وہ چلی گئی اور کچھ روز صبر کرنے کے بعد پھر خدمت میں حاضر ہوئی لیکن پھر آپ نے صبر کی تلقین فرمائی۔ وہ عورت پھر واپس ہو گئی اور جب طاقت صبر بالکل نہ رہی تو پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب تاب صبر بھی نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا قول صحیح ہے تو جا تیرا بیٹا تجھے مل گیا۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچی تو بیٹا موجود تھا۔

ایک مرتبہ چور نے آپ کا کرتہ چرا لیا اور دوسرے دن جب بازار میں آپ نے اس کو فروخت کرتے دیکھا تو خریدنے والا چور سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی یہ گواہی دے دے کہ یہ مال تیرا ہی ہے تو میں خرید سکتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ میں واقف ہوں یہ سن کر خریدار نے کرتا خرید لیا۔ کسی نے آپ سے ننگا بھوکا رہنے کی شکایت کی تو فرمایا کہ خدا تجھے ہمیشہ ننگا بھوکا رکھے کیونکہ یہ نعمت تو وہ اپنے مخصوص بندوں ہی کو عطا کرتا ہے اور وہ کبھی اس کے شاکی نہیں ہوتے۔

ایک مرتبہ کوئی مالدار آپ کی مجلس میں سے کسی درویش کو اپنے ہمراہ لے گیا اور کچھ وقفہ کے بعد اس کے سر پر خوان رکھوائے ہوئے حاضر ہوا، آپ نے درویش کو حکم دیا کہ یہ خوان اسی مالدار کے منہ پر مار دے جس کو درویش کے علاوہ کوئی نہیں ملا، کیونکہ درویش صاحب نعمت نہ ہونے کے باوجود بھی اہل ہمت ہوتے ہیں اور اگر دنیاوی دولت سے وہ محتاج ہوں تو اجر آخرت ان کا حصہ ہے۔

کسی ارادت مند نے اپنا تمام اثاثہ راہ خدا میں خرچ کر دیا اور صرف ایک مکان باقی رہ گیا، آپ نے حکم دیا کہ مکان فروخت

کر کے تمام رقم دریا میں پھینک دو، اس نے تعمیل حکم کر کے آپ کے ساتھ رہنا شروع کر دیا اور باوجود آپ کے دھتکارنے کے بھی ایک لمحہ کے لئے آپ سے جدا نہ ہوتا۔ آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر بلند مرتبہ پر پہنچا۔

ایک نوجوان پر آپ کی مجلس وعظ میں ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اس نے توبہ کر کے گھر پہنچ کر تمام سامان خیرات کر دیا اور ایک ہزار دینار آپ کو نذر کرنے کے لئے روانہ ہوا تو راستہ میں لوگوں نے کہا کہ تم ایک دینار کو دنیا میں کیوں گرفتار کرنا چاہتے ہو، یہ سن کر اس نوجوان نے تمام دینار دریائے دجلہ میں پھینک دیئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم میری صحبت کے اس لئے اہل نہیں ہو کہ تم نے ایک ایک کر کے جو ایک ہزار مرتبہ دینار دریا میں پھینکے وہ کام تو ایک مرتبہ میں بھی ہو سکتا تھا۔

کسی مرید کے قلب میں یہ وسوسہ شیطانی پیدا ہو گیا کہ اب میں کامل بزرگ ہو گیا ہوں اور مجھے صحبت مرشد کی حاجت نہیں اور اسی خیال کے تحت جب وہ گوشہ نشین ہو گیا تو رات کو خوابوں میں دیکھا کرتا کہ ملائکہ اونٹ پر سواری کر کے جنت میں سیر کرانے لے جاتے ہیں اور جب یہ بات شہرت کو پہنچ گئی تو ایک دن آپ بھی اس کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا کہ آج رات کو جب تم جنت میں پہنچو تو لاحول پڑھنا، چنانچہ اس نے جب آپ کے حکم کی تعمیل کی تو دیکھا کہ شیاطین تو فرار ہو گئے اور ان کی جگہ مردوں کی ہڈیاں پڑی ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ تائب ہو گیا اور آپ کی صحبت اختیار کر کے یہ طے کر لیا کہ مرید کے لئے گوشہ نشینی سم قاتل ہے۔

ایک مرید بصرے میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے تھا اور اسی دوران اس کو اپنے کسی گناہ کا خیال آ گیا جس کی وجہ سے تین یوم تک اس کا چہرہ سیاہ رہا اور تین یوم کے بعد جب وہ سیاہی دور ہو گئی تو حضرت جنید کا مکتوب پہنچا کہ بارگاہ الٰہی میں مؤدبانہ قدم رکھنا چاہیئے کیونکہ تیرے چہرے کی سیاہی دھونے میں مجھے تین یوم تک دھوبی کا کام کرنا پڑا ہے۔

جنگل میں شدت کی گرمی کی وجہ سے کسی مرید کی نکسیر پھوٹ گئی تو اس نے آپ سے گرمی کی شکایت کی آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ تم خدا کی شکایت کرتے ہو، میری نظروں سے دور ہو جاؤ اور اب کبھی میرے ساتھ نہ رہنا۔

کسی مرید سے گستاخی سرزد ہو گئی اور وہ شرمندگی کی وجہ سے شونیزیہ کی مسجد میں جا چھپا، اور جب ایک مرتبہ آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ خوفزدہ ہو کر ایسا گرا کہ سر سے خون بہنے لگا اور ہر قطرہ خون سے اللہ اللہ کے ورد کی آواز آنے لگی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چیز ریاء و نمود میں شامل ہے جب کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے تیرے جیسے ذکر میں مساوی ہیں۔ یہ سن کر وہ مرید اسی وقت تڑپ کر مر گیا، اور جب اس سے کسی نے خواب میں اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ برسوں گذر جانے کے بعد بھی میں دین سے بہت دور ہوں، اور جو کچھ میں سمجھا تھا وہ سب باطل ہے۔

ایک مرید سے مؤدب ہونے کی وجہ سے آپ کو بہت انس تھا جس کی وجہ سے دوسرے مریدین کو رشک پیدا ہو گیا، چنانچہ آپ نے ہر مرید کو ایک مرغ اور ایک چاقو دے کر یہ حکم دیا کہ ان کو ایسی جگہ جا کر ذبح کرو کہ کوئی نہ دیکھ سکے، کچھ وقفہ کے بعد تمام مریدین تو ذبح شدہ مرغ لے کر حاضر ہو گئے لیکن وہ مرید زندہ مرغ لئے ہوئے آیا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی جگہ ایسی نہیں ملی جہاں خدا موجود نہیں تھا، یہ کیفیت دیکھ کر تمام مریدین اپنے رشک سے تائب ہو گئے۔

آپ کے آٹھ مخصوص مریدین نے جب جہاد کا قصد کیا تو آپ بھی ان کے ساتھ کفار سے مقابلہ کے لئے روم تشریف لے گئے، وہاں ایک کافر کے ہاتھوں آٹھوں مریدین نے جام شہادت پیا، اس وقت آپ نے دیکھا کہ نو ہودے ہوا میں معلق ہیں اور آٹھوں مریدین کی ارواح کو آٹھ ہودوں میں رکھا جا رہا ہے آپ کو خیال ہوا کہ شاید نواں ہودہ میرے لئے ہے یہ خیال کر کے آپ پھر مصروف جہاد ہو گئے لیکن جس کافر نے آٹھوں مریدین کو شہید کیا تھا اس نے عرض کیا کہ مجھے مسلمان کر کے بغداد پہنچ کر لوگوں کو ہدایت فرمائیں کہ نواں ہودہ میرے لئے ہے، یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کے آٹھ کافروں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گیا۔ اور اس نویں ہودے میں اس کی روح کو داخل کر دیا گیا۔

سید ناصری سفر حج کے دوران جب بغداد پہنچے تو آپ سے شرف نیاز حاصل کرنے حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے سوال کیا کہ آپ سید ہیں اور آپ کے جد اعلیٰ حضرت علی نفس و کفار دونوں سے جہاد کیا کرتے تھے اب آپ فرمائیے کہ آپ نے کونسا جہاد کیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ مضطرب ہو کر رونے لگا اور عرض کیا کہ میرا حج تو یہیں ختم ہو گیا اب آپ مجھے ہدایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا قلب خانۂ خدا ہے اس میں کسی دوسرے کو جگہ نہ دو، یہ سن کر ان کا وہیں انتقال ہو گیا۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ شام فتوت کا، عراق فصاحت کا اور خراسان صدق کا مرکز ہے۔ لیکن ان راہوں میں قزاقوں نے اپنے جال بچھا رکھے ہیں۔ فرمایا کہ قدرت کا مشاہدہ کرنے والا سانس تک نہیں لے سکتا، اور عظمت کا مشاہدہ کرنے والا حیرت زدہ رہتا ہے اور ہیبت کا مشاہدہ کرنے والا سانس لینے کو کفر تصور کرتا ہے۔ فرمایا کہ بہت افضل ہے وہ بندہ جس کو ایک لمحہ کے لئے بھی قرب الٰہی حاصل ہوا ہو۔ فرمایا کہ بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول حق کا بندہ دوم حقیقت کا بندہ، لیکن حق کا بندہ اس لئے افضل ہوتا ہے کہ اس کو اعوذ برضاک من سخطک کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

فرمایا کہ قرآن و حدیث کی اتباع کرتے رہو اور جو ان کا متبع نہ ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرو۔ فرمایا کہ وسواس شیطانی سے نفس کے وساوس اس لئے شدید ترین ہوتے ہیں کہ وسواس شیطانی تو لاحول سے دور ہو جاتے ہیں لیکن نفس کے وساوس کا دور کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ابلیس کو عبادت کے بعد بھی مشاہدہ حاصل نہ ہو سکا لیکن حضرت آدم نے ذلت کے باوجود مشاہدے کو قائم رکھا۔ فرمایا کہ انسان سیرت سے انسان ہوتا ہے نہ کہ صورت سے۔ فرمایا کہ خدا کے بھید خدا کے دوستوں کے قلب میں محفوظ رہتے ہیں۔ فرمایا کہ جہنم میں جلنے سے زیادہ خدا سے غافل رہنا سخت ہے۔ فرمایا کہ فنائیت کے بغیر بقا حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ ترک دنیا اور گوشہ نشینی سے ایمان بھی سالم رہتا ہے اور آسودگی بھی حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جس کا علم الیقین تک، یقین خوف تک، خوف عمل تک، عمل ورع تک، ورع اخلاص تک اور اخلاص مشاہدے تک نہیں پہنچتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ تکلیف پر شکایت نہ کرتے ہوئے صبر کرنا بندگی کی بہترین علامت ہے۔ فرمایا کہ مہمان نوازی نوافل سے بہتر ہے۔ فرمایا کہ بندہ جتنا خدا سے قریب ہوتا ہے خدا بھی اتنا ہی اس سے قریب رہتا ہے۔ فرمایا کہ جس کی حیات روح پر موقوف ہو وہ روح نکلتے ہی مر جاتا ہے اور جس کی حیات کا دار و مدار خدا پر ہو وہ کبھی نہیں مرتا، بلکہ طبعی زندگی سے حقیقی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ فرمایا کہ صنعت الٰہی سے عبرت حاصل نہ

Marfat.com

کرنے والی آنکھ کا اندھا ہی ہونا بہتر ہے۔ اور جو زبان خدا کے ذکر سے عاری ہو اس کا گنگ ہونا بہتر ہے اور جو کان حق کی بات سننے سے قاصر ہو اس کا بہرہ ہونا اچھا ہے۔ اور جو جسم عبادت سے محروم ہو اس کا مردہ ہو جانا افضل ہے۔ فرمایا کہ مرید کو احکام شرعیہ کے سوا کچھ نہ سننا چاہیے اور مرید کے لئے دنیا تلخ ہوتی ہے اور معرفت شیریں۔ فرمایا کہ زمین کو صوفیائے کرام سے ایسی ہی آراستگی حاصل ہے جیسے آسمان کو ستاروں سے۔ فرمایا کہ خطرے کی چار قسمیں ہیں؟ اول خطرۂ حق جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے دوم خطرہ ملائکہ جس سے عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے، سوم خطرۂ نفس جس سے دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چہارم خطرۂ ابلیس جس سے بغض و عناد جنم لیتے ہیں۔ فرمایا کہ اہل ہمت اپنی ہمت کی وجہ سے سب پر فوقیت حاصل کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ چار ہزار خدا رسیدہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ عبادت الٰہی اس طرح کرنی چاہیے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک نہ آئے۔ فرمایا کہ تصوف کا ماخذ اصطفا ہے۔ اس لئے صرف برگزیدہ ہستی ہی کو صوفی کہا جاتا ہے۔ اور صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیم سے خلیل ہونے کا درس اور حضرت اسمٰعیل سے تسلیم کا درس اور حضرت داؤد سے غم کا درس اور حضرت ایوب سے صبر کا درس اور حضرت موسیٰ سے شوق کا درس اور حضور اکرم سے اخلاص کا درس حاصل کرے فرمایا کہ خدا کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ کر خود کو فنا کر لینے کا نام تصوف ہے اور آپ کے ایک ارادت مند کا قول یہ ہے کہ صوفی اس کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف کو ختم کر کے خدا کو پالے، فرمایا کہ عارف سے تمام حجابات ختم کر دیئے جاتے ہیں اور عارف رموز خداوندی سے آگاہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں اول معرفت تعریف یعنی خود اللہ کو شناخت کرنا دوم معرفت تعریف یعنی اللہ اس کو پہچانے، اور خدا کے ساتھ مشغولیت کا نام معرفت ہے۔ فرمایا کہ توحید خدا کا جاننے کا نام ہے اور انتہائے توحید یہ ہے کہ جس حد تک بھی توحید کا علم ہو اس کو یہی تصور کرے کہ توحید اس سے بھی بالاتر ہے۔ فرمایا کہ اگر محبت کا تعلق کسی شے سے قائم ہو تو اس شے کی فنائیت سے محبت بھی فنا ہو جاتی ہے اور محبت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خود کو فنا نہ کرے، اور اہل محبت کے اکثر اقوال لوگوں کو کفر معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ وجد کو مٹا کر غرق ہونے کا نام مشاہدہ ہے کیونکہ وجد حجبات عطا کرتا ہے اور مشاہدہ فنائیت اور مشاہدہ عبودیت کو فنا کر کے جانب ربوبیت لے جاتا ہے اور کسی شے کی حقیقت ذاتی کا علم کا نام بھی مشاہدہ ہے۔ فرمایا کہ مراقبہ نام ہے تباہی پر افسوس کرنے کا۔ اور مراقبہ کی تعریف یہ ہے کہ غائب کا انتظار رہے اور حیا حاضر سے ندامت کا نام ہے اور ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کی غفلت بھی ہزار سالہ عبادت سے بدتر ہے کیونکہ ایک لمحہ کی غیر حاضری کی گستاخی کو ہزار سالہ عبادت تلیامیٹ نہیں کر سکتی۔ فرمایا کہ اولیاء اللہ کے لئے نگرانی نفس سے زیادہ دشوار کوئی کام نہیں۔ فرمایا کہ اشتغال دنیاوی ترک کر دینے کا نام عبودیت ہے اور زہد کی انتہا افلاس ہے۔ فرمایا کہ بندۂ صادق دن میں چالیس حالتیں تبدیل کرتا ہے لیکن ریاکار چالیس برس بھی ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے اور بندۂ صادق وہی ہے جو نہ تو دست طلب دراز کرے اور نہ جھگڑے۔ فرمایا کہ توکل انتہائے صبر کا نام ہے جیسا کہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں" اور صبر کی تعریف یہ ہے کہ جو مخلوق سے دور کر کے خالق کے قریب کر دے، اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے لئے ایسے بن جاؤ جیسے روز ازل میں تھے۔ فرمایا یقین نام ہے علم کا قلب میں اس طرح جاگزیں ہو جانے کا جس میں تغیر و تبدل نہ ہو سکے۔ اور یقین کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ترک تکبر کر کے دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔ فرمایا کہ میرے نزدیک نیک خواہش کی

Marfat.com

صحبت بدخو عابد سے بہتر ہے۔ فرمایا کہ حیا ایک ایسی نعمت ہے جو معاصی کی نگرانی سے پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ رضا نام ہے اپنے اختیارات کو معدوم کرکے مصائب کو نعمت تصور کرنے کا۔ فرمایا کہ توبہ نام ہے عزم راسخ کے ساتھ ظلم و گناہ اور خصومت ترک کر دینے کا۔ فرمایا کہ اپنی تعظیم کرانے کے لئے کرامات کا ظہور فریب ہے فرمایا کہ مرید کا گناہ کبیرہ سے بے خوف ہو جانا داخل فریب ہے اور کفر سے خائف نہ ہونا واصل کا مکر ہے۔ فرمایا کہ روز ازل اللہ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرما کر ارواح کو ایسا مست بنا دیا کہ دنیا میں بھی حالت سماع کے وقت اس کیفیت کے احساس سے مست ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ تصوف نام ہے مخلوق سے خالق کی جانب رجوع ہونے، قرآن و سنت کی اتباع کرنے اور مشغول عبادت رہنے کا۔

جس وقت حضرت رویم نے آپ سے ماہیت تصوف کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ ماہیت تصوف کی جستجو کے بجائے اپنی ذات ہی میں تصوف تلاش کرو، کیونکہ صوفی وہی ہے جس کو خدا کے سوا کوئی نہ جانتا ہو، پھر فرمایا کہ توحید نام ہے خود کو فنا کرکے اللہ میں ضم ہو جانے اور عجز کے ساتھ حصول نعمت کا۔ اور محبت کا مفہوم یہ ہے کہ محبوب کے تمام اوصاف محب میں موجود ہوں۔ جیسا کہ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ "جب میں اس کو محبوب بناؤں گا تو اس کی سماعت و بصارت بن جاؤں گا"۔ فرمایا کہ جاہ و حشم معدوم کر دینے کا نام انس ہے۔ فرمایا کہ فکر کی بھی کئی قسمیں ہیں اول حصول معرفت کے لئے آیات قرآنی میں فکر کرنا، دوم حصول محبت کے لئے نفس پر خدا کے احسانات کے متعلق فکر کرنا، سوم حصول ہیبت کے لئے خدا کے سوا عبد پر فکر کرنا۔ چہارم حصول حیا کی خاطر خدا کے انعامات پر غور کرنا، فرمایا کہ جو بندگی کا مفہوم اس وقت معلوم ہوتا ہے جب بندہ خدا کو ہر شے کا مالک تصور کرتے ہوئے یہ یاد کر لے کہ ہر شے اسی کے وجود سے قائم ہے اور سب کو وہیں لوٹ کر جانا ہے۔ جیسا قرآن فرماتا ہے کہ "پاکیزہ تر ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں سب کی جان ہے اور سب کو اسی کی طرف لوٹ جانا ہے"، پھر فرمایا کہ حقیقت ایک ایسا مقام ہے جہاں اہل مراقبہ اس شے کے منتظر رہتے ہیں جس کے وقوع سے وہ خوفزدہ ہوں جب کہ ان کا یہ اضطراب ایسا ہی لغو ہوتا ہے جیسے کوئی رات میں شب خون کا انتظار کرتے ہوئے رات بھر جاگتا ہے پھر فرمایا کہ صادق کی صفت صدق ہے اور صادق وہی ہے جو سدا ایک حال میں رہے اور صدیق وہ ہے جس کے اقوال و افعال مبنی بر صدق ہوں۔

فرمایا کہ اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بہترین اعمال کو قابل قبول تصور نہ کرتے ہوئے نفس کو فنا کر ڈالے، اور شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسرے کے حوالے کرکے احسان نہ جتائے۔ فرمایا کہ جو درویش خدا کی رضا پر راضی رہے وہ سب سے برتر ہے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے جو احسان کرکے بھول جاتے ہیں اور تمام لغزشوں کو نظر انداز کرتے رہیں۔ فرمایا کہ بندہ وہی ہے جو خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ مرید وہ ہے جو اپنے علم کا نگراں رہے اور مراد وہ ہے جس کو اعانت الٰہی حاصل ہو، کیونکہ مرید تو دوڑنے والا ہوتا ہے اور مراد اڑنے والا۔ اور دوڑنے والا کبھی اڑنے والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ ترک دنیا سے عقبیٰ مل جاتی ہے، پھر فرمایا کہ تواضع نام ہے سر جھکا کر رکھنے اور زمین پر سونے کا۔ فرمایا کہ حجابات کی چھ قسمیں ہیں تین عام بندوں کے لئے اول نفس، دوم مخلوق، سوم دنیا۔ اور تین خاص بندوں کے لئے، اول عبادت، دوم اجر، سوم کرامات پر اظہار فخر۔ فرمایا کہ حلال سے حرام کی جانب متوجہ ہونا

اہل دنیا کی لغزش ہے اور فنا سے بقا کی طرف رجوع کرنا زہاد کی لغزش ہے۔ فرمایا کہ قلب مومن دن میں ستر مرتبہ گردش کرتا ہے لیکن قلب کافر ستر برس میں بھی ایک مرتبہ گردش نہیں کرتا۔ آپ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے کہ اے اللہ روز محشر مجھ کو اندھا کر کے اٹھانا اس لئے کہ جس کو تیرا دیدار نصیب نہ ہو اس کا نابینا ہی رہنا اس لئے اولی ہے کہ وہ کسی دوسری شے کو بھی نہ دیکھ سکے۔

وفات

دم مرگ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ کو وضو کرا دو، چنانچہ دوران وضو انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے تو آپ کی یاد دہانی پر خلال کر دیا گیا، اس کے بعد آپ نے سجدے میں گر کے گریہ وزاری شروع کر دی اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ اس قدر عابد ہو کر روتے کیوں ہیں؟ فرمایا کہ اس وقت سے زیادہ میں کبھی محتاج نہیں تھا۔ پھر تلاوت قرآن میں مشغول ہو کر فرمایا کہ اس وقت قرآن سے زیادہ میرا کوئی مونس و ہمدم نہیں اور اس وقت میں اپنی عمر بھر کی عبادت کو اس طرح ہوا میں معلق دیکھ رہا ہوں کہ جس کو تیز و تند ہوا کے جھونکے ہلا رہے ہیں اور مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہوا فراق کی ہے یا وصال کی۔ اور دوسری طرف فرشتہ اجل اور پل صراط ہے اور میں عادل قاضی پر نظریں لگائے ہوئے اس کا منتظر ہوں کہ نہ جانے مجھ کو کدھر جانے کا حکم دیا جائے، اسی طرح آپ نے سورہ بقر کی ستر آیات تلاوت فرمائیں اور عالم سکرات میں جب لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اللہ کیجئے تو فرمایا کہ میں اس کی طرف سے غافل نہیں ہوں، پھر انگلیوں پر وظیفہ خوانی شروع کر دی اور جب داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت پر پہنچے تو انگلی اوپر اٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور آنکھیں بند کرتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور غسل دیتے وقت جب لوگوں نے آنکھ میں پانی پہنچانا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ ہمارے محبوب کی آنکھوں سے پانی دور رکھو کیونکہ اس کی آنکھیں ہمارے ذکر کی لذت میں بند ہوئی ہیں اور اب ہمارے دیدار کے بغیر نہیں کھل سکتیں اور جب انگلیاں سیدھی کرنے کا قصد کیا تو ندا آئی کہ یہ ہاتھ ہمارے ذکر میں بند ہوا ہے اور ہمارے حکم کے بغیر نہیں کھلے گا۔ پھر جنازے کی روانگی کے وقت ایک کبوتر پلنگ کے ایک کونے پر آ کر بیٹھ گیا اور جب اس کو اڑانے کی سعی کی گئی تو اس نے کہا کہ میرے پنجے محبت کی مینخ سے کونے پر گڑے ہوئے ہیں اور آج حضرت جنید کا "قالب ملائکہ کا نصیب بن گیا ہے اگر تم لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوتے تو میت سفید باز کی طرح ہوا کے دوش پر پرواز کرتی۔

کسی بزرگ نے خواب میں آپ سے پوچھا کہ منکر نکیر کو آپ نے کیا جواب دیا؟ فرمایا کہ جب انہوں نے پوچھا کہ مَنْ رَّبُّکَ تو میں نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں ازل ہی میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا جواب بلیٰ کہہ کر دے چکا ہوں۔ اور جو سلطان کو جواب دے چکا ہوں اس کے لئے غلاموں کو جواب دینا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ نکیرین جواب سن کر یہ کہتے ہوئے چلدیئے کہ ابھی تک اس پر خمار محبت کا اثر موجود ہے۔

کسی بزرگ نے خواب میں آپ سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے کیسا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ محض اپنے کرم سے بخش دیا اور ان دو رکعت نماز کے علاوہ جو میں رات کو پڑھا کرتا تھا اور کوئی عبادت کام نہ آسکی۔ آپ کے مزار مبارک پر حضرت شبلی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خدا رسیدہ لوگوں کی حیات و ممات دونوں مساوی ہوتی ہیں اس لئے میں اس مزار پر کسی مسئلہ کا جواب دینے میں ندامت محسوس کرتا ہوں کیونکہ مرنے کے بعد بھی میں آپ سے اتنی ہی حیا رکھتا ہوں جتنی حیات میں تھی +

(جلد اول ختم شد)

Marfat.com

حصّہ دوم

باب ۴۴

حضرت عمرو بن عثمان مکّی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف: آپ شریعت و طریقت پر یکساں طور سے گامزن تھے، اور آپ کا شمار اہل ورع اور اہل تقویٰ بزرگوں میں سے ہوتا ہے اس کے علاوہ بہت سی تصانیف بھی آپ نے چھوڑی ہیں۔ عرصہ دراز تک مکہ معظمہ پر اعتکاف کرنے کی وجہ سے آپ کو ہر حرم کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ حضرت جنید بغدادی کے پیر و مرشد ہیں اور حضرت ابو سعید خزار کے فیض صحبت سے فیوض حاصل کرتے ہے

واقعات: حضرت منصور حلاج کا واقعہ آپ ہی کی بددعا کا نتیجہ ہے کیونکہ منصور کو آپ نے ایک دن کچھ تحریر کرتے ہوئے دیکھ کر سوال کیا کہ کیا تحریر کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ایسی عبارت تحریر کر رہا ہوں جو قرآن کا مقابلہ کر سکے یہ سنتے ہی آپ نے غضبناک ہو کر وہ بددعا دی جس کی وجہ سے منصور کو وہ واقعہ پیش آیا۔

آپ کے جانماز کے نیچے گنج نامہ کا ترجمہ رکھا ہوا تھا اور جب آپ وضو کے لئے اٹھے تو کوئی چرا کر لے گیا۔ آپ نے دوران وضو ہی فرمایا کہ لے گیا لیکن جو بھی لے گیا ہے اس کے دست و پا قطع کر کے پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا اور اس کو نذر آتش کر کے راکھ تک اڑا دی جائے گی اور اس کو گنج نامہ سے اس لئے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا کہ وہ اس کے بھید تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا اس گنج نامہ کا مفہوم یہ تھا کہ ہم نے تخلیق آدم کے بعد جب فرشتوں کو حکم سجدہ دیا تو سوائے ابلیس کے سب نے اس لئے سجدہ کیا کہ وہ تخلیق آدم کے بھید سے واقف نہیں تھے اور ابلیس نے واقف اسرار ہونے کی وجہ سے سجدہ سے انکار کر دیا۔ اسی طرح حضرت آدم بھی جس درجہ ابلیس کے راز سے واقف تھے دوسرا کوئی نہیں تھا اور یہی وجہ ابلیس کو مردود بارگاہ کر دینے کی ہے۔ پھر ہم نے کہا کہ زمین کے اندر ہم نے ایک ایسا خزانہ پوشیدہ کر دیا ہے کہ جو اس سے واقفیت حاصل کرنا چاہے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا لیکن ابلیس نے کہا کہ جو خزانہ مجھ کو عطا کیا گیا ہے گو اس کے بعد مجھے کسی خزانے کی ضرورت نہیں پھر بھی اگر مجھے اس پوشیدہ خزانے کا علم ہو گیا تو میں اس سے ضرور واقفیت حاصل کروں گا۔ حکم ہوا کہ تجھ کو مہلت دی جاتی ہے لیکن ہمارے بندے تجھے کاذب تصور کر کے کہیں گے کہ ابلیس ایک ایسا جن تھا جس نے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور اس تصور کے تحت تیرے کسی قول کو سچا نہ کہیں گے اور یہی گنج نامہ کتاب محبت میں اس طرح درج ہے کہ خدا نے قلب کو روح سے سات ہزار سال قبل تخلیق کر کے انس کے باغ میں رکھا اور سر کو روح سے ایک ہزار سال قبل تخلیق کر کے مقام وصل میں

Marfat.com

رکھ کر ہر یوم تین سو ساٹھ نظریں ان پر ڈالیں۔ اور کلمات محبت سے ارواح کو واقف کروایا۔ پھر تین سو ساٹھ لطائف اس قلب پر وارد کئے۔ اور تین سو ساٹھ مرتبہ کشف جمال کی تجلیات سر پر ڈالیں۔ اور جب ان سب نے مل کر دوسری مخلوق کو دیکھا تو اپنے سے زیادہ کسی کو برتر نہیں پایا۔ پھر امتحان کے طور پر خدا تعالےٰ نے سر کو روح میں، روح کو قلب میں، اور قلب کو اجسام میں مقید کر کے انبیاء کرام کو ہدایت کے لئے بھیجا۔ اور جب یہ سب اپنے اپنے مقام کے متلاشی ہوئے تو اللہ نے نماز کا حکم دیا چنانچہ جسم نے نماز کی مطابقت کی، قلب نے محبت کی، روح نے قربت کی اور سر نے وصال کی مطابقت کی۔

آپ نے بیت اللہ سے حضرت جنید اور حضرت شبلی کو مکتوب تحریر کیا کہ آپ لوگ اہل عراق کے مرشدین میں سے ہیں لہٰذا جو شخص جمال کعبہ کا مشاہدہ کرنا چاہے اس کو بتا دو کہ نفس کو شق کرنے سے قبل تم اس کا مشاہدہ نہیں کر سکتے اور جو قرب الٰہی کا خواہاں ہو اس سے کہدو کہ روح کو شق کر دینے سے قبل تم ہرگز قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن اس راہ میں قدم رکھنے سے قبل یہ بھی سمجھ لے کہ اس راستے میں دو ہزار آگ کے پہاڑ اور ایک ہزار ہلاکت خیز سحر بکیلاں بھی ہیں۔ اور جو ان دونوں سے خائف ہوئے بغیر راستہ طے کرنا چاہے وہی اس میں قدم رکھے۔ اور جب اس مکتوب کو حضرت جنید نے تمام مرشدین عراق کے سامنے غور و فکر کے لئے پیش کیا تو سب کی متفقہ رائے یہی ہوئی کہ آگ سے مراد نیست و نابود ہونا ہے۔ یعنی جب تک بندہ دو ہزار مرتبہ خود کو نیست نہ کر لے اور ایک ہزار مرتبہ ہست کی منزل میں داخل نہ ہو کبھی قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ میں تو ابھی ان دو ہزاروں میں سے صرف ایک ہی راہ طے کر پایا ہوں۔ حضرت حریری نے فرمایا کہ تم اس لئے خوش نصیب ہو کہ میں تو ابھی اس راہ میں صرف تین ہی قدم چلا ہوں۔ اور حضرت شبلی نے کہا کہ تم دونوں ہی خوش بخت ہو کیونکہ میں تو ابھی اس راہ کے نزدیک تک نہیں پہنچا ہوں۔

کسی دوست کی علالت کے زمانہ میں آپ اس سے ملنے اصفہان تشریف لے گئے۔ اس نے آپ سے فرمائش کی کہ قوال سے کوئی شعر سنوا دیجیے۔ چنانچہ قوال نے اس مفہوم کا شعر پڑھا کہ میری بیماری میں کوئی عیادت کو نہیں آتا اور میں سب کی عیادت کو جایا کرتا تھا۔ یہ شعر سنتے ہی وہ تندرست ہو گیا اور آپ کے فیض صحبت سے معراج کمال تک پہنچا۔

ارشادات

جب آپ سے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ کا مفہوم پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب بندے کو نظر علم عظمت وحدانیت اور جلال ربوبیت پر پڑتی ہے تو اس کے سینہ میں ایسی فراخی رونما ہوتی ہے کہ اس کو ہر شے نیست محسوس ہونے لگتی ہے۔ فرمایا کہ عظمت و وحدانیت میں دخل اندازی معصیت و کفر ہے۔ فرمایا کہ دوستوں کا وجد خدا کا ایسا راز پنہاں ہے جس کو کسی قیمت پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا کہ محبت بھی داخل رضا ہے اور محبت سے رضا کو اس لئے جدا نہیں کیا جا سکتا کہ بندے کو ہر وہ شے عزیز ہوتی ہے جس سے وہ راضی رہے اور جس سے وہ راضی نہ ہو اس کو محبوب بھی نہیں سمجھتا۔ فرمایا کہ بندہ اسی کو محبوب جانتے جس سے زیادہ کوئی محبوبیت کے قابل نہ ہو۔ فرمایا کہ صبر نام ہے خدا کے حکم پر استقلال کے ساتھ مصائب برداشت کرنے کا۔

باب ۴۵

حضرت ابوسعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بغداد کے باشندے تھے اور ان مشائخین میں سے ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہر فن میں کمال عطا کرتا ہے اپنے مریدین پر اس قدر شفیق تھے کہ ان کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ اس کے علاوہ تصوف کے موضوع پر آپ کی چار سو تصنیفیں بھی ہیں جس کی وجہ سے آپ کو لسان التصوف کا خطاب ملا۔ اور آپ کا وقت اکثر و بیشتر حضرت ذوالنون اور حضرت بشر حافی کی صحبت میں گذرا۔ اور سب سے پہلے فنا و بقا کے موضوع پر آپ ہی نے لب کشائی فرمائی۔ حتیٰ کہ آپ کی کتاب السیر کی بعض عبارتوں پر علماء نے اپنی کم فہمی کی بنا پر کفر کے فتوے عائد کئے۔ اسی کتاب کی ایک عبارت ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں کہ جب بندہ رجوع الی اللہ ہو کر اس سے رشتہ جوڑتے ہوئے قرب حاصل کر لیتا ہے تو اپنے نفس اور خدا کے علاوہ ہر شے کو فراموش کر دیتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تو کہاں ہے اور کیا چاہتا ہے؟ تو وہ جواب میں صرف اللہ ہی اللہ کہتا ہے اور اگر اس کے تمام اعضا کو گویائی عطا کر دی جائے تو ہر عضو سے اللہ ہی اللہ نکلتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا ہر عضو نور سے پُر اور جذب سے لبریز ہو جاتا ہے اور اس کو وہ قرب حاصل ہوتا ہے کہ اس کا اللہ کہنا گویا خدا کی زبان سے اللہ کہنا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ قرب و بعد اختیار کر لینے کا ہر بندے کو مجاز بنایا گیا ہے لیکن میں نے بُعد کو اس لئے اختیار کیا کہ مجھ میں قرب کی سکت نہیں تھی جیسے لقمان نے حکمت و نبوت میں سے حکمت کو اس لئے قبول کیا کہ نبوت کی طاقت برداشت نہیں تھی۔

حالات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ خواب میں دو فرشتوں نے مجھ سے صدق کا مفہوم پوچھا تو میں نے کہا کہ ایفائے عہد کا نام صدق ہے انہوں نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرمؐ نے سوال کیا کہ کیا تو مجھے دوست رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ ہی کی دوستی میرے قلب میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے کہ کسی دوسرے کے لئے جگہ نہیں یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کو دوست رکھا مجھ کو دوست رکھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں میں نے ابلیس کو ڈنڈا مارنے کا قصد کیا تو غیب سے ندا آئی کہ یہ ڈنڈے سے خائف نہیں ہوتا یہ تو صرف قلب مومن کے نور سے ڈرتا ہے جب میں نے ابلیس کو اپنے پاس آنے کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ تارک الدنیا لوگ میرے فریب میں نہیں آسکتے۔ البتہ تمہاری صحبت میں چونکہ لڑکے رہتے ہیں اس لئے شاید کبھی میرے فریب میں پھنس جاؤ۔

آپ کے دو صاحبزادوں میں سے جب ایک کا انتقال ہو گیا تو آپ نے خواب میں ان سے پوچھا کہ اللہ نے

Marfat.com

تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھ کو انتہا قرب عطا کر دیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو، تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو آپ بددلی کے ساتھ خدا کی عبادت کیجئے اور نہ ایک لباس سے دوسرا لباس اپنے لئے رکھئے چنانچہ تیس سال حیات رہنے کے باوجود آپ نے کبھی ایک لباس سے دوسرا لباس نہیں رکھا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے خدا سے کچھ طلب کرنا چاہا تو ندا آئی کہ اللہ سے اللہ کے سوا کچھ طلب نہ کرو۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے جنگل میں بے حد بھوک معلوم ہوئی تو نفس نے خدا سے طلب رزق کا تقاضا کیا۔ لیکن میں نے جواب دیا کہ یہ توکل کے منافی ہے۔ پھر نفس نے کہا کہ صبر ہی کی توفیق طلب کرو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ فرمایا کہ اللہ اپنے دوست کے نزدیک ہوتا ہے اس لئے اس سے کچھ طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر فرمایا کہ دوران سفر فاقہ کشی کرتے کرتے جب ایک منزل قریب آئی تو منزل پر کھجور کا باغ دیکھ کر نفس کو کچھ اطمینان سا ہو گیا۔ لیکن میں نے نفس کی مخالفت میں منزل کے بجائے جنگل ہی میں پڑاؤ ڈال دیا، اور جب اہل قافلہ میں سے ایک شخص اصرار کر کے مجھے اپنے ہمراہ لے گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ علم کیسے ہوا کہ میں جنگل میں چھپا ہوا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں نے غیب سے یہ ندا سنی کہ خدا کا ایک دوست ریت میں چھپا ہوا ہے اس کو اپنے ہمراہ لے آؤ۔ فرمایا کہ میں نے مدتوں شب و روز میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھایا ہے لیکن ایک صحرا میں جب تین شب و روز کھانے کو کچھ نہ ملا تو میں نقاہت سے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اس وقت غیب سے ندا آئی کہ کھانے کی طلب ہے یا قوت کی۔ میں نے کہا قوت کی، یہ کہتے ہی میرے اندر ایسی قوت پیدا ہو گئی کہ بلا کھائے پیئے بارہ منزلیں طے کر ڈالیں۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ دریا پر ایک نوجوان گدڑی اوڑھے اور سیاہی کی دوات لئے ہوئے ملا چنانچہ میں نے اس کی گدڑی سے یہ اندازہ کیا کہ یہ اہل اللہ میں سے ہے لیکن دوات سے یہ تصور ہوا کہ شاید کوئی طالب علم ہے اور جب میں نے اس سے سوال کیا کہ خدا کے ملنے کے لئے کونسا راستہ ہے؟ اس نے کہا کہ اس راستہ عام کے لئے ہے اور دوسرا خاص کے لئے ہے۔ لیکن تم جس راہ پر گامزن ہو وہ عام لوگوں کا راستہ ہے کیونکہ تم عبادت کو ذریعہ وصال اور دلالت کو حجاب تصور کرتے ہو۔ فرمایا کہ جنگل میں ایک مرتبہ دس شکاری کتوں نے مجھے گھیر لیا تو میں اسی جگہ مراقبہ میں مشغول ہو گیا پھر انہیں میں سے ایک سفید رنگ کے کتے نے تمام کتوں پر حملہ کر کے بھگا دیا۔ اور خود میرے پاس آ بیٹھا لیکن جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو وہ بھی کچھ دور میرے ہمراہ چل کر غائب ہو گیا۔

ارشادات

عباس مہتدی کے سامنے جب آپ نے تقوے کے موضوع پر بحث چھیڑی تو انہوں نے کہا کہ شاہی زمین پر رہ کر شاہی نہر کا پانی استعمال کر کے آپ کو تقوے کی باتیں کرتے شرم نہیں آتی چنانچہ آپ نے ندامت سے گردن جھکا کر فرمایا کہ واقعی آپ سچ کہتے ہیں فرمایا کہ خدا سے اس لئے محبت کرو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرتا ہے اور جو خدا کو اپنا محسن تصور نہ کرے وہ کبھی خدا سے محبت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

فرمایا کہ اولیاء کرام کی برگزیدگی کی وجہ سے اللہ تعالٰی ان سے اعمال صالحہ کا خواستگار ہوتا ہے اور ان کو حجاب سے بچاتے ہوئے اپنے اپنے ذکر کے علاوہ کسی سے سکون عطا نہیں کرتا اور اپنے محبوب کو ذکر کے دروازے سے قصر وحدانیت میں پہنچا کر عظمت و جلال کا پرتو ڈالتا رہتا ہے جس کے بعد وہ خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے اور یہ تصور بھی غلط ہے کہ سعی و مشقت سے یا بغیر سعی و مشقت کے قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے اس کا دارومدار تو صرف خدا کے فضل پر ہے۔ فرمایا کہ خدا کے مشاہدے کے بعد کوئی حجاب درمیان میں باقی نہیں رہتا۔ فرمایا کہ نور فراست سے مشاہدہ کرنے والا گویا نور خداوندی سے مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اور اس کے علم کا منبع صرف ذات الٰہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سہو و غفلت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے منہ سے نکلنے والا کلام درحقیقت خدا ہی کا کلام ہوتا ہے۔ اور خدا کے بعض ایسے بندے بھی ہیں جو اس کے خوف سے خموشی کے ساتھ مشغول عبادت رہتے ہیں۔

فرمایا کہ اہل معرفت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ تو خدا کے سوا کسی کو دیکھیں نہ کسی سے محو گفتگو ہوں اور نہ خدا کے سوا کسی کے ساتھ مشغولیت اختیار کریں۔ پھر فرمایا کہ محو فنا ہونا فنا کی علامت ہے اور حضوری بقا کی۔ فرمایا کہ ذکر تین طرح سے کیا جاتا ہے ایک صرف زبان سے دوسرے قلب و زبان دونوں سے اور تیسرا جس میں قلب تو ذاکر رہے لیکن زبان گنگ ہو جائے لیکن اس مقام کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ فرمایا کہ توحید نام ہے ہر شے سے جدا ہو کر رجوع الی اللہ ہونے کا، فرمایا کہ عارف وہی ہے جو خدا کے سوا ہر شے سے اس طرح بے نیاز ہو جائے کہ تمام اشیا اسی کی محتاج نظر آئیں۔ فرمایا کہ قرب حقیقی وہ ہے کہ خدا کے علاوہ کسی بھی شے کا قلب میں تصور تک نہ آئے اور اگر کوئی شے سامنے آجائے تو اس جانب متوجہ بھی نہ ہو، فرمایا کہ علم وہی ہے جس پر عمل بھی ہو اور یقین وہ عمدہ ہے جس میں فنائیت کا درجہ حاصل ہو جائے۔ فرمایا کہ عارف راہ مولا میں ہمیشہ گریہ و زاری کرتا رہتا ہے، لیکن جب واصل الی اللہ ہو جاتا ہے تو سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ فرمایا کہ توکل خدا پر اس طرح اعتماد کرنے کا نام ہے جس میں نہ تو سکون ہو نہ عدم سکون۔ فرمایا کہ جس کو اپنے اور خدا کے مابین حائل ہونے والی شے پر غلبہ حاصل نہ ہو اس کو تقویٰ و مراقبہ اور کشف و مشاہدہ حاصل نہیں ہو سکتے۔ فرمایا کہ مالداروں کا حق فقراء کو اس لئے نہیں پہنچا اول تو ان کی دوستی ہی ناجائز ہوتی ہے دوسرے ان کا عمل مطابق دولت نہیں ہوتا تیسرے فقراء خود صاحب قناعت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۴۶

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ اپنے دور کے ان ممتاز ترین بزرگوں میں سے ہوئے ہیں جن کو تمام شیوخ نے عظمت و رتبت کے اعتبار سے امیر القلوب کا خطاب عطا کیا۔ آپ حضرت سری سقطی کے پیر و مرشد اور حضرت جنید بغدادی کے ہم عصر تھے۔ عمر کا اکثر و بیشتر حصہ حضرت احمد حواری کی صحبت میں گذرا۔ آپ اپنے مسلک کے اعتبار سے تصوف کو فقر پر ترجیح دیتے تھے اور فرمایا کرتے کہ بلا ایثار و قربانی کے صحبت شیخ جائز نہیں۔ اور آپ کو نوری کا خطاب اس لئے دیا گیا کہ آپ کے منہ سے ایسا نور ہویدا ہوتا کہ پورا مکان منور ہو جاتا۔ اور دوسرا سبب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنگل کی جس جھونپڑی میں آپ مشغول ریاضت رہتے تھے وہ آپ کی کرامت سے شب تاریک میں بھی روشن رہتی تھی۔ آپ کے متعلق حضرت ابو احمد مغازی کا یہ قول تھا کہ میں نے آپ سے زیادہ حضرت جنید کو بھی عبادت گذار نہیں پایا۔

حالات ریاضت کے ابتدائی دور میں آپ گھر سے کھانا لے کر نکلتے اور راستہ میں خیرات کر کے نماز ظہر کے بعد اپنی دوکان پر جا بیٹھتے حتیٰ کہ یہ سلسلہ بیس سال تک چلتا رہا لیکن آپ کے گھر والے اس تصور میں رہتے کہ دوکان پر کھانا کھا لیا ہو گا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لئے برسوں کے مجاہدات دخلوت سب بے سود ثابت ہوئے اور جب میں نے انبیاء کرام کے قول کے مطابق یہ غور کرنا شروع کیا کہ شاید میری عبادت میں ریا کا عنصر شامل ہو گیا ہو تو پتہ چلا کہ میرے نفس نے قلب سے ساز باز کر رکھی ہے لیکن جب میں نے مخالفت نفس شروع کی تو میرے اوپر اسرار باطنی کا انکشاف ہونے لگا اور جب میں نے نفس سے اس کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا کہ میری کوئی مراد پوری نہ ہو سکی۔ اس کے بعد میں نے دریائے دجلہ میں مچھلی پکڑنے کو چھپر ڈال کر خدا تعالےٰ سے عرض کیا کہ جب تک اس میں مچھلی نہیں پھنسے گی یونہی کھڑا رہونگا۔ یہ کہتے ہی مچھلی پھنس گئی، تو میں نے حضرت جنید سے اپنی فراخیٔ مراتب کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مچھلی کے بجائے تم سانپ کا شکار کرتے تو یقیناً کرامت ہوتی، لیکن چونکہ ابھی تم درمیانی منزل میں ہو اس لئے تمہارے واقعہ کو کرامت سے نہیں بلکہ فریب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

جس وقت غلام خلیل نے بزرگ دشمنی میں خلیفہ سے یہ شکایت کی کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو رقص و سرود بھی کرتا ہے اور اشاروں کنایوں میں گفتگو بھی کرتا ہے اور زبان سے ایسے کلمات نکالتا ہے جو قابل گردن زدنی ہیں اس شکایت پر خلیفہ نے تمام مشائخین کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور جب سب سے پہلے جلاد نے حضرت ارقام کو قتل کرنا چاہا تو حضرت نوری اسکر لتے ہوئے ان کی جگہ پر جا بیٹھے اور لوگوں نے جب آپ سے کہا کہ ابھی آپ کا نمبر نہیں آیا تو فرمایا کہ میری بنیاد

طریقت جذبہ ایثار پر قائم ہے اور میں مسلمانوں کی جان کے بدلے اپنی جان دینا زیادہ بہتر تصور کرتا ہوں۔ حالانکہ میرے نزدیک دنیا کا ایک لمحہ محشر کے ہزار سال سے افضل ہے کیونکہ دنیا مقام خدمت ہے اور عقبیٰ مقام قربت ہے۔ لیکن خدمت کے بغیر قربت کا حصول ناممکن ہے۔ یہ انوکھا کلام سن کر خلیفہ نے قاضی سے سوال کیا کہ ان کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟ قاضی نے حضرت شبلی کو دیوانہ تصور کرتے ہوئے سوال کیا کہ بیس دینار پر کتنی زکوٰۃ ہوتی ہے؟ فرمایا کہ ساڑھے بیس دینار یعنی نصف دینار مزید اس جرم میں ادا کرے کہ اس نے بیس دینار جمع کیوں کئے۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس چالیس دینار تھے اور انہوں نے سب کے سب زکوٰۃ میں دے دیئے۔ پھر قاضی نے حضرت نوری سے ایک سوال کیا جس کا انہوں نے برجستہ جواب دے کر الٹا قاضی سے کہا کہ اب تم بھی سن لو کہ خدا نے ایسے بندے بھی تخلیق فرمائے ہیں جن کی حیات و ممات اور قیام و کلام سب اسی کے مشاہدے سے وابستہ ہیں اور اگر ایک لمحہ کے لئے بھی وہ مشاہدے سے محروم ہو جائیں تو موت واقع ہو جائے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس کے سامنے رہتے ہیں اسی سے سوتے ہیں اسی سے کھاتے ہیں اسی سے سنتے ہیں اور اسی سے طلب کرتے ہیں یہ جواب سن کر قاضی نے خلیفہ سے کہا کہ اگر ایسے افراد بھی ملحد و زندیق ہو سکتے ہیں تو پھر میرا فتویٰ یہ ہے کہ پورے عالم میں کوئی بھی موحد نہیں ہے۔ اور جب خلیفہ نے ان حضرات سے کہا کہ مجھ سے کچھ طلب کیجئے تو سب نے کہا کہ ہماری خواہش تو صرف یہ ہے کہ تم ہمیں فراموش کر دو۔ یہ سن کر خلیفہ پر رقت طاری ہو گئی اور سب کو تعظیم و احترام کے ساتھ رخصت کر دیا۔

کسی کو آپ نے دوران نماز داڑھی سے مشغلہ کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اپنا ہاتھ خدا کی داڑھی سے دور رکھو۔ یہ کلمہ سن کر بعض لوگوں نے خلیفہ سے شکایت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کلمہ کفر ہے اور جب خلیفہ نے آپ سے سوال کیا کہ تم نے یہ جملہ کیوں کہا؟ فرمایا کہ جب بندہ خود خدا کی ملکیت ہے تو اس کی داڑھی بھی خدا کی ملک ہے۔ یہ جواب سن کر خلیفہ نے کہا کہ خدا کا شکر ہے میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرا نفس چالیس سال سے نفس سے علیحدہ ہے جس کی وجہ سے میرے قلب میں تصور گناہ تک نہیں آیا لیکن یہ مقام مجھے اس وقت حاصل ہوا جب خدا کو پہچان لیا۔ پھر فرمایا کہ ایک نور کا مشاہدہ کرتے کرتے میں خود نور بن گیا۔ اور جب میں نے خدا سے دائمی حالت طلب کی تو جواب ملا کہ سوائے دائم رہنے والے کے دائمی حالت پر کوئی صبر نہیں کر سکتا۔

آپ نے حضرت جنید سے فرمایا کہ تیس سال سے میں اس ادھیڑ بن میں مبتلا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ ظاہر ہوتا ہے تو میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں تو اس کی ذات گم ہو جاتی ہے یعنی اس کی حضوری میری غیبت میں مضمر ہے۔ اور جب میں کوئی سعی کرتا ہوں تو حکم ہوتا ہے کہ یا تو رہے گا یا میں۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ آپ اسی حالت پہ قائم رہیں کہ ظاہر و باطن میں صرف وہی وہ نظر آتا رہے اور آپ گم رہیں۔

بعض حضرات نے حضرت جنید کو بتایا کہ حضرت نوری تین شبانہ روز سے پتھر پہ بیٹھے بہ آواز بلند اللہ اللہ کر رہے ہیں اور کھانا پینا سب ترک کر رکھا ہے لیکن نماز اپنے صحیح وقت میں ادا کر لیتے ہیں۔ حضرت جنید کے ارادت مندوں نے کہا کہ یہ تو فنائیت کی دلیل نہیں بلکہ ہوشیاری کی علامت ہے۔ کیونکہ فانی کو نماز کا ہوش باقی نہیں رہتا۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ ان پہ عالم وجد

Marfat.com

طاری ہے اور صاحب وجد خدا کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ پھر حضرت جنید نے آپ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ اگر اللہ کو رضا پسند ہے تو پھر آپ شور و غوغا کیوں کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے شور بند کرتے ہوئے کہا کہ اے جنید تم میرے بہترین استاد ہو۔

آپ حضرت شبلی کے وعظ میں پہنچ کر جب السلام علیک یا ابا بکر کہا تو انہوں نے جواب دیا وعلیک السلام یا امیر القلوب، پھر آپ نے فرمایا کہ بے عمل عالم سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا لہٰذا اگر تم باعمل عالم ہو تب تو وعظ جاری رکھو ورنہ منبر پر سے نیچے اتر آؤ۔ یہ سن کر جب حضرت شبلی نے آپ کے قول پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ عمل میں یقیناً کوئی کمی ہے چنانچہ منبر پر سے نیچے اتر آئے اور گوشہ نشین ہو کر مشغول عبادت ہو گئے۔ اور جب دوبارہ لوگوں نے وعظ گوئی کے لئے مجبور کر کے منبر پر لا بٹھایا تو حضرت نوری اطلاع پاتے ہی وہاں پہنچے اور فرمایا کہ تم نے مخلوق سے چھپنے کی کوشش کی تو تمہیں لوٹ کر دوبارہ منبر پر لے آئے۔ لیکن میں نے مخلوق سے رابطہ رکھتے ہوئے جب ہدایت کا راستہ دکھانا چاہا تو میری پتھروں سے مدارات کی گئی۔ یہ سن کر حضرت شبلی نے پوچھا کہ آپ کی ہدایت اور میری پوشیدگی کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ میری ہدایت تو یہ تھی کہ میں نے خدا کے لئے مخلوق سے رابطہ قائم کیا اور تمہاری پوشیدگی کا مفہوم یہ ہے کہ تم خالق و مخلوق کے مابین حجاب و واسطہ بنے رہے جب کہ تمہیں یہ حق حاصل نہیں کہ تم دونوں کے درمیان حجاب و واسطہ بن سکو۔ اور مجھے کسی واسطہ کی ضرورت نہیں اسی بنا پر میں تمہیں کارآمد بندہ تصور نہیں کرتا۔

کسی اصفہانی نوجوان کے قلب میں آپ کے دیدار کا اشتیاق پیدا ہوا تو شاہ اصفہان نے اس کو یہ لالچ دیا کہ اگر تم ان سے ملنے نہ جاؤ تو میں تمہیں ایک ہزار دینار کا محل سامان سمیت اور ایک ہزار دینار کی کنیز مع زیورات کے پیش کر سکتا ہوں لیکن وہ ان چیزوں پر لات مار کر ننگے پاؤں شوق دیدار میں چل پڑا۔ ادھر آپ نے اپنے ارادت مندوں کو حکم دیا کہ ایک میل تک زمین کو بالکل صاف و شفاف کر دو کیونکہ ہمارا ایک عاشق ننگے پیر چلا آ رہا ہے اور جب وہ نوجوان حاضر خدمت ہوا تو آپ نے بادشاہ کے لالچ اور اس کے مقصد کا پورا واقعہ بیان کر دیا جس کو سن کر وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ مرید کی شان یہ ہے کہ اگر سارے جہان کی نعمتیں بھی اس کے سامنے پیش کر دی جائیں تو ان پر نگاہ نہ ڈالے۔

آپ ایک شخص کے ساتھ ساتھ رونے میں مصروف رہے اور جب وہ چلا گیا تو فرمایا کہ یہ ابلیس تھا اور اپنی عبادت کا تذکرہ کر کے اس قدر زار زار رویا کہ مجھ کو بھی رونا آ گیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ دوران طواف میں نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے وہ مقام و وصف عطا کر دے جس میں کبھی تغیر نہ ہو چنانچہ بیت اللہ میں سے ندا آئی کہ اے ابوالحسن تو ہمارے مساوی ہونا چاہتا ہے کیونکہ یہ وصف تو ہمارا ہے کہ ہماری صفات میں کبھی تغیر و تبدل رونما نہیں ہوتا۔ لیکن ہم نے بندوں میں اس لئے تغیر و تبدل رکھا ہے کہ ہماری عبودیت و ربوبیت کا اظہار ہوتا رہے۔

حضرت جعفر خالدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بذات خود آپ کو یہ مناجات کرتے سنا کہ اے اللہ تو اپنے ہی تخلیق کردہ بندوں کو جہنم کا عذاب دے گا لیکن تیرے اندر یہ قدرت بھی ہے کہ صرف میرے وجود سے جہنم کو لبریز کر کے تمام اہل جہنم کو جنت میں بھیج دے۔ حضرت جعفر کہتے ہیں کہ اسی شب میں نے خواب میں کسی کہنے والے کو سنا کہ ابوالحسن نوری کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے مخلوق کی

Marfat.com

مجنت کے صلہ میں تمہاری مغفرت فرمادی۔

ایک مرتبہ حضرت شبلی نے آپ کو اس طرح محو مراقبہ پایا کہ جسم کا رُواں تک حرکت میں نہیں تھا، اور جب انہوں نے سوال کیا کہ مراقبہ کا یہ کمال آپ نے کس سے حاصل کیا تو فرمایا کہ بلی سے اس لئے کہ ایک مرتبہ وہ چوہے کے بل کے سامنے مجھ سے بھی زیادہ بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔

دَوران غسل آپ کے کوئی کپڑے اٹھا کر چلتا بنا، تو اس کے دونوں ہاتھ بیکار ہو گئے اور جب وہ کپڑے واپس دے گیا تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اس نے میرے کپڑے واپس کر دیئے تو بھی اس کے ہاتھوں کی توانائی لوٹا دے چنانچہ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے ؛ فرمایا کہ جب میں غسل کرتا ہوں تو وہ میرے کپڑوں کی نگرانی کرتا ہے لوگوں نے پوچھا یہ کیسے ؛ فرمایا کہ ایک دن میں حمام میں تھا تو کوئی میرے کپڑے اٹھا کر چل دیا اور جب میں نے اللہ سے اپنے کپڑے طلب کئے تو وہ شخص واپس آ کر معذرت کے ساتھ میرے کپڑے دے گیا۔

بغداد میں آگ لگنے سے بہت سے افراد جل گئے اسی آگ میں کسی دولت مند کے دو غلام بھی پھنس گئے۔ تو اس نے اعلان کیا کہ جو میرے غلاموں کو آگ سے نکالے میں اس کو ایک ہزار دینار انعام میں دوں گا۔ اتفاق سے آپ بھی وہاں سے گذر رہے تھے چنانچہ بسم اللہ پڑھ کر آگ میں سے غلاموں کو نکال لائے۔ اور آگ نے آپ کے اوپر کوئی اثر نہیں کیا۔ اور جب اس مالدار نے دو درم پیش کرنے چاہے تو فرمایا کہ انہیں تم اپنے پاس ہی رکھو کیونکہ مجھے ان کی حرص نہ ہونے کی وجہ سے ہی خدا نے یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ میں نے دنیا کو آخرت سے تبدیل کر لیا۔

ایک مرتبہ دہکتا ہوا انگارہ ہاتھ میں لے کر مسل لیا جس کی وجہ سے ہاتھ کالا ہو گیا۔ دریں اثنا خادمہ نے آپ کے سامنے دودھ اور روٹی لا کر رکھا تو آپ نے ہاتھ دھوئے بغیر کھانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے خادمہ کے قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ انتہائی بدتمیزی کی بات ہے۔ ابھی وہ اسی خیال میں تھا۔ کہ باہر سے شاہی سپاہیوں نے آ کر خادمہ کو یہ کہتے ہوئے گرفتار کر لیا کہ تو نے زیر جامہ چرایا ہے اور تجھے کوتوال کے سامنے پیش کیا جائے گا اور یہ کہہ کر اس کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اس کو مت مارو تمہارا زیر جامہ ابھی مل جائے گا۔ چنانچہ اسی وقت ایک شخص نے زیر جامہ سپاہیوں کے حوالے کر دیا اور وہ خادمہ کو چھوڑ کر چلے گئے آپ نے خادمہ سے فرمایا کہ میری بدتمیزی ہی تیرے کام آ گئی یہ سن کر خادمہ نے ندامت کے ساتھ اپنے بُرے خیال پر توبہ کی۔

کسی کا دوران سفر گدھا مر گیا تو وہ اس تصور سے رو رہا تھا کہ اب میں اسباب کس چیز پر لاد کر لے جاؤں گا۔ اتفاق سے ادھر سے آپ کا بھی گذر ہوا اور مسافر کی بے بسی دیکھ کر گدھے کو ٹھوکر مار کر فرمایا کہ یہ سونے کا وقت نہیں ہے۔ یہ کہتے ہی گدھا اٹھ بیٹھا، اور وہ مسافر اپنا سامان لاد کر رخصت ہو گیا۔

آپ کی علالت کے دوران ایک مرتبہ حضرت جنید مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو کچھ پھل اور پھول آپ کو پیش کئے اس کے بعد جب آپ حضرت جنید کی بیماری میں اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے تو اپنے مریدین سے فرمایا کہ سب لوگ جنید کا مرض اپنے اوپر تقسیم کر لو یہ کہتے ہی حضرت جنید صحت یاب ہو گئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھل اور پھول کی بجائے اس طرح عیادت

Marfat.com

کو جانا چاہیے۔

کچھ لوگ ایک ضعیف العمر شخص کو زدوکوب کرتے ہوئے قید خانہ کی طرف لے جا رہے تھے، اور وہ انتہائی صبر و ضبط کے ساتھ خاموش تھا۔ آپ نے قید خانہ میں جا کر اس سے پوچھا کہ اس قدر ضعف و نقاہت کے باوجود تم نے صبر کیسے کیا۔ اس نے جواب دیا کہ صبر کا تعلق ہمت و شجاعت سے ہے نہ کہ طاقت و قوت۔ پھر آپ نے پوچھا کہ صبر کا کیا مفہوم ہے؟ اس نے کہا کہ مصائب کو اس طرح خوشی کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے جس طرح لوگ مصائب سے چھٹکارا پا کر مسرور ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آگ کے سات سمندر پار کرنے کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب حاصل ہو جاتی ہے تو اول و آخر کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوحمزہ کسی جگہ قرب کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ جس قریب میں ہم لوگ ہیں وہ درحقیقت بُعد در بُعد ہے۔ فرمایا کہ جب بندہ خدا کو شناخت کرے اور اس میں وعظ گوئی کی صلاحیت بھی ہو اس وقت وعظ کہنا مناسب ہے، ورنہ خدا کو پہچانے بغیر وعظ گوئی کی بلا بندوں اور شہروں میں پھیل جاتی ہے۔ فرمایا کہ حقیقت وجد کا اظہار اس لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ وجد ایک ایسا شعلہ جوالہ ہے جو سر کے اندر بھڑکتا ہے اور شوق کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اتباع سنت کے بغیر اسلام کا راستہ نہیں ملتا۔ فرمایا کہ صوفی کی تعریف یہ ہے کہ نہ تو وہ کسی کی قید میں ہو اور نہ کوئی اس کی قید میں۔ پھر فرمایا کہ ارواح صوفیا غلاظت بشری سے آزاد کدورت نفسانی سے صاف اور خواہشات سے مبرا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ تصوف نہ تو رسم ہے نہ علم کیونکہ اگر رسم ہوتا تو مجاہدات سے اور علم ہوتا تو تعلیمات سے حاصل ہو جاتا، بلکہ تصوف ایک اخلاقی شے ہے اور اللہ تعالےٰ کے اخلاق و عادات اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مخلوق دشمنی اور خدا دوستی کا نام تصوف ہے۔

ایک نابینا اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے راستے میں آپ کو ملا تو فرمایا کہ تو اللہ کو کیا جانے، اگر اللہ کو جان لیتا تو زندہ نہ رہ سکتا یہ فرما کر غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور ہوش آنے کے بعد ایک ایسے جنگل میں جا پہنچے جہاں بانس کی پھانسیں آپ کے پورے جسم میں چبھتی تھیں، اور ہر قطرۂ خون سے اللہ کا نقش ظاہر ہوتا تھا۔ اور جب اس حالت میں آپ کو گھر لایا گیا اور لا الٰہ الا اللہ کہنے کی تلقین کی گئی تو فرمایا کہ میں تو اسی کے پاس جا رہا ہوں یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ اپنے دور کے ایسے صدیقین میں سے تھے کہ آپ کے بعد کسی نے حقیقی اور سچی بات نہیں کہی۔

باب ۴۷

حضرت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ خراسان کے عظیم شیخ اور قطب العالم تھے اور شریعت و طریقت دونوں پر یکساں طور سے گامزن تھے ارباب طریقت کا قول ہے کہ دنیا میں صرف تین اہل اللہ ہوئے ہیں، نیشاپور میں حضرت عثمان حیری، بغداد میں حضرت جنید بغدادی، اور شام میں حضرت عبداللہ جلار۔ لیکن حضرت عبداللہ بن محمد رازی کا قول یہ ہے کہ میں نے حضرت جنید، حضرت یوسف بن حسین، حضرت رویم اور حضرت محمد فضل سب سے شرف نیاز حاصل کیا، مگر خدا شناسی میں جو مرتبہ حضرت عثمان حیری کو حاصل ہوا وہ کسی کو میسر نہ آیا۔ اور صرف آپ ہی کے دم سے خراسان میں تصوف کا چرچا عام ہوا، اور آپ کو تین بزرگوں سے شرف بیعت حاصل رہا، اول حضرت یحییٰ بن معاذ، دوم حضرت شجاع کرمانی، سوم حضرت ابوحفص حدّاد، ان کے علاوہ آپ دوسرے بزرگوں کی صحبت میں رہے۔ آپ کا مشغلہ وعظ گوئی تھا اور اہل نیشاپور کو آپ کو اس درجہ اعتقاد تھا کہ ایک فرد بھی آپ کو برا نہ کہتا۔

حالات آپ فرمایا کرتے تھے کہ کمسنی ہی میں میرا قلب اہل ظاہر سے گریزاں رہتا تھا اور مجھ سے ہر شے کی ماہیت و حقیقت کے متعلق سوال کرتا رہتا۔ اور شروع ہی سے مجھے یہ خیال تھا کہ جس راستہ پر عام لوگ گامزن ہیں اس سے ہٹ کر بھی کوئی دوسرا راستہ ضرور ہوگا اور ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کا بھی کوئی وجود ہوگا۔

ایک مرتبہ آپ چار غلاموں کے ہمراہ مکتب جا رہے تھے اور ہاتھ میں سونے کی دوات، سر پر زر لفت کا عمامہ اور جسم پر نہایت مرصّع و قیمتی لباس تھا، اچانک آپ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک زخمی گدھا پڑا ہوا ہے اور اس کی پشت کے زخم میں سے کوّے گوشت نوچ رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ کے اندر ایک ایسا جذبۂ ترحم پیدا ہوا کہ اپنی دستار اس کے زخم پر باندھ کر اپنی قبا اس کے اوپر ڈال دی۔ اس احسان کے بدلے میں گدھے نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی جس کے اثر سے اسی وقت جذب و شوق کے عالم میں آپ حضرت یحییٰ بن معاذ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان سے فیوض حاصل کرنے میں ماں باپ اور گھر در سب کو خیر باد کہہ دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کسی نووارد جماعت سے آپ نے حضرت شجاع کرمانی کے حالات و اوصاف سُنے تو کرمان پہنچ کر بہت عرصہ تک ان کی فیض صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اور انہیں کے ہمراہ نیشاپور پہنچ کر حضرت ابوحفص حدّاد سے نیاز حاصل کر کے یہ قصد کر لیا کہ کچھ دنوں آپ کے فیوض سے بھی فیضیاب ہونا چاہیئے۔ لیکن ڈر کے مارے آپ نے حضرت شجاع سے اپنا قصد ظاہر نہیں کیا لیکن حضرت ابوحفص آپ کی نیت تاڑ چکے تھے لہٰذا روانگی کے وقت حضرت شجاع سے فرمایا کہ ان کو کچھ دنوں کے لئے میرے پاس ہی چھوڑ دیجیئے، کیونکہ مجھے ان سے کچھ دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ حضرت شجاع کی اجازت کے بعد آپ نے حضرت ابوحفص کی

Marfat.com

خدمت میں رہ کر بے حد فیوض حاصل کیے۔ پھر حضرت ابوحفص نے آپ کے متعلق یہ فرمایا کہ یحییٰ بن معاذ نے ان کو آگ کی بھٹی میں تو جھونک دیا تھا لیکن اس کو بھڑکانے والے کی ضرورت باقی رہ گئی تھی، لہٰذا اب انہیں وہ شے بھی حاصل ہو گئی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عہدِ شباب میں جب حضرت ابوحفص نے مجھے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا تو میں نے آپ کی صحبت کے عشق میں آپ کی نشست گاہ کے سامنے دیوار میں سوراخ کر کے زیارت شروع کر دی اور جب آپ کو اس کا علم ہوا تو اپنے پاس بلا کر اپنی صاحبزادی سے نکاح پڑھا دیا۔

آپ کبھی کسی پر خفا نہ ہوتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے آپ کو کھانے پر مدعو کیا اور جب آپ وہاں پہنچے تو اس نے دھتکار کر کہا کہ بھاگ جاؤ میرے یہاں کھانا نہیں ہے، اور جب آپ واپس ہونے لگے تو اس نے دوبارہ بلا کر کہا کہ تم بہت ہٹیلے ہو۔ یہ سن کر آپ پھر واپس ہوئے لیکن تیسری مرتبہ اس نے بلا کر کہا کہ پتھر موجود ہیں اگر کھانا چاہو تو کھا سکتے ہو، غرض کہ تیس مرتبہ اس نے ایسی ہی حرکت کی اور آخر میں اتنی زور سے دھکا دیا کہ آپ گر پڑے لیکن اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دونوں ہاتھ بیکار کر دیے۔ اس سرزنش سے وہ ایسا متاثر ہوا کہ فوراً ہی تائب ہو کر آپ سے بیعت ہو گیا۔ پھر ایک دن اس نے آپ سے سوال کیا کہ میری تیس مرتبہ کی گستاخی پر آپ کو غصہ کیوں نہیں آیا؟ فرمایا کہ کتے بھی یہی کرتے ہیں کہ جب بلایا چلے آئے اور جب دھتکار دیا بھاگ گئے۔ لیکن یہ کوئی مرتبہ نہیں ہے بلکہ اہلِ مرتبہ ہونا بہت مشکل ہے۔

ایک مرتبہ مریدین کے ہمراہ بازار تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے اوپر سے اس طرح راکھ پھینکی جو پوری کی پوری آپ کے اوپر پڑی۔ یہ دیکھ کر مریدین نے بہت پیچ و تاب کھائے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ بہت قابلِ شکر امر ہے کہ جو سر آگ کا سزاوار تھا اس پر صرف راکھ ہی پڑی۔

حضرت ابوعمرو سے روایت ہے کہ میں آپ ہی کے دستِ مبارک پر تائب ہوا اور عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں رہ کر فیوضِ باطنی سے سیراب ہوتا رہا لیکن بعد میں جب میرا قلب معصیت کی جانب راغب ہوا تو میں نے آپ کی صحبت سے کنارہ کشی کا قصد کر لیا۔ لیکن آپ نے اشارۃً فرمایا کہ میری صحبت چھوڑ کر غلیظوں کی صحبت مت اختیار کر لینا کیونکہ ان کو تمہارے گناہوں سے خوشی حاصل ہو گی۔ لہٰذا جو گناہ کرنا ہو یہیں رہ کر کرو تاکہ تمہارا وبال اپنے سر پر لے لوں۔ یہ الفاظ آپ نے کچھ ایسے مؤثر انداز میں فرمائے کہ میں توبہ کر کے آپ کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔

کوئی قوال بربط بجاتا ہوا جا رہا تھا لیکن آپ کو دیکھتے ہی بربط تو بغل میں چھپا لیا اور ٹوپی اور ڈھولی چنانچہ آپ اس کو اپنے ہمراہ گھر لے آئے اور غسل کروا کے اپنا خرقہ پہناتے ہوئے دعا فرمائی کہ اے اللہ میں نے اپنا اختیاری کام تو انجام دے لیا اب جو تیرے اختیار میں ہے اس کی تکمیل فرما دے۔ اس دعا کے ساتھ ہی اس قوال میں ایسا کمال پیدا ہو گیا کہ آپ خود بھی متحیر رہ گئے اسی وقت حضرت ابوعثمان مغربی بھی آپ کے یہاں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج میں رشک کی آگ میں عود کی طرح سلگ رہا ہوں کیونکہ جس کمال کے حصول میں میری اتنی عمر ختم ہو گئی وہ کمال بلا طلب ایک ایسے شخص کو عطا کر دیا گیا جس کے منہ سے

شراب کی بدبو آرہی ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں بلکہ قلبی کیفیات سے متعلق ہے۔

ارشادات

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ گو میں زبان سے خدا کا ذکر کرتا ہوں۔ لیکن میرا قلب اس پر مطمئن نہیں آپ نے فرمایا کہ تیری زبان کو جو لذت ذکر عطا کی گئی ہے اسی کا شکر ادا کرتا رہ تاکہ دوسرے اعضا کو لذت ذکر حاصل ہو جائے۔ ایک مرید دس سال تک خدمت کرتے ہوئے سفر حج میں بھی آپ کے ہمراہ رہا لیکن ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ خدا کے بھیدوں سے مجھے بھی آگاہ فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو خود بھی آگاہ نہیں ہوں۔ یہ تو جس پر خدا کا فضل ہو وہی مطلع ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ جس کو اپنی تعظیم کروانے کا تصور ہو اس کا کفر پر موت آنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ فرمایا کہ صحبت خداوندی کو ادب و ہیبت کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے اور اتباع سنت کے لیے حضور اکرم ؐ کی محبت ضروری ہے۔ اور خادم بن کر اولیاء کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے۔ فرمایا کہ مسلمان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا چاہیے اور جہلاء کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیے۔ فرمایا کہ اقوال صوفیاء پر عمل پیرا ہونے سے نور حاصل ہوتا ہے لیکن بے عمل لوگوں پر ان کے اقوال کا کوئی اثر نہیں۔ فرمایا کہ جن کو ابتدا میں ارادت حاصل نہیں ہوتی وہ انتہا تک ترقی نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ اتباع سنت سے حکمت اور اتباع نفس سے ہلاکت حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ نفس کی برائیوں سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو خود کو ہیچ تصور کرے۔ فرمایا کہ جب تک منع، عطا، ذلت اور عزت مساوی نہ ہوں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ یہ چار چیزیں کمال کو پہنچا دیتی ہیں اول فقر، دوم استغنا، سوم تواضع، چہارم مراقبہ۔ فرمایا کہ آخرت سے خائف رہنے والا ہی آخرت میں آرام حاصل کریں گے۔ اور عذاب آخرت سے خائف نہ ہونے والے غمزدہ رہتے ہیں۔ فرمایا کہ صابر وہی ہے جو مصائب کو برداشت کر سکے۔ فرمایا کہ عام لوگ کھانے پر اور خواص عطائے باطنی پر شکر کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تک ہر شے کو خود سے بہتر تصور نہ کرے نفس کے مصائب کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اطاعت گزاری کا نام سعادت اور ارتکاب معصیت کرتے رہنے کے بعد امید مغفرت شقاوت ہے اور نفس کی اتباع قید خانہ کی زندگی کی طرح ہے۔ فرمایا کہ نہ تو خدا کے سوا کسی سے خائف رہو اور نہ کسی سے توقعات وابستہ کرو۔ فرمایا کہ اعزاز خداوندی سے شرف حاصل کرو تاکہ ذلت سے بچ سکو۔ فرمایا کہ نفس کا مقتضا خدا سے بُعد ہوتا ہے اور خوف واصل باللہ کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ عزت و ذلت کی طلب اور مقبولیت کی حرص عداوت کی اساس ہے۔ فرمایا کہ خدا نے اپنے کرم سے بندوں کی خطائیں معاف کرنا فرض قرار دے لیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ یعنی فرض کر لیا ہے تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو۔ فرمایا کہ عام اخلاص تو یہ ہے کہ نفس کو مسرت حاصل ہو اور خاص اخلاص یہ ہے کہ اعلیٰ ترین عبادت کو ادنیٰ ترین تصور کرتا رہے۔ اور اخلاص کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو بات زبان سے ادا کرو اس کی تصدیق قلب سے بھی کرتے رہو۔ اور مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خالق پر نظر رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے۔

ایک شخص خرخانہ سے چل کر آپ کی خدمت میں نیشاپور پہنچا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ماں کو ناراض کر کے حج کرنا مناسب نہیں۔ یہ سن کر وہ فوراً واپس ہو گیا اور اپنی والدہ کی حیات تک مسلسل ان کی خدمت کرتا رہا۔

Marfat.com

لیکن ان کی وفات کے بعد پھر آپ کی خدمت میں جب نیشاپور پہنچا تو آپ نے کافی فاصلہ سے اس کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ لاکر بکریاں چرانے کا کام اس کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے آپ کی زیر نگرانی فیوض باطنی سے اکتساب کیا اور معراج کمال تک پہنچا۔

وفات انتقال کے وقت جب آپ کے صاحبزادے نے شدت غم میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تو آپ نے نرمی سے فرمایا کہ خلاف سنت کام کرنا علامت نفاق ہے، کیونکہ حضور اکرمؐ کا یہ فرمان ہے کہ "ہر برتن سے وہی شئے ٹپکتی ہے جو اس میں موجود ہے۔ اس ناشر آمیز نصیحت کے بعد آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

باب ۴۸

حضرت ابو عبداللہ جلاء رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت عالی ہمم بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور آپ نے حضرت ابو تراب اور حضرت ذوالنون جیسے مشائخین کرام سے نیاز بھی حاصل کیا اس کے علاوہ حضرت ابوالحسن نوری کے فیض صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔

حالات ایک مرتبہ آپ نے حضرت عمر دمشقی سے بیان کیا کہ جس وقت میں نے اپنے والدین سے عرض کیا کہ مجھ کو خدا کے حوالے کر دو تو انہوں نے میری استدعا قبول کر لی، چنانچہ میں گھر سے رخصت ہو گیا اور جب کافی عرصہ کے بعد واپس آکر گھر کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اپنا نام بتایا تو والدین نے اندر ہی سے جواب دیا کہ ہم خدا کو سپرد کی ہوئی شئے واپس نہیں لیتے اور کسی طرح دروازہ نہیں کھولا۔

کسی حسین و جوان یہودی کے دیدار میں آپ مشغول تھے کہ حضرت جنید بھی آپہنچے، آپ نے ان سے کہا کہ کیا ایسی حسین صورت بھی جہنم میں جلے گی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس پر نظر ڈالنا بھی داخل نفرت ہے اگر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دنیا میں دوسری بہت سی چیزیں ہیں۔

کسی نے جب آپ سے فقر کا مفہوم پوچھا تو آپ اٹھ کر باہر چل دیئے اور کچھ وقفہ کے بعد آکر فرمایا کہ میرے پاس تھوڑی سی چاندی تھی اس کو خیرات کر آیا تاکہ فقر کے موضوع پر گفتگو کر سکوں۔ لہٰذا اب سن لو کہ جس کے پاس کوئی چیز بھی نہ ہو وہ فقر کا مستحق ہے۔ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے سامنے بھوک کی شدت میں جا کر میں نے عرض کیا کہ آپ کا مہمان ہوں یہ کہہ کر وہیں سو گیا اور خواب میں حضور اکرمؐ نے مجھے ایک ٹکیہ عنایت فرمائی جس میں سے آدھی کھانے پایا تھا کہ آنکھ کھل گئی لیکن آدھی باقی ماندہ

Marfat.com

اس وقت بھی میرے ہاتھ میں تھی۔ فرمایا کہ جن کے نزدیک تعریف و برائی مساوی ہوں وہ زاہد ہے اور جو اول وقت نماز ادا کرتا رہے وہ عابد ہے اور ہر فعل کو خدا کی نظر سے دیکھنے والا موحد ہے اور جو خدا کے سوا کسی جانب متوجہ نہ ہو وہ عارف ہے۔ فرمایا کہ اعانت نفس سے حاصل کردہ مرتبہ فانی ہے لیکن خدا کا عطا کردہ مرتبہ قائم رہنے والا ہے۔

وفات ہنستے ہوئے آپ کا انتقال ہوا تو موت کے بعد بھی اطبا نے کہا کہ آپ زندہ ہیں۔ لیکن نبض دیکھنے کے بعد موت کا یقین ہو گیا۔

باب ۴۹

حضرت ابو محمد رویم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ واقف اسرار مشائخین میں سے ہوئے ہیں اور حضرت جنید اور حضرت داؤد طائی کے اطاعت گذاروں میں تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی بہت سی تصانیف بھی ہیں۔

حالات آپ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے میری یہ کیفیت ہے کہ جس قسم کے کھانے کا تصور کرتا ہوں فوراً مل جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ دوپہر میں مجھے شدت کی پیاس محسوس ہوئی تو میں نے ایک مکان سے پانی طلب کیا اور جب اندر سے ایک لڑکا پانی لے کر آیا تو میں نے پی لیا لیکن اس لڑکے نے کہا کہ یہ کس قسم کا صوفی ہے جو دن میں پانی پیتا ہے۔ چنانچہ اس دن سے آج تک میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا۔

ارشادات کسی نے آپ سے پوچھا کہ کس حال میں ہو؟ فرمایا کہ جس کا مذہب خواہشات اور ہمت دنیا ہو اس کا حال کیا پوچھتے ہو۔ حال تو ان کا دریافت کرو جو عارف و متقی اور عبادت گذار ہوں۔ فرمایا کہ سب سے پہلے خدا نے بندے پر معرفت کو فرض کیا جیسا کہ قرآن میں ہے "نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انس کو مگر عبادت کے لئے"۔ فرمایا کہ خدا نے اپنی ذات کے علاوہ ہر شے کو دوسری شے میں پوشیدہ کر دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ جن کو حضوری حاصل ہوتی ہے وہ تین طرح کے ہوتے ہیں اول شاہد و عبد حق پر ہر لحہ ہیبت طاری رہتی ہے۔ دوم شاہد وعدہ جو ہمیشہ عالم غیب میں رہتے ہیں، سوم شاہد حق جو ہر وقت مسرور و مگن رہتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا قول و فعل عطا کرنا بھی داخل سعادت ہے کیونکہ اگر قول کو سلب کر کے صرف فعل کو باقی رکھے تو نعمت ہے اور اگر فعل سلب کر کے صرف قول باقی رکھے تو مصیبت ہے اور اگر قول و فعل دونوں کو سلب کرلے تو ہلاکت ہے۔ پھر فرمایا کہ جماعت صوفیاء کے علاوہ ہر جماعت کو پل صراط پر سے گذرنا

اس لئے دشوار نہیں کہ دوسری جماعتوں سے ظاہری شریعت کے مطابق اور جماعت صوفیا سے باطن کے مطابق باز پرس ہو گی۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ آداب سفر کیا ہیں؟ فرمایا کہ کسی قسم کا خطرہ کبھی مسافر کے لئے سدِ راہ نہ ہو اور نہ کہیں آرام کی غرض سے قیام کرے کیونکہ جس جگہ بھی قلب نے آرام کر لیا بس وہی اس کی منزل ہے۔ پھر فرمایا کہ تصوف کی اساس یہ ہے کہ فقرا سے تعلق رکھے، عجز کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بخشش و عطا پر معترض نہ ہو، اور اعمال صالحہ پر ثابت قدمی کا نام تصوف ہے۔ اور خدا کی محبت میں فنائیت کا نام توحید ہے۔ فرمایا کہ قلب عارف ایسا آئینہ ہوتا ہے جس میں ہر لحہ تجلیات کا انعکاس ہوتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ قرب کی دلیل یہ ہے کہ خدا کے سوا ہر شئے سے وحشت پیدا ہوتی رہے۔ پھر فرمایا کہ صوفی کا مخلوق سے کنارہ کش ہونا ہی افضل ہے۔ پھر فرمایا کہ فقر اس کا نام ہے کہ نفس کی مخالفت کرتا رہے رموز خداوندی کو آشکار نہ ہونے دے، اور ترک شکایت کا نام صبر ہے، اور خدا کے سامنے خود کو ذلیل تصور کرنا تواضع ہے۔ فرمایا کہ حقیقی شہوت وہی ہے جو اعمال صالحہ کے علاوہ کسی وقت بھی ظاہر نہ ہو۔ فرمایا کہ اشارات میں دم مارنا حرام اور خطرات و مکاشفات میں دم زدنی مباح ہے۔ فرمایا کہ ترک دنیا کا نام زہد ہے۔ فرمایا کہ خائف اسی کو کہا جاتا ہے جو خدا کے سوا کسی سے خوفزدہ نہ ہو۔ فرمایا کہ خندہ پیشانی کے ساتھ احکام الٰہی کے استقبال کرنے کا نام رضا ہے اور اخلاص عمل یہ ہے کہ دونوں جہان میں اس کے صلہ کی امید نہ رکھے۔

حضرت عبداللہ حفیف نے جب آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی تو فرمایا کہ خدا کی راہ میں جان قربان کر دو اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر اقوال صوفیا پر عمل نہ کرو۔

عمر کے آخری حصہ میں آپ نے قضا کا عہدہ اختیار کر کے اہل دنیا کا لباس اختیار کر لیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے لئے سپر بن جائیں۔ حضرت جنید کا قول ہے کہ ہم سب تو فارغ مشغول ہیں اور حضرت رویم مشغول فارغ۔

Marfat.com

باب ۵۰

حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت بڑے مشائخین میں سے ہوئے ہیں اور آپ کے بہت سے اوصاف حضرت ابوسعید خراز نے بیان کئے ہیں حتیٰ کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی دوسرے کو صوفی ہی تصور نہ کرتے تھے۔

حالات ایک مرتبہ آپ کو گریہ وزاری کرتے ہوئے لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ کم سنی میں میں نے ایک شخص کا کبوتر پکڑ لیا تھا اور اس کے معاوضہ میں آج تک اس کے مالک کو ایک ہزار دینار دے چکا ہوں لیکن پھر بھی یہ تصور ہے کہ نہ معلوم مجھے کیا سزا دی جائے گی۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ آپ قرآن کی یومیہ کتنی تلاوت کر لیتے ہیں؛ فرمایا کہ چودہ سال قبل تو ایک قرآن یومیہ ختم کر دیتا تھا لیکن اب چودہ سال سے جو میں نے قرآن شروع کیا ہے تو اب تک صرف سورۂ انفال تک پہونچا ہوں۔

آپ کے دس لڑکے تھے اور ایک مرتبہ دوران سفر ڈاکوؤں نے انہیں پکڑ کر ایک ایک کر کے نو لڑکوں کو آپ کے سامنے ہی قتل کر دیا لیکن آپ آسمان کی جانب نظریں اٹھائے ہوئے مسکراتے رہے اور جب دسویں لڑکے کا نمبر آیا تو اس نے کہا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ باپ ہو کر کچھ تدارک کرنے کے بجائے کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر امر کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنی مصلحت سے جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں بندے کو دم زدنی کی اجازت نہیں۔ یہ سن کر راہزنوں پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ بات پہلے کہہ دیتے تو تمام صاحبزادے قتل ہونے سے بچ جاتے۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت جنید سے فرمایا کہ مالداروں کا فقراء سے زیادہ مرتبہ ہے کیونکہ روز محشر جب ان سے محاسبہ ہوگا تو ایک محاسبہ تو اعمال کا ہوگا اور دوسرا محاسبہ دولت کا مزید برآں ہوگا۔ لیکن حضرت جنید نے فرمایا کہ فقراء کا مرتبہ مالداروں سے اس لئے زیادہ ہے کہ جب مالدار قیامت میں فقراء سے معذرت خواہ ہوں گے تو ان کا یہ عذر اپنے محاسبہ سے زیادہ ہوگا۔

جب آپ سے کسی نے یہ سوال کیا کہ صوفیاء کرام دوران گفتگو ایسے الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں جس سے دوسرے بے بہرہ اور حیرت زدہ ہوں۔ فرمایا کہ صوفیاء یہ چاہتے ہیں کہ ان کی بات سوائے صوفی کے کسی کے پلّے نہ پڑے اس لئے عام زبان سے ہٹ کر گفتگو کرتے ہیں۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہتر علم وعمل وہی تھا جو گزشتہ لوگوں نے حاصل کیا اور اسی پر عمل ہو رہا ہے، فرمایا کہ اسرار کو میدان عمل میں تلاش کرو، پھر میدان حکمت میں پھر میدان توحید میں، اور اگر کہیں نہ ملیں تو امیدوں کو منقطع کر لو۔ فرمایا کہ صفات پر عمل کر کے بار بار رجوع کرنے سے بہتر ہے۔ فرمایا کہ ہر علم کے لئے ایک بیان ہے اور ہر بیان کے لئے ایک

Marfat.com

زبان ہر زبان کے لئے ایک عبادت ہے۔ ہر عبادت کے لئے ایک طریقہ ہے اور ہر طریقہ کے لئے ایک گروہ کا وجود ضروری ہے اور جو شخص ان چیزوں میں تمیز نہ کر سکے اس کے لئے لب کشائی مناسب نہیں۔ پھر فرمایا کہ متبعین سنت کو نورِ معرفت حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ مسلمان کے مفاد کے لئے سعی کرنے والا منافق بھی ساٹھ برس کے عابد سے زیادہ ثواب حاصل کرتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن و حدیث سے بلند کوئی مقام نہیں۔ فرمایا کہ خدا کی عبادت نہ کرنا انتہائی غفلت ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کے سوا اگر کوئی شخص کسی دوسری سے سکون حاصل کرتا ہے تو آخرکار وہی شے اس کے لئے باعث ہلاکت بن جاتی ہے۔ فرمایا کہ عمدہ گناہ وہی ہے جس میں توبہ کی توفیق نصیب ہو اور بد ترین ہے وہ اطاعت جس میں خود بینی رونما ہو جائے۔ فرمایا کہ وسائل پر اعتماد کرنے سے تکبر جنم لیتا ہے۔ فرمایا کہ دولت کا لوبھی طالب دنیا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا کچھ لوگوں کے لئے تو سرائے ہے کچھ کے لئے تجارت گاہ بعض کے لئے شہرت و عزت حاصل کرنے کی جگہ، بعض کے لئے درسِ عبرت اور بعض کے لئے عیش و نشاط ہے۔ چنانچہ ہر فرد اپنے ہی تصورات کے اعتبار سے دنیا سے دلچسپی رکھتا ہے۔ فرمایا کہ شہوت قلب مشاہد ہے اور شہوت نفس دنیاوی عیش و دوام ہے۔ فرمایا چونکہ فطرت نفس بے ادبی پر قائم ہے اس لئے نفس کو ہر لمحہ مودب رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور خواہش نفس اور عبادت کے صلہ کی تمنا بندے کو خدا کا دشمن بنا دیتے ہیں۔ فرمایا کہ غذائے مومن عبادتِ خدا ہے اور غذائے منافق کھانا پینا۔ فرمایا کہ صالحین جیسا ادب رکھنے والا لباط کرامت حاصل کرتا ہے اور صدیقین جیسا ادب رکھنے والا لباط الناس سے سرفراز ہوتا ہے۔ لیکن بے ادب ہمیشہ حرماں نصیب رہتا ہے۔ فرمایا کہ قربؒ کا ادب بُعد کے ادب سے زیادہ دشوار ہے اس لئے کہ نادانف لوگوں کے تو اللہ تعالے گناہ کبیرہ بھی معاف کر دے گا لیکن عارفین سے گناہِ صغیرہ کی بھی باز پرس ہوگی۔ فرمایا کہ اتباعِ نفس کرنے والا کبھی قرب الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ مجھے نارِ جہنم میں جلنے کا اتنا خوف نہیں جتنا خدا کی عدم توجہی سے خائف رہتا ہوں۔ فرمایا کہ موحدین چار طرح کے ہوتے ہیں اول وہ جو وقت و حالت دونوں پر نظر رکھتے ہیں دوم وہ جن کی نگاہ عاقبت پر مرکوز رہتی ہے۔ سوم وہ جو حقائق کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ چہارم وہ جن کے پیش نظر صرف مسابقت ہوتی ہے۔ فرمایا کہ رسولوں کا ادنیٰ مرتبہ انبیا کے اعلیٰ مراتب کے مساوی ہوتا ہے اور انبیاء کا ادنیٰ مرتبہ مومنین کے اعلیٰ مرتبہ کے برابر ہے۔ فرمایا کہ بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کا اتصال خدا کے ساتھ اس طرح ہے کہ ان کی آنکھیں اسی کے نور سے روشن ہیں ان کی حیات اسی کے دم سے قائم ہے اور یہ اتصال انہیں صرف یقین کی صفائی اور دائمی نظر کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسی کی ذات سے زندہ ہیں اس لئے انہیں ابھی تک موت نہیں آئی۔ فرمایا کہ بہترین ہے وہ غیرت جو محبت و ہم نشینی کے وقت رہے۔ فرمایا کہ اکثر اہل غیرت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ غیرت سے نجات دلانے کے لئے اگر کوئی انہیں قتل کر دے تو قاتل کو ثواب ملتا ہے۔ فرمایا کہ زندگی کا قیام وابستہ ہے قلب محبت گریہ مشتاق ذکر عارف لسان موحد اور اہل ہمم کے ترک نفس سے اور حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ زندگی کا قیام لسان موحد سے کس طرح وابستہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ باطن موحد توحید سے معمور ہوتا ہے اور اس کو زبان ہلانے کے سوا پھر بھی کسی چیز کی خبر نہیں رہتی۔ جیسا کہ حضرت بایزید کا قول ہے کہ میں تیس سال سے بایزید کی جستجو میں ہوں،

Marfat.com

لیکن وہ کہیں نہیں ملتا اور صاحب تنظیم کے نفس سے زندگی کا قیام اس لیے ہے کہ اس کی زبان لڑکنگ ہو جاتی ہے لیکن جان باقی رہتی ہے اور اہل ہمم کی زندگی یہ ہے کہ زندگی نفس سے قطعاً جدا ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس عالم ہیبت میں لب کشائی کر بیٹھے تو فوراً ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ "مجھے اللہ کے ساتھ ایک وقت حاصل ہے" یعنی اس وقت نہ تو میں ہوتا ہوں نہ جبرئیل۔ پھر فرمایا کہ علم کی چار قسمیں ہیں اول علم معرفت، دوم علم عبادت، سوم علم عبودیت، چہارم علم خدمت۔ فرمایا کہ مملکت کا دعویدار محبت سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ عقل صرف العبودیت ہے نہ کہ ربوبیت پر بلندی حاصل کرنے کا۔ فرمایا کہ توکل نام ہے فاقہ کشی میں کسی سبب کی جانب نظر نہ ڈالنے کا اور متوکل وہ ہے جو صرف خدا پر توکل کرے، فرمایا کہ ارکان معرفت تین ہیں۔ اول ہیبت، دوم حیا، سوم امن۔ اور حیا کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ بھی میسر آئے اس کو یہ سمجھے کہ میرے لئے یہی بہتر ہے۔ فرمایا کہ ایک تقویٰ ظاہری ہے جس میں صرف حدود الٰہی پر نظر ہوتی ہے اور دوسرا تقویٰ باطن یہ ہے کہ اخلاص و نیت پیش نظر ہیں اور تقوے کی ابتداء معرفت اور انتہا توحید ہے۔ فرمایا کہ جس شے کو خدا نے بہتر فرمایا ہے اس پر ثبات قدمی ادب ہے۔ فرمایا کہ ہر وقت کا مراقبہ تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ فرمایا کہ قلب و جگر کے ٹکڑے ہو جانے کا نام شوق ہے۔ لیکن شوق محبت سے بالاتر ہے کیونکہ شوق محبت سے ہی تخلیق پایا ہے۔ فرمایا کہ حضرت آدم کی خطا پر سوائے سیم و زر کے ہر شے نے نوحہ خوانی کی اور جب اللہ تعالیٰ نے ان سے باز پرس کی تو عرض کیا کہ ہم تیرے نافرمانوں پر نوحہ خوانی نہیں کر سکتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر شے کی قیمت مقرر کر دی۔ یعنی ہر شے روپیہ اشرفی سے ہی خریدی جا سکتی ہے۔ فرمایا کہ ظاہر میں مخلوق سے اور باطن میں خالق سے وابستگی گوشہ نشینی سے بہتر ہے۔

آپ نے مریدین سے سوال کیا کہ بندوں کے مراتب کس شے سے بلند ہوتے ہیں۔ کسی نے جواب دیا صائم الدھر رہنے سے، کسی نے کہا کہ سدا نماز میں مشغول رہنے سے۔ کسی نے عرض کیا مجاہدات پر مداومت کرنے سے کسی نے کہا خیرات و صدقات جاری رکھنے سے لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف اسی کو بلند مراتب حاصل ہوتے ہیں جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔

لوگوں نے خلیفہ وقت سے آپ کے زندیق ہونے کی شکایت کی تو وزیر نے آپ کو بلا کر برا بھلا کہا اور آپ کے چمڑے کے موزے نکلوا کر انہیں سے اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ کے اوپر غشی طاری ہو گئی اور ہوش آنے کے بعد آپ نے اس کے حق میں یہ بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تیرے دست و پا قطع کروا دے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد خلیفہ نے کسی جرم کی سزا میں اس کے ہاتھ پیر قطع کروا دیے اس پر بعض بزرگوں نے یہ اعتراض کیا کہ آپ کو بددعا نہ کرنی چاہیے تھی۔ بلکہ اس کے حق میں دعا کرتے۔ لیکن بعض بزرگوں نے یہ جواب دیا ہے کہ آپ کی بددعا کی یہ وجہ تھی کہ وہ وزیر مسلمانوں کے حق میں بہت ہی جابر و ظالم تھا۔ اور بعض بزرگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ قضاء و قدر کا فیصلہ یہی تھا اس لئے آپ نے اس کو ظاہر کر دیا۔ لیکن حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ درحقیقت وہ بددعا نہیں بلکہ اس کے حق میں دعا تھی، تاکہ دنیا کی ذلت سے نجات پا کر درجہ شہادت حاصل کرے اور آخرت کی سزا کے بجائے دنیا ہی میں سزا پوری ہو جائے۔

باب ۵۱

حضرت ابراہیم بن داؤد دورقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا تعلق مشائخین شام میں سے تھا اور آپ ریاضت و کرامت کے مکمل آئینہ دار ہونے کے علاوہ حضرت جنید کے ہم عصر اور ابن عطا اور عبداللہ بن جلاء کے احباب میں سے تھے۔

حالات کسی درویش کی کملی میں آپ کے پیراہن کا ایک ٹکڑا سلا ہوا تھا چنانچہ جنگل میں جب اس درویش پر شیر حملہ آور ہوا تو قریب پہنچ کر بجائے حملہ کرنے کے اس کے قدموں میں سر جھکا کر خاموشی کے ساتھ لوٹ گیا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان چیزوں کو نظر انداز کر کے جہاں تک عقل انسانی کی رسائی ممکن ہو مخلوق کے وجود کو ثابت کرنا داخل معرفت ہے۔ فرمایا کہ ظاہری اعتبار سے گو آنکھیں کھلی رہتی ہیں لیکن بصارت مفقود ہوتی ہے فرمایا کہ خدا دوستی کی علامت اطاعت و کثرت عبادت اور اتباع سنت ہے۔ فرمایا کہ مخلوق میں کمزور ترین وہ ہے جو ترک مخلوق پر قادر نہ ہو۔ فرمایا کہ مراتب کا مدار صرف ہمت پر ہے اور اگر ہمت کو امور دنیاوی پر صرف کیا جائے تو اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں لیکن اگر خدا کی رضا جوئی کے کام میں لایا جائے تو مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان ہے۔ فرمایا کہ سوال نہ کرنے والا راضی برضا رہتا ہے کیونکہ دعا کی کثرت بھی رضا کے منافی ہے اور وعدہ الٰہی پر خوش رہنے کا نام توکل ہے۔ فرمایا کہ نوشتہ تقدیر سے زیادہ کی طلب سعی لاحاصل ہے کیونکہ مقدرت سے زیادہ کبھی نہیں مل سکتا۔ فرمایا کہ مالدار تو اپنے مال پر کفایت کرتا ہے لیکن فقراء کے لئے توکل بہت کافی ہے۔ فرمایا کہ فقیر ادب سے اس وقت واقف ہوتا ہے جب حقیقت سے علم کی جانب رجوع کرتا ہے۔ فرمایا کہ جب تک خطرے کا احساس رہے قرب الٰہی کا حصول ممکن نہیں۔ فرمایا کہ خدا کے سوا کسی اور کو صاحب اعزاز تصور کرنے والا خود ذلیل ہے۔ فرمایا کہ میری پسندیدہ چیزوں میں سے صحبت فقراء اور حرمت اولیاء ہے۔

Marfat.com

باب ۵۲
حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ تارک الدنیا ہونے کے ساتھ بہت عظیم عابد و متقی بھی تھے اور بڑے مشائخین سے شرف نیاز حاصل کرتے رہے۔ آپ نے ترکہ میں ملے ہوئے ستر ہزار دینار میں سے ایک پائی بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کی بلکہ کھجور کے پتے بیچ کر اپنا خرچ چلایا کرتے تھے اس کے علاوہ صرف ایک گدڑی میں چالیس سال کا عرصہ گذار دیا۔

حالات وارشادات آپ نے حذیفہ مرعشی کو مکتوب میں تحریر کیا کہ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا کہ تم نے دو ذرے سونے کے عوض میں اپنا دین فروخت کر دیا کیونکہ جب تم ایک مرتبہ کسی سے کوئی شئے خرید رہے تھے تو مالک کی بتائی ہوئی قیمت کو تم نے پانچ گنا کم کر کے بتایا اور اس نے تمہیں دیندار تصور کر کے تمہارے لحاظ میں وہ شئے بہت کم قیمت پر دے دی لیکن حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ دوسری کتابوں میں اس کے برعکس بھی ہے لیکن میں نے معتبر کتابوں میں اسی طرح منقول پایا۔

فرمایا کہ حصول زر کے لئے تعلیم قرآن خدا کے ساتھ تمسخر ہے۔ فرمایا کہ صدق دلی سے ایک شب کی عبادت بھی ثواب جہاد سے کہیں زائد ہے۔ فرمایا کہ اپنے سے سب کو بہتر تصور کرنے کا نام تواضع ہے کیونکہ قلیل تواضع کا صلہ مجاہدات کثیرہ کے مساوی ہے اور متواضع وہ ہے جو احکام شریعیہ پر عمل پیرا رہتے ہوئے مخلوق سے نرمی کا برتاؤ کرے اور اپنے سے زیادہ عظیم المرتبت کی تعظیم کرے، ہر نقصان کو برداشت کرتے ہوئے خدا کی عطا کردہ شئے پر شاکر رہے، اور ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ غصہ کو ختم کر دے امراء کے ساتھ تکبر سے پیش آئے۔ فرمایا کہ توبہ کی دس علامتیں ہیں۔ دنیا سے لگاؤ اختیار کرنا، ممنوعات سے احتراز کرنا، اہل تکبر سے ربط و ضبط نہ رکھنا، صحبت متواضع اختیار کرنا، نیک لوگوں سے رابطہ رکھنا، توبہ پر ہمیشہ قائم رہنا، بعد از توبہ گناہ نہ کرنا، حقوق کی ادائیگی کرتے رہنا، غنیمت طلب کرنا، قوت کو زائل کرنا۔ اسی طرح زہد کی بھی دس علامتیں ہیں۔ موجود شئے کو چھوڑ دینا مفقر خدمت بجالانا، خیرات کرتے رہنا، صفائے باطنی حاصل کرنا، اعزا کی عزت کرنا، دوستوں کا احترام کرنا، مباح اشیاء میں بھی زہد سے کام لینا، آخرت کا نفع طلب کرنا، آسائش میں کمی کرتے رہنا۔ فرمایا کہ ورع کی بھی دس قسمیں ہیں۔ متشابہات میں تدبر سے کام لینا، شبہات سے احتراز کرنا، نیک و بد میں تمیز کرنا، فکر و غم سے دور بھاگنا، سود و زیاں سے بے نیاز رہنا۔ رضائے الٰہی پر قائم رہنا، امانت کا تحفظ کرنا، مصائب دوراں سے روگرداں رہنا، آفات سے پر خطر چیزوں سے کنارہ کش رہنا، فخر و تکبر کو خیرباد کہہ دینا۔ فرمایا کہ صبر کی بھی دس علامتیں ہیں۔ نفس کو روکنا، درس کو مضبوط رکھنا، طالب امن رہنا، بے صبری

Marfat.com

کو ترک کر دینا، قوت تقویٰ طلب کرنا، عبادات کی نگرانی کرنا، واجبات کو حد تک پہنچانا، معاملات میں صداقت اختیار کرنا، مجاہدات پر قائم رہنا، اصلاح معصیت کرتے رہنا۔ فرمایا کہ مراقبہ کی چھ علامتیں ہیں، خدا کی پسندیدہ شے کو مرغوب رکھنا، خدا کے ساتھ نیک عزم قائم رکھنا، قلت و کثرت کو منجانب اللہ تصور کرنا، خدا کے ساتھ راحت و سکون حاصل کرنا، مخلوق سے احتراز کرنا، خدا سے محبت کرنا، فرمایا کہ صدق کی بھی چھ علامتیں ہیں۔ قلب و زبان کو درست رکھنا۔ قول و فعل میں مطابقت قائم رکھنا، اپنی تعریف کی خواہش نہ کرنا، حکومت اختیار نہ کرنا، دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینا، نفس کی مخالفت کرنا۔ فرمایا کہ توکل کی بھی دس علامتیں ہیں۔ خدا کی ضمانت شدہ اشیاء سے سکون حاصل کرنا، جو کچھ میسر آ جائے اس پر شاکر رہنا، مصائب پر صبر کرنا، ارکان پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا، بندوں کی طرح زندگی گذارنا، غرور سے احتراز کرنا، اختیارات کو معدوم کر دینا۔ مخلوق سے امید وابستہ نہ کرنا۔ حقائق میں قدم رکھنا و دقائق حاصل کرتے رہنا۔ فرمایا کہ یہ سوچ کر عمل کرو کہ اس عمل کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ اور یہ ذہن نشین کر کے توکل اختیار کرو کہ مقدرات سے زائد ملنا ممکن نہیں۔ پھر فرمایا کہ انس کی پانچ علامتیں ہیں۔ ہمیشہ گوشہ نشین رہنا، مخلوق سے وحشت زدہ رہنا، خالق کو ہر لمحہ یاد رکھنا، مجاہدات میں سکون اختیار کرنا، اطاعت پر عمل پیرا رہنا۔ فرمایا کہ بات کہنے سے قبل انجام پر غور کرنا ضروری ہے۔ اور جس شے میں تدبر و تفکر سے ندامت ہو اس پر غور نہ کرنا افضل ہے۔ پھر فرمایا کہ زبان سے بری بات نہ نکالو، کانوں سے بری بات نہ سنو، زنا سے کنارہ کش رہو، حلال رزق استعمال کرو، دنیا کو خیر باد کہدو، موت کو پیش نظر رکھو، پھر فرمایا کہ شوق کی پانچ علامتیں ہیں۔ عیش و راحت میں موت کو نہ بھولنا، خوشی کے دوران بھی زندگی کو غنیم تصور کرنا، ذکر الٰہی میں مشغول رہنا، زوال نعمت پر اظہار تاسف کرنا، مشاہدات کی حالت میں مسرور رہنا۔ پھر فرمایا کہ جماعت نمازوں کے علاوہ نماز کی زیادتی اور رزق حلال کی طلب فرض ہے۔

Marfat.com

باب ۵۳
حضرت ابو یعقوب بن اسحاق نہر جوانیؒ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت عظیم المرتبت بزرگ گذرے ہیں اور صوفیائے کرام میں سب سے زیادہ نورانی شکل پائی تھی حضرت عمرو بن عثمان کی فیض صحبت سے فیضیاب ہوئے اور برسوں مجاور حرم رہ کر وہیں وفات پائی۔ ایک مرتبہ آپ آہ وزاری کے ساتھ مشغول مناجات تھے تو ندا آئی کہ تو بندہ ہے اور بندے کو آرام حاصل نہیں ہوتا۔

حالات کسی نے آپ سے یہ شکوہ کیا کہ اکثر صوفیائے کرام نے مجھے روزہ رکھنے اور سفر کرنے کی ہدایت کی لیکن مجھے ان دونوں چیزوں سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے فرمایا کہ دوران عبادت الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرتے رہو، چنانچہ اس عمل سے اس کو فراخی قلب حاصل ہو گئی۔ پھر کسی نے شکوہ کیا کہ مجھے نماز میں لذت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ حالت نماز میں قلب کی طرف متوجہ نہ ہوا کرو، چنانچہ اس عمل سے اس کی شکایت ختم ہو گئی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک کانے کو دوران طواف یہ دعا کرتے سنا کہ اے اللہ میں تجھ سے ہی تیری پناہ کا طالب ہوں اور جب آپ نے اس دعا کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میں نے ایک حسین شخص کو دیکھ کر قلب میں کہا کہ بہت ہی حسین شخص ہے۔ یہ کہتے ہی میری وہ آنکھ جس سے میں نے اس کو دیکھا تھا ایک ہوا کے جھونکے کے ساتھ ختم ہو گئی اور اس کے بعد ندا آئی کہ تجھے اپنے جرم کی سزا مل گئی، اور اگر اس سے زیادہ تصور کرتا تو سزا میں بھی اضافہ کر دیا جاتا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی مثال دریا جیسی ہے اور آخرت اس کا کنارہ ہے اور تقویٰ اس میں ایک کشتی کی طرح ہے جس میں مسافر سفر کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ شکم سیر بندہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور دولت مند اس لئے فقیر رہتا ہے کہ ہمیشہ مخلوق سے حاجت برآری کا متقضی رہتا ہے۔ فرمایا کہ خدا سے اعانت طلب نہ کرنے والا سدا ذلیل رہتا ہے اور جس نعمت کا شکر ادا کیا جائے وہ کبھی زائل نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ بندہ جب حقیقت یقین تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو اس کے لئے نعمت بھی مصیبت بن جاتی ہے فرمایا کہ جو بندہ بندگی میں رضا کا حامل نہیں ہوتا اور فنا و لقا کے مابین عبودیت کو قائم نہیں رکھ سکتا وہ اپنے دعوے میں کاذب ہے۔ فرمایا کہ خوشی کی تین قسمیں ہیں اول عبادت پر مسرت، دوم یاد الٰہی پر مسرت، سوم قرب پر مسرت۔ اور جس کو یہ تینوں مسرتیں حاصل ہوتی ہیں وہ ہمیشہ مشغول عبادت رہ کر تارک الدنیا ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق اس کو برا تصور کرنے لگتی ہے فرمایا کہ بہترین عمل وہ ہے جس میں علم سے بھی رابطہ قائم رہے اور اعلیٰ ترین ہے وہ عارف جو جلال و جمال الٰہی میں سرگرداں رہے۔ فرمایا کہ عارف کو کبھی ان تین چیزوں سے منقطع نہ ہونا چاہیئے علم، عمل اور خلوت سے، کیونکہ ان چیزوں سے انقطاع کرنے والا کبھی قرب

Marfat.com

الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور چونکہ عارف خدا کے سوا کسی کا مشاہدہ نہیں کرتا اسی لئے اس کو کسی شے کا افسوس بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ دلجمعی اس لئے عین حقیقت ہے کہ ہر شے کا مدار اسی پر ہے اور حق کے سوا ہر شے باطل ہے۔ پھر فرمایا کہ علم حقیقی وہی ہے جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دی۔ فرمایا کہ اہل توکل کو بلاواسطہ رزق حاصل ہوتا رہتا ہے اور جو مخلوق کے غم و راحت سے بے نیاز ہو وہ بھی متوکل ہے۔ لیکن توکل حقیقی وہی ہے جو آتش نمرود میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حاصل رہا کیونکہ آپ نے حضرت جبرئیل سے بھی اعانت طلب نہیں کی حالانکہ انہوں نے خود ہی دریافت کیا تھا کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ مجھے خدا کے سوا کسی کی خواہش نہیں۔ اسی سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ متوکل ایسے مرتبہ کا حامل ہوتا ہے کہ اگر آگ پر چلنے لگے تو آگ اس پر اثر انداز نہ ہو، فرمایا کہ اسلام کا راستہ جہلاء سے کنارہ کشی، علماء کی صحبت علم پر عمل اور خدا کی عبادت کرنا ہے۔

باب ۵۴

حضرت سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت عظیم المرتبت بزرگ تھے اور خود کو شمعون کذاب کہا کرتے تھے۔ آپ حضرت جنید کے ہمعصر اور حضرت سری سقطی کی صحبت سے فیضیاب تھے، آپ کا قول تھا کہ درحقیقت محبت ہی راہ خدا پر گامزن ہونے کا آئین ہے اور احوال و مقامات اور نسبتیں سب محبت کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں اور اسی کمال ذاتی کے اعتبار سے اکثر صوفیائے کرام نے آپ کی معرفت کو محبت پر فوقیت دی ہے۔

حالات سفر حج سے واپسی پر اہل فید کے اصرار پر آپ نے وہاں وعظ فرمایا لیکن عوام کے اوپر آپ کا وعظ اثر انداز نہ ہو سکا جس کی بنا پر آپ نے قندیلوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں اور جب آپ نے مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسا وجد طاری ہوا کہ باہم ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں اسی طرح ایک اور جگہ مفہوم محبت بیان فرما رہے تھے تو ایک کبوتر نیچے اتر کر آپ کے سر پر پھر آغوش میں، پھر ہاتھ پر بیٹھ کر زمین پر اتر گیا اور اضطرابی کیفیت سے اپنی چونچ سے زمین کھودنے لگا حتیٰ کہ چونچ لہولہان ہو گئی اور وہیں دم توڑ دیا۔

اتباع سنت کی خاطر آپ نے نکاح کر لیا اور جب لڑکی تولد ہوئی تو آپ کو اس سے بے حد لگاؤ ہو گیا چنانچہ خواب میں دیکھا کہ میدان حشر میں محبین کے لئے ایک جھنڈا نصب ہے اور جب آپ اس کے نیچے پہنچے تو ملائکہ نے وہاں سے ہٹانا چاہا لیکن آپ نے فرمایا کہ میں سمنون محب ہوں اور جب خدا نے مجھے اسی نام سے شہرت عطا کی ہے تو پھر مجھ کو یہاں سے کیوں ہٹاتے ہو، ملائکہ نے جواب دیا کہ لڑکی

کی محبت سے قبل تم واقعی محب تھے لیکن اب وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خدا سے دعا کی کہ اگر بچی کی محبت تجھ سے بُعد کا باعث ہے تو اس کو اسی وقت موت دے دے۔ ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ گھر میں سے شور اٹھا کر بچی چھت پر سے گر کر ہلاک ہو گئی۔ یہ سنتے ہی آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔

ایک مرتبہ آپ نے اس مفہوم کا شعر پڑھا کہ نہ تو مجھے تیرے سوا کسی سے راحت ملتی ہے نہ کسی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اگر تو چاہے تو میرا امتحان لے سکتا ہے۔ یہ شعر پڑھتے ہی آپ کا پیشاب بند ہو گیا اور اس وقت آپ مکتب جا رہے تھے چنانچہ راستہ میں جتنے لڑکے ملے ان سے کہا کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ ایک کاذب کو شفا دے دے۔

غلام خلیل نامی شخص نے خود کو خواہ مخواہ صوفی مشہور کر دیا تھا اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے سامنے صوفیاء کی برائیاں اس نیت سے کرتا رہتا تھا کہ سب لوگ ان کے بجائے میرے معتقد ہو جائیں۔ اور جس وقت حضرت سمنون کو شہرت تامہ حاصل ہو گئی تو کسی عورت نے آپ سے نکاح کی درخواست کی لیکن جب آپ نے اس کو رد کر دیا تو وہ حضرت جنید کی خدمت میں پہنچی تا کہ وہی کچھ سفارش فرما دیں لیکن انہوں نے بھی بھگا دیا تو اس نے غلام خلیل کے پاس جا کر آپ کے اوپر زنا کی تہمت لگائی اور اس نے خوش ہو کر خلیفہ سے آپ کے قتل کی اجازت حاصل کر لی۔ لیکن جس وقت جلاد کے ہمراہ آپ دربار خلافت میں پہنچے اور خلیفہ نے قتل کا حکم دینا چاہا تو اس کی زبان بند ہو گئی اور اسی شب اس نے خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ اگر تو نے سمنون کو قتل کر دا دیا تو پورا ملک تباہی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ چنانچہ صبح کو معذرت کے ساتھ اس نے آپ کو نہایت احترام سے جب رخصت کیا تو غلام خلیل بے حد رنجیدہ ہوا اور اس بد نیتی کی وجہ سے کوڑھی ہو گیا اور جس وقت کسی بزرگ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا گیا کہ غلام خلیل کوڑھی ہو گیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یقیناً یہ کسی صوفی کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔ پھر اس شخص نے غلام خلیل سے کہا کہ تیرا یہ مرض صوفیاء کرام کی اذیت رسانی کا نتیجہ ہے۔ یہ سن کر اس نے صدق دلی کے ساتھ اپنے بُرے خیالات سے توبہ کر لی۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر الٰہی پر مداومت ہی کا نام محبت ہے جیسا کہ قرآن میں ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ یعنی بکثرت خدا کا ذکر کرتے رہو۔ فرمایا کہ خدا محبین ہی سے دنیا کو شرف حاصل ہے۔ جیسا حدیث میں ہے کہ جو شخص جس شے کو محبوب سمجھتا ہے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔" اس سے پتہ چلتا ہے کہ محشر میں خدا کے محبین ہی اس کے ہمراہ ہوں گے۔ فرمایا کہ محبت کی تعریف لفظ و بیان سے باہر ہے۔ فرمایا کہ خدا محبین کو اس لئے ہدف مصائب بناتا ہے کہ ہر کس و ناکس اس کی محبت میں قدم نہ رکھ سکے۔ فرمایا کہ فقیر کو فقر سے ایسی محبت ہونی چاہیے جیسی امراء کو دولت سے ہوتی ہے اسی طرح فقیر کو دولت سے ایسا تنفر ہونا چاہیے جتنا امراء کو فقر سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تصوف کا مفہوم حقیقی یہ ہے کہ نہ تو کوئی شے تمہاری ملکیت میں ہو اور نہ تم کسی کی ملکیت میں ہو۔

باب ۵۵

حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ شونیزیہ کے باشندے تھے۔ اور بغداد میں وفات پائی۔ آپ زاہد و متقی ہونے کے ساتھ حضرت ابو عثمان اور حضرت جنید کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تیرہ سال اپنے تصور کے مطابق متوکل بن کر حج کرتا رہا لیکن غور کرنے پر معلوم ہوا کہ میرا کوئی بھی حج نفسانی خواہش سے خالی نہیں تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری والدہ نے جب مجھے گھڑے میں پانی بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے لئے ان کا حکم بار خاطر ہوا چنانچہ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میرا ایک حج بھی خواہش نفس سے خالی نہ تھا۔

حالات ایک بزرگ یہ فرمایا کرتے تھے کہ بغداد کے دوران قیام جب میں نے حج کا ارادہ کیا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا چنانچہ میں نے یہ طے کر لیا کہ حضرت مرتعش بغداد تشریف لا رہے ہیں ان سے پندرہ درم کے رجوتا اور کوزہ خرید کر حج کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ یہ خیال آتے ہی باہر سے آپ نے مجھے آواز دے کر پندرہ درم دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اذیت نہ پہنچایا کر۔

آپ بغداد کے کسی محلہ سے گذر رہے تھے کہ پیاس محسوس ہوئی اور جب آپ نے ایک مکان پر جاکر پانی طلب کیا تو ایک نہایت حسین لڑکی پانی لے کر آئی اور آپ اس پر عاشق ہو گئے۔ پھر آپ نے اس لڑکی کے والد سے جب اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کیا تو اس نے بخوشی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اور آپ کی گدڑی اتار کر نہایت نفیس لباس پہنا دیا لیکن جس وقت آپ حجلۂ عروسی میں پہنچے تو نماز میں مشغول ہو گئے اور پھر اچانک شور مچا دیا کہ یہ لباس اتار کر میری گدڑی دے دو۔ آخر کار بیوی کو طلاق دے کر باہر نکل آئے اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے غیب سے یہ ندا آئی کہ تو نے چونکہ ہمارے سوا غیر پر نظر ڈالی اس جرم میں ہم نے نیک لوگوں کا لباس تجھ سے چھین لیا اور اگر پھر کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا تو تہمارا لباس باطنی بھی ضبط کر لیا جائے گا۔ کسی نے آپ سے بیان کیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا اور ہوا میں پرواز کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ خواہش نفس کا مخالف ان سے کہیں بہتر ہے۔

آپ کسی ایسے مرض میں گرفتار ہو گئے جس میں غسل کرنا مضر صحت تھا لیکن آپ چونکہ روزانہ غسل کے عادی تھے اس لئے فرمایا کہ جان جائے یا رہے میں نہانا نہیں چھوڑ سکتا۔

ارشادات کسی مسجد میں آپ معتکف ہو گئے لیکن دو تین یوم کے بعد ہی نکل آئے اور فرمایا کہ نہ تو میں جماعت قرآ کا نظارہ کر سکا اور نہ ان کی عبادت میرے مشاہدے کے معیار پر پوری اتر سکی۔ فرمایا کہ جو اعمال کو جہنم سے ذریعہ نجات تصور کرتا ہے وہ فریب نفس میں مبتلا رہتا ہے اور جو فضل خداوندی سے امید رکھتا ہے وہ جنتی ہے۔ فرمایا کہ اسباب و وسائل

پر اعتماد کرنے والا مسبب الاسباب کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ ترکِ نفس و دنیا ہی سے خدا کی دوستی میسر آسکتی ہے فرمایا کہ اقرارِ وحدانیت و ربوبیت کا پہچاننا اور ممنوعہ اشیاء سے احتراز کرنا اساسِ توحید ہیں، فرمایا کہ فقیر کے لئے فقیر کی صحبت لازمی ہے اور جب فقیر سے جدا ہو جائے تو یقین کر لو کہ اس میں کوئی راز ہے۔

جب آپ سے وصیت کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے افضل شخص کی صحبت اختیار کر لو اور مجھے اپنے سے افضل کے لئے چھوڑ دو۔

باب ۵۶

حضرت ابو عبداللہ محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا تعلق حضرت احمد حضرویہ کے ارادت مندوں سے تھا اور آپ خراسان کے بہت مشہور و مقبول بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابو عثمان حیری نے آپ سے خط کے ذریعہ دریافت کیا کہ شقاوت کی کیا علامت ہے؛ آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ تین چیزیں شقاوت کی علامت ہیں۔ اول علم بے عمل، دوم عمل بے اخلاص، سوم بزرگوں کی تعظیم سے محرومی۔ اس جواب کے بعد حضرت ابو عثمان نے تحریر کیا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو زندگی بھر آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتا رہتا۔ مشہور ہے کہ جب اہل بلخ نے آپ کو اذیتیں دے کر وہاں سے نکال دیا تو آپ نے بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ اہل بلخ سے صدق کا صفایا کر دے، چنانچہ اس کے بعد سے وہاں سے صدیقین کا خاتمہ ہو گیا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ سینہ کی صفائی سے حق الیقین پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد علم الیقین حاصل ہوتا ہے اور اس کے بعد عین الیقین اور عین الیقین ہی صفائی صدر کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ حقیقت میں صوفی وہی ہے جو معصیت سے پاک اور درد و دہش سے علیحدہ رہے۔ پھر فرمایا کہ ترکِ نفس ہی حصولِ راحت کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ اسلام کے لئے چار چیزیں مہلک ہیں اول علم بے عمل، دوم عمل بے علم، سوم جس سے واقف نہ ہو اس کی جستجو کرنا، جو شئے حصولِ علم سے باز رکھے۔ فرمایا کہ علم میں جو تین حرف عین، لام اور میم ہیں۔ تو عین سے علم، لام سے عمل اور میم سے مخلص حق ہونا مراد ہے۔ فرمایا کہ اہل معرفت کو احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہونا اور سنتِ نبوی کا متبع ہونا ضروری ہے۔ فرمایا کہ محبت ایثار کا نام ہے جس کی چار قسمیں ہیں اول ذکرِ الٰہی پر مداومت، دوم ذکرِ الٰہی سے رغبت، سوم دنیا سے کنارہ کشی، چہارم خدا کے سوا ہر شئے سے اجتناب۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہو اے نبی ﷺ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ بیٹے بھائی بیویاں برادریاں اور تمہاری کمائی ہوئی دولت جس کے رک جانے سے تم خائف

Marfat.com

رہتے ہو اور تمہارے مکانات جو تم کو خدا اور رسول سے زیادہ عزیز ہیں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو کیونکہ اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا۔ فرمایا کہ محبین الٰہی کی شناخت یہ ہے کہ محبت وہیبت اور صبار و تعظیم کی بنیاد ان کے اخلاص پر ہوتی ہے۔ فرمایا کہ زاہدین کا ایثار بے نیازی کے وقت اور بہادروں کا ایثار ضرورت کے وقت معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ زہد ترکِ دنیا کا نام ہے۔

باب ۵۷

حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ صاحب کشف وکرامات اور اہل تقویٰ بزرگوں میں سے تھے اور بہت سے جلیل القدر بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوئے، لیکن اپنے وطن بوشنج کو خیرباد کہہ کر مدتوں عراق میں مقیم رہے۔ اور جب وطن واپس آئے تو لوگوں نے آپ کو زندیق کہنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے آپ نیشاپور چلے گئے اور تاحیات وہیں قیام فرما رہے۔

حالات کسی دہقانی کا گدھا گم ہو گیا تو اس نے آپ پر چوری کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ خیریت اسی میں ہے کہ میرا گدھا واپس کر دو اور جب آپ کے مسلسل انکار کے باوجود بھی وہ نہیں مانا تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس مصیبت سے نجات عطا کر چنانچہ اس دعا کے ساتھ ہی اس کا گدھا مل گیا جس کے بعد اس نے معذرت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ تو میں اچھی طرح جانتا تھا کہ آپ نے نہیں چرایا ہے لیکن جس انداز سے آپ کی دعا قبول ہوگئی میری ہرگز نہ ہوتی اسی وجہ سے میں نے آپ کو موردِ الزام ٹھہرایا تھا۔

سرِراہ ایک شخص شرارتاً آپ کو گھونسا مار کر بھاگا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ آپ حضرت ابوالحسن ہیں تو اس نے ندامت کے ساتھ معذرت چاہی لیکن آپ نے فرمایا کہ اس فعل کا فاعل میں تمہیں تصور نہیں کرتا کیونکہ جس کو فاعل حقیقی سمجھتا ہوں اس سے غلطی کا امکان نہیں۔ اس لئے نہ مجھے تم سے کوئی شکایت ہے نہ فاعل حقیقی سے شکوہ کیونکہ میں اسی قابل تھا۔

ایک مرتبہ غسل کے دوران آپ نے خادم سے فرمایا کہ میرا پیراہن فلاں درویش کو دے دو۔ لیکن خادم نے عرض کیا کہ جب آپ غسل سے فارغ ہو جائیں گے تو دے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ غسل کرتے کرتے کہیں ابلیس میرے عزم میں تبدیلی نہ کر دے

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ حرام اشیاء سے احتراز کرنا ہی تکبیر کے ساتھ شجاعت ہے اور عمل پر مداومت کا نام تصوف ہے۔ پھر فرمایا کہ نیکی اور نیک کام سے رغبت رکھنا اور مخالفت نفس کرنا بھی داخل شجاعت ہے۔ فرمایا کہ اخلاص وہی ہے جس کو نہ تو کیرین درج کر سکیں نہ ابلیس تباہ کر سکے اور نہ مخلوق کو اس سے واقفیت ہو۔ فرمایا کہ یہ ایمان کہنا

Marfat.com

کہ مقدارت سے کم رزق نہیں مل سکتا عین توکل ہے۔ اور جو خود کو صاحب عزت تصور کرتا ہے خدا اس کو ذلت دنیا ہے، پھر فرمایا کہ بندہ کو چاہیئے کہ ہر فتنہ پر نظر رکھے۔

آپ کی قبر پر کوئی درویش طالب دنیا ہوا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں اگر دنیا طلب کرنی ہے تو بادشاہوں کے مزاروں پر جا اور اگر عقبیٰ کا خواہشمند ہے تو ہم سے رجوع کر۔

باب ۵۸
حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت زاہد و متقی اور صاحب ریاضت و کرامات ہونے کے علاوہ عالم و طبیب حاذق بھی تھے۔ اور آپ کا مسلک قطعاً علم کے مطابق نہ تھا نہ صرف یہ بلکہ آپ کو علم و حکمت پر ایسا عبور حاصل تھا کہ لوگوں نے آپ کو حکیم الاولیاء کے خطاب سے نوازا اور اکثر یحییٰ بن معاذ سے آپ کا بحث و مباحثہ رہا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت یحییٰ سے ایسی بحث کی کہ وہ بھی حیرت زدہ رہ گئے حتیٰ کہ اس دور میں آپ سے مناظرے میں کوئی سبقت نہ لے جا سکتا تھا۔

حالات کمسنی ہی میں آپ نے دو طلبا کو غیر ملک میں حصول تعلیم کے لئے آمادہ کیا لیکن والدہ کی کبر سنی کی وجہ سے ارادہ فسخ کرنا پڑا۔ اور جن طلبا کو آپ نے آمادہ کیا تھا وہ بغرض تعلیم روانہ ہو گئے۔ مگر آپ اس درجہ غمگین ہوئے کہ قبرستان میں جا کر محض اس خیال سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ جب میرے دونوں ساتھی حصول علم کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے ان کے سامنے ندامت ہوا کرے گی لیکن ایک دن حضرت خضر نے آ کر فرمایا کہ روزانہ اس جگہ آ کر مجھ سے تعلیم حاصل کر لیا کرو پھر انشاء اللہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہو گے۔ اس کے بعد آپ نے مسلسل تین سال تک تعلیم حاصل کر کے بہت بلند مقام حاصل کیا اور جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ میرے استاد حضرت خضر ہیں تو آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ ایسا صاحب مرتبت استاد مجھے صرف والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے۔

حضرت ابوبکر وراق سے روایت ہے کہ حضرت خضر ہر ہفتہ بغرض ملاقات آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ ان سے علمی بحثیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی اپنے ہمراہ جنگل میں لے گئے وہاں میں نے دیکھا کہ درخت کے سایہ میں ایک سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اور ایک نورانی شکل کے بزرگ اس پر جلوہ افروز ہیں لیکن جب ان بزرگ نے آپ کو دیکھا تو خود تعظیماً تخت سے نیچے اتر آئے اور آپ کو اس پر بٹھا دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے چالیس بزرگوں کا اجتماع ہو گیا جس کے بعد آسمان سے کھانا نازل ہوا اور سب نے مل کر کھا لیا۔ اس کے بعد نہ جانے آپ نے ان بزرگ سے کیا سوال کیا اور انہوں نے کیا جواب دیا جو میری سمجھ میں قطعاً نہ آ سکا پھر وہاں

Marfat.com

سے روانگی کے بعد پلک جھپکتے ہی ہم لوگ ترمذ پہنچ گئے اور آپ نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں سعادت نصیب ہو گئی اور جب میں نے پوچھا کہ وہ کونسا مقام تھا اور کون لوگ تھے تو فرمایا کہ وہ مقام تیہ بنی اسرائیل تھا اور وہ بزرگ قطب مدار تھے۔ پھر میں نے سوال کیا کہ آپ اتنی دور جا کر اس قدر عجلت کے ساتھ ترمذ کیسے پہنچ گئے تو فرمایا کہ یہ ایک راز ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں عرصہ دراز تک اس کوشش میں رہا کہ نفس بھی میرے ہمراہ مشغول عبادت رہا کرے لیکن جب میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا تو عاجز آ کر دریائے جیحوں میں چھلانگ لگا دی لیکن ایک موج نے پھر مجھے ساحل پر پھینک دیا اس وقت میں نے دل میں کہا کہ کتنی پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے میرے نفس کو فردوس و جہنم کسی کے لائق بھی نہ چھوڑا۔ لیکن اس مایوسی کے صلہ میں خدا نے نفس کو عبادت کی جانب راغب کر دیا۔

حضرت ابوبکر وراق سے روایت ہے کہ آپ نے اپنی ایک تصنیف کے چند جزو دے کر حکم دیا کہ ان کو دریائے جیحوں میں ڈال دو، لیکن جب میری نظر ان اوراق پر پڑی تو ان میں مکمل حقائق کا اقتباس درج تھا چنانچہ میں نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا اور آ کر آپ سے جب یہ بہانہ کیا کہ میں دریا میں ڈال آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا امکان دریا تو نہیں ہے جاؤ ان کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ اس وقت میں نے دریا میں پھینکا تو ایک صندوق جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا نمودار ہوا اور جب وہ تمام اوراق اس میں داخل ہو گئے تو ڈھکنا خود بخود بند ہوا اور صندوق غائب ہو گیا اور جب یہ واقعہ میں نے آپ سے بیان کیا تو فرمایا کہ میری تصنیف حضرت خضر نے طلب کی تھی اور وہ صندوق ایک مچھلی لے کر آئی تھی جو پھر ان تک پہنچا دے گی۔ پھر ایک مرتبہ آپ نے اپنی تمام تصانیف دریا میں ڈال دیں۔ لیکن حضرت خضر پھر ان کو آپ کے پاس واپس لے آئے اور فرمایا کہ آپ اپنی تصانیف ہی میں مشغول رہا کریں۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ نے پوری عمر میں ایک ہزار مرتبہ باری تعالےٰ کا دیدار خواب میں کیا۔

ایک بزرگ ہمیشہ آپ کو برا بھلا کہتے رہتے تھے۔ چنانچہ جب آپ حج سے واپس ہوئے تو آپ کی جھونپڑی میں کتیا نے بچے دے رکھے تھے اور آپ ستر مرتبہ محض اس خیال سے اس کے سر پر کھڑے ہوتے رہے کہ شاید دھتکارے بغیر چلی جائے تاکہ میری ذات سے اذیت نہ پہنچے۔ چنانچہ اسی شب برا بھلا کہنے والے بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرمؐ فرما رہے ہیں کہ جو کتے کو بھی اذیت نہ پہنچانا چاہتا ہو اس کو برا بھلا کہتا ہے اور اگر تجھے سعادت ابدی حاصل کرنی ہے تو اس کی خدمت کر چنانچہ وہ بزرگ بیدار ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور تائب ہو کر تاحیات آپ کی خدمت ہی میں پڑے رہے۔

جس پر آپ غضبناک ہوتے تھے تو اس کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے اور اسی وجہ سے آپ کے غصہ کا اندازہ ہو جاتا تھا۔ آپ اپنی مناجات میں کہا کرتے کہ اے اللہ میں نے اپنے کسی فعل سے تجھکو غم پہنچایا جس کی وجہ سے تو نے مجھے غصہ پر آمادہ کر دیا لہٰذا اے اللہ مجھ سے اس مصیبت کو دور فرما دے اور جس کو میری بات ناگوار گذری ہو اس کو اس سے دور کر دے۔ اس مناجات سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ کس بات پر ناراض ہوئے ہیں۔

عرصہ دراز تک آپ حضرت خضر سے نیاز حاصل کرنے کے متمنی رہے لیکن شرف نیاز حاصل نہ ہو سکا۔ آخر کار ایک دن نہ جانے

Marfat.com

کس بات پر آپ کی کنیز نے پانی سے لبریز طشت آپ کے اوپر ڈال دیا لیکن آپ کو قطعاً غصہ نہیں آیا۔ اسی وقت حضرت خضر تشریف لائے اور فرمایا کہ تیرے ضبط و تحمل کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تیری مدت تمنا کا تکملہ ہو جائے۔

آپ عہد شباب میں بہت ہی حسین و جمیل تھے جس کی وجہ سے ایک عورت آپ پر عاشق ہو گئی لیکن آپ نے جب اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تو وہ لباس و زیور سے آراستہ ہو کر اس باغ میں جا پہنچی جہاں آپ بالکل تنہا تھے۔ لیکن آپ اس کو دیکھ کر ایسا بھاگے کہ پیچھا کرنے کے باوجود وہ آپ کو نہ پکڑ سکی اور جب چالیس سال بعد بڑھاپے میں آپ کو وہ واقعہ یاد آیا تو دل میں سوچا کہ کاش میں اس وقت اس کی خواہش پوری کر دیتا پھر بعد میں تائب ہو جاتا۔ پھر اسی فاسد خیال کی وجہ سے آپ مسلسل تین یوم تک مصروف گریہ رہے اور تیسری شب خواب میں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم رنجیدہ نہ ہو کیونکہ اس میں تمہارا قصور نہیں بلکہ میرے وصال کا زمانہ جس قدر بعید ہوتا جا رہا ہے اسی قدر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔

کسی بزرگ نے ایک شخص کو بتایا کہ حضرت محمد علی حکیم اپنے اہل خانہ کے سامنے بھی ناک صاف نہیں کرتے، یہ سن کر اسے حیرت ہوئی اور وہ تحقیق واقعہ کی نیت سے آپ کی خدمت میں جا پہنچا لیکن آپ نے اس کو دیکھتے ہی ناک صاف کی اور فرمایا کہ جو کچھ تو نے سنا تھا وہ صحیح ہے اور جو دیکھ رہا ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ اسرار شاہی افشا کر دینے والا مقرب بارگاہ نہیں رہتا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں ایسا شدید بیمار ہوا کہ میرے اوراد و وظائف میں کمی آ گئی اور مجھے یہ تصور بندھ گیا کہ اگر میں مریض نہ ہوتا تو یقیناً میری عبادت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ تو ہمارے مصالح پر معترض ہوتا ہے جبکہ تیرا کام سہو اور ہمارا کام راستی ہے۔ یہ سن کر میں بہت نادم ہوا اور صحت یابی کے بعد عبادات میں اضافہ کر دیا۔ پھر فرمایا کہ صدق دل سے عبادت کرنے والا ایسے مراتب اعلیٰ پر فائز ہوتا ہے کہ لوگ اس کا احترام کرتے ہیں اور وہ نفس پر قابو پا کر رموز خداوندی بیان کرنے لگتا ہے۔ فرمایا کہ نفس ابلیس کی جائے قیام ہے اسی لئے نفس سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ پھر اس سلسلہ میں آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جس وقت حضرت آدم و حوا قبولیت توبہ کے بعد ایک ساتھ رہنے لگے تو ابلیس نے اپنے بیٹے خناس کو حضرت حوا کے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ میں کچھ دیر بعد آ کر اس کو واپس لے جاؤں گا۔ اسی دوران حضرت آدم بھی تشریف لے آئے اور خناس کو دیکھتے ہی گردن مار دی۔ اور اس کے جسمانی ٹکڑے مختلف درختوں پر لٹکا کر حضرت حوا پر بے حد ناراض ہوئے کہ تم نے اس کو یہاں کیوں آنے دیا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ تمہارا دشمن ابلیس ہے۔ اور جب حضرت آدم وہاں سے چلے گئے تو ابلیس نے آ کر حضرت حوا سے خناس کو طلب کیا اور جب آپ نے پورا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا تو اس نے خناس کو آواز دی اور اس کے جسم کے تمام ٹکڑے یکجا مجتمع ہو کر اصلی شکل میں آ موجود ہوئے۔ دوبارہ پھر اصرار کر کے ابلیس اس کو آپ کے سپرد کر کے چلا گیا اور جب حضرت آدم نے واپس آ کر پھر خناس کو موجود پایا تو حضرت حوا پر بہت بگڑے اور خناس کو قتل کر کے جلا دیا۔ اور نصف راکھ ہوا میں اڑا کر نصف پانی میں بہا دی۔ پھر جب آپ چلے گئے تو ابلیس نے آ کر پھر حضرت حوا سے خناس کو طلب کیا اور جب آپ نے پورا واقعہ سنا دیا تو اس نے خناس کو پھر آواز دی اور وہ اپنے اصلی روپ میں آ موجود ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر اصرار کر کے ابلیس نے خناس کو آپ ہی کے سپرد کر دیا

لیکن اب کی مرتبہ حضرت آدم نے اس کو ذبح کر کے گوشت پکایا اور آدھا خود کھایا اور آدھا حضرت حوا کو کھلا دیا۔ لیکن یہ واقعہ معلوم کر کے ابلیس نے اظہار مسرت کے ساتھ کہا کہ میری بھی اسکیم یہی تھی کہ کسی طرح خناس کا گوشت سینۂ انسانی میں نفوذ کر جائے اس لئے باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ یعنی وہ خناس جو انسانی سینوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک بندے میں نفس کی ایک رمق بھی باقی ہے اس کو آزادی میسر نہیں آسکتی۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ جس کو اپنی جانب مدعو کرتا ہے اسی کو مراتب بھی عطا ہوتے ہیں جیسا قرآن میں ہے کہ "جس کو اللہ چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بنا کر ہدایت عطا کرتا ہے" پھر فرمایا کہ برگزیدہ لوگ وہ ہیں جو جذبہ حق میں فنا ہو جائیں اور اہل ہدایت وہ ہیں جو تائب ہو کر خدا کا راستہ تلاش کریں۔ فرمایا کہ مجذوب کے بھی کئی مدارج ہیں پہلے درجہ میں تہائی نبوت حاصل ہوتی ہے دوسرے میں نصف اور تیسرے میں نصف سے کچھ زیادہ۔ اور جب وہ مدارج نبوت طے کر کے تمام مجذوبین پر سبقت لے جاتا ہے تو خاتم الاولیاء ہو جاتا ہے۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ولی کو درجہ نبوت کیسے حاصل ہو سکتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد ہے "میانہ روی اور رویائے صادقہ نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک ہے" اور جذب بھی جزو پیغمبری ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص رزق حلال استعمال کرتا ہے اس کو مدارج نبوت میں سے ایک درجہ عطا کیا جاتا ہے اور یہ دونوں اوصاف مجذوب میں بدرجۂ اتم موجود ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اولیاء فاقہ کشی سے نہیں ڈرتے بلکہ خطرات سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ فرمایا کہ جن لوگوں میں کلام اللہ سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو وہ دانشمند نہیں ہوتے۔ فرمایا کہ قیامت میں حق العباد کا مواخذہ نہ ہونے کا نام تقویٰ ہے۔ فرمایا کہ شجاعت نام ہے محشر میں خدا کے سوا کسی سے وابستہ نہ ہونے کا۔ اور صاحب عزت وہی ہے جس کو گناہوں نے ذلیل نہ کیا ہو۔ اور آزاد وہ ہے جس کو حرص نہ ہو۔ اور امیر وہ ہے جس پر ابلیس قابض نہ ہو سکے، اور دانشمند وہ ہے جو صرف خدا کے لئے نفس کا مخالف ہو۔ فرمایا کہ خدا سے خائف رہنے والا اسی کی طرف رجوع ہوتا ہے حالانکہ جس شے سے خوف پیدا ہو، اس سے دور رہا جاتا ہے۔ فرمایا کہ حصول دین کرنے والوں کا کام بغیر کوشش کے انجام پا جاتے ہیں فرماتے ہیں کہ زاہدین و علماء کا منکر قطعاً کافر ہے۔ فرمایا کہ ناواقف بندگی ربوبیت سے بھی ناواقف ہی رہتا ہے۔ فرمایا کہ نفس شناسی ہی خدا شناسی کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ سو بھیڑیے بکریوں کے گلے کو اتنا پریشان نہیں کر سکتے جتنا ایک شیطان پوری جماعتوں کو تباہ کر دیتا ہے اور سو شیاطین سے زائد مکار نفس ہے۔ فرمایا چونکہ ضامن رزق خدا تعالیٰ ہے اس لئے اسی پر توکل ضروری ہے۔ فرمایا کہ نہ تو خدا کے سوا کسی دوسرے کا شکر کرو نہ کسی کے سامنے عاجز ہو۔ فرمایا کہ یہ تصور کہ قلب لامتناہی ہے غلط ہے بلکہ راہ لامتناہی شے ہے کیونکہ قلبی تقاضوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے مگر راہ کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ حضور اکرمؐ کی ذات مبارک کے سوا اسم اعظم کسی میں جلوہ فگن نہیں ہوا۔

Marfat.com

باب ۵۹

حضرت ابوورّاق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت عظیم اہل ورع اور اہل تقویٰ بزرگ گذرے ہیں. تجرید و تفرید اور آداب میں یکتائے روزگار تھے اسی وجہ سے صوفیا کرام نے آپ کو مؤدب الاولیاء کے خطاب سے نوازا، حضرت محمد علی حکیم کے فیض صحبت سے فیضیاب ہوئے، بلخ میں قیام پذیر رہے اور موضوع تصوف پر بہت سی تصانیف چھوڑیں. آپ کا قول ہے کہ مقام ارادت میں تمام برکتوں کی کنجی صبر ہے اور ارادت کے بعد ہی برکات کا ظہور ممکن ہے.

حالات آپ حضرت خضر کے شوق دیدار میں روزانہ جنگل میں پہنچ جاتے اور آمدورفت کے دوران تلاوت قرآن کرتے رہتے. چنانچہ جب آپ ایک مرتبہ جنگل کی جانب چلے تو ایک اور صاحب بھی آپ کے ساتھ ہو لئے اور دونوں راستہ بھر گفتگو کرتے رہے. لیکن واپسی کے بعد ان صاحب نے فرمایا کہ میں خضر ہوں جن سے ملاقات کے لئے تم بے چین تھے مگر آج تم نے میری معیت کی وجہ سے تلاوت بھی ملتوی کر دی، اور جب صحبت خضر تمہیں خدا سے فراموش کر سکتی ہے تو دوسروں کی معیت ذکر الٰہی سے کیوں دور نہ کر دے گی، لہٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے. یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے.

جب آپ کے صاحبزادے تلاوت قرآن کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا یعنی ایک دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے تو وہ خوف الٰہی سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ فوراً دم نکل گیا اور حضرت ابوبکر وراق ان کے مزار پر روتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اس بچے نے ایک ہی آیت کے خوف سے جان دے دی لیکن میرے اوپر برسوں کی تلاوت کے بعد یہ آیت اثر انداز نہ ہو سکی.

آپ خوف الٰہی کی وجہ سے دیر تک مسجد میں نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ نماز کی ادائیگی کے فوراً بعد واپس آ جاتے. کسی نے آپ سے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا کہ دولت کی قلت دین و دنیا دونوں میں مفید ہے اور زیادتی دونوں جگہ مضر ہے.

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ سفر حج کے دوران ایک عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا ایک مسافر ہوں. اس نے کہا کہ تم خدا کا شکوہ کرتے ہو. مجھے اس کی یہ نصیحت بہت بھلی معلوم ہوئی. فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا چاہتا ہے. میں نے عرض کیا کہ مقام عجز کیونکہ ان مصائب کی مجھ میں قوت برداشت نہیں ہے جو انبیاء کرام برداشت کرتے رہے. فرمایا کہ تمام برائیوں کی جڑ صرف نفس ہے. فرمایا کہ مخلوق سے مخلوق کا میل ملاپ بہت ہی عظیم فتنہ ہے اس لئے گوشہ نشینی ہی وجہ سکون ہو سکتی ہے. فرمایا کہ نہ تو منہ سے بری بات نکالو نہ کانوں سے خراب بات سنو نہ آنکھوں سے بری شے کو دیکھو نہ ٹانگوں سے بری جگہ

جاؤ نہ ہاتھوں سے بری شے کو چھوڑ بلکہ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ فرمایا کہ نبوت کے بعد صرف حکمت ہی کا درجہ ہے اور حکمت کی شناخت یہ ہے کہ ضرورت کے وقت کے سوا ہمیشہ سکوت قائم رہے۔ فرمایا کہ خالق مخلوق سے آٹھ چیزوں کا خواہاں ہے ان میں قلب سے دو، اول فرمان الٰہی کی عظمت دوم مخلوق سے شفقت۔ زبان سے دو چیزیں اول اقرار توحید دوم مخلوق سے نرم زبان میں بات کرنا۔ تمام اعضا سے دو چیزیں اول بندگی دوم اعانت مخلوق، مخلوق سے دو چیزیں اول اپنی ذات پر صبر کرنا، دوم خلقت کے ساتھ بردباری اختیار کرنا۔ فرمایا کہ نفس سے محبت کرنے والوں پر غرور حسد اور ذلت مسلط ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ شیطان کا قول ہے کہ میں مومن کو ایک لمحہ میں کافر بنا سکتا ہوں اس لئے کہ پہلے اس کو حرام اشیاء کا حریص بناتا ہوں پھر خواہشات کا غلبہ کرتا ہوں اور جب وہ ارتکاب معصیت کا عادی بن جاتا ہے تو کفر کے وسوسے پیدا کر دیتا ہوں۔ فرمایا کہ جو خدا کو اور نفس و ابلیس کو اور مخلوق و دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے اور نہ پہچاننے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور مخلوق سے محبت کرنے والوں کو خدا کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ تخلیق انسانی میں چونکہ مٹی اور پانی کا عنصر غالب ہے اس لئے جس پر پانی کا غلبہ ہو اس کو نرمی سے اور جس پر مٹی کا غلبہ ہو اس کو سختی کے ساتھ احکامات خداوندی کی تعلیم دینی چاہیئے۔ فرمایا چونکہ پانی میں ہر رنگ اور ہر ذائقہ موجود ہوتا ہے اس لئے کوئی اس کی لذت سے آشنا نہیں ہوتا حالانکہ اس کے پینے ہی سے زندگی کا قیام ہے لیکن کوئی نہیں جانتا کہ پانی باعث حیات ہے اس کے متعلق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ یعنی ہم نے پانی سے ہر شے کو زندگی بخشی۔ فرمایا کہ افضل ترین ہے وہ فقیر جس سے نہ تو دنیاوی بادشاہ خراج طلب کر سکے اور نہ عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ حساب مانگے۔ فرمایا کہ غیبت اور لغویات لقمۂ حرام کی طرح ہیں اور ذکر الٰہی اور استغفار لقمۂ حلال کی مانند۔ فرمایا کہ صدق نام ہے اس شے کی نگہداشت کا جو بندے اور خدا کے مابین ہو اور صبر نام ہے اس شے کی نگہداشت کا جو بندے اور نفس کے درمیان ہو۔ فرمایا کہ یقین ہی وہ نور ہے جو اہل یقین کو اہل تقویٰ بناتا ہے پھر فرمایا کہ زہد میں تین حرف ہیں ز۔ ھ۔ د۔ ز سے مراد زینت کا ترک کرنا۔ ھ سے مراد ہوا و ہوس ترک کر دینا، د سے مراد دنیا کو چھوڑ دینا۔ فرمایا کہ یقین کی تین قسمیں ہیں۔ یقین خبر، یقین دلالت، یقین مشاہدہ۔ فرمایا کہ ہر کام کو منجانب اللہ تصور کرنے والا ہی صابر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جس طرح رزق حلال سے احتراز ضروری ہے اسی طرح بد اخلاقی سے بھی کنارہ کشی ضروری ہے۔

کسی نے آپ کے انتقال کے بعد خواب میں روتے ہوئے دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ فرمایا کہ جس قبرستان میں میری قبر ہے وہاں دس مُردے اور بھی مدفون ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی صاحب ایمان نہیں۔ پھر ایک اور شخص نے خواب میں پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا کہ مجھے اپنا قرب عطا فرما کر میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں دے دیا جس کو پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ میرا ایک گناہ اس میں ایسا بھی درج ہے جس نے تمام نیکیوں کو ڈھانپ لیا ہے اور جب میں ندامت سے سرنگوں ہوا تو ارشاد ہوا کہ جا ہم نے اپنی رحمت سے اس معصیت کو بھی معاف کر دیا۔

Marfat.com

باب ۶۰

حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ ممتاز روزگار شیخ دمشقی اور فرقہ ملامتیوں کے پیر و مرشد تھے۔ اور خود حضرت حمدون قصار سے بیعت تھے اور پوری زندگی مجرد رہ کر گذار دی۔ ایک مرتبہ آپ نے ابوعلی ثقفی سے فرمایا کہ مرنے کے لئے تیار رہو، انہوں نے کہا کہ آپ کو تیاری کرنی چاہیئے چنانچہ آپ سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر دراز ہو گئے اور فرمایا کہ لو میں مر گیا۔ یہ کہتے ہی حقیقت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس واقعہ سے ابوعلی بہت نادم ہوئے کیونکہ ان کے اندر آپ جیسی قوت اس لئے نہیں تھی کہ وہ عیالدار تھے اور آپ مجرد۔ اور آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوعلی مخلوق سے ہٹ کر صرف اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ تارک فرائض یقیناً تارک سنن بھی ہو گا۔ اور تارک سنت کے بدعت میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ فرمایا کہ بہترین ہے وہ وقت جس میں نفس کے وسوسوں سے مامون رہا جائے اور مخلوق کو تمہاری بدگمانی سے چھٹکارا حاصل رہے۔ فرمایا کہ بندہ صرف انہیں اشیا کا طالب رہتا ہے جو اس کی شقاوت کا موجب ہوں۔ فرمایا کہ جو خود حیا کا ذکر کر کے خدا سے حیا نہیں کرتا وہ بدترین بندہ ہے۔ فرمایا کہ عشق صرف اسی سے کرو جو تم سے عشق کرتا ہو۔ فرمایا حیا کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کو ہر لمحہ متکلم تصور کرتے ہوئے خود خموشی اختیار کرو۔ فرمایا کہ جو مخلوق کے نزدیک برگزیدہ ہوں ان کے لئے اپنے نفس کو ذلیل رکھنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ امور غیبی دنیا میں کسی پر واضح نہیں ہوتے اور جو لوگ اس کے مدعی ہوں وہ کاذب ہیں۔ فرمایا کہ مجبوراً فقر اختیار کرنے سے فضیلت فقر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور فقر حقیقی یہ ہے کہ فکر عقبیٰ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ فرمایا کہ وقت گذشتہ کا تصور بھی بے سود ہے۔ فرمایا کہ عبودیت اختیاری نہیں بلکہ اضطراری شے ہے اور عبودیت کی لذت سے آشنا کبھی عیش و راحت کا طالب نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ حقیقی بندہ وہی ہے جو اپنے لئے بندہ نہ رکھے یعنی غلام نہ رکھے اور جب وہ اس فعل کا مرتکب ہو گیا تو عبودیت کے بجائے ربوبیت کا دعویدار بن گیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے عبادت کی اقسام بیان کر کے استغفار پر اختتام کیا ہے جیسے کہ فرمایا گیا اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ یعنی صبر کرنے والے صدق والے قناعت کرنے والے نفقہ دینے والے اور سحر کے وقت استغفار کرنے والے۔ فرمایا کہ جس نے لذت نفس کو ختم کر دیا وہی مزے میں رہا۔ فرمایا کہ احکام الٰہی کے مطابق روزی کمانے والا اس خلوت نشین سے افضل ہے جو روزی کمانے سے کتراتا ہو۔ فرمایا کہ ایک لمحہ کا ترک ریا عمر بھر کی عبادت سے اولیٰ ہے۔ فرمایا کہ عارف وہی ہے جو کسی شے سے متعجب نہ ہو۔

کسی نے آپ کو یہ دعا دی کہ اللہ تعالےٰ آپ کی مراد پوری کرے۔ آپ نے فرمایا کہ مراد کا درجہ تو معرفت کے بعد ہے اور یہاں

Marfat.com

ابھی تک معرفت بھی حاصل نہ ہو سکی۔ آپ کی وفات نیشاپور میں ہوئی اور مزار مشہد میں ہے۔

باب ۶۱

حضرت علی سہل اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ غیب کی باتوں کا علم رکھتے تھے۔ اور آپ حضرت جنید کے ہم عصر اور حضرت ابو تراب کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت عمرو بن عثمان آپ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب وہ ۳۰ ہزار درم کے مقروض تھے، لیکن آپ نے ان کا تمام قرض ادا کر دیا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ رغبت عبادت توفیق کی علامت ہے اور علامت رعایت مخالفت سے کنارہ کشی ہے اور علامت بیداری رعایت اختیار کرنا ہے اور علامت جہالت کسی شے کا دعویٰ کرنا ہے۔ فرمایا کہ ابتدا میں جس کی ارادت درست نہیں ہوتی وہ انتہا تک محروم سلامتی رہتا ہے۔ فرمایا کہ جو خود کو خدا کے نزدیک سمجھتا ہے وہ حقیقت میں بہت دور ہوتا ہے۔ فرمایا کہ خدا کے ساتھ حضوری یقین سے بہتر ہے کیونکہ حضوری قلب میں اس طرح جاگزیں رہتی ہے جس میں غفلت کا دخل نہیں ہوتا اور یقین کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے۔ لیکن اہل حضوری بارگاہ کے اندر رہتے ہیں اور اہل یقین بارگاہ کے دروازے پر۔ فرمایا کہ دانش مند تو حکم الٰہی پر زندگی بسر کرتے ہیں لیکن عارفین قرب الٰہی میں زندگی گذارتے ہیں فرمایا کہ خدا کو جاننے والا ہر شے سے بے خبر ہو جاتا ہے فرمایا کہ تونگری علم میں، فخر فقر میں، عافیت زہد میں، حساب کی قلت خموشی میں، اور خوشی مایوسی میں مضمر ہے۔ فرمایا کہ حضرت آدم کے عہد سے قیامت تک لوگ قلب کے سلسلہ میں بحثیں کرتے رہیں گے لیکن قلب کی حقیقت ماہیت کبھی معلوم نہ ہو سکے گی۔ پھر فرمایا کہ میری موت اس طرح واقع نہ ہو گی کہ بیمار پڑ جاؤں اور لوگ عیادت کو آئیں بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے پکارے گا اور میں حاضر ہو جاؤں گا چنانچہ حضرت شیخ ابو الحسن فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ راہ چلتے آپ نے لبیک فرمایا تو میں نے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی مگر آپ نے فرمایا کہ تم مجھے کلمہ کی تلقین کرتے ہو حالانکہ میں عزت خداوندی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے اور اس کے مابین عزت کے سوا کوئی شے حائل نہیں ہے۔ یہ کہتے ہی آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

باب ۶۲
حضرت شیخ خیر نسّاج رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف و تذکرہ آپ ولایت و ہدایت کے منبع و مخزن تھے اور بیشتر مشائخین کو آپ سے شرف تلمّذ حاصل رہا حتیٰ کہ حضرت شبلی اور حضرت ابراہیم جیسے بزرگان کرام آپ کی مجلس میں تائب ہوئے لیکن حضرت جنید چونکہ حضرت شبلی کا بہت احترام کرتے تھے اس لئے آپ نے ان کو انہیں کے پاس بھیج دیا اور آپ بذات خود حضرت سری سقطی سے بیعت تھے۔ آپ کو خیر نسّاج کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حج کے عزم سے گھر سے روانہ ہوئے تو بوسیدہ گدڑی اور سیاہ رنگ کی وجہ سے کوفہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تم غلام ہو؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم اپنے آقا سے فرار اختیار کئے ہوئے ہو؟ فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ چلو میں تمہارے آقا سے ملوا دوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ سے اس کا متمنی ہوں کہ کوئی ایسا فرد مل جائے جو مجھ کو میرے آقا سے ملوا دے۔ اس کے بعد اس نے آپ کا نام خیر رکھ کر کپڑا بننا سکھا دیا اور اسی نسبت سے آپ کو خیر نساج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے غرض کہ عرصہ دراز تک آپ اس کی خدمت کرتے رہے اور جس وقت وہ آپ کو خیر کہہ کر پکارتا تو آپ جواب میں لبیک فرمایا کرتے لیکن جب اس کو آپ کے زہد و تقویٰ کا علم ہوا تو آپ کو بہت تعظیم کے ساتھ اپنے یہاں سے رخصت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حقیقت میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ آقا ہوتے اور میں غلام۔ پھر وہاں سے آپ بیت اللہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ کو وہ مدارج و مقامات حاصل ہوئے کہ حضرت جنید آپ کو خیر کے بجائے خیرُنا یعنی ہم میں سے بہتر سے بہتر کہہ کر آواز دیا کرتے تھے۔ لیکن آپ کا اصلی نام ابوالحسن محمد اور ولدیت اسمٰعیل تھی۔ لیکن آپ کو خیر کا خطاب اتنا مرغوب تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ایک مسلمان کا رکھا ہوا نام تبدیل کر دوں۔

حالات جب آپ دریا پر جاتے تو مچھلیاں کچھ کچھ چیزیں لاتیں اور آپ کے قریب آ کر رکھ دیتی تھیں۔ ایک دن آپ کسی بڑھیا کا کپڑا بن رہے تھے تو اس نے پوچھا کہ اگر تم نہ ملو تو مزدوری کس کو دے دوں۔ فرمایا کہ دریائے دجلہ میں پھینک دینا۔ پھر اتفاق سے ایسا ہی ہوا کہ جب وہ اجرت دینے کو آئی تو آپ موجود نہیں تھے چنانچہ اس نے وہ دینار دریا میں پھینک دیئے اور جب آپ دریا پر پہنچے تو ایک مچھلی نے پانی سے باہر آ کر وہ دینار آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ لیکن اکثر بزرگان کرام یہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں مقبولیت کا باعث نہیں بن سکتیں کیونکہ یہ چیزیں سب حجابات ہیں اور آپ کو شاید بازیچہ اطفال کی حیثیت سے عطا کی گئی ہوں۔ لیکن حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے یہ چیزیں دوسروں کے لئے حجابات ہوں لیکن آپ کو اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہو، جیسے حضرت سلیمان کے لئے یہ چیزیں حجابات میں داخل نہیں تھیں۔

Marfat.com

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک رات مجھے یہ تصور بندھ گیا کہ شاید دروازے پر حضرت جنید کھڑے ہیں اور ہر چند اس تصور کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن جب میں دروازے پر پہنچا تو واقعی آپ وہاں موجود تھے آپ کا قول تھا کہ دولت کو مصیبت اور غربت کو راحت تصور کرنے والا ہی حقیقی فقیر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ خوف الٰہی بندوں کے لئے ایک ایسا تازیانہ ہے جو بڑے بڑے گستاخوں کو راہ راست پر لے آتا ہے۔ فرمایا کہ عامل کا اپنے عمل کو بے وقعت سمجھنا ہی کمال عمل ہے۔

وفات آپ نے سو سال کی عمر پائی اور جس وقت نماز مغرب کے قریب فرشتہ اجل قبضِ روح کے لئے پہنچا تو آپ نے کہا، کہ مجھے صرف نماز ادا کرنے کی مہلت دے دو کیونکہ جس طرح تمہیں قبضِ روح کا حکم ہے اسی طرح مجھے ادائیگی نماز کا حکم ہے۔

باب

حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ متوکل اور حقیقت و طریقت کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ خراسان کے بہت بڑے شیوخ میں سے تھے اور آپ کے مناقب اور عبادات و مجاہدات کو احاطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ آپ کو حضرت ابو تراب اور حضرت جنید سے بھی شرف نیاز حاصل رہا۔

حالات کسی سے کچھ طلب نہ کرنے کے عہد کے ساتھ آپ توکل علی اللہ کے ساتھ سفر کے لئے چل پڑے لیکن روانگی کے وقت آپ کی ہمشیرہ نے کچھ دینار آپ کی گدڑی کی جیب میں ڈال دیئے مگر آپ نے انہیں بھی نکال پھینکا۔ پھر چلتے چلتے اچانک ایک کنوئیں میں گر پڑے مگر متوکل علی اللہ ہونے کی وجہ سے ذرہ برابر بھی چوٹ نہ آئی اور تقاضائے نفس کے باوجود نفس کشی کی نیت سے کنوئیں میں مشغول عبادت رہے۔ پھر کسی مسافر نے اس خیال سے کنوئیں کے اوپر کانٹے بچھا دیئے کہ کوئی گر نہ پڑے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر نفس نے بہت شور و غوغا کیا لیکن آپ خاموش بیٹھے رہے۔ اور کچھ وقفہ کے بعد ایک شیر نے کنوئیں پر سے کانٹے ہٹا کر کنوئیں کی من پر مضبوطی سے پنجے جما کر پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں بلی کا احسان مند بننا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ اسی وقت بذریعہ الہام کہا گیا کہ ہم نے ہی اس شیر کو بھیجا ہے اس کے پیر پکڑ کر اوپر آجاؤ۔ اس کے بعد آپ تعمیل حکم میں باہر نکل آئے۔ پھر ندائے غیبی آئی کہ ہم نے بربنائے توکل تیرے قاتل ہی کے ذریعہ تجھے نجات دلادی۔

Marfat.com

حضرت جنید نے ایک مرتبہ ابلیس کو برہنہ حالت میں لوگوں کے سروں پر چڑھتا دیکھ کر فرمایا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی۔ اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ نہیں جن سے شرم کی جائے بلکہ شرم کئے جانے کے قابل تو وہ شخص ہے جو مسجد شونیزیہ میں بیٹھا ہوا ہے، اور حضرت جنید جب وہاں پہونچے تو آپ کو بیٹھا ہوا پایا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک اولیاء کا درجہ اتنا بلند ہے کہ ابلیس کی وہاں تک رسائی ممکن نہیں۔

ارشادات آپ پورے سال ایک ہی احرام باندھے رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب مخلوق کے ہمراہ زندگی بسر کرنا بار خاطر محسوس ہونے لگے تو انس حاصل ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ حقیقی درویش وہی ہے جسے اعزاء سے نفرت اور خدا سے محبت پیدا ہوجائے۔ فرمایا کہ موت کو عزیز رکھنے والا خدا کے سوا کسی کو محبوب نہیں رکھتا۔ فرمایا کہ مفہوم توکل یہ ہے کہ صبح کو شام کا اور شام کو صبح کا تصور باقی نہ رہے۔ فرمایا کہ زاد آخرت کا سامان کرتے رہو۔ آپ کا انتقال نیشاپور میں ہوا اور حضرت ابوحفص کے مزار کے نزدیک مدفون ہیں۔

باب ۶۴

حضرت احمد مسروق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ اپنے دور کے بہت بڑے ولی اور خراسان کے مشہور مشائخین میں سے تھے۔ آپ اقطاب زمانہ میں سے ہوئے، اور قطب مدار کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ لوگوں نے جب سوال کیا کہ اس عہد میں قطب کون ہے تو آپ نے خموشی اختیار کی جس سے یہ اندازہ ہوا کہ آپ ہی اس دور کے قطب تھے۔ آپ طوس میں تولد ہوئے اور بغداد میں سکونت پذیر رہے۔

ایک شیریں سخن بوڑھے نے آپ سے کہا کہ اپنا خیال ظاہر فرمائیے۔ آپ کو خیال ہوا کہ شاید یہ یہودی ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو تم یہودی معلوم ہوتے ہو۔ وہ آپ کی اس کرامت سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں اسلام سے زیادہ صداقت آمیز کسی مذہب کو نہیں پاتا۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے سے مسرت حاصل کرنے والوں کو حقیقی مسرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ جس کو خدا سے محبت نہ ہو وہ اسیر وحشت رہتا ہے فرمایا کہ راغب الی اللہ رہنے والوں کے تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ معصیت سے پاک رکھتا ہے۔ فرمایا کہ متقی تارک الدنیا ہوتا ہے فرمایا کہ مائل بہ دنیا نہ ہونا ہی حقیقی تقویٰ ہے۔ فرمایا کہ مومن کی عزت کرنا حقیقت میں خدا کی عزت کرنے کے مترادف ہے اور اسی سے تقویٰ تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ فرمایا کہ

معرفت سے بُعد کی دلیل باطل پر نظر کرنا ہے۔ فرمایا کہ خدا دوست پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ فرمایا کہ خدا کے اطاعت گذار دنیا کو نظر انداز کر کے خدا ہی سے انس کرتے ہیں۔ فرمایا کہ خوف رجا سے زیادہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ جہنم سے گذر کر ہی جنت میں جانا پڑے گا۔ فرمایا کہ عارف قرب الٰہی کی وجہ سے بہت خوفزدہ رہتا ہے۔ فرمایا کہ شجر معرفت کو فکر کے پانی اور شجر غفلت کو نادانی کے پانی اور شجر توبہ کو ندامت کے پانی اور شجر محبت کو موافقت کے پانی سے سیراب کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ خواہش مند کے لئے استغفار کی زیادتی بہت ضروری ہے۔ فرمایا کہ کثرت توبہ کے بغیر ارادت کا حصول ممکن نہیں۔ فرمایا کہ خدا کے سوا کسی کی غلامی اختیار کرنا زہد کے منافی ہے۔ فرمایا کہ میری تمام عمر تضیع اوقات میں گذر گئی۔

باب ۶۵

حضرت عبداللہ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ ظاہری و باطنی اعتبار سے جامع و اکمل اور استاذ المشائخ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بے حد معظم و محترم تھے اور آپ کے دو مرید حضرت ابراہیم خواص و حضرت ابراہیم شیبانی آپ کے کمالات کے مکمل آئینہ دار تھے آپ کے اوصاف میں یہ چیزیں شامل تھیں کہ ہمیشہ احرام باندھے رکھتے اور گھاس پھوس کھا کر زندگی بسر کرتے تھے حتیٰ کہ جس شے کو انسانی ہاتھ لگ جاتا اس کو نہیں کھاتے تھے۔ کبھی ناخن و بال نہ بڑھنے دیا اور صاف ستھرا لباس استعمال کرتے تھے۔

حالات ورثہ میں حاصل شدہ مکان پچاس دینار میں فروخت کر کے حج کے لئے روانہ ہو گئے راستہ میں ایک بدو نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے، آپ نے بتایا کہ پچاس دینار اور اس بدو کے طلب کرنے پر آپ نے اس کے حوالے کر دیئے لیکن اس نے آپ کی صدق گوئی کی وجہ سے دینار آپ کو واپس کر دیئے اور اپنے اونٹ پر بٹھا کر آپ کو مکہ معظمہ تک لے گیا اور کافی عرصہ آپ کی صحبت میں رہ کر شیخ کامل بن گیا۔

صحرا میں کسی پریشان حال غلام کو دیکھ کر آپ نے کہا اسے آزاد کیا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تم بھی عجیب بزرگ ہو کہ خدا کے علاوہ دوسرے پر نظر ڈالتے ہو۔ آپ نے اپنے چاروں صاحبزادوں کو ایسے فنون کی تعلیم دلائی کہ وہ اپنی قوت بازو سے کمانے کے قابل ہو کر کسی کے سامنے دست طلب دراز نہ کریں۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ صحیح معنوں میں بندہ وہی ہے جو خواہشات کو ٹھکرا کر مشغول بندگی رہے۔ فرمایا کہ بدترین فقیر وہ ہے جو امراء کی چاپلوسی کرتا رہے، اور اعلیٰ ترین ہے وہ بندہ جو مخلوق کے ساتھ اخلاق حسنہ

سے پیش آئے۔ فرمایا کہ بزرگان دین دنیا کے لئے منجانب اللہ پیغام امن ہیں جن کے وجود سے نزول رحمت اور مخلوق پر آنے والی بلاؤں کا سدباب ہوتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ گوشہ نشینوں کی ادنیٰ سی نیکی بھی ان لوگوں کی عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہے جو مخلوق سے وابستہ رہتے ہوں۔ فرمایا کہ دنیا کا دستور ہی یہ ہے کہ جو مائل بہ دنیا ہوتا ہے دنیا بھی اس کی جانب مائل رہتی ہے لیکن جو دنیا کو خیرباد کہہ دیتا ہے دنیا بھی اس سے کنارہ کش ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ سب سے زائد دانشور صرف صوفیائے کرام ہیں جو آتش محبت میں فنا ہو کر بقائے دائمی حاصل کر لیتے ہیں۔

آپ کا انتقال طور سینا پر ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔

باب ۶۶

حضرت ابوعلی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ حالات ومناقب

تعارف وتذکرہ آپ کا شمار پیشوایان صوفیا اور مقتدایان علما میں ہوتا ہے اس کے علاوہ آپ نے لاتعداد تصانیف بھی چھوڑی ہیں اور آپ حضرت محمد علی حکیم کے بلند مراتب ارادت مندوں میں سے تھے۔

آپ کا مقولہ تھا کہ بیم ورجا اور محبت توحید حقیقی ہیں، کیونکہ بیم سے ارتکاب معصیت کا خاتمہ ہوتا ہے اور رجا سے اعمال صالحہ جنم لیتے ہیں۔ اور محبت کثرت عبادت کا محرک بن جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اہل خوف غم و آلام سے ہراساں نہیں ہوتے۔ اہل رجا طلب سے باز نہیں آتے اور اہل محبت ذکر الٰہی میں کمی نہیں ہونے دیتے۔ اور بیم آگ ہے۔ رجا نور منور اور محبت نورٌ علیٰ نور۔ فرمایا کہ اہل سعادت کی علامت ہی یہ ہے کہ عبادت کو آسان ترین تصور کرتے ہوئے اتباع سنت کو کسی وقت بھی دشوار نہ سمجھیں۔ اور صحبت فقرا میں رہ کر مخلوق کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آئیں۔ محتاجوں کو صدقات دیں اور مسلمانوں کی اعانت کرتے ہوئے پابندی اوقات پر کاربند رہیں۔ فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنے ان گناہوں کا اظہار جن سے وہ واقف نہ ہوں انتہائی شقاوت ہے۔ پھر فرمایا کہ اولیاء اللہ وہی ہیں جو اپنے احوال میں فنا ہو کر مشاہدہ حق کے ذریعہ قائم رہیں اور عارف باللہ وہ ہیں جو اپنے قلب کو ذکر الٰہی کے حوالے کر کے جسم کو خدمت خلق کے لئے وقف کر دیں۔ فرمایا کہ خدا سے حسن ظن قائم رکھنا ہی غایت معرفت ہے اور نفس سے بدظن رہنا اساس معرفت ہے۔ فرمایا کہ مالک حقیقی کے در پر پڑے رہنے والوں کے لئے ایک نہ ایک دن دروازہ ضرور کھل جاتا ہے۔ فرمایا کہ اہل کرامت بننے کے بجائے اہل استقامت بنو کیونکہ نفس طالب کرامت ہوتا ہے اور خدا طالب استقامت۔ فرمایا کہ رضا خانۂ بندگی، صبر اس کا کنجی اور تسلیم درانده ہے اور موت اس کے دروازے پر استادہ ہے۔

پھر فرمایا کہ بُخل کے تین حروف ہیں۔ ب۔ خ۔ ل۔ ب سے مراد بلا، خ سے خسارہ اور لام سے لوم یعنی ملامت ہے۔

باب ۶۷

حضرت شیخ ابوبکر کتّانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا تعلق مشائخین حجاز سے ہے آپ کی پوری زندگی مکہ معظمہ میں گذری جس کی وجہ سے آپ کو شمع حرم کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ اپنے عہد کے بہت عظیم عابد و زاہد تھے اور تصوّف کے موضوع پر بیشمار تصانیف چھوڑیں آپ نماز عشاء کے بعد سے نماز فجر تک نوافل میں روزانہ ایک قرآن ختم کرتے اور طواف کعبہ کے دوران بارہ ہزار قرآن ختم کئے آپ کا عالم یہ تھا کہ تیس سال تک کعبہ کے پَرنالے کے نیچے بیٹھے رہے اور شب و روز میں صرف ایک مرتبہ وضو کرتے اور اس ۳۰ سالہ مدّت میں نہ تو ذکر الٰہی سے کبھی غافل ہوئے اور نہ ایک لحہ کے لئے آرام فرمایا۔

حالات کمسنی ہی میں والدہ کی اجازت سے حج کا قصد کیا لیکن دَوران سفر آپ کو غسل کی حاجت پیش آگئی چنانچہ بیداری کے بعد یہ خیال آیا کہ میں والدہ سے کسی عہد و پیماں کے بغیر ہی گھر سے نکل کھڑا ہوا ہوں اور اس خیال کے ساتھ ہی جب گھر واپس آئے تو والدہ کو بہت ہی غمزدہ شکل میں دروازے پر کھڑا پایا۔ آپ نے والدہ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے مجھے سفر کی اجازت نہیں دی تھی؟ انہوں نے کہا کہ اجازت تو یقیناً دے دی تھی لیکن تمہارے بغیر گھر میں کسی طرح دل نہیں لگتا تھا اور یہ عہد کر لیا تھا، کہ تمہاری واپسی تک دروازے ہی پر تمہارا انتظار کروں گی۔ یہ سن کر آپ نے عزم سفر ترک کر دیا اور والدہ کی حیات تک ان کی خدمت کرتے رہے لیکن والدہ کے انتقال کے بعد پھر سفر شروع کر دیا اور دوران سفر قبر میں ایک ایسا مُردہ دیکھا جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ عشق خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

ابوالحسن مزّین نے توکل علی اللہ سفر شروع کر دیا تو دوران سفر انہیں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ میں ایسا عظیم بزرگ ہو گیا ہوں جو بلا زادِ سفر سفر کر سکتا ہے۔ اس تصور کے ساتھ ہی کسی نے کرخت لہجہ میں کہا کہ نفس کے ساتھ دروغگوئی کیوں کرتا ہے اور جب انہوں نے منہ پھیر کر دیکھا تو حضرت ابوبکر کتّانی کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی غلطی کے احساس کے ساتھ ہی فوراً توبہ کر لی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت مجھے اپنے حوال میں کچھ نقص محسوس ہوا تو میں نے طواف کے بعد بطور عجز کے دعا کی جس کے بعد اللہ نے میرا وہ نقص دور فرما کر ایسا قرب عطا کیا کہ مجھے دعا بھی یاد نہ رہی۔ ارشاد ہوا کہ جب ہم خود تیرے دوست ہیں تو پھر تجھے طلب کی کیا ضرورت ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت علی سے اس لئے کچھ بدظنی سی تھی کہ گو آپ حق پر تھے اور حضرت معاویہ باطل پر لیکن آپ کی شان میں تو حضور اکرمؐ نے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی فرمایا تھا اس لئے بہ تقاضائے شجاعت آپ کو خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دینی چاہیے تھی" اکہ صحابہ کرام میں باہمی خونریزی نہ ہوتی۔ اسی تصور میں ایک شب میں نے خواب میں حضور اکرمؐ کے ہمراہ خلفائے اربعہ کو دیکھا اور حضورؐ نے حضرت صدیق اکبر کی جانب اشارہ کر کے مجھ سے سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبر ہیں۔ اسی طرح تینوں خلفاء کے متعلق میں جواب دیتا رہا لیکن جب حضرت علی کے متعلق سوال کیا تو میں نے اپنی کج فہمی کی وجہ سے ندامت کے ساتھ گردن جھکالی۔ پھر حضورؐ نے حضرت علی سے میرا معانقہ کروایا اور خود جب تینوں خلفاء کے ہمراہ واپس تشریف لے گئے تو حضرت علی نے مجھ سے فرمایا کہ چل تجھے جبل ابوقبیس کی سیر کرالاؤں۔ چنانچہ جب میں وہاں پہنچا تو زیارت کعبہ سے مشرف ہوا اور بیداری کے بعد خود کو جبل ابوقبیس پر پایا۔ اور وہ بدظنی بھی میرے قلب سے رفع ہو چکی تھی جو مجھے حضرت علی کی ذات مبارک سے تھی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے ہمراہ ایک ایسا شخص رہتا تھا جس کا وجود میرے لئے بار خاطر تھا لیکن محض مخالفت نفس کی غایت سے میں اس کے ساتھ نہایت حسنِ سلوک سے پیش آتا رہا۔ اور ایک دن جب میں اپنی جائز کمائی کے دو سو درم لے کر اس کے پاس پہنچا تو وہ مصروف عبادت تھا۔ چنانچہ میں نے وہ درم اس کے مصلّے کے نیچے رکھتے ہوئے کہا کہ تم اپنے صرفہ میں لے آنا مگر اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ جو لمحات میں نے ستر ہزار درم کے معاوضہ میں خریدے ہیں انہیں تو دو سو درم کے معاوضہ میں خریدنا چاہتا ہے جا مجھے تیرے درم کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ندامت کے ساتھ میں نے اپنے درم واپس لے لئے اور اس وقت مجھے جتنا اپنی ذلت اور اس کی عظمت کا احساس ہوا اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔

آپ کے کسی مرید نے انتقال کے وقت آنکھیں کھول کر زیارت کعبہ شروع کر دی تو اسی وقت ایک اونٹ نے آکر اس کے ایسی لات رسید کی کہ آنکھوں کے دونوں ڈھیلے باہر نکل پڑے اور آپ کو بذریعہ الہام یہ مکاشفہ ہوا کہ اس وقت اس مرید کو ارادت غیبی سے مکاشفہ حقیقی حاصل تھا اور چونکہ صاحب کعبہ کے مشاہدے کی صورت میں جانب کعبہ نظر ڈالنا درست نہیں اسی لئے اس کو یہ سزا دی گئی۔

کسی بزرگ نے باب بنی شیبہ سے نکل کر آپ سے کہا کہ مقام ابراہیم میں ایک محدث حدیث بیان کر رہے ہیں آپ بھی تشریف لے چلئے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کس سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں؟ ان بزرگ نے کہا کہ حضرت عبدالرحمان، حضرت معمر، حضرت زہری اور حضرت ابوہریرہؓ کی اسناد سے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرا قلب تو میرے رب کی سند سے حدیث بیان کرتا ہے اور جب ان بزرگ نے اس کی دلیل پوچھی تو فرمایا کہ اس کی یہ دلیل ہے کہ آپ حضرت خضر ہیں۔ یہ سن کر حضرت خضر نے فرمایا کہ میں تو آج تک اس تصور میں تھا کہ دنیا میں ایسا کوئی ولی نہیں جس سے میں واقف نہ ہوں۔ لیکن آج پتہ چلا کہ ایسے ولی بھی موجود ہیں جن سے میں تو ناواقف ہوں لیکن وہ مجھے جانتے ہیں۔

دوران نماز ایک چور آپ کے کاندھے پر سے چادر کھینچ کر بھاگا تو اس کے دونوں ہاتھ اسی وقت خشک ہو گئے۔ چنانچہ اس

Marfat.com

نے واپس آکر چادر پھر آپ کے کاندھے پر ڈال دی اور فراغت نماز کے بعد آپ سے معافی کا طالب ہوا، لیکن آپ نے معافی کی وجہ پوچھی تو اس نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ عظمت الٰہی کی قسم نہ تو مجھے چادر لے جانے کی خبر ہوئی اور نہ واپس لانے کی۔ پھر آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو اس کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب میں ایک حسین و خوبرو شخص سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا نام تقویٰ ہے اور میرا مسکن غمزدہ قلوب ہیں۔ پھر میں نے خواب میں ایک بدشکل عورت سے سوال کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں مصیبت ہوں اور اہل نشاط کے قلوب میں رہتی ہوں۔ چنانچہ بیداری کے بعد میں نے یہ عہد کر لیا کہ مسرور زندگی کے بجائے ہمیشہ غمگین زندگی بسر کروں گا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک شب میں اکیاون مرتبہ حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھ کر آپ سے مسائل کی تحقیق کی۔ پھر ایک شب خواب میں میں نے حضور سے عرض کیا کہ مجھکو کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ حرص و ہوس کا خاتمہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ روزانہ چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا

کسی درویش نے آپ سے رو رو کر عرض کیا کہ جب مجھ پر بیس فاقے گذر چکے تو لوگوں کے سامنے میرے نفس نے یہ راز افشا کر دیا۔ پھر ایک دن راستہ میں مجھے ایک درم پڑا ہوا ملا جس پر تحریر تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ تیری فاقہ کشی سے ناواقف تھا جو تو نے دوسروں سے شکایت کی۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح محشر میں خدا کے سوا کوئی معاون و مددگار نہیں ہوگا اسی طرح دنیا میں بھی اس کے سوا کسی کو معاون تصور نہ کرو۔ پھر فرمایا کہ مخلوق کی محبت باعث عذاب، صحبت باعث مصیبت، اور ربط و ضبط وجہ ذلت ہے۔ پھر فرمایا کہ زہد و سخاوت اور نصیحت سے زیادہ کوئی شے سود مند نہیں۔ فرمایا کہ زاہد وہ ہے جو نہ ملنے پر خوش رہے۔ زندگی بھر ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔ مصائب پر صبر سے کام لے اور خدا کی رضا پر راضی رہے۔ فرمایا کہ تصوف سراپا اخلاق ہے اور جس میں اخلاق کی زیادتی ہوگی اس میں تصوف بھی زیادہ ہوگا۔ فرمایا کہ اولیاء اللہ ظاہر میں اسیر اور باطن میں آزاد ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو عبادت کو مشقت نہ سمجھے۔ فرمایا کہ استغفار ایک ایسا چھ حرفی لفظ ہے جو چھ چیزوں کے لئے جامع و اکمل ہے۔ اول معصیت کے بعد ندامت کے ساتھ توبہ کرنا۔ دوم بعد از توبہ گناہ کا کبھی قصد نہ کرنا۔ سوم قبل از موت حقوق اللہ کی تکمیل کر دینا۔ ششم بعد از توبہ جسم کو ایسی مشقتیں دینا کہ جس طرح مشقتوں سے قبل اس نے بہت آرام پایا ہو۔ فرمایا کہ توکل نام ہے اتباع علم اور یقین کامل کا۔ پھر فرمایا کہ توبہ کے وقت در مغفرت کھل جاتا ہے۔ فرمایا کہ خدا اپنے محتاج بندوں کی حاجت روائی خود کرتا ہے۔ فرمایا کہ ترک نفس اور غفلت پر اظہار تاسف تمام عبادات سے افضل ہے۔ فرمایا کہ جب تک بہت زیادہ نیند نہ آئے ہرگز نہ سوؤ۔ جب تک بھوک کی شدت نہ ہو مت کھاؤ۔ جب تک شدید ضرورت نہ ہو بات نہ کرو۔ فرمایا کہ شہوت درحقیقت دیو کی لگام ہے۔ اور جس نے اس کو زیر کر لیا گویا دیو کو زیر کر لیا۔ فرمایا کہ جسم کو دنیا سے اور قلب کو عقبیٰ سے

Marfat.com

وابستہ رکھو۔ فرمایا کہ یہ تین چیزیں دین کی اساس ہیں۔ اول حق، دوم عدل، سوم صدق، حق کا تعلق اعضا سے ہے یعنی اعضا کے ذریعہ ذکر الٰہی کرتے رہو۔ عدل کا تعلق قلب سے ہے یعنی بذریعہ قلب نیک و بد میں تمیز کرو۔ اور صدق کا تعلق عقل سے ہے یعنی عقل کے ذریعہ خدا کو پہچانو۔ پھر فرمایا کہ نسیم سحری منجانب اللہ ایک ایسی ہوا ہے جس کا قیام عرش کے نیچے ہے اور وہ دم صبح دنیا میں پھر کر خدا کے بندوں کی گریہ وزاری اور طالب مغفرت اپنے ہمراہ لے جا کر خدا کے حضور پیش کر دیتی ہے

وفات انتقال کے وقت جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ میں نے چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے کہ یاد الٰہی کے سوا اس میں کسی کو جگہ نہیں دی حتیٰ کہ میرے قلب نے خدا کے سوا ہر شے کو فراموش کر دیا تھا۔ پھر فرمایا کہ اگر میرا آخری وقت نہ ہوتا تو میں اس راز کو افشا نہ کرتا۔ یہ فرما کر انتقال ہو گیا۔

باب ۶۸

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف فارس میں آپ کے بعد ایسا یکتائے روزگار کوئی شیخ نہیں ہوا۔ آپ اپنے عہد کے مشائخین کے شیخ تھے، گو آپ کا تعلق شاہی خاندان سے تھا لیکن بیس سال تک ٹاٹ کا لباس استعمال کرتے رہے اس کے علاوہ بیشمار سفر کر کے عظیم المرتبت بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ایک رکعت میں دس ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا کرتے اور پورے سال میں چار چلّے کھینچا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی وفات بھی چلّے کے دوران ہی ہوئی تھی۔ آپ کو خفیف کا خطاب اس لئے عطا کیا گیا کہ آپ افطار میں سات منقّوں کے سوا کچھ نہ کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ ضعف و نقاہت کی وجہ سے آپ کے خادم نے بجائے سات کے آٹھ منقے پیش کر دیئے اور آپ نے گنتی کئے بغیر کھائے لیکن اس رات آپ کو عبادت میں وہ لذت حاصل نہ ہوئی جو اس سے قبل ہوا کرتی تھی۔ اور جب آپ کو واقعہ کا صحیح علم ہوا تو اس خادم کو غصہ میں برخاست کر کے دوسرا خادم رکھ لیا۔

حالات کبھی آپ کے پاس نصاب زکوٰۃ کے مطابق رقم نہیں رہی۔ ایک مرتبہ نیت حج سے اپنے ہمراہ ڈول رسی لے کر سفر شروع کر دیا اور راستہ میں شدت پیاس کے عالم میں دیکھا کہ ایک چشمہ پر ہرن پانی پی رہا ہے لیکن جب آپ چشمہ پر پہنچے تو پانی نیچا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ کیا میرا درجہ ہرنوں سے بھی کم ہے۔ ندا آئی چونکہ ہرنوں کے پاس ڈول رسی نہیں تھی اس لئے ہم نے پانی کو ان کے نزدیک کر دیا، لیکن تمہارے پاس رسّی ڈول ہونے کی وجہ سے پانی دور کر دیا گیا۔ یہ سن کر آپ نے عبرت کے طور پر ڈول رسی پھینک دیا اور پانی پیے بغیر آگے چل دیئے۔ پھر ندا آئی کہ ہم نے تو محض

Marfat.com

تمہارے صبر کا امتحان کیا تھا۔ اب واپس جا کر پانی پی لو۔ چنانچہ جس وقت آپ دوبارہ چشمہ پر پہنچے تو پانی اوپر آ گیا تھا اور آپ نے اطمینان سے پانی پیا اور وضو کیا اور اسی وضو سے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ پھر جب حج سے واپسی کے بعد بغداد میں حضرت جنید سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر قلیل سا صبر کر لیتے تو پانی تمہارے قدموں میں آ جاتا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عہد شباب میں ایک شخص نے مجھے دعوت دی اور جب میں اس کے یہاں کھانے پر بیٹھا تو محسوس ہوا کہ گوشت سڑ گیا ہے لیکن چونکہ وہ شخص اپنے ہاتھوں سے نوالہ بنا کر کھلا رہا تھا اس لئے میں نے اس کی دل شکنی کی وجہ سے کچھ نہیں کہا اور جب اس کی نظر میرے چہرے پر پڑی تو وہ تاڑ گیا اور بہت نادم ہوا۔ اس کے بعد میں وہیں سے حج کا قصد کر کے قافلہ کے ہمراہ جس وقت قادسیہ پہنچا تو اہل قافلہ راستہ بھول گئے۔ اور کئی یوم تک کھانے کو بھی کچھ میسر نہ آیا آخر کار اضطراری حالت میں چالیس دینار کا ایک کتا خریدا گیا اور گوشت بھون کر جب سب کھانے بیٹھے تو مجھے اس شخص کی ندامت یاد آ گئی اور اسی ندامت کے ساتھ ہی راستہ مل گیا۔ پھر حج سے واپسی پر میں نے اس شخص کو تلاش کر کے معذرت خواہی کے بعد کہا کہ اس دن تیرے یہاں سڑا ہوا گوشت میرے قلب پر بار بن گیا لیکن دوران سفر کتے کا گوشت بھی مجھے برا معلوم نہیں ہوا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت مجھے یہ علم ہوا کہ مصر میں ایک نوجوان اور معمر شخص محو مراقبہ ہیں تو میں نے وہاں پہنچ کر انہیں سلام کیا لیکن جب دو مرتبہ کے بعد بھی انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا تو میں نے تیسری مرتبہ انہیں قسم دے کر کہا کہ میرے سلام کا جواب دے دو۔ یہ سن کر نوجوان نے سر اٹھا کر جواب دیتے ہوئے کہا کہ اے خفیف دنیا بہت تھوڑی سی ہے لہٰذا اس قلیل عرصہ میں کثیر حصہ حاصل کر لو۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ تم دنیا سے بے فکر ہو جب ہی تو ہمارے سلام کے لئے حاضر ہوئے ہو۔ یہ کہہ کر وہ پھر مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔ اور اس کی تاثیر آمیز نصیحت کا میرے اوپر ایسا اثر پڑا کہ شدت بھوک کے باوجود میری تمام بھوک غائب ہو گئی۔ اور انہیں دونوں کے ہمراہ میں نے ظہر و عصر کی نماز ادا کی۔ پھر جب میں نے نوجوان سے مزید کچھ نصیحت کرنے کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو خود ہی گرفتار بلا ہیں جس کی وجہ سے ہماری زبان نصیحت کے قابل ہی نہیں ہے بلکہ ہماری تمنا تو یہ ہے کہ ہمیں خود کوئی دوسرا شخص نصیحت کرے۔ لیکن میرے شدید اصرار پر اس نے کہا کہ ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھو جو تمہیں خدا کی یاد دلاتے رہیں اور زبانی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں عمل پیرا عامل بنا دیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ روم کے جنگل میں میں نے ایک ایسے راہب کی نعش دیکھی جس کو جلا دینے کے بعد لوگوں نے اس کی راکھ جب اندھوں کی آنکھوں میں لگائی تو ان کی بصارت واپس آ گئی اسی طرح ہر قسم کا مریض اس کی راکھ سے صحت یاب ہو گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ جب ان لوگوں کا دین ہی باطل ہے تو پھر یہ چیز ان کو کیسے حاصل ہو گئی؟ چنانچہ اسی شب خواب میں حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے خفیف جب باطل دین والوں میں صدق ریاضت سے یہ اثر پیدا کر دیا ہے تو پھر دین حق والوں کے صدق و ریاضت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر واقف راہ طریقت بھی اس راستہ پر گامزن نہ ہو گا، تو

Marfat.com

محشر میں سب سے زیادہ عذاب کا وہی مستحق گردانا جائے گا۔ آپ نے اتباع سنت کی غرض سے انگوٹھوں کے بل کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی سعی کی لیکن جب اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکے تو حضور اکرمؐ کو خواب میں یہ فرماتے سنا کہ انگوٹھوں کے بل کھڑے ہو کر ادائیگی نماز صرف میری ذات تک مخصوص تھی تمہیں ایسا نہ کرنا چاہیے۔

آپ نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور تمام لوگ سرگرداں و حیران پھر رہے ہیں۔ دریں اثنا ایک لڑکے نے آکر اپنے والد کا ہاتھ پکڑا اور تیزی کے ساتھ پل صراط پر سے گزر کر ان کو جنت میں لے گیا۔ چنانچہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد آپ نے فوری طور پر نکاح کر لیا اور جب ایک لڑکا تولد ہو کر فوت ہو گیا تو آپ نے بیوی سے فرمایا کہ میری تمنا تو پوری ہو گئی اب اگر تم چاہو تو طلاق حاصل کر سکتی ہو۔

آپ نے وقتاً فوقتاً دو دو تین تین نکاح کر کے چار سو نکاح کئے کیونکہ عورتیں بکثرت آپ سے نکاح کرنے کی متمنی رہا کرتی تھیں لیکن ایک بیوی جو کسی وزیر کی لڑکی تھی مکمل چالیس سال تک آپ کے نکاح میں رہی اور جب وہ تمام عورتیں جو آپ کے نکاح میں رہ چکی تھیں ایک دن یکجا ہوئیں تو ایک نے دوسری سے پوچھا کہ کیا شیخ خلوت میں کبھی تمہارے ساتھ ہم بستر ہوئے؟ سب نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ کبھی نہیں۔ اور جب وزیر کی لڑکی سے معلوم کیا گیا تو اس نے بتایا کہ جس دن شیخ میرے یہاں تشریف لاتے ہیں تو پہلے ہی سے مطلع کر دیتے ہیں۔ اور میں نفیس قسم کے کھانے تیار کر کے لباس و زیور سے آراستہ ہو جاتی ہوں۔ چنانچہ جب پہلی مرتبہ آپ میرے یہاں آئے اور میں نے جب کھانا آپ کے سامنے پیش کیا تو پہلے تو آپ کچھ دیر تک مجھے دیکھتے رہے پھر میرا ہاتھ اپنی بغل میں لے کر پیٹ اور سینہ پر پھیرا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ کے شکم مبارک پر اٹھارہ گرہیں پڑی ہوئی ہیں اور آپ نے فرمایا کہ یہ سب گرہیں صبر کی ہیں کیونکہ تیری جیسی حسین صورت اور اس قدر نفیس کھانوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور اس کے بعد سے مجھ میں کبھی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ آپ سے کوئی سوال کر سکوں۔

آپ کے مریدین میں دو افراد کا نام احمد تھا لہٰذا دونوں میں امتیاز کی غرض سے ایک کو احمد کہہ اور دوسرے کو احمد مہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ لیکن آپ کو احمد کہہ سے زیادہ رغبت تھی۔ جب کہ احمد مہ عبادت و ریاضت میں احمد کہہ سے کہیں زیادہ تھے اور یہ بات تمام مریدین کو ناگوار خاطر بھی تھی کہ آپ زیادہ عابد و زاہد سے محبت کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ نے مریدین کے احساسات کو محسوس کرتے ہوئے ایک اجتماع عام میں احمد کہہ سے فرمایا کہ جا کر اونٹ کو چھت پر باندھ دو، لیکن اس نے عرض کیا کہ چھت پر اونٹ کیسے چڑھ سکتا ہے۔ پھر جب آپ نے احمد مہ کو حکم دیا تو وہ آمادہ ہو گیا اور اونٹ کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن اونٹ میں حرکت تک نہ ہو سکی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ظاہر و باطن میں یہی فرق ہوتا ہے۔ احمد کہہ قلب سے میری اطاعت کرتا ہے اور احمد مہ صرف ظاہری عبادت پر نازاں ہے۔

ایک مسافر سیاہ لباس میں ملبوس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے سیاہ لباس استعمال کرنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ میرے حکمران یعنی نفس و ہوا دونوں فوت ہو گئے ہیں اسی لئے میں نے ماتمی لباس پہن رکھا ہے یہ سن کر آپ نے مریدین کو

Marfat.com

حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دو۔ چنانچہ لوگوں نے تعمیل حکم کر دی۔ غرض کہ اسی طرح ستر مرتبہ اس کو باہر نکلوایا گیا لیکن ذرہ برابر بھی اس کے قلب میں میل نہیں آیا۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ یہ لباس واقعی تمہارے ہی لئے مناسب ہے کیونکہ ستر مرتبہ کی تذلیل کے بعد بھی تمہیں کوئی ناگواری نہیں ہوئی۔

دو درویش طویل سفر کے بعد جب آپ کے یہاں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ شاہی دربار میں ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے سوچا کہ یہ کس قسم کے بزرگ ہیں جو دربار شاہی میں حاضری دیتے ہیں۔ یہ سوچ کر دونوں بازار کی جانب نکل گئے اور اپنے خرقہ کی جیب سلوانے کے لئے درزی کی دکان پر پہنچے۔ اسی دوران درزی کی قینچی گم ہو گئی اور اس نے ان دونوں کو چوری کے شبہ میں پولیس کے حوالے کر دیا اور جب پولیس دونوں کو لے کر شاہی دربار میں پہونچی تو حضرت عبداللہ خفیف نے بادشاہ سے سفارش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں چور نہیں ہیں لہٰذا ان کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی سفارش پر ان کو رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ میں دربار شاہی میں صرف اسی غرض کے لئے موجود رہتا ہوں۔ یہ سن کر وہ دونوں معذرت خواہی کے بعد آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہو گئے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خدا کے مقبول بندوں سے بے اعتقادی بھی وجہ مصیبت بن سکتی ہے

کسی مسافر کو آپ کے یہاں حاضری کے بعد دست آنے شروع ہو گئے حتیٰ کہ رات گئے تک اس کو پچاس مرتبہ رفع حاجت کے لئے لے جایا گیا۔ لیکن جب رات کے آخری حصہ میں آپ کی آنکھ لگ گئی اور اس کو رفع حاجت کی ضرورت پیش آئی تو اس نے آپ کو آواز دی، اور جب نیند آ جانے کی وجہ سے آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تو اس مسافر نے چیخ کر کہا، او شیخ، کہاں چلا گیا، تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ جملہ سن کر لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے اس کی پاسداری کیوں کی، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خراب بات سننے کے لئے کان عطا نہیں کئے میں نے تو اس کو یہ کہتے سنا کہ تیرے اوپر رحمت ہو۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور انس و جن کو تخلیق فرمایا پھر عصمت و کفایت اور جبلت کو تخلیق فرما کر حکم دیا کہ ہر نوع کے افراد ان میں سے ایک ایک شے کو اپنے لئے منتخب کر لیں، چنانچہ ملائکہ نے عصمت کو اختیار کیا، جنات نے کفایت کو اور انسانوں نے جبلت کو منتخب کیا۔ اسی لئے انسان کثرت کے ساتھ حیلہ سازی سے کام لیتا ہے۔ فرمایا کہ عہد گذشتہ میں صوفیاء جنات پر غالب رہتے تھے لیکن اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ فرمایا کہ صوفیا کی شان یہ ہے کہ وہ صوف صفا کا لباس اختیار کرے یعنی صفائی باطن کے بعد صوف استعمال کرے۔ اور ترک دنیا کے بعد اپنے نفس پر ظلم کرتا رہے پھر فرمایا کہ پاکیزگی کے ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہونا وجہ راحت ہے۔ فرمایا کہ مقدرات پر شاکر رہنا اور مصائب کا مقابلہ کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔ فرمایا کہ رضا کی دو قسمیں ہیں اول حق کے ساتھ تدبیر میں رضا اختیار کرنا۔ دوم حق سے حق کی تقدیر میں رضا اختیار کرنا۔ فرمایا کہ مکشوفات غیبی ہی کا نام ایمان ہے۔ فرمایا کہ عبادت نام ہے دائمی غم و خوشی کو ترک کر دینے کا۔ فرمایا وصل نام ہے محبوب سے اس اتصال کا جس کے بعد کچھ یاد نہ رہے۔ فرمایا کہ نفس و دنیا اور ابلیس سے کنارہ کشی کا نام تقویٰ ہے۔ فرمایا کہ عبادت الٰہی سے نفس کو شکست دینے کا نام ریاضت ہے۔ فرمایا کہ قابو یافتہ شے سے اعراض اور غیر قابو یافتہ شے کو طلب

Marfat.com

نہ کرنے کا نام قناعت ہے۔ پھر فرمایا کہ زہد نام ہے زر و مال کو نظر انداز کر دینے کا۔ فرمایا کہ امید وصل میں مسرت کا نام رجا ہے فرمایا کہ اپنے تمام امور کو سپرد خدا کر کے مصائب پر صبر کرنے کا نام عبودیت ہے۔ فرمایا کہ اظہار فقر معیوب شے ہے۔ فرمایا کہ جو کچھ میسر آئے کھا کر خدا کا شکر کرے اور میسر نہ آئے تو صبر سے کام لے۔

وفات انتقال کے وقت خادم کو آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ موت کے بعد میرے ہاتھ میں رسّی باندھ کر اور گلے میں طوق ڈال کر قبلہ رو بٹھا دینا۔ تاکہ اسی طرح سے شاید میری مغفرت ہو جائے اور موت کے بعد جب خادم نے وصیت پر عمل کرنے کا قصد کیا تو ندائے غیبی آئی کہ او بے ادب! کیا تو ہمارے محبوب کو رسوا کرنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر اس نے وصیت پر عمل کرنے کا قصد ترک کر دیا۔

باب ۶۹

حضرت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ ممتاز روزگار بزرگوں میں سے ہوئے اور آپ کو ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اداب طریقت سے بخوبی واقفیت کی بنا پر آپ خود فرماتے ہیں کہ بیس برس ادب الٰہی کی وجہ سے کبھی خلوت میں بھی پاؤں نہیں پھیلائے آپ حضرت عبداللہ تستری کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

حالات مکہ معظمہ کے دوران قیام مکمل ایک سال تک محض عظمت کعبہ کی وجہ سے نہ تو کبھی آپ نے دیوار سے ٹیک لگائی نہ کسی سے بات کی اور نہ کبھی سوئے۔ اور جب ابو بکر کتانی نے سوال کیا کہ آپ یہ مشقتیں کیونکر برداشت کر لیتے ہیں فرمایا کہ میرے صدق باطنی نے میری قوت ظاہری کو یہ قوت برداشت عطا کر دی ہے۔ مشہور ہے کہ آپ کی وفات کے بعد حضرت جنید بغدادی کو آپ کا جانشین مقرر کر دیا گیا تھا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص نماز عصر کے وقت بال بکھرائے اور برہنہ پا آیا اور وضو کر کے نماز عصر ادا کرنے کے بعد نماز مغرب تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر جب میں نے نماز مغرب شروع کی تو وہ بھی نماز پڑھ کر پھر سر جھکا کے بیٹھ گیا۔ اتفاق سے اسی رات خلیفہ صوفیا کے یہاں صوفیا کی دعوت تھی اور جب اس شخص سے دعوت میں چلنے کے لئے کہا گیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے خلیفہ صوفیا سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اگر تم مناسب تصور کرو تو میرے لئے تھوڑا سا حلوہ لیتے آنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو غیر مسلم خیال کرتے ہوئے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں کی۔ اور جب دعوت میں واپسی پہ دیکھا تو پہلی ہی سی حالت میں

Marfat.com

سر جھکائے بیٹھا ہوا ہے پھر اسی شب میں نے حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دائیں بائیں جانب حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ ہیں اور ان کے علاوہ بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام اور بھی ہیں، لیکن جب میں حضورؐ کے سامنے حاضر ہوا تو آپؐ نے منہ پھیر لیا اور جب میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ ہمارے ایک محبوب نے تجھ سے حلوہ طلب کیا لیکن تو نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ اس خواب کے بعد جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ شخص خانقاہ سے باہر نکل رہا ہے اور جب میں نے آواز دے کر کہا کہ ٹھہر جاؤ میں ابھی تمہاری خدمت میں حلوہ پیش کرتا ہوں تو اس نے جواب دیا کہ بیس ہزار ایک سو انبیاء کی سفارش کے بعد اب تجھے حلوے کا خیال آیا۔ اس سے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا۔ یہ کہہ کر وہ نہ جانے کس طرف کو نکل گیا اور تلاش بسیار کے باوجود آج تک اسے نہیں پا سکا۔

بغداد کی مسجد جامع میں ایک ایسے بزرگ قیام پذیر تھے جو سدا ایک ہی لباس زیب تن کئے رہتے تھے۔ اور آپ سے جب وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت نہایت نفیس لباس میں ملبوس جنت میں دسترخوان پر بیٹھی ہوئی ہے لیکن جب میں بھی وہاں بیٹھ گیا تو ایک فرشتہ نے کھینچ کر مجھے اٹھاتے ہوئے کہا کہ تو اس جگہ بیٹھنے کے قابل نہیں، کیونکہ یہ سب وہ بندے ہیں جنہوں نے تاحیات ایک ہی لباس استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اس دن سے میں نے بھی ایک لباس کے سوا کبھی دوسرا لباس نہیں پہنا۔

اقوالِ زریں

دوران وعظ کسی نوجوان نے آپ سے عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ میرا دلِ گم گشتہ واپس مل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ تو خود اسی مرض میں گرفتار ہیں۔ فرمایا کہ عہد گذشتہ میں معاملہ دین پر موقوف تھا۔ دوسرے دور میں وفا پر، تیسرے دور میں مروت پر، اور چوتھے دور میں حیا پر تھا، لیکن اب تو نہ دین ہے نہ حیا ہے نہ وفا ہے نہ مروت ہے بلکہ سب کا معاملہ ہیبت پر موقوف ہے۔ فرمایا کہ قلب کا حقیقی عمل قربتِ الٰہی اور اس کی صنعتوں کا مشاہدہ ہے۔ فرمایا کہ اتباعِ نفس کرنے والا قیدی ہے۔ پھر فرمایا کہ راحتِ نفس کے معاملہ میں نعمت و محنت میں تفریق نہ کرنی چاہیے۔ فرمایا کہ شجرِ یقین کا ثمر اخلاص ہے، اور رشک کا ثمرہ ریا ہے۔ فرمایا کہ افضل ترین شکر یہ ہے کہ بندہ خود کو ادائیگی شکر سے عاجز تصور کرتا رہے۔ پھر فرمایا کہ عام بندوں کی لڑائی نفس سے اور ابدالین کی جنگ فکر سے اور زاہدین کی جنگ شہوات سے اور تائب کی جنگ لغزشوں سے اور مریدین کی جنگ لذات سے ہوتی ہے۔ فرمایا کہ سلامتی ایمان درستی جسم اور ثمرۂ دین تین چیزوں پر موقوف ہے اول کفایت سے کام لینا دوم نواہی سے احتراز کرنا اور سوم کم غذا کھانا۔ اس لئے کہ کفایت تو درستی باطن کا باعث ہوتی ہے اور نواہی سے کنارہ کشی نور باطن کا سبب بنتی ہے اور قلت غذا نفس کو مشقت برداشت کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ فرمایا کہ مشاہدہ اصول ساعت فروع پر مبنی ہے۔ اور فروع کی درستی موقوف ہے مطابقت اصول پر اور جب تک اس شئے کو معظم نہ سمجھا جائے جس کی تعظیم اللہ تعالٰی نے کی ہو، اس وقت تک اصول و مشاہدہ کا راستہ نہیں مل سکتا۔ فرمایا کہ انوار الٰہی سے زندہ رہنے والوں کو کبھی موت نہیں آتی۔ فرمایا کہ عارفین شروع سے ہی خدا کو یاد کرتے ہیں اور عام لوگ صرف تکلیف میں یاد کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جس وقت حضور اکرمؐ نے حق سے حق کا مشاہدہ فرمایا تو حق کے ساتھ حق کے ذریعہ زمان و مکان سے لقا حاصل کی کیونکہ آپ کو وہ حضوری حاصل ہوئی کہ اوصاف خداوندی میں گم ہو کر زمان و مکان سے بے نیاز ہو گئے۔

Marfat.com

باب ۷۰

حضرت حسین منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف و تذکرہ آپ کے متعلق عجیب و غریب قسم کے اقوال منقول ہیں لیکن آپ بہت ہی نرالی شان کے بزرگ اور اپنے طرز پر یگانہ روزگار تھے۔ اکثر صوفیاء نے آپ کی بزرگی سے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ تصوف سے قطعاً نابلد تھے۔ آپ ہمیشہ شوق و سوز کے عالم میں مستغرق رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف مغلق و دقیق عبارات کا مجموعہ تھیں حتیٰ کہ بعض لوگوں نے تو کافر و ساحر تک کا خطاب دے دیا اور بعض کا خیال ہے کہ آپ اہل حلول میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا تکیہ اتحاد پر تھا۔ لیکن حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ توحید کا معمولی سا واقف بھی آپ کو حلول و اتحاد کا علمبردار نہیں کہہ سکتا، بلکہ اس قسم کا اعتراض کرنے والا خود ناواقف توحید ہے اور اگر ان چیزوں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بغداد میں ایک جماعت نے حلول و اتحاد کے چکر میں گمراہ ہو کر خود کو حلاجی کہنے سے بھی گریز نہیں کیا حالانکہ انہوں نے صحیح معنوں میں آپ کے کلام کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس زمرے میں تقلید شرط نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس مرتبہ پر فائز فرما دے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ مجھے تو اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ درخت سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ کی صدا کو تو جائز قرار دیتے ہیں اور اگر یہی جملہ آپ کی زبان سے نکل گیا تو خلاف شرع بتاتے ہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جس طرح حضرت عمر کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اسی طرح آپ کی زبان سے بھی کلام کیا۔ اور یہی جواب حلول و اتحاد کے واہیات تصورات کو بھی دُور کر سکتا ہے اس کے علاوہ بعض حضرات حسین بن حلاج اور حسین بن منصور کو دو جداگانہ شخصیتیں قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حسین ملحد بغداد کا باشندہ اور جادوگر تھا جس کی نشوونما واسط میں ہوئی اور حضرت عبداللہ خفیف کے قول کے مطابق حسین بن منصور عالم ربانی ہوئے ہیں۔ اور حضرت شبلی نے تو یہاں تک فرما دیا کہ مجھ میں اور حسین بن منصور میں صرف اتنا سا فرق ہے کہ ان کو لوگوں نے دانشور تصور کر کے ہلاک کر دیا اور مجھ کو دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بہرحال انہیں اقوال کی مطابقت میں حضرت مصنف فرماتے کہ اگر حسین بن منصور حقیقت میں مطعون و ملعون ہوتے تو پھر یہ دونوں عظیم بزرگ ان کی شان میں اتنے بہتر الفاظ کیسے استعمال کر سکتے تھے۔ لہٰذا ان دونوں بزرگوں کے اقوال حضرت حسین بن منصور کے صوفی ہونے کے لئے بہت کافی ہیں۔

حضرت منصور ہمہ اوقات عبادات میں مشغول رہا کرتے تھے اور میدان توحید و معرفت میں دوسرے اہل خیر کی طرح آپ بھی شریعت و سنت کے متبعین میں سے تھے۔ گو آپ کی زبان سے انا الحق کا غیر شرعی جملہ نکل گیا لیکن آپ کو کافر کہتے ہیں اس

Marfat.com

لئے تردد ہے کہ آپ کا قول حقیقت میں خدا کا قول تھا، اور حضرت مصنف کی رائے ہے کہ جو مشائخین آپ کی بزرگی کے قائل نہیں ہیں ان کے اقوال صوفیار کی شان کے مطابق نہیں بلکہ بربنائے حسد انہوں نے آپ کو مورد الزام گردانا ہے اس لئے ان مشائخین کے اقوال کو قابل قبول کہنا دانشمندی کے خلاف ہے۔

آپ اٹھارہ سال کی عمر میں تستر تشریف لے گئے اور وہاں دو سال تک حضرت عبداللہ تستری کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے بعد بصرہ چلے گئے پھر وہاں سے دو حرتہ پہنچے جہاں حضرت عمرو بن عثمان مکی کی صحبت سے فیضیاب ہو کر حضرت یعقوب اقطع کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا۔ لیکن حضرت عمرو بن عثمان کی ناراضگی کے باعث حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں بغداد پہنچ گئے اور وہاں حضرت جنید نے آپ کو خلوت وسکوت کی تربیت سے مرصع کیا، پھر وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد حجاز تشریف لے گئے اور ایک سال قیام کرنے کے بعد جماعت صوفیار کے ہمراہ پھر بغداد واپس آ گئے اور وہاں حضرت جنید سے نہ معلوم کس قسم کا سوال کیا جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ تو بہت جلد لکڑی کا سر سرخ کرے گا یعنی سُولی چڑھا دیا جائے گا۔ حضرت منصور نے جواب دیا کہ جب مجھے سولی دی جائے گی تو آپ اہل ظاہر کا لباس اختیار کر لیں گے۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت علمار نے متفقہ طور پر حسین منصور کو قابل گردن زدنی ہونے کا فتویٰ دیا تو خلیفہ وقت نے کہا کہ حضرت جنید جب تک فتوے پر دستخط نہ کریں گے میں منصور کو پھانسی نہیں دے سکتا۔ اور جب یہ اطلاع حضرت جنید کو پہنچی تو آپ نے مدرسہ میں جا کر پہلے علمار ظاہر کا لباس زیب تن کیا اس کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ ہم ظاہر کے اعتبار سے منصور کو سولی پر چڑھانے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت جنید نے جب حضرت منصور کے کسی مسئلہ کا جواب نہیں دیا تو وہ حضرت جنید سے ملاقات کئے بغیر خفا ہو کر اپنی بیوی کے ہمراہ تستر چلے گئے اور ایک سال تک وہیں مقیم رہے اور وہاں کے لوگ آپکے بے حد معتقد ہو گئے۔ لیکن آپ اپنی فطرت کے مطابق اہل ظاہر کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہے جس کی وجہ سے لوگوں میں آپ کے خلاف نفرت وحسد کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ دوسری سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عمرو بن عثمان نے اہل خورستان کو آپ کی برائیاں تحریر کر کے اور بھی آپ کے خلاف معاندانہ جذبہ رونما کر دیا۔ چنانچہ آپ کو اس طرز عمل سے بے حد رنج پہنچا اور آپ نے صوفیا کا لباس ترک کر کے اہل دنیا کا لباس اختیار کر کے دنیا داروں جیسا ہی رہن سہن اختیار کر لیا۔ اور مکمل پانچ سال تک ہمہ اوست کے فلسفہ میں گم رہے۔ اور مختلف ممالک میں مقیم رہ کر آخر میں فارس پہنچے اور اہل فارس کو بلند پایہ تصانیف پیش کیں اور اپنے وعظ ونصیحت میں ایسے ایسے رموز نہاں کا انکشاف کیا کہ لوگوں نے آپ کو حلاج الاسرار کا خطاب سے نواز دیا پھر بصرہ پہنچ کر دوبارہ صوفیا کا لباس اختیار کر کے مکہ معظمہ کا عزم کیا اور راستہ میں بے شمار صوفیار سے ملاقاتیں کرتے رہے، لیکن مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد حضرت یعقوب نہر جوری نے آپ کو جادوگر کہنا شروع کر دیا پھر وہاں سے واپسی کے بعد ایک سال بصرہ میں قیام کیا اور اہواز ہوتے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئے اور وہاں سے خراسان وماوراء النہر ہوتے ہوئے چین پہنچ کر لوگوں کو وعظ ونصیحت کا سلسلہ شروع کر دیا اور جن جن ممالک میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے آپ کے اوصاف

کے مطابق خطابات سے نوازا۔ گھوم پھر کر آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے اور دو سال قیام کے بعد جب واپسی ہوئی تو آپ میں اس درجہ تغیر پیدا ہو گیا کہ آپ کا کلام لوگوں کی فہم سے باہر ہو گیا اور جن ممالک میں آپ تشریف لے جاتے وہاں کے لوگ آپ کو نکال دیتے جس کی وجہ سے آپ نے ایسی ایسی اذیتیں برداشت کیں کہ کسی دوسرے صوفی کو ایسی تکالیف کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ آپ کو حلاج اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ روئی کے ذخیرے پر سے گذرے اور عجیب انداز میں کچھ اشارہ کیا جس کی وجہ سے وہ روئی خود بخود دھنک گئی۔

ہر رات آپ چار سو رکعتیں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اور اس فعل کو اپنے اوپر فرض قرار دے لیا تھا۔ اور جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ ایسے بلند مراتب کے بعد آپ اذیتیں کیوں برداشت کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ دوست کا مفہوم ہی یہ ہے کہ مصائب پر صبر کیا جائے اور جو اس کی راہ میں فنا ہو جاتے ہیں راحت و غم کا کوئی احساس باقی نہیں رہتا۔

آپ نے پچاس سال کے سن میں یہ فرمایا کہ اب تک میرا کوئی مسلک نہیں لیکن تمام مذاہب میں جو جو مشکل ترین چیزیں ہیں انہیں میں نے اختیار کر لیا ہے۔ اور پچاس برس میں ایک ہزار سال کی نمازیں ادا کر چکا ہوں اور ہر نماز کے لئے غسل کو ضروری تصور کیا ہے۔

عبادت و ریاضت کے دور میں مسلسل آپ ایک ہی گدڑی میں زندگی بسر کرتے رہے اور جب لوگوں کے اصرار پر مجبور ہو کر اس گدڑی کو اتارا تو اس میں تین رتی کے وزن کے برابر جوئیں پڑ گئی تھیں۔ کسی شخص نے آپ کے قریب ایک بچھو کو دیکھ کر مارنے کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو مت مارنا کیونکہ بارہ برس سے یہ میرے ساتھ ہے۔

حضرت رشید خرد سمرقندی بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بہت سے لوگ سفر حج میں آپ کے ہمراہ تھے اور کئی یوم سے کوئی غذا نصیب نہیں ہوئی تھی چنانچہ جب آپ سے سب نے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے یہ فرمائش کی کہ اس وقت ہماری طبیعت سری کھانے کو چاہتی ہے تو آپ نے سب کی صف بندی کر کے بٹھا دیا اور جب اپنی کمر کے پیچھے ہاتھ لے جاتے تو ایک بھنی ہوئی سری اور دو گرم روٹیاں نکال نکال کر سب کے سامنے رکھتے جاتے اس طرح ان چار سو افراد نے جو آپ کے ہمراہ تھے، شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر آگے چل کر لوگوں نے کہا کہ ہماری طبیعت خرموں کو چاہتی ہے۔ چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے زور زور سے ہلاؤ اور جب لوگوں نے یہ عمل کیا تو آپ کے جسم میں سے اس قدر خرمے جھڑے کہ لوگ سیر ہو گئے۔

مریدین کی جماعت نے کسی جنگل میں آپ سے انجیر کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے جیسے ہی فضا میں ہاتھ بلند کیا، تو انجیر سے لبریز ایک طباق آپ کے ہاتھ میں آ گیا اور آپ نے پوری جماعت کو کھلا دیا۔ اسی طرح جب مریدین نے حلوے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ان کو حلوہ پیش کر دیا اور لوگوں نے جب عرض کیا کہ ایسا حلوہ تو بغداد کے بازاروں میں ملتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے بغداد کے بازار اور جنگل سب مساوی ہیں۔ سنا گیا ہے کہ اسی دن بغداد کے باب الطاقہ کے بازار میں سے کسی حلوائی کا حلوے سے بھرا ہوا طباق گم ہو گیا اور جب آپ کی جماعت بغداد پہنچی تو حلوائی نے اپنا طباق شناخت کرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ یہ

Marfat.com

تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ اور جب لوگوں نے اسے پورا دافعہ بتایا تو وہ حلوائی آپ کی کرامت سے متاثر ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔

ایک مرتبہ سفرِ حج میں آپ کے ہمراہ چار ہزار افراد مکہ معظمہ پہنچے وہاں پہنچ کر آپ ننگے سر اور برہنہ جسم کھڑے ہو گئے اور مکمل ایک سال تک اسی حالت میں کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ شدید دھوپ کی وجہ سے آپ کی ہڈیوں تک کا گودا پگھل گیا اور جسم کی کھال پھٹ گئی۔ اسی دوران کوئی شخص روزانہ ایک ٹکیا اور ایک کوزہ پانی آپ کے پاس پہنچا دیتا تھا اور آپ ٹکیہ کے کنارے کھا کر باقی ماندہ حصہ کو کوزے پر رکھ دیا کرتے تھے اور آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے تہہ بند میں ایک بچھو نے رہنے کی جگہ بنالی تھی۔

میدانِ عرفات میں آپ نے کہا کہ اے اللہ تو سرگرداں لوگوں کو راہ دکھانے والا ہے اور اگر میں واقعی کافر ہوں تو میرے کفر میں اضافہ فرما دے پھر جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو آپ نے دعا کی کہ اے خدا میں تجھ کو واحد تصور کرتے ہوئے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اور تیرے انعامات پر اپنے عجز کی وجہ سے شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا تو میرے بجائے اپنا شکر خود ہی ادا کرلے، اس لئے کہ بندوں سے تیرا شکر کسی طرح بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ نے ابلیس سے دریافت کیا کہ تو نے حضرت آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو خدا تعالےٰ کا مشاہدہ کرنے والوں اور اس کو سجدہ کرنے والوں میں سے تھا اس لئے مجھے یہ گوارہ نہ ہو سکا کہ اس کے سوا کسی اور کو سجدہ کروں اور آپ کے اشتیاق دیدار کا یہ عالم ہے کہ اُنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ کا فرمان سنتے ہی کوہ طور کی جانب چل پڑے اور طور پر دیکھنے لگے۔

ارشادات

جس وقت لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت موسیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو جواب دیا کہ وہ مبنی برحق ہیں اور جب فرعون کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ بھی سچا تھا کیونکہ خدا نے دو طرح کے لوگ پیدا فرمائے ہیں ایک عام اور ایک خاص اور دونوں قسم کے لوگ اپنے اپنے راستوں پر چلتے رہتے ہیں اور دونوں کو راستہ دکھانے والا خدا ہے فرمایا کہ خدا کی یاد میں دنیا و آخرت کو فراموش کر دینے والا ہی واصل الی اللہ ہوتا ہے۔ اور خدا کے سوا ہر شے سے مستغنی ہو کر عبادت کرنا فقر ہے۔ فرمایا کہ صوفی اپنی ذات میں اس لئے واحد ہوتا ہے کہ نہ تو وہ کسی کو جانتا ہے اور نہ اس سے کوئی واقف ہوتا ہے۔ فرمایا کو نورِ ایمانی کے ذریعہ خدا کی جستجو کرو۔ فرمایا کہ حکمت ایک تیر ہے اور تیر انداز خدا تعالےٰ ہے اور مخلوق اس کا نشانہ۔ پھر فرمایا کہ مومن وہ ہے جو امارت کو معیوب تصور کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے۔ فرمایا کہ سب سے بڑا اخلاق جفائے مخلوق پر صبر کرنا اور اللہ کو پہچاننا ہے۔ فرمایا کہ عمل کو کدورت سے پاک رکھنے کا نام اخلاق ہے۔ فرمایا کہ بندوں کی بصیرت، عارفین کی معرفت، علماء کا نور اور گذشتہ نجات پانے والوں کا راستہ ازل سے ابد تک ایک ہی ذات سے وابستہ ہے۔ فرمایا کہ میدانِ رضا میں یقین کی حیثیت ایک اژدھے جیسی ہے جس طرح جنگل میں ذرّے کی حیثیت ہوتی ہے اسی طرح پورا عالم اس اژدھے کے منہ میں رہتا ہے۔ فرمایا کہ جس طرح بادشاہ ہوس ملک گیری میں مبتلا رہتے ہیں اسی طرح ہم ہر لمحہ مصائب کے طالب رہتے ہیں۔ فرمایا کہ

Marfat.com

بندگی کی منازل طے کرنے والا آزاد ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مرید سایۂ توبہ اور مراد سایۂ عصمت میں رہتا ہے اور مرید وہ ہے جس کے مکشوفات پر اجتہاد کا غلبہ ہو۔ اور مراد وہ ہے جس کے مکشوفات اجتہاد پر سبقت لے جائیں۔ فرمایا کہ انبیاء کرام جیسا زہد آج تک کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ بعض لوگوں نے سوال کیا کہ دست دعا زیادہ طویل ہے یا دست عبادت۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں ہاتھوں کی کہیں تک رسائی نہیں کیونکہ گو دست دعا کو دامن قبولیت تک رسائی حاصل ہے لیکن مردان حق اس کو شرک تصور کرتے ہیں اور دست عبادت کو گو دامن شریعت تک رسائی حاصل ہے لیکن مردان حق کے نزدیک وہ پسندیدہ نہیں۔ لہٰذا بلند ترین ہے وہ ہاتھ جو سعادت حاصل کرے۔ فرمایا کہ عبودیت کا اتصال ربوبیت سے ہے۔ فرمایا کہ ذات خداوندی جس پر منکشف ہونی چاہتی ہے تو اونٹ سی شے کو قبول کرکے منکشف ہو جاتی ہے ورنہ اعمال صالحہ کو بھی قبول نہیں کرتی۔ فرمایا کہ جب تک مصائب پر صبر نہ کیا جائے عنایت حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ انبیاء کرامؑ پر اعمال کا غلبہ اس لئے نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ خود اعمال پر غالب رہتے تھے اسی وجہ سے بجائے اس کے اعمال ان کو گردش دے سکتے وہ خود اعمال کو گردش دیا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ صبر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھانسی پر لٹکا دیا جائے جب بھی منہ سے اُف نہ نکلے۔ چنانچہ جب آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو اُف تک نہیں کی۔

حالات جب حضرت شبلی آپ کو قتل کرنے کی نیت سے پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسے اہم کام کا قصد کر لیا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر دیوانگی طاری ہے اور میں خود ہی اپنی موت کو دعوت دے رہا ہوں لہٰذا تم مجھ کو قتل نہ کرو۔ آپ کے ان کلمات سے بہت سے لوگ برگشتہ ہو گئے اور خلیفہ کو بھی آپ کی جانب سے بدظن کر دیا حتیٰ کہ انا الحق کہنے کی وجہ سے کفر کا فتویٰ عائد کر دیا گیا اور جب آپ سے سوال کیا گیا کہ بندے کا دعویٰ خدائی کرنا داخل کفر ہے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ حقیقتاً ہمہ اوست ہے اور تمہارے قول کے مطابق وہ گم نہیں ہوا ہے لیکن حسین گم ہو گیا ہے اور بحر محیط میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی ممکن نہیں۔ اور جب لوگوں نے حضرت جنید سے عرض کیا کہ منصور کے قول میں کسی طرح کی تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اب تم لوگ اس سلسلہ میں کچھ نہ کہو کیونکہ اب تاویل کا وقت گذر چکا ہے۔ چنانچہ علماء کی ایک جماعت اور خلیفہ وغیرہ سب آپ سے ناراض ہو گئے اور ایک برس تک آپ کو قید خانہ میں ڈالے رکھا۔ لیکن آپ کے معتقدین وہاں بھی پہنچتے رہتے تھے اور آپ ان کے مسائل کا تسلی بخش جواب دیتے تھے۔ پھر آپ کے پاس لوگوں کو جانے کی ممانعت کر دی گئی اور پانچ ماہ تک ایک فرد بھی آپ کے پاس نہیں پہنچا۔ مگر اس عرصہ میں بعض بزرگوں نے آپ کے پاس دو افراد کو بھیج کر یہ کہلوا دیا کہ انا الحق کہنے سے توبہ کر لو تاکہ قید سے رہا کر دیا جائے۔ آپ نے جواب دیا میں معذور ہوں۔ پھر ایک مرتبہ حضرت عطا خود بھی آپ کے پاس گئے لیکن آپ نے انہیں بھی وہی جواب دیا۔

جس دن آپ کو قید میں ڈالا گیا تو رات کو جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو آپ وہاں نہیں تھے اور دوسری شب میں نہ قید خانہ موجود تھا نہ آپ تھے اور تیسری شب میں دونوں موجود تھے اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلی شب میں تو میں حضورؐ کی خدمت میں تھا اور دوسری شب حضورؐ یہاں تشریف فرما تھے اس لئے قید خانہ گم ہو گیا تھا۔ اور اب مجھے شریعت کے تحفظ کی خاطر یہاں پھر بھیج دیا گیا ہے

Marfat.com

آپ قید خانہ کے اندر ایک رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ پھر جب لوگوں نے پوچھا کہ جب انا الحق خود آپ ہیں تو پھر نماز کس کی پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ اپنا مرتبہ ہم خود سمجھتے ہیں۔

قید خانہ میں آپ کے علاوہ اور بھی تین سو قیدی موجود تھے اور جب آپ نے ان سے کہا کہ کیا تم کو رہا کر دوں تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ طاقت ہے تو پھر تم خود کیوں یہاں آئے۔ آپ نے اشارہ کیا کہ تو تمام قیدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں اور جب دوبارہ اشارہ کیا تو تمام قفل ٹوٹ گئے پھر آپ نے قیدیوں سے فرمایا کہ جاؤ ہم نے تمہیں رہا کر دیا۔ اور جب قیدیوں نے کہا کہ آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے تو فرمایا کہ مجھے اپنے آقا کے ساتھ ایک ایسا راز وابستہ ہے جو سولی پر چڑھے بغیر حل نہیں ہو سکتا گو میں اپنے آقا کا قیدی ہوں لیکن شریعت کی پاسداری بھی واجب ہے چنانچہ صبح کو دیکھا گیا تو تمام قیدی فرار ہو چکے تھے اور آپ کے سوا وہاں کوئی اور نہیں تھا اور جب آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے سب کو رہا کر دیا۔ اور ہم اس لئے ٹھہر گئے ہیں کہ ہمارے آقا کا ہم پر عتاب نازل ہے اور جب یہ اطلاع خلیفہ کو پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ انہیں کوڑے مار مار کر فوراً قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل حکم کی خاطر قید خانے سے باہر لا کر جب آپ کو تین سو کوڑے لگائے گئے تو آپ نے انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ ایک ہی حالت میں کھڑے رہے۔ اور جس نے آپ کو کوڑے لگائے اس کا بیان ہے کہ میں ہر کوڑے پر یہ آواز سنتا ہوں یا ابن منصور لاتخف یعنی اے منصور خوفزدہ نہ ہو اور جس وقت آپ کو سولی دی جانے والی تھی تو ایک لاکھ افراد کا وہاں اجتماع تھا اور آپ ہر سمت دیکھ کر حق حق حق اور انا الحق کہہ رہے تھے۔ اس وقت کسی اہل اللہ نے پوچھی کہ عشق کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ آج کل اور پرسوں میں تجھکو معلوم ہو جائے گا چنانچہ اسی دن آپ کو پھانسی دی گئی اگلے دن آپ کی نعش کو جلایا گیا اور تیسرے دن خاک ہوا میں اڑا دی گئی۔ گویا آپ کے قول کے مطابق عشق کا صحیح مفہوم یہ تھا۔ اور جب آپ کے خادم نے وصیت کرنے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا کہ اپنے نفس کو تمام علائق دنیاوی سے خالی کر لے ورنہ یہ نفس تجھ کو ایسی چیزوں میں پھانس دے گا جو تیرے بس کی نہ ہوگی۔ اور جب آپ کے صاحبزادے نے وصیت کی خواہش کی تو فرمایا کہ سارا عالم تو اعمال صالح کی کوشش کرتا ہے لیکن تجھے علم حقیقت حاصل کرنا چاہیے کیونکہ علم حقیقی کا ایک نکتہ بھی تمام اعمال صالحہ پر بھاری ہوتا ہے۔ پھر آپ جس وقت شاداں و فرحاں ٹہلتے ہوئے سولی کی جانب بڑھے تو لوگوں نے سوال کیا کہ آپ اس قدر مسرور کیوں ہوں! فرمایا کہ اس سے زیادہ مسرت کا وقت اور کون ہو سکتا ہے جب کہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ رہا ہوں پھر آپ نے باآواز بلند مندرجہ ذیل دو شعر پڑھے۔

ندیمی غیر منسوب الی شیء من الحیف — سقانی مثل ما یشرب کفعل الضیف بالضیف
فلما دارت الکاس دعی بالنطع والسیف — کذا من یشرب الراح مع التنین بالصیف

یعنی میرا ندیم ذرا سا بھی ظالم نہیں ہے۔ اس نے مجھ کو ایسی شراب عطا کی ہے جو مہمان کو میزبان دیا کرتا ہے۔ اور جب جام کے کئی دور چل چکے تو تلوار اور نطع طلب کیا کہ اس شخص کی سزا یہی ہے جو اژدھے سامنے ماہ تموز میں پرانی شراب پیتا ہے۔

پھر جس وقت آپ کو پھانسی کے پھندے کے نیچے لے جایا گیا تو آپ نے پہلے باب الطاق کو بوسہ دے کر سیڑھی پر جس وقت قدم رکھا تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ پھانسی تو مردوں کا معراج ہے پھر قبلہ رو ہو کر فرمایا کہ میں نے جو کچھ طلب کیا تو نے

عطا کر دیا۔ پھر جب سولی پر چڑھتے ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا اپنے مخالفین و متبعین کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا کہ متبعین کو ایک اجر تو اس لئے ضرور حاصل ہو گا کہ وہ مجھ سے صرف حسنِ ظن رکھتے ہیں اور مخالفین کو دو ثواب حاصل ہوں گے، کیونکہ وہ قوتِ توحید اور شریعت میں سختی سے خائف رہتے ہیں اور شریعت میں اصل شئے توحید ہے جب کہ حسنِ ظن صرف فرع کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر آپ کو جب یہ خیال آیا کہ عہدِ شباب میں میری نظر ایک عورت پر پڑ گئی تھی تو فرمایا کہ اس کا بدلہ اتنی مدت گذرنے کے بعد لیا جا رہا ہے اور جب حضرت شبلی نے پوچھا کہ تصوف کس کو کہتے ہیں، فرمایا کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ تو تصوّف کا ادنیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ اعلیٰ ترین درجہ سے تو کوئی بھی واقف نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد لوگوں نے آپ کو سنگسار کرنا شروع کر دیا جس کو آپ نہایت خاموشی سے برداشت کرتے رہے لیکن جب حضرت شبلی نے مٹی کا ایک چھوٹا سا ڈھیلا مارا تو آپ نے آہ بھری اور جب لوگوں نے پوچھا کہ سنگساری کی اذیت پر تو آپ خاموش رہے لیکن مٹی کے چھوٹے سے ڈھیلے پر آپ کے منہ سے آہ کیوں نکل گئی۔ فرمایا کہ پتھر مارنے والے تو میری حقیقت سے ناواقف ہیں لیکن شبلی کو ڈھیلا اس لئے نہ مارنا چاہیے تھا کہ وہ اچھی طرح واقف ہیں۔ پھر جب سیڑھی پر آپ کے ہاتھ قطع کئے گئے تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں نے گو میرے ظاہری ہاتھ تو قطع کر دیئے ہیں لیکن میرے وہ باطنی ہاتھ کون قطع کر سکتا ہے جنہوں نے ہمت کا تاج عرش کے سر پر سے اتارا ہے۔ اسی طرح جب پاؤں قطع کئے گئے تو فرمایا کہ گو میرے ظاہری پاؤں قطع کر دیئے گئے لیکن ابھی وہ باطنی پاؤں باقی ہیں جن سے میں دونوں عالم کا سفر کر سکتا ہوں پھر آپ نے خون آلود ہاتھوں کو چہرے پر ملتے ہوئے فرمایا کہ میری سرخروئی اچھی طرح مشاہدہ کر لو کیونکہ خون جوانمردوں کا ابٹن ہوتا ہے پھر خون سے لبریز ہاتھوں کو کہنیوں تک پھیرتے ہوئے فرمایا کہ میں نمازِ عشق کے لئے وضو کر رہا ہوں کیونکہ نمازِ عشق کے لئے خون ہی سے وضو کیا جاتا ہے۔ پھر جب آنکھیں نکال کر زبان قطع کرنے کا قصد کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے ایک بات کہہ لینے کی مہلت دے دو۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ میرے ہاتھ تیرے راستے میں قطع کر دیئے گئے آنکھیں نکال لی گئیں اور اب سر بھی کاٹ دیا جائے گا لیکن میں تیرا شکر گذار ہوں کہ تو نے مجھ کو ثابت قدم رکھا اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ان سب لوگوں کو بھی وہی دولت عطا فرما جو مجھے عطا کی ہے۔ پھر جس وقت سنگساری شروع ہوئی تو آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ "یکتا کی دوستی بھی یکتا کر دیتی ہے۔" پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ تھا کہ" ان لوگوں کے ساتھ عجلت سے کام لیا جاتا ہے جو اس پر ایمان نہیں لاتے اور اہلِ ایمان اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ بلاشبہ حق ہے۔"

پھر جس وقت آپ کی زبان کاٹی گئی تو خلیفہ کا حکم پہنچا کہ سر بھی قلم کر دیا جائے۔ چنانچہ سر قلم ہوتے وقت آپ قہقہہ لگا کر انتقال فرما گئے اور آپ کے ہر ہر عضو سے انا الحق کی آواز آنے لگی۔ پھر جس وقت ہر عضو کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور صرف گردن و پشت باقی رہ گئے تو ان دونوں حصوں سے بھی انا الحق کا ورد جاری تھا جس کی وجہ سے آپ کو اگلے دن اس خوف سے جلا دیا گیا کہ کہیں مزید اور کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے۔ اور آخر کار جسم کی راکھ کو دریائے دجلہ میں ڈالا گیا لیکن جس وقت یہ عمل ہوا تو پانی میں ایک جوش سا پیدا ہو کر سطحِ آب پر کچھ نقوش سے بننے لگے۔ چنانچہ آپ کے خادم کو وہ وصیت یاد تھی جو آپ نے

Marfat.com

اپنی زندگی میں فرمائی تھی جس وقت میری راکھ کو دجلہ میں پھینکا جائے گا تو پانی میں ایسا جوش و طوفان پیدا ہو گا کہ پورا بغداد غرق ہو جائے گا۔ لیکن جب یہ کیفیت ہو تو تم میری گدڑی دجلہ کو جا کر دکھا دینا۔ چنانچہ خادم نے جب آپ کی وصیت پر عمل کیا، تو پانی اپنی جگہ ٹھہر گیا اور تمام راکھ جمع ہو کر ساحل پر آ گئی جس کو لوگوں نے نکال کر دفن کر دیا۔ غرض کہ یہ مرتبہ کسی دوسرے بزرگ کو حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ ایک بزرگ نے تمام اہل طریقت سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب منصور کا واقعہ سامنے آتا ہے کہ ان سے کس قسم کا برتاؤ کیا گیا تو مجھے بے حد حیرت ہوتی ہے اور میں یہ سوچتا رہ جاتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا ان کا حشر میں کیا حال ہو گا۔ حضرت عباس طوسی کہتے ہیں کہ روز محشر منصور کو اس لئے زنجیروں میں جکڑ کر پیش کیا جائے گا کہ کہیں میدان حشر زیر و زبر نہ ہو جائے۔

کسی بزرگ نے مشائخین سے فرمایا کہ جس شب میں منصور کو دار پر چڑھایا گیا تو میں صبح تک سولی کے نیچے مشغول عبادت رہا اور جس وقت دن نمودار ہوا تو ہاتف نے یہ ندا دی کہ "ہم نے اپنے رازوں میں سے ایک راز کو اس کو مطلع کر دیا تھا جس کو اس نے ظاہر کر کے یہ سزا پائی۔ کیونکہ شاہی راز کو افشا کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے"۔

حضرت شبلی سے منقول ہے کہ میں نے اسی رات آپ کے مزار پر پہنچ کر تمام شب عبادت کرتا رہا اور صبح کے وقت اپنی مناجات میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یہ ایک مومن بندہ تھا پھر تو نے ایسے عارف و محب کو جو واحدانیت پرست تھا ایسے عذاب میں کیوں مبتلا کیا؟ حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ ابھی یہ دعا پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم نے منصور کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا کہ وہ ہمارے راز کو غیروں پر ظاہر کر دیتا تھا اور جو راز اس کو دریائے دجلہ پر ظاہر کرنا چاہیے تھا اس کو دوسرے لوگوں پر برملا ظاہر کر دیتا تھا۔ پھر حضرت شبلی نے دوسری آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ اپنی نوازش سے مجھے قصر صدق میں اتارا۔ پھر حضرت شبلی نے پوچھا کہ ان دو گروہوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا جو آپ کو اچھا اور برا کہتے تھے؟ فرمایا کہ دونوں گروہوں پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔ ایک پر تو اس لئے کہ اس نے مجھ سے واقف ہو کر مجھ پر مہربانیاں کیں۔ اور دوسرے گروہ پر اس لئے کہ وہ مجھ سے واقف ہی نہیں تھا اور صرف خدا کے واسطے مجھ سے دشمنی رکھتا تھا۔ پھر کسی اور نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میدان حشر میں کھڑے ایک جام ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور سر جسم سے غائب ہے، اور جب اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سر قلم شدہ لوگوں کو ہی جام عنایت فرماتا ہے۔ حضرت شبلی کہتے ہیں کہ جس وقت منصور کو سولی پر چڑھایا گیا تو شیطان نے سامنے آ کر کہا کہ اے شیخ آپ نے اَنَا الحق کہا اور میں نے اَنَا الخیر لیکن آپ کے اوپر رحمت ہوئی اور میرے اوپر لعنت۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو نے اَنَا اپنے لئے استعمال کیا اور میں نے خودی کو دور کر کے اَنَا الحق کہا اسی وجہ سے مجھ پر رحمت اور تجھ پر لعنت نازل ہوئی۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خودی کو اپنے سے علیحدہ کر دینا ہی بہتر بات ہے۔

Marfat.com

باب ۷۱

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ اپنے دور کے تمام مشائخین میں توحید و تجرید کے اعتبار سے سب پر سبقت لیے ہوئے تھے۔ حقائق و معارف میں دوسرا کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا۔ قبض و بسط کی رو سے آپ قطب عالم اور وحدانیت و ولایت کے مسند نشین تھے۔ اس کے علاوہ حضرت جنید بغدادی کے معتقدین کی پیشوائی کا فخر بھی آپ کو حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ کا وطن اصلی فرغانہ تھا لیکن شہر واسط میں قیام پذیر ہو گئے اور اپنی کسر نفسی کی وجہ سے وہاں کے عوام میں بہت مقبول ہوئے اور جس قدر مجاہدات اور ریاضتیں آپ نے کی ہیں اور جو مکمل توجہ باری تعالیٰ کے امور میں آپ کو حاصل تھی وہ کسی کو میسر نہ آسکی۔ اسی وجہ سے توحید کے بارے میں آپ کے ارشادات آپ ہی کی ذات تک مخصوص رہے اس کے علاوہ آپ کی عبادتیں اور آپ کا کلام دقیق ہونے کی وجہ سے عام فہم نہ تھا۔

حالات آپ کو ستر شہروں سے شہر بدر کیا گیا اور جس شہر میں داخل ہوتے بہت جلد وہاں سے نکال دیا جاتا تھا لیکن شہر باورد میں آپ قلیل عرصہ مقیم رہ سکے اور وہاں کے باشندوں کو آپ سے کچھ اعتقاد بھی قائم ہو گیا مگر آپ کے ارشادات جو فہم سے بالاتر ہوتے تھے ان کو طرح طرح کے معنی پہنائے گئے جس کی وجہ سے آپ کو وہ جگہ بھی چھوڑنی پڑی۔ اور آخر میں آپ مرو میں مقیم ہو گئے اور تاحیات وہیں قیام کیا اور وہاں کے لوگوں نے آپ کے ارشادات کو سمجھ کر بہت فیوض حاصل کیے۔

آپ نے اپنے معتقدین سے فرمایا کہ میں نے سن بلوغ کو پہنچ کر نہ دن کو کھانا کھایا اور رات میں کبھی آرام کیا۔ پھر فرمایا کہ ایک دن میں کسی کام سے باغیچہ میں پہنچا تو ایک چھوٹے سے پرندے نے میرے سر پر اڑنا شروع کیا اور میں نے اس کو پکڑ کر جب اپنے ہاتھ میں دبا لیا تو ایک اور چھوٹا سا پرندہ آیا اور میرے سر پر چیخنے لگا۔ اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ میرے ہاتھ میں جو پرندہ ہے وہ یا تو اس آنے والے پرندے کا بچہ ہے یا اس کی مادہ ہے۔ چنانچہ میں نے ازراہ ترحم اس پرندے کو چھوڑ دیا لیکن اس کے بعد سے جو میں بیمار ہوا تو مسلسل ایک سال تک بیمار پڑا رہا پھر ایک رات میں نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر عرض کیا کہ اپنی بیماری و لاغری کی وجہ سے ایک سال سے بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہوں لہٰذا آپ میرے لئے دعا فرما دیں۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حالت اس پرندے کی شکایت کی وجہ سے ہوئی ہے جو اس نے حضور میں کی ہے اس لئے مجھ سے کسی قسم کی معذرت بے نتیجہ ہے۔ پھر ایک دن اسی بیماری کے دوران جب میں تکیہ کے سہارے بیٹھا ہوا تھا تو ایک بہت بڑا سانپ بلی کے بچہ کو منہ میں دبائے ہوئے نمودار ہوا اور میں نے اس کو ایسا ڈنڈا مارا کہ وہ بچہ اس کے منہ سے نکل گیا اور ایک بلی آکر اس کو اپنے ساتھ لے گئی جس کے جاتے ہی میں فوراً صحت یاب ہو گیا۔

Marfat.com

اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔ پھر اسی شب حضور اکرم کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ میں آج بالکل تندرست ہو گیا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک بلی نے حضور میں تیرا شکریہ ادا کیا ہے۔

ایک دن آپ اپنے معتقدین کے ہمراہ ایک مکان میں تشریف فرما تھے کہ مکان کے ایک سوراخ میں سے دھوپ کی ایک کرن اندر آگئی جس میں لاکھوں ذرات تھرتھراتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہیں ان ذرات کی تھرتھراہٹ سے کوئی پریشانی تو نہیں ہوتی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ موحد کی شان ہی یہ ہے کہ اسی طرح اس کو دونوں عالم بھی لرزاں نظر آنے لگیں تو اس کے قلب پر خوف و ہراس نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کو یاد کرنے والوں کو زیادہ غفلت ہوتی ہے بہ نسبت ان کے جو خدا کو یاد نہیں کرتے۔ کیونکہ اہل حق کا ذکرِ حق کی کمی سے روگردانی کرنا حق کو فراموش کرنے والوں سے زیادہ غفلت کا باعث ہے کیونکہ ان کو یہ احساس ہی باقی نہیں رہتا ہے کہ وہ حق کے حضور میں حاضر ہیں لیکن ذکر حق کرنے والوں کو بے حضوری کے عالم میں یہ تصور کر لینا کہ وہ ذکر حق میں حاضر نہیں زیادہ غفلت کا نتیجہ ہے۔ اسی لئے طالبان حقیقت کہ ہلاکت ان کے باطل تصورات میں مضمر ہوتی ہے اور جب ان تصورات میں اضافہ ہو جاتا ہے تو دینی کام گھٹ جاتا ہے اور دنیاوی کام بڑھ جاتا ہے کیونکہ تصورات کی حقیقت ہمت عقل پر مبنی ہوتی ہے اور عقل کا حصول ہمت ہی سے وابستہ ہے۔ اور بندہ خواہ حاضر ہو یا غیر حاضر لیکن ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ جب غیر حاضر اپنے وجود سے غیر حاضر ہو اور حق کے ساتھ حاضر رہے تو گویا وہ ذکر میں نہیں بلکہ مشاہدے کے عالم میں ہے اور جب اپنے وجود سے حاضر رہ کر حق سے غیر حاضر ہو تو ذاکر ہونے کے باوجود بھی اس کے ذکر کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی اور اسی کو غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایک دن شفا خانہ میں آپ نے کسی دیوانے کو اس عالم میں دیکھا کہ وہ شور و غوغا کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اتنی وزنی بیڑیوں کے باوجود بھی تم شور مچا رہے ہو اور خاموشی اختیار نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ بیڑیاں تو میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں نہ کہ میرے قلب میں۔

ایک دن یہودیوں کے قبرستان میں سے گذرتے ہوئے آپ کی زبان سے نکل گیا کہ یہ قوم تو غیر مکلف اور معذور ہے۔ لوگ یہ جملہ سن کر آپ کو قاضی کے پاس پکڑ کر لے گئے اور جب قاضی نے آپ کو برا بھلا کہا تو فرمایا کہ جب خدا ہی کا یہ حکم ہے کہ یہ غیر مکلف اور معذور ہیں تو یقیناً غیر مکلف ہیں۔

آپ کا ایک عقیدت مند جلدی جلدی غسل کر کے جمعہ کی نماز کے لئے مسجد کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں اس بری طرح گر گیا کہ تمام چہرہ چھل گیا جس کی وجہ سے واپس آکر اس نے دوبارہ غسل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس اذیت سے تجھ کو اس لئے خوش ہونا چاہیئے کہ تجھے یہ تکلیف محض اس لئے پہنچائی گئی ہے کہ وہ تجھ سے خوش رہے اور اگر وہ تیرے ساتھ اب سلوک نہ کرے تو تجھے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی تیری جانب توجہ نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے نیشاپور پہنچ کر حضرت ابو عثمان کے معتقدین سے پوچھا کہ تمہارے مرشد نے تمہیں کیا تعلیم دی ہے؟ انہوں نے

عرض کیا کہ ہمیشہ عبادت کرنے اور گناہ پر نظر رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو سراسر تکبر ہے کیونکہ یہ تعلیم تخلیق کرنے والے کے مشاہدے اور اس کی معرفت کی رغبت پیدا نہیں کرتی۔

ابو سعید ابوالخیر نے جب آپ کی زیارت کے لئے مرو جانے کا قصد کیا تو مریدین سے فرمایا کہ استنجے کے لئے ڈھیلے ساتھ رکھ لینا اور جب خدام سے پوچھا کہ کیا وہاں ڈھیلے نہیں ملتے یا اور کوئی راز ہے؟ فرمایا کہ وہ شیخ ابو بکر کی قیام گاہ ہے جو اپنے دور کے ایسے موحدین میں سے ہیں جن کی وجہ سے مرو کی خاک زندہ ہے اور زندہ خاک کو استنجے سے ناپاک نہیں کیا جاسکتا۔

اقوال وارشادات

حضرت ابوبکر واسطی کے اقوال زریں ملاحظہ فرمایئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ راہ حق میں مخلوق کا کوئی وجود نہیں اور نہ حق کی راہ میں حق ہے۔ یعنی ہمہ اوست کے سوا کچھ نہیں۔ فرمایا کہ جس نے اپنی جانب منہ کر کے دین کی طرف پشت کر لی یا جس نے اس کے برعکس کیا تو اس کو خود کو نامرادی میں مبتلا کر لیا۔ پھر فرمایا کہ شریعت عین توحید ہے اور شرع توحید کا گذر بحر نبوت تک ہوتا ہے جب کہ حق توحید بحر بیکراں ہے اور شریعت کی راہیں سمع و بصر قال اور شناخت حال سے بہرہ ہیں اور یہ تمام چیزیں اثبات کی جانب اشارہ کرتی ہیں جس میں شرک مضمر ہوتا ہے لیکن وحدانیت شرک سے منزہ و پاک ہے اور اسی کو عین ایمان کہا جاسکتا ہے اور جس ایمان کا براہ راست خدا سے تعلق ہو وہ بہت ہی بلند شے ہے ورنہ شرک کو ہرگز پسند نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح معرفت علم اور حال یہ مخلوق اور بحر آفرینش میں غرق ہیں اور ان کی رہبری کے اسباب انبیاء کرام ہی کے ذریعہ سے ملتے ہیں۔ جس کی بدولت خلقت و بشریت کے دریا سے گذر کر اور بحر وحدانیت میں غرق ہو کر ہلاک ہوجاتے ہیں اور شرع توحید کی مثال شمع جیسی ہے جب کہ حق توحید کی مثال آفتاب کی طرح ہے جس طرح آفتاب اپنے چہرے سے نقاب اٹھا کر دنیا کو منور کرتا رہتا ہے لیکن شمع کا نور جہاں بینی کی جانب لے جاتا ہے جب کہ شمع بذات خود تو موجود رہتی ہے لیکن اس کا عدم وجود برابر ہوتا ہے اس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح نور شمع کو ذرا آفتاب سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی اسی طرح شرع توحید اور لسان باطنی بھی محویت کو قبول نہیں کرتے اور جس وقت انسان قلب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو زبان گنگ ہوجاتی ہے اور جسم و قلب دونوں عالم محویت میں پہنچ جاتے ہیں اور اس وقت جو کچھ بھی زبان سے نکلتا ہے وہ منجانب اللہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن یہ بات ذات میں نہیں بلکہ صفات میں ہے کیونکہ صفت تبدیل ہوسکتی ہے لیکن ذات نہیں بدلتی۔ جس طرح آفتاب کی حدت پانی کو گرم کر کے اس کی صفت تو تبدیل کر دیتی ہے لیکن ماہیت وذات تبدیل نہیں ہوتی پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اغیار کے حق میں ارشاد فرماتا ہے۔ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ یعنی صفت میں مردہ ہیں گو صورت میں زندہ۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اغیار عالم ہستی میں تو زندہ ہیں لیکن عالم بالا کے اعتبار سے مردہ ہیں۔ اس کے برعکس مومنین کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے۔ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ یعنی وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ وہ راہ مولیٰ میں جاں نثاری کے ساتھ خود کو معدوم تصور کرتا رہے جس طرح جماعت صوفیاء معدوم ہو کر بھی موجود رہتی ہے اور صوفیاء کے علاوہ موجود ہو کر بھی معدوم ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے خود کو زندہ

کرلیا وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے کیونکہ جسمانی موت کو عدم سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جسمانی عدم کو عدم ہی کہا جائے گا کیونکہ جس جگہ وجود رہتا ہے وہ روح بھی نامحرم ہو جاتی ہے پھر اجسام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ فرمایا کہ توحید وجود کو شناخت کرنے کی کسی میں بھی طاقت نہیں ہے اور نہ کسی میں یہ جرأت ہے کہ صحرائے وجود میں قدم رکھ سکے جیسا کہ مشائخین کرام کا قول ہے کہ اِثْبَاتُ التَّوْحِيْدِ فَسَادٌ فِی التَّوْحِيْدِ۔ یعنی توحید کا ثابت کرنا بھی توحید میں فساد کا باعث اور شرک پر گواہی دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے وجود کے مقابلے میں اپنے وجود کا راگ الاپا اس نے گویا اپنے کفر پر دستخط کر دیئے اور جس نے اس کے وجود کے مقابلہ میں اپنے وجود پر نظر ڈالی وہ قطعی کافر ہو گیا اور جس نے اپنی ہستی کے مقابلہ میں اس کی ہستی طلب کی تو وہ ناشناخت ہے۔ اور جس نے خود کو دیکھتے ہوئے اس کو نہ دیکھا یا جس نے عالم بے خودی میں اس پر اپنی جان تصدق کر دی تو اس نے شرف و عزت کا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے خلافت عطا کر کے بھیجا تاکہ ولایت انسانیت میں اس کا نائب بن سکے پھر ایسے نائب کے لئے نہ عبارت و اشارت نہ زبان و دل نہ حرف و کلمہ اور نہ صورت و فہم کچھ بھی باقی نہیں رہتے اور اگر وہ اشارت سے کام لے تو شرک تصور کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو جان لیا تو یہ نادانی میں شامل ہے۔ اور اگر کہے کہ میں نے اس کو شناخت کر لیا تو یاوہ گوئی ہے اور اگر یہ کہے کہ میں نے نہیں پہچانا تو مخذول و مردود ہے کیونکہ گفت و شنید عبارت و اشارت، صورت و دید یہ تمام چیزیں بشریت سے آلودہ ہیں اور توحید کی شناخت بشریت سے منزہ و پاکیزہ ہے کیونکہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا یہی مقتضا ہے کہ الوہیت بشریت کے ساتھ وہی سلوک کرے جو حضرت موسیٰ کے عصا نے فرعون کے جادوگروں کے ساتھ کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنی پناہ میں ہر شئے کو لئے ہوئے یہ صدا دے رہا ہے کہ صحرائے وجود میں قدم نہ رکھنا ورنہ آتش غیریت سب کو جلا کر راکھ کر دے گی ہم خود ہی تم کو رزق پہنچاتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ مشائخین کے اسرار روضۂ توحید ہیں نہ کہ عین توحید اور جہاں اس کی عظمت و کبریائی ہے وہاں مخلوق کا وجود و عدم دونوں برابر ہیں، اور جہاں توحید کا وجود ہو وہاں فانی اپنا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اپنا انکار قدرت کا انکار ہے اور اپنا اثبات بھی اس لئے نہیں کر سکتے کہ توحید میں فساد آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ مجال اثبات ہے نہ مجال نفی۔ فرمایا کہ تمام ارض و سماء میں تسبیح و تہلیل کی زبان تو موجود ہے لیکن قلب کا وجود نہیں، کیونکہ قلب سوائے حضرت آدم اور ان کی اولاد کے کسی کو عطا نہیں کیا گیا اور قلب ہی وہ شئے ہے جو شہرت و نعمت اور ضرورت و احتیاج کی راہیں تمہارے اوپر مسدود کر دیتا ہے اور تمہارا راہبر بن جاتا ہے اسی لئے قول کی زبان کے بجائے لسان قلب کی ضرورت ہے جو تمہیں اپنی جانب متوجہ کر سکے۔ اور جوانمردی یہی ہے کہ جو معبود اس کے جسم و جان میں ہے اس کے مقابلہ میں شیطان پر لعنت کرنے کے بجائے اپنے نفس کو دبا کر خود اپنے ہی اوپر ظلم کرے کیونکہ ابلیس کا یہ قول ہے کہ اے بندے میرے چہرے کو آئینہ بنا کر تیرے سامنے اور تیرے چہرے کو آئینہ بنا کر میرے سامنے رکھا گیا ہے اسی لئے میں تجھ کو دیکھ کر اپنے اوپر روتا ہوں اور تو مجھ کو دیکھ کر اپنے اوپر مسکراتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ طریقت شیطان ہی سے سیکھنی چاہیئے جس نے نہ تو خدا کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکایا اور نہ عالم کی ملامت قبول کر کے اس راستہ پر گامزن ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں جوانمردی نکلا۔ لیکن تم اپنے قلب سے دریافت کرو کہ اگر دونوں جہان تم پر ملامت کے تیر برسائیں تو تمہارا کیا حال ہوگا؛ لہٰذا اس راستہ میں بہت سنبھل کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے اور اگر تمہیں یقین

Marfat.com

ہے کہ دنیا کی ملامت تمہارے لئے بار خاطر نہ ہوگی تو پھر بسم اللہ شراب وحدانیت کا مزہ چکھو۔ لیکن اگر تم نے دنیا کی حقیر سی شے کو بھی قبولیت کی نگاہ سے دیکھا تو سمجھ لو کہ تم نے عہد الست کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نقض عہد کیا ہے اور جب تم ذرہ برابر بھی نافرمانی اور روگردانی کے مرتکب ہو گئے تو تمہاری دوستی وولایت خدا کے ساتھ مکمل نہیں رہی۔ اور ایسی شے کبھی طلب نہ کرو جو تمہیں خود طلب کرتی ہو، مثلاً جنت اور اس چیز سے فراریت اختیار کرو جو تم سے خود گریزاں ہو جیسے جہنم۔ بلکہ خدا سے وہ شے طلب کرو کہ جب وہ شے تمہیں حاصل ہو جائے تو ہر چیز تمہارے آگے کمربستہ نظر آئے گی۔ فرمایا کہ تمہارا ہر عضو دوسرے عضو میں اس طرح گم اور محو ہو جانا چاہیئے کہ راہ خدا میں دوئی کا شائبہ بھی باقی نہ رہے کیونکہ یہ شرک میں داخل ہے یعنی نہ زبان کو یہ علم ہو سکے کہ آنکھ نے کیا دیکھا اور نہ آنکھ کو پتہ چلے کہ زبان نے کیا کہا۔ غرض کہ تم سے ہر متعلقہ شے مشاہدات الٰہیہ میں محو ہو کر رہ جانا چاہیئے اور صحرائے حقیقت میں قدم رکھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ تمام حجابات اس کے سامنے سے اس طرح سے اٹھ جائیں کہ اس کا وجود تمام اشیاء سے جدا محسوس ہونے لگے۔

فرمایا کہ صحیح معنوں میں بندہ وہی ہے جس کے قول کا رخ حضور اکرم کی جانب ہو اور اس کے کلام سے کسی کو اذیت نہ پہنچے اور مخالفین وموافقین دونوں کے لئے وجہ سکون ہو۔ یعنی اس کا کلام حکم خداوندی کے دائرے میں ہونا چاہیئے اور جو کلام معرفت نفس کی زبان سے ادا ہوتا ہے اس میں تکبر کی جھلک آنے لگتی ہے اور اس کلام کو جو بھی سنتا ہے اس کے سینہ سے زندگی کے چشمے خشک ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان چشموں سے کبھی حکمت موجزن نہیں ہوتی اور جو شخص اپنے مکان سے چلنے کے بعد گھر واپس آنے کا راستہ بھی جانتا ہو اس کی بات راہ طریقت میں مسلّم نہیں۔ کیونکہ اللہ والے تو قلب کے نور سے چلتے ہیں جب کہ عام لوگ نابینا ہو جانے کی وجہ سے عصا کے سہارے چلتے ہیں اور جس کو یہ احساس باقی رہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کہاں سے کہہ رہا ہے اس کی بات راہ طریقت میں تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ فرمایا کہ شرک آمیز ایک خلعت ایسا سمجھا گیا ہے جیسے شربت میں زہر کی آمیزش کر دی گئی ہو، پھر کسی کو کرامت کسی کو فراست، کسی کو حکمت اور کسی کو شناخت عطا کی گئی لیکن جو مقصود اصلی کو نظر انداز کر کے خلعت کا عاشق ہو جاتا ہے وہ مقصود اصلی سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام مقامات شریعت کے ہیں اور جو لوگ زہد وورع، توکل وتسلیم، تفویض ورضا، اور اخلاص ویقین کی روشنی میں چلتے ہیں وہ درحقیقت راہ طریقت پہ گامزن ہوتے ہیں لیکن جو لوگ روح کی سواری پر سفر کرتے ہیں ان کے یہاں نہ زہد وورع ہے اور نہ توکل وتسلیم۔ پھر فرمایا کہ پوری مخلوق عالم عبودیت میں غوطہ زن ہونے کے باوجود بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکی اور نہ کوئی بحر عبودیت کو عبور کر سکا۔ اور جب تم پر یہ راز منکشف ہو جائے گا تو تمہیں بندگی کا سلیقہ بھی آ جائے گا کیونکہ حقیقت کی راہیں صرف عدم میں مضمر ہیں اور جس وقت تک عدم تمہارے کا رہنما ہو راستہ نظر نہیں آ سکتا لیکن اہل شرع کا راستہ اثبات میں پوشیدہ ہے جس کی رو سے جو شخص بھی اپنی ہستی کی نفی کرتا ہے وہ زنادقہ میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت کی راہوں میں اثبات کا کہیں وجود نہیں اور جو راہ حقیقت میں اپنے اثبات کا اظہار کرتا ہے وہ قعر مذلت میں گر جاتا ہے۔ فرمایا کہ چشم ظاہر ظاہر کے سوا کچھ نہیں دیکھتی اور چشم صفت صفت ہی کا نظارہ کر سکتی ہے لیکن ذکر حق میں

میں صرف ذات ہی کا مشاہدہ قائم رہتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ تمہارے قلب میں ایک ایسا دریا موجزن ہو جس میں سے مگر مچھ نکل کر اس وصف و صورت کو نگل جائے جو عالم میں موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ دولت سعادت صرف عدم ہی میں مضمر ہے اور وجود کی شقاوت راہ عدم میں ایک قہر کی شکل ہے اور جس شئے کو بندے وجود تصور کرتے ہیں وہ حقیقت میں وجود نہیں بلکہ عدم ہے اور جس کو عدم خیال کرتے ہیں وہ عدم نہیں ہے کیونکہ معدوم ہونا عین وجود اور محو ہونا عین اثبات ہے جس کے دونوں کنارے حدوث سے پاک ہیں۔ فرمایا کہ مرید ابتدائی قدم میں تو مختار رہتا ہے اور آخری قدم میں وہ خود مکمل اختیار بن جاتا ہے اور اس کا علم اپنی جہل و نادانی کا خود مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور اس کی ہستی اپنی نیستی کا نظارہ کرنے لگتی ہے اور اس کا اختیار اپنی بے اختیاری کو دیکھتا رہتا ہے ان اقوال کی اس سے زیادہ وضاحت اس لئے نہیں کی جاسکتی کہ یہ کلام معانی کا محرم نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اگر تم مجاہدے کو جانا بھی چاہو جب بھی نہیں جان سکتے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پیشاب کو دھو لینے کے بعد یہ کہے کہ یہ چیز پاک ہوگئی۔ گو اس سے میل کچیل تو چھوٹ سکتا ہے لیکن اس کو پاک نہیں کہا جا سکتا۔ فرمایا کہ وہ اشیاء جو کسی بھی نام سے موسوم ہیں دست قدرت میں ذرے سے بھی کمتر حیثیت رکھتی ہیں۔ فرمایا کہ ہم بظاہر ازل و ابد سے آتے ہوئے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ ازل و ابد ربوبیت کی نشانی ہیں۔ فرمایا کہ حق ظاہر ہونے کے بعد عقل پر زوال آجاتا ہے اور حق بندے سے جتنا قریب ہوتا جاتا ہے عقل فرار اختیار کرتی جاتی ہے۔ کیونکہ عقل خود عاجز ہے اور عاجز کے ذریعہ جس شئے کا بھی علم ہوگا وہ بھی عاجز ہی ہوگا۔ فرمایا کہ افضل ترین عبادت اپنے اوقات سے غائب رہنا ہے۔ فرمایا کہ زہد و صبر، توکل و رضا یہ چاروں چیزیں قالب کے صفات میں سے ہیں لیکن قالب کی صفات روح کی صفات نہیں ہو سکتیں اور چونکہ قالب اشارت کا قالب باقی نہیں رہتا اس لئے یہ چاروں چیزیں اس سے مناسبت نہیں رکھتیں۔ فرمایا کہ اخلاص و صفا اور صدق و حیا کی نگرانی سے ازل و ابد کی نگرانی زیادہ افضل ہے۔ پھر فرمایا کہ جس نے وحدانیت کو سمجھ لیا وہ مقصود تک پہنچ گیا۔ فرمایا کہ خواہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، دونوں عنایت و رعایت کی بیخ کنی کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کا اس دخواری میں دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہے بہ نسبت اس کے کہ غرور و علم اور عزت کے روپ میں دیکھے۔ پھر فرمایا کہ جس کا مقصود وحدانیت سے ہٹ کر ہو وہ خسارے میں رہتا ہے۔ فرمایا کہ راہ حق میں مٹ جانے والے کی زبان سے جب بے اختیاری طور پر واحد نکلنے لگے وہی حق کو واحد کہنے کا مستحق ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جس طرح صدق گو بندوں نے حقائق و اسرار کے بارے میں صدق سے کام لیا اسی طرح حق کی حقیقت میں دروغگوئی سے کام لیا۔ فرمایا کہ سب سے بدترین مخلوق وہ ہے جو تقدیر سے جنگ کرے یعنی اگر کوئی یہ چاہے کہ تقدیر ازلی کے خلاف کوئی چیز ہو تو یہ کسی طرح ممکن نہیں۔ فرمایا کہ بندوں کی چار قسمیں ہیں۔ اول وہ جنہوں نے پہچانا اور طلب کیا۔ دوم وہ جنہوں نے طلب کیا لیکن نہیں پا سکے۔ سوم وہ جنہوں نے پایا لیکن اس سے مفاد حاصل نہ کر سکے۔ چہارم وہ جنہوں نے پہچانا لیکن طلب نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ وفا پر قائم رہنے والوں کو دنیاوی تغیرات کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی پھر فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک معرفت خصوصی دوم معرفت اثبات۔ معرفت خصوصی تو وہ ہے جو اسماء و صفات دلائل و نشانات اور ثبوت

حجابات کے مابین مشترک ہو۔ اور معرفت اثبات وہ ہے کہ اس کی جانب راہ نہ مل سکے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ بندے کی معرفت کو تہس نہس کر دے۔ فرمایا کہ تمام خطرات کو یکجا مجتمع کر کے صرف ایک ہی خطرے پر متمکن ہو جانا چاہیئے اور تمام اشیائے دیدنی کو صرف ایک ہی نگاہ سے مشاہدہ کرنا چاہیئے، کیونکہ تمام دیکھنے والوں کی نظر ایک ہی ہوتی ہے جیسا کہ باری تعالےٰ نے فرمایا کہ "تم سب کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد زندہ کرنا میرے لئے اسی قدر آسان ہے جتنا ایک نفس کا پیدا کرنا اور جلانا آسان ہے۔" فرمایا، کہ روح عالم حجاب کو تن سے باہر نہیں آئی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو قلب بھی باہر آجاتا لیکن اس قول کا مفہوم ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ فرمایا کہ ہر موجود کے لئے سب سے بڑا حجاب اس کا وجود ہے۔ فرمایا کہ قلب پر ظہورِ حق کے بعد خوف و رجا معدوم ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ عوام صفات عبودیت کو شناخت نہیں کر سکتے جب کہ خواص اس کی صفت ربوبیت سے آگاہ ہو کر اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے سوا کسی پر نظر نہیں ڈالتے، لیکن عوام کے اسرار چونکہ کمزور ہیں اس لئے وہ منبعِ حق سے دور ہو کر اس کی صفات کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ جب قلوب پر ربوبیت کی تجلیات پڑتی ہیں تو تمام اسباب دنیاوی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ فرمایا کہ اول و ابد، اعمال و ذوقات اور دہور سب ایک برق کی طرح ہیں جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "مجھے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت حاصل ہے جس میں خدا کے سوا کسی کا گذر نہیں۔ فرمایا کہ تمام نسبتوں میں افضل ترین نسبت یہ ہے کہ بندہ بندہ ہی بن کر نسبت عبودیت کی جستجو کرتا رہے۔ فرمایا کہ مخلوق کتنی ہی عظیم المرتبت کیوں نہ ہو، بارگاہ رب العزت میں پہنچ کر نیست و نابود ہو جاتی ہے پھر فرمایا کہ قدرت سے کوئی جنگ نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ خواہش جنت میں عبادت کرنے والے خود کو خدا کے کام کا تصور کرنے لگتے ہیں حالانکہ وہ اس کے کام کے نہیں ہوتے بلکہ محض اپنے نفس کا کام انجام دیتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا کو یاد کرنے والے خدا سے زیادہ دور رہتے ہیں جیسا کہ باری تعالےٰ کا ارشاد ہے "جس نے اللہ کو پہچانا گونگا ہو گیا"۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی تعظیم کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ دونوں جہان کے وسائل و اسباب سے بے نیاز ہو کر صرف اسی کی طرف نگاہ رکھے۔ فرمایا کہ ہر جسم تاریک ہے اور قلب اس کا چراغ ہے لیکن جس کے پاس قلب نہیں وہ تاریکیوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ میں ایسے خدا سے خوش نہیں جو میری عبادت سے خوش اور میری نافرمانی سے ناخوش ہو، بلکہ دوست تو روزِ ازل ہی سے دوست اور دشمن ازل ہی سے دشمن ہے۔ فرمایا کہ ہر شئے سے وہی بے نیاز ہو سکتا ہے جو خود کو اور تمام چیزوں کو خدا کی ملکیت تصور کرتا ہو۔ فرمایا کہ قلوب کی بقا خدا ہی کی ذات سے وابستہ ہے لہٰذا خدا میں فنا ہو جانا چاہیئے۔ فرمایا کہ لغزش نفس کو دیکھ کر نفس کو ملامت کرنا شرک ہے۔ فرمایا کہ جس وقت نفس میں کوئی غرض باقی رہتی ہے مشاہدات کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ خدا کی محبت صحیح ہو سکتی ہے، بلکہ عشق صادق تو یہ ہے کہ اس کے مشاہدے میں اس طرح غرق ہو جائے کہ تمام چیزوں کو بھول کر محبت میں فنا ہو جائے۔ فرمایا کہ سوائے محبت کے تمام صفات میں رحمت مضمر ہے اور محبت میں رحمت کا معاوضہ قتل ہے اور قتل کے بعد بھی مقتول سے خوں بہا طلب کیا جاتا ہے۔ فرمایا کہ حرکت و سکون سے بے نیاز ہو جانے کا نام ہی عبودیت ہے اور جو ان دونوں صفتوں کو دور کر دیتا ہے وہ حق عبودیت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مقبول توبہ وہی ہے جو بندہ گناہ سے قبل کر لے۔ فرمایا کہ بیم و رجا حاصل کرنے والا گستاخی و بے ادبی کا مرتکب نہیں ہو سکتا، پھر فرمایا کہ توبہ نصوح کی تعریف یہ ہے کہ تائب ہونے والے کے ظاہر و باطن پر معصیت کا اثر باقی نہ رہے۔ اور جس کو توبہ نصوح حاصل ہو جاتی ہے

وہ ہر شے سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جو زاہد اپنے زہد کی وجہ سے دنیا کے سامنے تکبر کرتا ہے وہ زہد کا صرف مدعی ہوتا ہے اس لئے کہ اگر اس کے قلب میں دنیا کی وقعت باقی نہ رہے تو پھر وہ اہل دنیا سے تکبر نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ زاہدین کا یہ کہنا کہ ہم فلاں چیز کو معیوب تصور کرتے ہیں بہت برا ہے۔ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جس کا قلب سوز اور قول معتبر ہو۔ فرمایا کہ بندے کی معرفت حق اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک اس میں صفت نیاز مندی باقی رہتی ہے۔ فرمایا کہ خدا شناس بندہ نہ تو مخلوق سے کوئی واسطہ رکھتا ہے نہ کسی سے کلام کرتا ہے۔ فرمایا کہ اطاعت کر کے معاوضہ کی امید رکھنا فضل کی فراموشی سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ قسمتیں مقدرات ہیں اور صفات تخلیق شدہ ہیں اور جب قسمت مقدر ہے تو پھر کوشش سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ عارفین قرب الٰہی میں پرواز کرتے رہتے ہیں اور اسی سے ان کی حیات وابستہ ہے۔ فرمایا کہ توحید شناس وہی ہے جو عرش سے فرش تک تمام چیزوں کو توحید کے آئینہ میں دیکھتے ہوئے خدا کی وحدانیت کے راز معلوم کرے۔ فرمایا کہ حد امکان تک رضا سے کام نہ لو کیونکہ رضا سے کام لینے والے لذت رویت اور مطالعہ حقیقت سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ یعنی جب رضا سے لذت حاصل کرو گے تو شہود حق سے محروم ہو جاؤ گے۔ فرمایا کہ دنیا میں اس سے بڑا کوئی زہر نہیں کہ انسان اطاعت و عبادت پر اظہار مسرت کرے اور اپنی عبادت و اطاعت پر فریفتہ ہو جائے۔ فرمایا کہ کرامات پر اظہار مسرت تکبر و نادانی کی علامت ہے۔ فرمایا کہ نعمت خداوندی کو اپنی اطاعت کا معاوضہ تصور نہ کرو۔ بلکہ خود کو اتنا ہیچ بنا لو کہ تمہیں اپنی اطاعت بھی ہیچ معلوم ہونے لگے۔ اس کے بعد خدا کے انعام کو نعمت تصور کر کے شکر ادا کرو۔ فرمایا کہ قلبی عمل اعضا کے عمل سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ اگر خدا کے نزدیک فعل کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو حضور اکرمؐ چالیس سال تک خالی نہ رہتے لیکن اس کا یہ مقصد بھی نہیں کہ عمل سے بالکل کورے ہو جاؤ بلکہ یہ مفہوم ہے کہ اس قدر حاصل کر لو کہ عمل کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ فرمایا کہ جس وقت بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالے اس سے بڑا ہے اور اس کے فعل سے خدا تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے یا اس کے ترک فعل سے جدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ملنا اور جدا ہونا حرکات و افعال پر موقوف نہیں بلکہ قضائے ازلی سے وابستہ ہے یعنی ازل میں جو تحریر کیا جا چکا ہے وہی ہو کر رہے گا۔ فرمایا کہ جس طرح بچہ شکم مادر سے بے عیب و پاک باہر آتا ہے اسی طرح قیامت میں بندے کی دولت سعادت کا بھی یہی حال ہو گا۔ کہ اہل اللہ کی محبت اس وقت بے عیب و پاک ہو کر باہر آ جائے گی۔ فرمایا کہ بندۂ مومن کی تین قسمیں ہیں اول وہ لوگ جن کو اللہ تعالے نور عنایت عطا کر کے احسان فرماتا ہے اور وہ اس کے ذریعہ معصیت سے مبرا اور کفر و شرک سے پاک رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جن کو خدا تعالے نور عنایت عطا کر کے احسان فرماتا ہے اور وہ نور عنایت کی وجہ سے گناہ صغیرہ و کبیرہ سے منزہ رہتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ جن کو اللہ تعالے کفایت عطا کر کے احسان فرماتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ اہل غفلت اور خیالات فاسدہ سے دور رہتے ہیں۔ فرمایا کہ درویش کو حقیر تصور کرنا اور جلد غصہ میں آ جانا محض اطاعت نفس کی وجہ سے ہوتا ہے اور نفس کی اطاعت عبودیت سے خارج ہو کر ربوبیت کا دعویدار ہوتا ہے۔ فرمایا کہ خدا شناس بندہ خود گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور جو اس کے بحر شوق میں غرق ہوتا ہے وہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص طلب جنت اور خوف جہنم سے بے نیاز ہو کر خدا کے لئے اعمال صالحہ کرتا ہے اس کو اپنے اعمال کا اجر حاصل ہوتا ہے۔ اور غضب میں آ جانے والا سفلس کہ رہ جاتا ہے۔ فرمایا کہ خوف کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ بندہ ہر لحظہ یہ

تصور کرتا رہے کہ خدا تعالےٰ مجھے قہر کی نظر سے دیکھ رہا ہے اور بہت جلد مبتلائے عذاب کر دے گا اور اس خوف کے خیال سے قلب و روح سے خود کو اس کی عبادت میں مشغول رکھے۔ لیکن اس میں یہ خیال نہ آنا چاہیئے کہ اس کی نظر کرم پڑے گی یا نہیں فرمایا کہ خوف کی حقیقت موت کے وقت معلوم ہوتی ہے فرمایا کہ ظاہر میں مخلوق سے اور باطن میں خالق سے وابستہ رہنا چاہیئے۔ فرمایا کہ اخلاق عظیم کی علامت یہ ہے کہ نہ تو بندہ کسی سے معاندت کرے اور نہ کوئی اس سے دشمنی رکھے۔ فرمایا کہ بندہ نادم کے جسم سے پسینہ نکلتا ہے اس کا مرتبہ ندامت سے کہیں زیادہ ہے۔ فرمایا کہ استقامت میں وہ نیکی مضمر ہے جو تمام نیکیوں کا ماحصل ہے اور اگر جذبہ استقامت ہی مفقود ہو جائے تو تمام نیکیاں نا تمام ہیں۔ فرمایا کہ ہر وہ شے جو تمہارے نفس کا حصہ ہے وہ نفصاد قدر کی بھیجی ہوئی ہے فرمایا کہ فراست ہی وہ نور ہے جس کے ذریعہ نظب تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے اور وہ ایک ایسی معرفت ہے جو غیب سے غیب کی جانب اس لئے لے جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ ان اشیاء کا مشاہدہ کیا جا سکے جو پردۂ غیب میں ہیں۔ اور خدا صاحب فراست کو ایسی قدرت عطا کر دیتا ہے کہ وہ قلب کا حال بیان کرنے لگتے ہیں۔ فرمایا کہ اب قوم نے اپنی بے ادبی کو اخلاص کا نام دے دیا ہے اور غلبہ حرص کا نام انبساط رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے یہ قوم راہ مستقیم سے ہٹ کر غلط راہوں پر گامزن ہو گئی ہے جس کو دیکھ کر زندگی وبال اور روح خشک محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور اس قوم کا یہ حال ہے کہ نہ تو غصہ کے بغیر بات کرتی ہے اور نہ تکبر کے بغیر خطاب کرتی ہے فرمایا کہ خدا نے ہمیں ایسے دور میں پیدا کیا ہے جس میں نہ ادب و اسلام ہے اور نہ اخلاص ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کو اس طرح بنایا ہے کہ جس میں کثیر تعداد کتوں کی ہے اور قلیل تعداد ان مقید فرشتوں کی ہے جو خواہش رہائی کے بعد بھی رہا نہ ہو سکتے ہوں۔ یعنی خدا نے دنیا میں زیادہ تر برے لوگ اور کم لوگ اچھے پیدا کئے ہیں۔ اور سب کو ایک ہی زمین پر رکھ دیا ہے۔ لیکن اچھے لوگ یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہم اس سرزمین سے نکل جائیں جس میں برے لوگ آباد ہیں لیکن نکلنا ممکن نہیں ہے۔

فرمایا کہ ایمان کو چالیس سال آتش پرستی میں گذارنا چاہیئے "تاکہ ایمان کامل کی شناخت ہو سکے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قول ہماری عقل سے باہر ہے اس کی صاف الفاظ میں وضاحت فرمایئے" تو فرمایا کہ حضور اکرمؐ پر چالیس سال کی عمر تک وحی کا نزول نہیں ہوا تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ چالیس تک آپ میں ایمان نہیں تھا۔ اور خاتم الانبیاء ہونے کی وجہ سے جو کمال آپ کو بعثت سے قبل حاصل تھا وہ خود خاتم الکمالات تھا۔ فرمایا کہ تمہیں صاحب نفس بنایا گیا ہے اور حضور اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق چونکہ نفس کبر ہے اس لئے تمہیں نفس کے تکبر سے رہائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور جب تک رہائی حاصل نہیں ہو گی حقیقی ایمان کی شناخت نہیں ہو سکتی پھر لوگوں نے سوال کیا کہ دنیا میں کسی کو حضور اکرمؐ سے زیادہ مرتبہ حاصل ہوا ہے؟ فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب کوئی آپ کے مرتبہ ہی کے برابر نہیں پہنچ سکا تو آپ سے زیادہ مرتبہ حاصل کرنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص آپ سے زیادہ یا آپ کے مرتبہ کے برابر کا دعویدار ہو اس کے کافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ اولیاء کرام کا اعلیٰ ترین مرتبہ بھی انبیاء کا ادنیٰ ترین مرتبہ ہے۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ دنیا میں سب سے بہتر کھانا کونسا ہے؟ فرمایا کہ سب سے افضل کھانا ذکر حق کا لقمہ ہے جس کو بندہ دسترخوان معرفت سے اٹھا کر اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھے۔

Marfat.com

وفات انتقال کے وقت جب لوگوں نے آپ سے وصیت کی خواہش کی تو فرمایا کہ خدا کی ارادت کو نگاہ میں رکھو اور اپنے اوقات و انفاس کی نگہداشت کرو اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

باب ۷۲

حضرت ابو عمرو نخیل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ اپنے دور کے بہت عظیم شیخ و صوفی اور زہد و ورع کے اعتبار سے عدیم المثال بزرگ تھے۔ حضرت جنید کے ہم عصر اور حضرت ابو عثمان کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور آپ کا وطن نیشاپور تھا۔

حالات ایک مرتبہ آپ نے حضرت شیخ ابو القاسم سے پوچھا کہ آپ سماع کیوں سنتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ غیبت سے کنارہ کش رہنے کے لئے کیونکہ دوسروں کی غیبت کرنے یا سننے سے سماع کی سماعت زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر حالت سماع میں کوئی ناجائز فعل سرزد ہو جائے تو وہ سال بھر کی غیبت سے بُرا ہے۔

آپ نے یہ عہد کر لیا تھا کہ ہم سال تک خدا کی رضا کے علاوہ اس سے کچھ طلب نہیں کروں گا ایک مرتبہ آپ کی صاحبزادی فسادید علیل ہو گئیں اور مسلسل علاج کے باوجود مرض میں اضافہ ہوتا چلا گیا چنانچہ ایک رات ان کے شوہر عبدالرحمان سلمی نے ان سے کہا کہ تمہارا علاج تمہارے والد کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے کہ تمہارے والد نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا اور اس عہد کو بیس سال گزر چکے ہیں لہٰذا وہ نقض عہد کر کے تمہارے لئے دعا کر دیں تو تم یقیناً صحت یاب ہو جاؤ گی۔ گو نقض عہد گناہ ہے لیکن اس سے تمہیں صحت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر وہ آدھی رات کو ہی اپنے والد کے گھر پہنچ گئیں۔ اور جب آپ نے پوچھا کہ عقد کے بعد سے تم یہاں بیس سال تک کبھی نہیں آئیں پھر آج آنے کی کیا وجہ ہے۔

صاحبزادی نے عرض کیا کہ اس کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اللہ نے مجھے آپ جیسا عظیم المرتبت باپ اور عبدالرحمن سلمی جیسا شوہر عطا کیا ہے اور یہ بھی آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں زندگی سے زیادہ کوئی شے عزیز نہیں ہوتی اور مجھے بھی بتقاضائے بشریت اپنی زندگی عزیز ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زندگی ہی کی بدولت مجھے آپ کا اور شوہر کا دیدار ہوتا رہتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ چالیس سال تک تیری رضا کے علاوہ اور کچھ طلب نہیں کروں گا۔ لہٰذا میں آپ کو آپ ہی کے عہد کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں کہ آپ نقض عہد کر کے میرے حق میں دعائے صحت فرما دیں۔ لیکن فرمایا آپ نے کہ نقض عہد کسی طرح جائز نہیں خواہ وہ بندے ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ پھر خدا سے نقض عہد کرنا تو بہت ہی باعث ملامت ہے اور اگر میں نقض عہد کر کے تمہارے لئے

Marfat.com

دعا کردوں اور تم صحت یاب ہو بھی جاؤ، پھر بھی اس کی کیا ضمانت ہے کہ تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور جب موت کی آمد میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تو پھر اب یا کچھ عرصہ بعد موت آنے میں کیا فرق پڑتا ہے۔ لہٰذا میں اس گناہ کا مرتکب ہونا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس جواب سے آپ کی صاحبزادی کو یقین ہو گیا کہ اب میرا وقت آچکا ہے اور صحت یابی ممکن نہیں۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا اور آپ کی وفات کے بعد بھی چالیس سال زندہ رہیں۔

ارشادات

آپ نے فرمایا کہ جب تک بندہ اپنے اعمال صالحہ کو ریا سے پاک نہیں کر لیتا عبودیت میں اس کا قدم مستحکم نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جو حال علم کے نتیجہ میں حاصل ہو وہ خواہ کتنا ہی عظیم ہو، ضرر رساں ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جو بندہ وقت پر فرائض کی ادائیگی نہیں کرتا اس پر اللہ تعالےٰ لذت فرض کو حرام کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ رضائے نفس بندے کے لئے آفت ہے۔ فرمایا کہ جس دیدار سے تہذیب حاصل نہ ہو اس کو ہرگز مہذب تصور نہ کرو کیونکہ اس کو کسی طرح ادب کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ فرمایا کہ بہت سی بری باتیں جن کا ظہور انتہا میں ہوتا ہے لیکن بہ ظہور ابتدا کے فساد ہی سے نشوونما پاتا ہے، اور جس کی بنیاد ہی مستحکم نہ ہو اس کی تعمیر بھی مستحکم نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا شروع ہی سے بری خصلتوں سے کنارہ کشی کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ جو شخص مخلوق کے سامنے جاہ و مرتبت ترک کر دینے پر قادر ہوتا ہے اس کے نزدیک ترک دنیا بھی دشوار نہیں رہتی۔ فرمایا کہ ذات خداوندی سے وابستہ رہنے والا کبھی بری خصلتوں کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اور جو بری خصلتوں کو اپنا لیتا ہے وہ خدا سے وابستہ نہیں رہ سکتا۔ فرمایا کہ جس کی فکر صحیح ہو گی اس کا قول سچا اور عمل اختیاری ہو گا۔ فرمایا کہ خدا کے علاوہ کسی سے بھی انس رکھنا وحشت کا باعث ہے۔ فرمایا کہ اوامر و نواہی اور تصوف کے احکام میں صبر و ضبط نہایت ضروری ہے۔

Marfat.com

باب ۷۳

حضرت جعفر جلدی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ حضرت جنید بغدادی کے تمام اصحاب میں سب سے زیادہ شریعت و طریقت پر گامزن اور علوم حقائق کے راز داں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس تصوف کے موضوع پر ایک سو بیس تصانیف موجود ہیں لیکن جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ان میں حضرت حکیم ترمذی کی بھی کوئی تصنیف موجود ہے؟ فرمایا کہ میں ان کو جماعت صوفیا میں شمار ہی نہیں کرتا البتہ وہ مشائخین کے مقبول لوگوں میں سے تھے۔

حالات آپ کے ایک مرید خاص حمزہ علوی جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے انہوں نے ایک رات جب اپنے گھر جانے کے لئے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ آج ٹھہر جاؤ کل چلے جانا۔ لیکن انہوں نے ازراہ ادب کوئی جواب نہیں دیا۔ کیونکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ رات کو گھر پہنچ کر مرغ پکا لیا جائے تاکہ صبح کو اہل و عیال کے لئے کھانے کا انتظام ہو سکے۔ لیکن جب آپ کے حکم کے بعد یہ خیال آیا کہ اگر میں ٹھہر گیا تو اہل و عیال میرے انتظار میں بھوکے رہ جائیں گے۔ اس خیال سے انہوں نے پھر دوبارہ اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے گھر پر ایک ضروری کام ہے اس لئے جانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے۔ چنانچہ انہوں نے گھر پہنچ کر مرغ پکانے کے بعد جب اپنی بچی سے کہا کہ سالن کی دیگچی چولھے پر سے اتار لاؤ تو وہ بے چاری دیگچی سمیت گر پڑی جس کی وجہ سے تمام سالن بھی زمین پر گر گیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ زمین پر گرا ہوا سالن اٹھا لو، گوشت کو دھو کر کھا لیں گے در یں اثنا ایک کتا آیا اور زمین پر گرا ہوا سالن کھا گیا۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت صدمہ ہوا اور اس خیال کے تحت کہ سالن سے تو محرومی ہو ہی چکی ہے اب مرشد کی صحبت سے کیوں محروم رہوں، آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور جب وہاں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ اے جعفر جو شخص صرف ایک گوشت کے ٹکڑے کے لئے شیخ کو صدمہ پہونچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گوشت کتوں کو کھلا دیتا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت متاثر ہوئے اور حکم عدولی سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔ آپ کا ایک نگینہ گم ہو گیا، تو آپ کے دعا پڑھنے کے بعد وہ کتاب میں مل گیا۔

ارشادات ایک مرتبہ آپ نے حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ تصوف اس حالت کو کہتے ہیں جس میں مکمل طور پر ربوبیت کا اظہار ہونے لگتا ہے اور عبودیت فنا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ تکوین فقر کا ایک ایسا مقام ہے جس کے ذریعہ مراتب عظیم حاصل ہونے لگتے ہیں اور جو درویش تکوین سے بہرہ مند نہیں ہوتا وہ مراتب ترقی ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ اگر تم کسی درویش کو زیادہ کھانے والا پاؤ تو سمجھ لو کہ وہ خامی سے خالی نہیں ہے یا تو اپنی گذشتہ

Marfat.com

زندگی میں وہ زیادہ کھانے والا رہا ہے یا پھر اس کے بعد ایسی حالت میں مبتلا ہوا ہے جس کی وجہ سے راستہ سے ہٹ گیا فرمایا کہ دینی و دنیاوی تمام مفادات صرف ایک لمحہ کے صبر سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ توکل کی تعریف یہ ہے کہ خواہ کوئی شے موجود ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں یکسانیت رہنی چاہیے۔ بلکہ اگر نہ ہو تو خوش ہونا چاہیے اور اگر ہو تو غم رہنا چاہیے۔ فرمایا کہ اپنے نفس کو کمتر سمجھتے ہوئے مسلمانوں کی تعظیم کرنا ہی شجاعت ہے۔ فرمایا کہ ایمان کی مہلک اشیاء سے احتراز کرنا دانشمندی کی دلیل ہے۔ فرمایا کہ اپنے نفس کے لئے جدوجہد کرنے کو سعی نہیں کہا جا سکتا بلکہ سعی کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کے لئے کی جائے۔ فرمایا کہ اگر اہل حق کا حصول چاہتے ہو تو بلند ہمت بن جاؤ اس لئے کہ بلند ہمتی کے بغیر مراتب مجاہدہ نہیں حاصل ہو سکتے۔ فرمایا کہ نفس میں گرفتار رہنے والوں کو لذت نفس حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ اپنے احوال کی لذت سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے اہل حقیقت نے ان علائق کو منقطع کر دیا۔

فرمایا کہ جو شخص معرفت نفس کے لئے سعی نہیں کرتا اس کی خدمت قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ روح صالحین ہر حال میں صداقت کے ساتھ مطالبہ کرتی رہتی ہے اور جس کی روح مجسم معرفت بن جاتی ہے وہی قلوب کے احوال کا راز دار بن سکتا ہے اور جس کی روح مجسم مشاہدہ بن جاتی ہے اس کو علم لدنی حاصل ہونے لگتا ہے۔

وفات آپ کا مزار حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب شونیزیہ کے قبرستان میں ہے۔

Marfat.com

باب ۴۷

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ صحرائے رضا کے بادیہ پیما اور کرامات و ریاضت کے بحر بیکراں تھے اور ایسا بلند مرتبہ پایا تھا کہ تمام ذی روح جانور آپ کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور آپ کی کرامات کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ آپ مغرب کے باشندے اور حضرت جلار کے صحبت یافتہ تھے۔

حالات جس وقت آپ کوہ لبنان پر مقیم تھے تو بادشاہ وقت نے حسب معمول وہاں کے فقرا میں ایک ایک دینار تقسیم کیا لیکن آپ نے اپنا دینار ایک ساتھی کو دے کر شہر کا رخ کیا۔ اتفاق سے اس دن آپ نے بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگا دیا تھا جس کی وجہ سے بہت فکر مند اور پریشان تھے اور جب اس پریشانی کے عالم میں آپ شہر کے بازار میں پہنچے تو وہاں لوگوں نے چوری کے جرم میں کچھ افراد کو گرفتار کر رکھا تھا اور وہاں کے صوفیا نے آپ کو بھی پریشان دیکھ کر چوری کے جرم میں گرفتار کروا دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ صرف مجھے گرفتار کر کے باقی تمام افراد کو چھوڑ دو کیونکہ میں ہی ان سب کا سرغنہ ہوں اور جو سزا تم ان سب کو دینا چاہتے ہو وہ سب مجھ کو دے دو۔ چنانچہ آپ کا ہاتھ کاٹ کر باقی ماندہ افراد کو رہا کر دیا گیا اور جب بعد میں یہ علم ہوا کہ آپ حضرت ابوالخیر ہیں تو ندامت کے ساتھ سب نے آپ سے معافی چاہی اور آپ کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد جب آپ گھر پہنچے تو اہل خانہ نے کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر بہت زحمت وزاری شروع کر دی مگر آپ نے فرمایا کہ رنج و غم کے بجائے اس لئے خوشی مناؤ کہ اگر ہاتھ نہ کاٹا جاتا تو قلب کاٹ دیا جاتا اس لئے کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے بلا وضو قرآن چھو لیا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کے ہاتھ میں اس قسم کا پھوڑا نکل آیا کہ بجز کاٹ دینے کے اور کوئی علاج ممکن نہ رہا لیکن آپ نے جب ہاتھ کٹوانے سے انکار کر دیا تو مریدین نے اطبا کو مشورہ دیا کہ جس وقت آپ نماز میں مشغول ہوں اس وقت ہاتھ کاٹ دیا جائے چنانچہ ایسا ہی عمل کیا گیا اور آپ کو حالت نماز میں ہاتھ کٹنے کا کوئی احساس تک نہیں ہوا۔

ارشادات آپ نے فرمایا کہ جب تک خدا کے ساتھ بندے کی نیت صاف نہ ہو قلب مصفا نہیں ہو سکتا اور جب تک بندہ اہل اللہ کی خدمت نہیں کرتا جسم مصفا نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ قلب کے دو مقام ہیں اول یہ کہ جس قلب کا مقام ایمان ہے اس کی شناخت یہ ہے کہ بندہ مومن ایسے امور انجام دیتا ہے جس میں اہل ایمان کی خیر خواہی اور بہتری مضمر ہو، اور ہمہ وقت مسلمانوں کی اعانت پر کمربستگی محسوس ہوتی ہو۔ اور دوسرا مقام نفاق ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ وہ نفاق و کینہ پروری میں مشغول رہتا ہے۔

فرمایا کہ دعویٰ کرنا ایسا تکبر ہے جس کو پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ اس بندے کے سوا کوئی اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا جو خدا کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے آداب عبودیت کو بہتر طریقہ پر بجا لاتا ہے اور خدا کے فرائض کو بخوبی انجام دیتا ہے۔ اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہ کر بری صحبتوں سے کنارہ کش رہتا ہے۔

باب ۷۵

حضرت ابو عبداللہ محمد بن حسین تروغندیؒ کے حالات و مناقب

تعارف آپ طوس کے تمام مشائخ میں سب سے زیادہ ذی مرتبت اور عاشقان خدا میں سے تھے اور بہت سے مشائخین سے ملاقات کے علاوہ حضرت ابو عثمان طبری کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ مرید ہمیشہ غم میں مبتلا رہتا ہے لیکن نہ سرور ہے نہ رنج و عذاب۔ پھر فرمایا کہ مخالفین نفس سے ہی صوفی و زاہد بن سکتا ہے۔ فرمایا کہ ہر بندے کو اسی کی وسعت کے مطابق معرفت عطا کی گئی ہے اور اسی کے مطابق معرفت کی مصیبت میں بھی مبتلا کیا گیا ہے تاکہ وہ مصیبت معرفت میں اس کی اعانت کرتی رہے۔ فرمایا کہ جو شخص عہد شباب میں عبادت سے گریزاں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کبر سنی میں ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص صدق دلی کے ساتھ مرد حق کی ایک دن خدمت کرتا ہے وہ تاحیات اس دن کی برکت سے فائدہ حاصل کرتا ہے اس سے اس شخص کے مراتب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو تمام عمر صوفیا کی خدمت گذاری میں صرف کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اس نیت سے ترک دنیا کرتا ہے کہ لوگ اس کو نگاہ عزت سے دیکھیں تو وہ بہت بڑا دنیادار اور حریص ہے۔

Marfat.com

باب ۷۶

حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحٰق ابراہیم بن شہریار گازرونی کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا شمار قطب الاولیاء میں ہوتا ہے اور آپ شریعت و طریقت کے مقتدایان میں سے تھے۔ آپ کے فضائل و خصائل کا تفصیلی طور پر احاطہ تحریر میں لانا کسی طرح ممکن نہیں۔ آپ احکام الٰہیہ کی ادائیگی اور اتباع سنت میں اپنی نظیر آپ تھے اسی لئے آپ کے مزار کو تریاق اکبر کہا جاتا ہے کہ جو شخص آپ کے وسیلے سے دعا کرتا ہے اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

آپ کے دادا آتش پرست اور والدین مسلمان تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جس مکان میں آپ تولد ہوئے اس رات آپ کے مکان میں نور کا ایک ستون زمین سے آسمان تک قائم ہو گیا تھا اور اس میں ہر سمت اس طرح شاخیں پھیلی ہوئی تھیں کہ ہر شاخ سے نور بکھر رہا تھا۔

حالات بچپن ہی میں آپ کے والدین نے قرآن کی تعلیم دلوانے کا قصد کیا تو دادا نے منع کرتے ہوئے کہا کہ ان کو کوئی پیشہ سکھانا چاہیے تاکہ والدین کی غربت کا ازالہ ہو سکے لیکن آپ نے اصرار کیا کہ میں تو قرآن ہی کی تعلیم حاصل کروں گا۔ چنانچہ والدین نے آپ کا رجحان دیکھ کر ایک معلم کے سپرد کر دیا۔ آپ کے تعلیمی شوق کا یہ عالم تھا کہ تمام طلبا سے قبل مدرسہ میں پہنچ جاتے اور سب سے پہلے اپنا سبق یاد کر لیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ اپنے تمام ساتھیوں میں سبقت لے گئے۔ اور بہت سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص عنفوان شباب میں عبادت کی جانب مائل ہوتا ہے اس کے باطن کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے روشن کر دیتا ہے۔ اور چشمہ حکمت اس کی زبان سے جاری ہونے لگتے ہیں۔ اور جو بچپن و جوانی میں خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور بڑھاپے میں تائب ہوتا ہے گو اسے فرمانبردار تو کہا جا سکتا ہے لیکن کمال حکمت تک اس کی رسائی نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ جب میں بچپن میں حصول علم میں مشغول تھا اسی وقت سے مجھے راہ طریقت کا اشتیاق پیدا ہوا اور اس عہد میں یہ تین بزرگ بہت ہی صاحب فضیلت تھے۔ حضرت عبداللہ خفیف، حضرت حارث محاسبی، حضرت عمرو بن علی۔ چنانچہ میں نے نماز استخارہ پڑھ کر سجدے میں دعا کی کہ اے اللہ مجھے مطلع فرما دے کہ ان تینوں بزرگوں میں سے کس کے دامن سے وابستگی اختیار کروں۔ اس دعا کے بعد مجھے سجدے ہی میں نیند آ گئی اور خواب میں ایک بزرگ اونٹ پہ بہت سی کتابیں لادے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تمام کتب حضرت عبداللہ خفیف کی ہیں اور انہوں نے یہ تمام کتب اونٹ سمیت تمہیں ارسال کی ہیں۔ چنانچہ خواب سے بیداری کے

بعد میں سمجھ گیا کہ مجھے حضرت عبداللہ خفیف کے دامن سے وابستہ ہو جانا چاہیئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ اکار رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے اور حضرت عبداللہ خفیف کی بہت سی کتابیں مجھے عطا کیں اس واقعہ سے مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا اور میں نے انہیں کے طریقہ پر عبادت شروع کر دی۔

ایک مرتبہ آپ کے والدین نے کہا کہ تم نے درویشی تو اختیار کر لی ہے لیکن غربت کی وجہ سے تمہارے اندر مہمانداری کی استطاعت نہیں ہے جو درویشوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور یہ کمزوری ممکن ہے تمہیں اپنے راستہ سے ہٹا دینے کا باعث بن جائے۔ لیکن آپ نے والدین کو جواب دینے کے بجائے خموشی اختیار کر لی۔ اتفاق سے اسی سال رمضان شریف میں مسافروں کی ایک جماعت آپ کے یہاں آکر مقیم ہو گئی اور آپ کے پاس اس وقت مہمان نوازی کے لئے کوئی شے بھی موجود نہیں تھی۔ اسی وقت ایک شخص روٹیوں سے بھری ہوئی دو بوریاں اور کھانے کے لوازمات لے کر مہمان نوازی کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اس واقعہ کا علم آپ کے والدین کو ہوا تو وہ اپنی خام خیالی پر بہت نادم ہوئے اور آپ سے کہا کہ اللہ تعالٰے تمہاری اعانت فرما رہا ہے جس حد تک ہو سکے مخلوق کی خدمت کرتے رہو اور اس دن کے بعد سے آپ کے کام میں کبھی کوئی مداخلت نہیں کی۔

ایک مرتبہ جب آپ نے تعمیر مسجد کا قصد کیا تو حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی نبیاد ڈال رہے ہیں چنانچہ آپ نے بیداری کے بعد اسی بنیاد پر مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ اور اتنی عظیم مسجد تعمیر کی جس میں تین صفیں آ سکتی تھیں۔ اس کے بعد پھر ایک شب آپ نے حضور اکرمؐ کو خواب میں دیکھا کہ حضورؐ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ تعمیر مسجد کی توسیع فرما رہے ہیں، چنانچہ آپ نے مسجد کو اسی قدر وسعت دے دی جتنی خواب میں دیکھی تھی۔

جب آپ نے سفر حج کا قصد فرمایا تو مشائخین بصرہ نے آپ کو دعوت دی جس میں انواع و اقسام کے کھانے موجود تھے۔ لیکن آپ نے گوشت کو ہاتھ نہیں لگایا جس کی وجہ سے مشائخین کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ گوشت نہیں کھاتے ہیں لیکن آپ نے ان کی نیت کا اندازہ لگا کر فرمایا کہ شاید تم لوگ یہ سوچ رہے ہو کہ میں گوشت نہیں کھاتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر آج سے میں تمہارے خیال کو قائم رکھنے کے لئے گوشت نہیں کھاؤں گا اور تاحیات آپ اپنے اس عہد پر قائم رہے۔ اسی طرح ایک اور واقعہ کے تحت آپ نے کھجور اور شکر نہ کھانے کا عہد کر لیا تھا اور ایک مرتبہ جب علالت کے باعث اطباء نے شکر کھانے کی تاکید کی تو آپ نے اس پر عمل نہیں کیا۔

گازرون کے مجوسی نامی خورشید حاکم نے مفاد عامہ کے لئے جو نہر تعمیر کرائی تھی آپ نے ازراہ تقویٰ کبھی اس کا پانی استعمال نہیں کیا۔ آپ اپنے ارادت مندوں کو ہمیشہ یہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کے بغیر کبھی کھانا نہ کھایا کرو۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی مرید نے اپنے عزیز کے ہاں جانے کی آپ سے اجازت طلب کی اور آپ کی اجازت سے جب وہ اپنے عزیز کے یہاں پہنچا تو اس کے ہمراہ کسی مہمان کے بغیر کھانا کھا کر واپس آیا تو کسی درویش سے اس کا جھگڑا ہو گیا اور اس فقیر نے اس پر جو جرم عائد کیا تھا وہ صحیح ثابت ہوا جس کے نتیجہ میں اس درویش نے اس کے کپڑے اتروا کر برہنہ کر دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ مہمان کے بغیر کھانا کھانے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے یہ سن

Marfat.com

کہ اس نے توبہ کی اور دہقان کے بغیر کبھی کھانا نہیں کھایا۔

اپنے زہد و ورع کے اعتبار سے نہ تو کبھی آپ نے حرام رزق کھایا اور نہ کبھی کسب حلال کے سوا لباس استعمال کیا اسی وجہ سے آپ کا لباس بہت گھٹیا درجہ کا ہوتا تھا اور کاشتکاری کے ذریعہ اپنی گذر بسر کرتے تھے۔ ابتدائی دور میں آپ کے افلاس کا یہ عالم تھا کہ بھوک رفع کرنے کے لئے اتنی کثرت سے سبز گھاس استعمال کرتے تھے کہ جسم سے سبزی جھلکنے لگتی تھی اور جسم ڈھانپنے کے لئے بوسیدہ چیتھڑوں سے لباس تیار کر لیا کرتے تھے۔ ۸ ذیقعدہ بروز یکشنبہ ۲۴۶ھ بہتر یا تہتر سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

ایک مرتبہ دوران وعظ کوئی خراسانی عالم بھی اجتماع میں شریک تھا اور پورے مجمع میں آپ کے تاثر آمیز وعظ سے ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اس وقت خراسانی عالم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا علم اس شیخ سے کہیں زائد ہے لیکن جو مقبولیت اس کو حاصل ہے وہ مجھے تمام علوم پر دسترس کے باوجود بھی حاصل نہیں۔ اس وقت آپ نے اپنی صفائے باطنی کے ذریعہ اس کی نیت کو بھانپ کر اجتماع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قندیل کی طرف دیکھو کیونکہ آج قندیل کا تیل اور پانی آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ پانی کا قول ہے کہ خدا نے مجھے ہر شے پر فوقیت عطا کی ہے کیونکہ اگر میرا وجود نہ ہوتا تو لوگ شدید پیاس سے مر جایا کرتے اور یہ مرتبہ تجھے حاصل نہیں اس کے باوجود تو میرے اوپر آ جاتا ہے۔ اس کے جواب میں تیل نے کہا کہ میں منکسر المزاج ہوں اور تجھے غرور و تکبر ہے۔ کیونکہ میرا تخم پہلے زمین میں ڈالا گیا پھر پودا نکلنے کے لئے رکاوٹ اور کوٹ کر مجھے کولھو میں پیلا گیا اس کے بعد میں نے خود کو جلا جلا کر دنیا کو روشنی عطا کی اور جس قدر اذیتیں مجھ کو پہنچائی گئیں میں نے ان سب کو نظر انداز کر دیا جس کے بعد آپ نے وعظ ختم کر دیا۔ اور وہ خراسانی عالم آپ کے مفہوم کو سمجھ کر قدموں میں گر پڑا اور ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مجھے یہ تصور ہو گیا کہ دوسروں سے صدقات لے کر مجھے فقراء پر خرچ نہ کرنا چاہیے ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے مجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جس کا قیامت میں مجھ کو جواب دہ ہونا پڑے اس خیال کے تحت میں نے تمام فقراء سے کہہ دیا کہ اپنے اپنے گھر جا کر خدا کی یاد کرتے رہو۔ لیکن اسی شب میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس لین دین سے تجھے خوفزدہ نہ ہونا چاہیے۔

دوران وعظ دو افراد اس خیال سے حاضر ہوئے کہ آپ سے یہ دعا کروائیں گے کہ ہمیں دنیاوی عیش و راحت میسر آ جائے لیکن آپ نے ان دونوں کو دیکھتے ہی فرمایا کہ لوگوں کو چاہیے کہ مجھ سے صرف خدا کے واسطے ملاقات کے لئے حاضر ہوا کریں۔ دنیا کی طلب لے کر میرے پاس نہ آئیں کیونکہ اس نیت سے میرے پاس آنے والوں کو کسی قسم کا ثواب حاصل نہیں ہو سکتا۔

آپ نے وعظ میں فرمایا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی پر مکمل طور سے عمل پیرا ہوں اس وقت قاضی طاہر بھی شریک وعظ تھے انہیں خیال ہوا کہ شادی نہ کرنا بھی تو حکم الٰہی کے خلاف ہے۔ اور آپ نے شادی نہیں کی ہے۔ پھر یہ دعویٰ آپ کا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ چنانچہ آپ نے انہیں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نکاح سے معاف کر دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس وقت میں جنگل میں مصروف عبادت ہو کر سجدے میں سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی کہتا ہوں تو ہر ذرہ میرے

Marfat.com

ساتھ تسبیح کرتا رہتا ہے۔

ایک یہودی مہمان خود کو مسلمان ظاہر کر کے آپ کے یہاں مقیم ہو گیا اور اس خوف سے کہ کہیں اس کا فریب آپ پر ظاہر نہ ہو جائے مسجد کے ستون کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اور آپ روزانہ اس کے لئے کھانا بھجوا دیا کرتے۔ لیکن چند روزہ قیام کے بعد جب اس نے رخصت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اے یہودی کیا تجھے یہ جگہ پسند نہیں آئی؟ اس نے پوچھا کہ آپ کو میرے یہودی ہونے کا علم کیسے ہو گیا اور جانتے بوجھتے آپ نے میری خاطر مدارات کیوں کی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں مسلم و کافر دونوں کو رزق پہنچاتا رہتا ہے۔

ایک مرتبہ وزیر کا مصاحب میر ابوالفضل شرابی آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شراب نوشی سے توبہ کر لے، اس نے جواب دیا کہ میں ضرور تائب ہو جاتا لیکن جب وزیر کی مجلس میں دور جام چلتا ہے تو مجبوراً مجھ کو بھی پینی پڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس کی محفل میں تجھے شراب نوشی پر مجبور کیا جائے تو اس وقت میرا تصور کر لیا کر۔ چنانچہ جب وہ توبہ کر کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ تمام جام و سبو شکستہ پڑے ہیں اور شراب زمین پر بہہ رہی ہے، یہ کرامت دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوا اور وزیر کے پوچھنے پر پورا واقعہ بیان کر دیا اس کے بعد سے وزیر نے کبھی اس کو شراب نوشی پر مجبور نہیں کیا۔

ایک شخص اپنے لڑکے سمیت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پہنچ کر توبہ کرنے والا اگر توبہ شکنی کرے گا تو اس کو دنیا میں بہت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن ان دونوں نے چند ہی یوم کے بعد توبہ شکنی کا ارتکاب کیا اور اس کی سزا میں دونوں آگ میں جل کر مر گئے۔

ایک پرندہ کہیں سے آ کر آپ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مجھ سے خوفزدہ نہیں ہے، پھر ایک مرتبہ ہرن آپ کے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا تو آپ نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مجھ سے ملاقات کرنے آیا ہے اس کے بعد خادم کو حکم دیا کہ اس کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔

اقوال و ارشادات

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو اپنے پاکیزہ و حلال لباس کو حرام رنگ سے رنگ لیتا ہے۔ یعنی نیل سے رنگتا ہے۔ حالانکہ اس وقت آپ خود بھی نیلی چادر میں ملبوس تھے لیکن فرمایا کہ یہ چادر حلال نیل سے رنگی ہوئی ہے۔ اور یہ میرے پاس کرمان سے آئی ہے۔ فرمایا کہ خورد و نوش کے معاملہ میں جو اپنا محاسبہ نہیں کرتا اس کی مثال جانوروں جیسی ہے۔ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ کر ذکر الٰہی کرتے رہو۔ فرمایا کہ نور الٰہی حصول بصیرت کا ذریعہ ہے کیونکہ نور و آخرت دونوں ہی غیب سے متعلق ہیں اور غیب کا مشاہدہ غیب ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ عارف کے لئے کمترین عذاب یہ ہے کہ اس سے ذکر الٰہی کی حلاوت سلب کر لی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل دنیا تو انسان کے ظاہری اعتقاد کو دیکھ کر اس کو معیوب قرار دیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ باطنی عیوب سے معیوب قرار دیتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا کی تمام اشیاء کو چھوڑ کر خدا کی جانب رجوع رہو کیونکہ دین و دنیا میں اس کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں۔ فرمایا کہ گذر دن میں چند مسلمانوں کے سوا سب آتش پرست

Marfat.com

ہیں لیکن ایک دن وہ آئے گا کہ معاملہ اس کے برعکس ہوگا چنانچہ اس قول کے بعد ۲۴ ہزار آتش پرستوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ فرمایا کہ جوانمرد وہی ہے جو لیتا اور دیتا رہے۔ اور نیم مرد وہ ہے جو لیتا نہ ہو بلکہ دیتا ہو اور نامرد وہ ہے جو نہ لیتا ہو اور نہ دیتا ہو۔ فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری مسجد سے لے کر آسمان تک ایک سیڑھی لٹکی ہوئی ہے اور لوگ اس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور خدا نے اس جگہ کو وہ عظمت بخشی ہے کہ یہاں کی زیارت کرنے والا دینی و دنیوی مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے فرمایا کہ دنیاوی مصائب پر صبر کرنے والا آخرت میں اس کا صلہ پاتا ہے۔ فرمایا کہ اگر تم پہلے لوگوں جیسا بننا چاہتے ہو تو اس بات کی کوشش کرو کہ اگر تم ان جیسے نہیں بن سکتے تو کم از کم ان کے احباب میں شامل ہو جاؤ۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے ہر بندے کو اپنی عطا سے نوازا ہے لیکن مجھے لذت مناجات عطا ہوئی ہے اسی طرح خدا نے ہر بندے کو کسی نہ کسی شئے کا انس عطا کیا ہے لیکن مجھکو صرف اپنی محبت سے نوازا ہے۔ فرمایا کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ رات میں اٹھ کر وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم دو ہی رکعت پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بیدار ہو کر کلمہ شہادت پڑھے۔

چند افراد آپ کی خانقاہ کے سامنے سے شیر کو پکڑ کر لے جا رہے تھے تو آپ نے شیر سے پوچھا کہ تجھے کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ اپنی چال پر اعتماد نہ کرو کیونکہ ابلیس کا دام فریب ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ اور کثرت کے ساتھ شیران طریقت اس کے دام میں گرفتار ہیں۔ اس وقت آپ کے کہنے کا انداز اس قدر تاثر آمیز تھا کہ حاضرین پر بہت دیر تک رقت طاری رہی۔ فرمایا کہ اللہ اگر تو مجھکو قیامت میں بخشش کے قابل سمجھتا ہے تو میرے ہمراہ میرے تمام احباب کی بھی بخشش فرما دینا تاکہ سب مل کر خوشیاں منائیں اور اگر میں مغفرت کا سزاوار نہ ہوں تو پھر مجھے جہنم میں ایسے راستہ سے بھیجنا کہ دوسرے لوگ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اور میرے معاندین خوش نہ ہوں۔ فرمایا کہ شہوانی جذبات پر غلبہ نہ پانے والوں کے لئے نکاح کرنا بہت ضروری ہے تاکہ فتنہ سے محفوظ رہ سکیں۔ اور اگر میرے نزدیک عورت و دیوار میں کوئی فرق نہ ہوتا تو میں بھی ضرور نکاح کر لیتا لیکن میری کیفیت تو دریا میں ڈوبتے ہوئے اس شخص جیسی ہے جس کو کبھی خلاصی کی امید ہو اور کبھی غرق ہونے کا خطرہ۔ فرمایا کہ انس الٰہی اور مناجات سے لذت حاصل نہ کرنے والا موت کے وقت سب سے زائد بدنصیب ہوتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو خدا کا انس اور لذت مناجات حاصل کر کے دنیا سے رخصت ہو۔ فرمایا کہ دنیاوی بادشاہ سے بغاوت کرنے والے کا مال و اسباب ضبط کر لیا جاتا ہے اور بزرگوں کی مخالفت کرنے والوں کا دین اللہ تعالےٰ تباہ کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ بندہ خوفزدہ کیوں نہ ہو جب کہ ایک طرف نفس و شیطان ہے اور دوسری جانب سلطان اور ان دونوں کے مابین بندہ عاجز و مجبور ہے۔ فرمایا کہ خوشامدی لوگوں سے کنارہ کش رہو اس لئے کہ ان سے مصائب و فتنوں کا ظہور ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تھیلی کا منہ کھول دینے والے کے لئے خدا تعالےٰ جنت کے دروازے کشادہ کر دیتا ہے اور اس کی راہ میں بخل کرنے والوں پر جنت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عام بندوں پر عذاب اور خاص بندوں پر عتاب نازل کرتا ہے اور جس وقت تک عتاب باقی رہتا ہے محبت بھی باقی رہتی ہے۔ فرمایا کہ چار طرح کے لوگوں کے سامنے خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے، اول اہل و عیال، دوم مریض، سوم صوفیاء، چہارم بادشاہ۔

جو لوگ حصولِ طریقت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ان سے فرماتے کہ فقر و تصوف بہت سخت کام ہے کیونکہ اس میں سب سے پہلے بھوک و پیاس اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور لوگ صوفی و درویش کو گداگر کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر تم ان تمام چیزوں کے لئے تیار رہو تب تو درویشی کا قصد کرو ورنہ اپنے ارادے سے باز رہو اور ہر ممکن طریقے سے ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو بس یہی عبادت تمہارے لئے بہت کافی ہے۔ فرمایا کہ کسی کے ساتھ برائی کرنے سے خائف رہو کیونکہ کسی سے برائی کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسا شخص مسلط کر دیتا ہے کہ وہ اس سے برائی کرنے کا بدلہ لیتا رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے، "اگر تم دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے ہو تو حقیقت میں وہی نیکی ہے اور اگر تم دوسرے کے ساتھ برائی کرتے ہو تو وہ برائی حقیقت میں اپنے ہی نفس کے ساتھ کرتے ہو" فرمایا کہ خدا کے خزانے میں ایک ایسی شراب ہے جو ہر صبح اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو پلاتا ہے اور وہ ہر قسم کے کھانے پینے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا کا محبوب کبھی دنیا کا محبوب نہیں ہو سکتا۔

ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ بوڑھے اور بچے سب ہی آپ کی زیارت کے شوق میں جمع ہو گئے اور جب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ ان بچوں کو آپ کے مراتب کا علم کیسے ہو گیا؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ سب مجھ سے اس لئے واقف ہیں، کہ جب رات کو یہ سب سو جاتے ہیں تو میں کھڑا ہو کر ان کے فلاح و بہبود کی دعائیں کرتا ہوں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجاہدات کی انتہا یہ ہے کہ اپنی تمام تر سعی و مشقت اس کے سپرد کر دیں جو ہر قسم کی سعی و مشقت سے پاک ہے۔ یعنی اپنے تمام امور خدا کے سپرد کر دینے چاہئیں۔ ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ اگر بادشاہ یا وزیر آپ کو اس یقین دہانی کے بعد کہ یہ کسبِ حلال ہے کچھ دینا چاہے تو کیا آپ قبول کر لیں گے۔ فرمایا کہ میں اس لئے کبھی قبول نہیں کر سکتا کہ ان لوگوں نے اپنی مصلحت کو ترک کر دیا اور ترکِ مصلحت کرنے والے اپنے جرم کی پاداش میں دنیا میں ہی ذلیل ہو جاتے ہیں اس لئے میں ان کی کسی شے کو قبول کرنے کا تصور تک نہیں کر سکتا۔

آپ نے فرمایا، ہر لمحہ علومِ شریعت حاصل کرتے رہو کیونکہ اہلِ طریقت و حقیقت کو کسی حال میں بھی علم سے مفر نہیں اور جب علم حاصل کرو تو ریا سے پرہیز کرو اور اپنے علم کو مخلوق سے پوشیدہ نہ رکھو اور اپنے علم پر عمل پیرا ہو کر رضائے حق کے متلاشی رہو کیونکہ بے عمل عالم کی مثال بے روح کے جسم جیسی ہوتی ہے اور علم کا حصولِ دنیا کا ذریعہ بھی نہ بناؤ جیسا کہ حضورِ اکرم کا فرمان ہے کہ "عملِ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے سے عزت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا نام اہلِ جہنم میں درج کر لیا جاتا ہے۔" اور یہ بھی یاد رکھو کہ امورِ دنیاوی سے آخرت طلب کرنے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔ اور حصولِ علم کے بعد رزقِ حلال حاصل کرنے سے بہتر اور کوئی شے نہیں کیونکہ رزقِ حلال طلب نہ کرنے والے کا کوئی عمل اور دعا قبول نہیں ہوتی، اور اگر تم نے ان سب باتوں پر عمل کر لیا تو پھر مخلوقِ خدا کے لئے اپنی زندگی وقف کر دو۔

وفات انتقال کے وقت آپ نے مریدین سے فرمایا کہ میں بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اس لئے تمہیں چار نصیحتیں کرتا ہوں انہیں سن کر ان پر عمل پیرا رہنا۔ اول یہ کہ میرے بعد میرے جانشین کی اطاعت کرنا، دوم صبح کو دراز تلاوت

Marfat.com

قرآن پاک کرتے رہنا۔ سوم یہ کہ مسافر کی اچھی طرح مدارات کرنا، چہارم یہ کہ باہم پیار و محبت سے رہنا۔
آپ نے اپنے تمام ارادت مندوں کے نام درج رجسٹر کر لیے تھے اور آخری وقت یہ وصیت فرمائی کہ اس رجسٹر کو میری قبر میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کر کے رجسٹر قبر میں رکھ دیا گیا۔
انتقال کے بعد خواب میں کسی نے دیکھ کر آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے معمولی بخشش نہ یہ فرمائی کہ میرے رجسٹر میں درج شدہ تمام مریدین کی مغفرت فرما دی۔ آپ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ جو میرے پاس اپنی کوئی حاجت لے کر آئے اس کی مراد پوری فرما دے۔

باب ۷۷

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ طریقت و حقیقت کا سرچشمہ فیوض و معرفت کا منبع و مخزن اور آپ کی عظمت و بزرگی مسلمہ تھی۔ حضرت بایزید بسطامی کا دستور یہ تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لئے کھینچتا ہے۔ ایک مرتبہ مریدین نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہے۔ اور وہ کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہو گا۔

حالات بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نماز عشا حضرت بایزید کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ جو مرتبہ تو نے بایزید کو عطا کیا وہی مجھ کو بھی عطا فرما دے۔ اس دعا کے بعد خرقان واپس آ کر نماز فجر ادا کرتے اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اس نیت کے ساتھ اُلٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزید کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ پھر بارہ سال اپنے معمول پر قائم رہنے کے بعد حضرت بایزید کی قبر سے یہ آواز آئی کہ اے ابوالحسن اب تیرا بھی دور آ گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تو قطعی اُمّی ہونے کی وجہ سے علوم شرعیہ سے ناواقف ہوں اس لئے میری ہمت افزائی فرمایئے۔ ندا آئی کہ مجھے جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ صرف تمہاری ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ تو مجھ سے اکتالیس سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ ندا آئی کہ یہ قول تو تمہارا درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس وقت بھی میں سرزمین

Marfat.com

خرقان سے گذرتا تھا تو اس سرزمین سے آسمان تک ایک نور ہی نور نظر آتا تھا اور میں اپنی ایک ضرورت کے تحت تیس سال تک دعا کرتا رہا لیکن قبول نہیں ہوئی اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا کہ تو اس نور کو ہماری بارگاہ میں شفیع بنا کر پیش کرے تو تیری دعا قبول کرلی جائے گی۔ چنانچہ اس حکم پر عمل ہونے سے دعا قبول ہوگئی۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد جب آپ خرقان واپس ہوتے تو صرف ۲۴ یوم میں مکمل قرآن ختم کرلیا۔ لیکن بعض روایت میں یہ ہے کہ حضرت بایزید کے مزار سے ندا آئی کہ سورہ فاتحہ شروع کرو اور جب آپ نے شروع کی تو خرقان پہنچنے تک پورا قرآن ختم کرلیا۔

ایک مرتبہ آپ اپنے باغ کی کھدائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برآمد ہوئی اور آپ نے اس جگہ کو بند کر کے دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی تو وہاں سے سونا برآمد ہوا پھر تیسری جگہ سے مروارید اور چوتھی جگہ سے جواہرات برآمد ہوئے۔ لیکن آپ نے کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا کہ ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہوسکتا۔ یہ تو کیا اگر دین و دنیا دونوں بھی مہیا ہوجائیں جب بھی وہ تجھ سے انحراف نہیں کرسکتا۔ ہل چلاتے وقت جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرتے اور جب نماز پڑھ کر کھیت پر پہنچتے تو زمین تیار ملتی۔

ایک دفعہ شیخ المشائخ حضرت ابوالعمر ابوعباس نے آپ سے کہا کہ چلو ہم اور تم درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگائیں۔ آپ نے فرمایا کہ چلئے ہم اور آپ فردوس و جہنم سے بے نیاز ہوکر اور خدا تعالیٰ کا دست کرم پکڑ کر چھلانگ لگائیں۔ پھر ایک مرتبہ شیخ المشائخ نے پانی میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی پکڑ کر آپ کے سامنے رکھدی۔ اس نے جواب میں آپ نے تنور میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آگ میں سے زندہ مچھلی پکڑ کر نکالنا پانی میں سے مچھلی نکالنے سے کہیں زیادہ معنی خیز ہے۔ پھر ایک دن شیخ المشائخ نے کہا کہ چلو ہم دونوں تنور میں کود جائیں پھر دیکھیں زندہ کون نکلتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں بلکہ ہم دونوں اپنی ہستی میں غوطہ لگا کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی سے کون باہر آتا ہے یہ سن کر شیخ المشائخ نے سکوت اختیار کرلیا۔

شیخ المشائخ فرمایا کرتے تھے کہ ابوالحسن کے خوف کی وجہ سے مجھے بیس سال تک نیند نہیں آئی اور جس مقام پر میں پہنچتا ہوں انہیں اپنے سے چار قدم آگے ہی پاتا ہوں۔ اور دس مرتبہ اس کی کوشش کی کہ کسی طرح میں ان سے قبل حضرت بایزید کے مزار پر پہنچ جاؤں لیکن کامیاب نہ ہوسکا کیونکہ خدا نے ان کو وہ طاقت عطا کی ہے کہ تین میل کا راستہ لمحہ بھر میں طے کر کے بسطام پہنچ جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنی چار انگلیاں پکڑ کر ایک انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو اس حدیث کا طالب ہے اس کا قبلہ یہی ہے اور جب یہ مقولہ شیخ المشائخ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے عبرت کے طور پر فرمایا کہ دوسرا قبلہ ظاہر ہوجانے کے بعد ہم قدیم قبلہ بند کئے دیتے ہیں چنانچہ اسی سال حج کا راستہ بند کردیا گیا اور جو لوگ سفر حج پر روانہ ہوچکے تھے ان میں سے کچھ واپس آگئے اور کچھ کا انتقال ہوگیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ حضرت شیخ المشائخ اتنے افراد کی موت کا ذمہ دار کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب ہاتھی زمین پر اپنا پہلو رگڑتا ہے تو مچھروں کی ہلاکت لازمی ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ کوئی جماعت کسی مخدوش راستے پر سفر کرنا چاہتی تھی لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی دعا بتادیجئے جس کی وجہ سے ہم راستے کے مصائب سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے تو مجھ کو یاد کر لینا۔ لیکن لوگوں نے آپ کے اس قول پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنا سفر شروع کر دیا۔ لیکن راستے میں ان کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ تو ایک شخص جس کے پاس مال و اسباب بہت زیادہ تھا جب ڈاکو اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے صدق دل سے آپ کا نام لیا جس کے نتیجہ میں مال و اسباب سمیت لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کو بہت تعجب ہوا مگر جن لوگوں نے آپ کو یاد نہیں کیا تھا وہ سب لوٹ لئے گئے۔ پھر ڈاکوؤں کی واپسی کے بعد وہ شخص سب کی نظروں کے سامنے آگیا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کہاں غائب ہو گیا تھا تو اس نے کہا کہ میں نے سچے دل سے شیخ کو یاد کیا تھا اور خدا نے اپنی قدرت سے مجھے سب کی نگاہوں سے پوشیدہ فرما دیا۔ اس واقعہ کے بعد جب وہ جماعت خرقان واپس آئی تو حضرت ابوالحسن سے عرض کیا کہ ہم صدق دلی سے خدا کو یاد کرتے رہے اس کے باوجود بھی ہمارا مال لوٹ لیا گیا لیکن جس شخص نے آپ کو یاد کیا وہ بچ گیا اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم صرف زبانی طور پر خدا کو یاد کرتے تھے اور ابوالحسن خلوص قلب سے خدا کو یاد کرتا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم ابوالحسن کو یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ ابوالحسن تمہارے لئے خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور خدا کو صرف زبانی یاد کرنا بے سود ہوتا ہے۔

کسی مرید نے آپ سے کوہ لبنان پر جا کر قطب العالم سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی اور جب وہ کوہ لبنان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے اور تمام لوگ کسی کے منتظر ہیں۔ اس شخص نے جب ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہیں کس کا انتظار ہے تو انہوں نے کہا کہ یہاں پنجوقتہ نماز پڑھانے کے لئے قطب العالم تشریف لاتے ہیں۔ ہمیں انہیں کا انتظار ہے۔ یہ سن کر اس شخص کو بے حد مسرت ہوئی کہ بہت جلد ہی قطب العالم سے ملاقات ہو جائے گی چنانچہ کچھ ہی دیر بعد لوگوں نے صف قائم کر لی اور نماز جنازہ شروع ہو گئی لیکن جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ نماز جنازہ کے امام خود اس کے مرشد حضرت ابوالحسن ہیں یہ دیکھ کر وہ مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا اور ہوش آنے کے بعد دیکھا تو لوگ جنازے کو دفن کر چکے تھے اور آپ کا کہیں پتہ نہیں تھا پھر اس مرید نے اطمینان قلبی کے لئے لوگوں سے پوچھا کہ امام صاحب کا کیا نام تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہی تو قطب العالم حضرت ابوالحسن خرقانی تھے اور اب نماز کے وقت پھر یہاں تشریف لائیں گے چنانچہ وہ مرید انتظار میں رہا اور جب آپ نماز پڑھا چکے تو اس نے بڑھ کر سلام کر کے دامن تھام لیا لیکن شدت خوف کی وجہ سے اس کی زبان سے ایک جملہ بھی نہیں نکلا۔ پھر آپ نے اس کو اپنے ہمراہ لے جاتے ہوئے فرمایا کہ تو نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے اس کو کبھی زبان پر نہ لانا کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ مجھ کو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہوئے مخلوق کو میرے مراتب سے آگاہ نہ فرمائے سوائے حضرت بایزید بسطامی کے جو مرنے کے بعد بھی حیات ہیں۔

ایک مرتبہ آپ سے عراق جا کر درس حدیث میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی درس حدیث دینے والا موجود نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہاں تو کوئی مشہور محدث نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو میں ہی

موجود ہوں، کہ اللہ تعالےٰ نے اُمّی ہونے کے باوجود اپنے فضل و کرم سے مجھے تمام علوم پر آگاہی عطا فرمائی ہے۔ اور حدیث تو میں نے خود حضور اکرمؐ سے پڑھی ہے۔ لیکن آپ کے اس قول کا اس شخص کو یقین نہیں آیا۔ چنانچہ رات کو خواب میں اس نے حضور اکرمؐ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ جو اُمّی سچی بات کہتے ہیں اس خواب کے بعد صبح سے اس نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر حدیث کا درس لینا شروع کر دیا اور آپ درس دیتے ہوئے کبھی یہ بھی فرماتے جاتے کہ یہ حدیث حضورؐ کی نہیں ہے۔ اس شخص نے جب پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم حدیث پڑھتے ہو تو میں حضور اکرمؐ کے مشاہدے میں مشغول رہتا ہوں اور جو صحیح حدیث ہوتی ہے اس کو پڑھتے وقت حضورؐ کی پیشانی پر مسرت کی جھلک ہوتی ہے لیکن جو حدیث صحیح نہیں ہوتی اس پر آپؐ کی پیشانی شکن آلود ہو جاتی ہے جس سے مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ صحیح حدیث کونسی ہے اور موضوع کونسی ہے۔

حضرت عبداللہ انصاری فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک جرم میں گرفتار کر کے پابجولاں بلخ کی جانب لے چلے اور میں راستہ بھر یہ سوچتا رہا کہ میرے پاؤں سے کیا گناہ سرزد ہو گیا جس کی پاداش میں زنجیر سے جکڑا گیا ہے اور جب میں بلخ پہنچا تو دیکھا کہ عوام چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھروں سے مارنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت مجھے الہام ہوا کہ تو نے فلاں دن حضرت ابوالحسن کا مصلےٰ بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا اور یہ اسی کی سزا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت توبہ کی کہ جس کے نتیجہ میں لوگ ہاتھوں میں پتھر لئے کھڑے ہو گئے اور کسی میں مجھے مارنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر گریں اور حاکم نے میری رہائی کا حکم دے دیا۔

حضرت شیخ ابوسعید اپنے مریدین کے ہمراہ آپ کے یہاں مہمان ہوئے تو اس وقت گھر میں چند ٹکیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا، لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ ان ٹکیوں پر ایک چادر ڈھانپ دو اور بقدر ضرورت مہمانوں کے سامنے نکال نکال کر رکھتی جاؤ۔ چنانچہ اس عمل سے تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ لیکن ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت دستر خوان پر بہت سے مہمان تھے اور خادم چادر کے نیچے سے روٹیاں لالا کر رکھتا جاتا تھا اور آپ کی کرامت سے چادر میں ایسی برکت ہو گئی تھی کہ مسلسل روٹیاں نکلتی جارہی تھیں حالانکہ اس میں صرف چند ٹکیاں تھیں۔ لیکن جب خادم نے آزمانے کے لئے چادر اٹھا کے دیکھا تو اس میں ایک روٹی بھی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کیا اگر چادر نہ اٹھاتا تو قیامت تک روٹیاں نکلتی رہتیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر جب حضرت ابوسعید نے سماع کی فرمائش کی تو اس کے باوجود کہ آپ نے کبھی سماع نہیں سنا تھا از روئے مہمان نوازی اجازت دے دی اور جب قوال چٹکیاں بجا کر اشعار پڑھ رہے تھے تو حضرت ابوسعید نے کہا کہ اب کھڑے ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور تین مرتبہ اپنی آستین جھٹک کر اتنی زور سے زمین پر پاؤں مارے کہ خانقاہ کی دیواریں تک ہل گئیں اور حضرت ابوسعید نے گھبرا کر عرض کیا کہ بس کیجئے کیونکہ مکان گر جانے کا خطرہ ہو گیا ہے اور زمین و آسمان آپ کے ساتھ وجد کر رہے ہیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ سماع صرف اسی کے لئے جائز ہے جس کو آسمان سے عرش تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک کشادگی نظر آتی ہو اور اس سے تمام حجابات ختم کر دیئے گئے ہوں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم سے کوئی جماعت یہ

Marfat.com

سوال کرے کہ تم لوگ اس طرح رقص کیوں کرتے ہو تو جواب دینا کہ گذشتہ بزرگوں کی اتباع میں جن کے ابوالحسن جیسے مراتب تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوالحسن دونوں نے اپنے قبض و بسط کے احوال کو باہم تبدیل کرنے کا قصد کیا تو دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے جس کے بعد اچانک دونوں کی حالت تبدیل ہو گئی اور حضرت ابوسعید گھر جا کر رات بھر زانو پر سر رکھے ہوئے روتے رہے اور ادھر حضرت ابوالحسن رات بھر عالم وجد میں نعرے لگاتے رہے۔ صبح کو حضرت ابوسعید نے آکر عرض کیا کہ میرا خرقہ مجھے واپس کر دیجئے کیونکہ مجھ میں غم والم برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ۔ اس کے بعد دونوں پھر بغلگیر ہو گئے اور دونوں اپنی پہلی سی حالت پر آ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوسعید میدان حشر میں تم مجھ سے پہلے مت آنا کیونکہ تمہارے اندر شور قیامت برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے اور جب وہاں پہنچ کر میں اس شور کو بند کر دوں اس وقت تم پہنچ جانا۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حضرت ابوالحسن شور قیامت کو کس طرح بند کر سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک کافر کو یہ قوت عطا کر دی تھی کہ وہ اس پہاڑ کو جو چار میل کے فاصلہ پر تھا حضرت موسیٰ کے اوپر اٹھا کر پھینک دینا چاہتا تھا تو پھر یہ کس طرح غیر ممکن ہے کہ ایک مومن کو وہ اتنی طاقت عطا فرما دے کہ وہ شور قیامت کو ختم کر دے۔ پھر حضرت ابوسعید نے رخصت ہوتے وقت احتراماً آپ کی چوکھٹ کو بوسہ دیا جس کا یہ مطلب تھا کہ میں آپ کا ہم پلہ نہیں ہوں اور آستاں بوسی کو اپنے لئے فخر تصور کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوسعید نے لوگوں سے کہا کہ آپ کی چوکھٹ کے پتھر کو اٹھا کر احترام کے طور پر محراب میں نصب کر دیں لیکن پتھر نصب کرنے کے بعد جب صبح کو دیکھا گیا تو وہ پتھر پھر اپنی جگہ پہنچ چکا تھا۔ اور مسلسل تین یوم تک ایسا ہی ہوتا رہا کہ رات کو پتھر محراب میں نصب کر دیا جاتا اور صبح کو پھر آپ کی چوکھٹ پر نصب ہو جاتا۔ لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ اب اس کو یہیں رہنے دو اور ابوسعید کے احترام کی نیت سے آپ نے خانقاہ کے اس دروازے کو بند کر کے آمد و رفت کے لئے دوسرا دروازہ کھلوا دیا۔

ایک دن آپ نے حضرت ابوسعید سے فرمایا کہ آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا کیونکہ عرصہ دراز سے میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسا فرزند عطا فرما دے جو میرا ہمراز بن سکے اور اب میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسا شخص عطا کر دیا۔

حضرت ابوسعید نے کبھی آپ کے سامنے لب کشائی نہیں کی۔ اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ شیخ کے بالمواجہ بات نہ کرنا ہی داخل ثواب ہے کیونکہ سمندر کے مقابلے میں ندیوں کو اہمیت نہیں ہوتی۔ پھر بتایا کہ خرقان آنے کے وقت میں ایک پتھر کی طرح تھا لیکن آپ کی توجہ نے مجھے گوہر آبدار بنا دیا۔

حضرت ابوسعید ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے جس میں حضرت ابوالحسن کے صاحبزادے بھی موجود تھے اس وقت ابوسعید نے فرمایا کہ خودی سے نجات پا جانے والے ایسے ہوتے ہیں جیسے بچہ شکم مادر سے پاک صاف نکلتا ہے اور وہ لوگ ایسے ہو گئے جس طرح عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں۔ پھر آپ نے صاحبزادے کی جانب اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم ان لوگوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان میں ان صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی شامل ہیں
ابوالقاسم قشیری کا یہ مقولہ تھا کہ خرقان آنے کے وقت مجھ پر حضرت ابوالحسن کا خوف اس درجہ طاری تھا کہ بات
کرنے کی بھی سکت نہیں تھی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شاید مجھے ولایت کے مقام سے معزول کر دیا گیا
ہے۔ جب شیخ بوعلی سینا آپ کی شہرت سے متاثر ہو کر بغرض ملاقات خرقان میں آپ کے گھر پہنچے اور آپ کی بیوی سے
پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں تو بیوی نے جواب دیا کہ تم ایک زندیق و کاذب کو شیخ کہتے ہو مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہیں،
البتہ میرے شوہر تو جنگل سے لکڑیاں لانے گئے ہیں۔ یہ سن کر شیخ بوعلی سینا کو خیال ہوا کہ جب آپ کی بیوی ہی اس قسم کی گستاخی
کرتی ہے تو نہ معلوم آپ کا کیا مرتبہ ہے گو میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ بہت ادنیٰ درجہ
کے انسان ہیں۔ پھر جب آپ کی جستجو میں جنگل کی جانب روانہ ہوئے تو دیکھا کہ آپ شیر کی کمر پر لکڑیاں لادے تشریف لا رہے
ہیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر بوعلی سینا کو بہت حیرت ہوئی اور قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ نے تو آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا
ہے اور آپ کی بیوی آپ کے متعلق بہت بری بری باتیں کہتی ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسی
بکری کا بوجھ برداشت نہ کر سکوں تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھا سکتا ہے۔ پھر آپ بوعلی سینا کو اپنے گھر لے گئے اور کچھ
دیر گفتگو کرنے کے بعد فرمایا کہ اب مجھے اجازت دے دو کیونکہ میں دیوار تعمیر کرنے کے لئے مٹی بھگو چکا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ دیوار پر
جا بیٹھے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ سے بسولی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور جب بوعلی سینا اٹھا کر دینے کے لئے آگے بڑھے تو
وہ خود بخود زمین سے اٹھ کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر بوعلی سینا آپ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔

ایک مرتبہ وزیر بغداد کے پیٹ میں اچانک ایسا شدید درد اٹھا کہ اطبّاء نے بھی جواب دے دیا۔ اس وقت لوگوں نے
آپ کا جزدان لے جا کر وزیر کے پیٹ پر پھیر دیا اور وہ فوراً ہی صحت یاب ہو گیا۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اپنا خرقہ مجھے پہنا دیجئے تاکہ میں بھی آپ ہی جیسا بن جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا
کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم
میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کس طرح بن سکتے ہو۔ اس جواب سے وہ بہت نادم ہوا۔

کسی نے آپ سے دعوت الی اللہ دینے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا جب تم مخلوق کو دعوت دینے کا قصد کرو تو
خود کو دعوت نہ دینا۔ اس شخص نے کہا کہ کیا کوئی خود کو بھی دعوت دیتا ہے؟ فرمایا کہ یقیناً اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب
تمہیں کوئی دوسرا شخص دعوت دے تو تم اس کو ناپسند کرو، اس طرح تم خود کو دعوت دینے والے بن جاؤ گے لیکن دعوت
الی اللہ دینے والے نہیں بن سکتے۔

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی نے ایاز سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ بٹھا دوں گا اور تیرا
لباس پہن کر خود غلام کی جگہ لے لوں گا۔ چنانچہ جس وقت سلطان محمود نے حضرت ابوالحسن سے ملاقات کی نیت سے

Marfat.com

خرقان پہنچا تو قاصد سے یہ کہا کہ حضرت ابوالحسن سے یہ کہدینا کہ میں صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ زحمت فرما کر میرے خیمہ تک تشریف لے آئیں۔ اور اگر وہ آنے سے انکار کریں تو یہ آیت تلاوت کر دینا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ اپنی قوم کے حاکم کی بھی اطاعت کرتے رہو۔ چنانچہ قاصد نے آپ کو جب پیغام پہنچایا تو آپ نے معذرت طلب کی جس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ آپ نے جواب دیا کہ محمود سے کہدینا کہ میں تو اَطِیْعُوا اللّٰہَ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول میں بھی ندامت محسوس کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ قول جس وقت قاصد نے محمود غزنوی کو سنایا تو اس نے کہا کہ میں تو انہیں معمولی قسم کا صوفی تصور کرتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ تو بہت ہی کامل بزرگ ہیں۔ لہٰذا ہم خود ہی ان کے زیارت کے لئے حاضر ہوں گے۔ اور اس وقت محمود نے ایاز کا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود بطور غلام کے ان دس کنیزوں میں شامل ہو کر ملاقات کرنے پہنچ گیا۔ گو آپ نے اس کے سلام کا جواب تو دے دیا لیکن تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے اور محمود جو غلام کے لباس میں ملبوس تھا اس کی طرف تو متوجہ ہو گئے لیکن ایاز جو شاہانہ لباس میں تھا اس کی جانب قطعی توجہ نہیں دی اور جب محمود نے پوچھا کہ آپ نے بادشاہ کی تعظیم کیوں نہیں کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ایک فریب ہے۔ اس پر محمود نے جواب دیا کہ یہ دام فریب تو ایسا نہیں ہے جس میں آپ جیسے شاہباز پھنس سکیں۔ پھر آپ نے محمود کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکال دو پھر مجھ سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ محمود کے اشارے پر تمام کنیزیں باہر واپس چلی گئیں اور محمود نے آپ سے فرمائش کی کہ حضرت بایزید بسطامی کا کوئی واقعہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت بایزید کا قول یہ تھا کہ جس نے میری زیارت کر لی اس کو بدبختی سے نجات حاصل ہوگئی۔ اس پر محمود نے پوچھا کہ کیا ان کا مرتبہ حضور اکرمؐ سے بھی زیادہ بلند تھا۔ اس لئے کہ حضور کو ابوجہل و ابولہب جیسے منکرین نے دیکھا پھر بھی ان کی بدبختی دور نہ ہو سکی۔ آپ نے فرمایا کہ اے محمود ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ولایت میں تصرف نہ کرو کیونکہ حضور اکرمؐ کو خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے کسی نے نہیں دیکھا جس کی دلیل یہ آیت مبارک ہے وَتَرَاھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دیکھتے ہیں جو آپ کی جانب نظر کرتے ہیں حالانکہ وہ آپؐ کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ سن کر محمود بہت محظوظ ہوا۔ پھر آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا کہ نواہی سے اجتناب کرتے رہو۔ باجماعت نماز ادا کرتے رہو۔ سخاوت و شفقت کو اپنا شعار بنا لو۔ اور جب محمود نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں خدا سے ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما دے۔ پھر جب محمود نے عرض کیا کہ میرے لئے مخصوص دعا فرمائیے۔ تو آپ نے کہا کہ اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اور جب محمود نے اشرفیوں کا ایک توڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جو کی خشک ٹکیہ اس کے سامنے رکھ کر حکم دیا کہ اس کو کھاؤ۔ چنانچہ محمود نے جب توڑ کر منہ میں رکھا اور دیر تک چبانے کے باوجود بھی جب حلق سے نہ اترا

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا کہ شاید لوالہ تمہارے حلق میں اٹکتا ہے اس نے کہا، ہاں، تو فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے کہ اشرفیوں کا یہ توڑا اسی طرح میرے حلق میں بھی اٹک جائے لہٰذا اس کو واپس لے لو کیونکہ میں دنیاوی دولت کو طلاق دے چکا ہوں اور محمود کے بے حد اصرار کے باوجود بھی آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ پھر محمود نے خواہش کی کہ مجھکو بطور تبرک کے کوئی چیز عنایت فرما دیں اس پر آپ نے اس کو اپنا ایک پیرہن دے دیا، پھر محمود نے رخصت ہوتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خانقاہ تو بہت خوبصورت ہے۔ فرمایا کہ خدا نے تمہیں اتنی وسیع سلطنت بخش دی ہے پھر بھی تمہارے اندر طمع باقی ہے اور اس جھونپڑی کا بھی خواہشمند ہے۔ یہ سن کر اس کو بے حد ندامت ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ میری آمد کے وقت تو آپ نے تعظیم نہیں کی پھر اب کیوں کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ اس وقت تمہارے اندر شاہی تکبر موجود تھا اور میرا امتحان لینے آئے تھے لیکن اب عجز و درویشی کی حالت میں واپس جا رہے ہو اور خورشید فقر تمہاری پیشانی پر درخشندہ ہے اس کے بعد محمود رخصت ہو گیا۔

سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کو غنیم کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیرہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ اے خدا اس پیرہن والے کے صدقہ میں مجھے فتح عطا فرما اور جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہوگا وہ سب فقراء کو تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور جب وہ غنیم کے مقابلہ میں صف آرا ہوا تو غنیم اپنے باہمی اختلافات کی بنا پر خود ہی آپس میں لڑنے لگا جس کی وجہ سے محمود کو مکمل فتح حاصل ہو گئی اور رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے محمود تو نے اس قدر معمولی شے کے لئے میرے خرقہ کے صدقہ میں دعا کی اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کر لیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔

ایک رات آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس وقت فلاں جنگل میں ایک قافلہ لوٹ کر قزاقوں نے بہت سے افراد کو مجروح کر دیا ہے۔ لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ اسی شب کسی نے آپ کے صاحبزادے کا سر کاٹ کر گھر کی چوکھٹ پر رکھ دیا تھا اور آپ کو قطعی اس کا علم نہ ہوا۔ اور جب یہ دونوں واقعات آپ کی بیوی کے علم میں آئے تو اس نے آپ کی ولایت سے انکار کر دیا اور کہا کہ ایسے شخص کا ذکر ہرگز نہ کرنا چاہیے جس کو دور کی اطلاع تو ہو جائے لیکن گھر کے دروازے کا علم نہ ہو سکے لیکن آپ نے یہ جواب دیا کہ جس وقت قافلہ لوٹا گیا اس وقت تمام حجابات میرے سامنے سے اٹھا دیئے گئے تھے اور جس وقت لڑکے کو قتل کیا گیا اس وقت حجابات باقی تھے جس کی وجہ سے مجھے اس کے قتل کا علم نہ ہو سکا اور جب آپ کی بیوی نے لڑکے کا سر دروازے پر دیکھا تو شفقت مادری کی وجہ سے بے چین ہو کر رونے پیٹتے ہوئے اپنے بال کاٹ کر لڑکے کے سر پہ ڈال دیئے اور انسانی تقاضے کے طور پر حضرت ابوالحسن کو بھی اپنے صاحبزادے کے قتل کا رنج ہوا اور آپ نے بھی اپنی داڑھی کے بال صاحبزادے کے سر پر ڈالتے ہوئے بیوی سے فرمایا کہ یہ بیج ہم تم دونوں نے مل کر بویا تھا اور تم نے اپنے بال کاٹ کر ادا کیں

Marfat.com

نے اپنی داڑھی کے بال اس کے سر پر ڈال دیئے اس طرح ہم دونوں برابر ہو گئے۔

ایک مرتبہ مریدین سمیت آپ کو سات یوم تک کھانا میسر نہ آسکا تو ساتویں دن ایک آدمی آٹے کی ایک بوری اور ایک بکری لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر آواز دی کہ میں یہ چیزیں صوفیاء کے لئے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ مجھ میں تو صوفی ہونے کی صلاحیت نہیں ہے لہٰذا تم میں سے جو صوفی ہو وہ جا کر لے لے۔ لیکن کسی نے اپنے صوفی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور سب لوگ فاقہ سے بیٹھے رہے۔

آپ کے ایک اور بھائی بھی تھے لہٰذا اگر آپ رات کو عبادت میں مشغول ہوتے تو دوسرے بھائی پوری رات ماں کی خدمت گذاری کرتے رہتے ایک دن جب دوسرے بھائی کا نمبر ماں کی خدمت کرنے کا تھا تو اس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ آج میرے بجائے والدہ کی خدمت میں رہ جائیں تو میں رات بھر عبادت کر لوں۔ چنانچہ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور خود ماں کی خدمت میں رہے لیکن اسی شب عبادت کی ابتدا کرتے ہی آپ کے بھائی نے یہ غیبی ندا سنی کہ ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کرنے کے ساتھ تمہیں بھی ان کے طفیل میں بخش دیا۔ یہ سن کر انہیں حیرت ہوئی اور خدا سے عرض کیا کہ یا اللہ میں تو تیری عبادت کر رہا ہوں اور وہ ماں کی خدمت گذاری میں ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میری مغفرت کے بجائے اس کی مغفرت کر کے مجھے اس کا طفیلی بنایا گیا۔ ندا آئی کہ ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہمارے لئے باعث خوشنودی ہے۔

چالیس سال تک کبھی آپ نے ایک لحہ کے لئے بھی آرام نہیں کیا اور عشا کی وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے، چالیس سال کے بعد ایک دن مریدین سے فرمایا کہ مجھے تکیہ دے دو میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ مریدین سے اس کو بہت حیرت ہوئی اور پوچھا کہ آج آپ آرام کے خواہاں کیوں ہوئے؟ فرمایا کہ آج میں نے خدا کی بے نیازی و استغنا کا مشاہدہ کر لیا ہے حتیٰ کہ تیس سال تک اللہ تعالےٰ کے خوف کے سوا میرے قلب میں کوئی خیال پیدا نہیں ہوا۔

ایک دن کوئی صوفی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آپ کے سامنے آکر اترا اور زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگا کہ میں اپنے دور کا جنید و شبلی ہوں۔ آپ نے بھی کھڑے ہو کر زمین پر پاؤں مارتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی خدائے وقت اور مصطفائے وقت ہوں حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اس قول کا مفہوم بھی وہی ہے جو ہم منصور کے قول اناالحق میں بیان کر چکے ہیں کہ وہ مقام محویت میں تھے، اور اگر محویت میں اولیاء کرام سے خلاف شرع بھی کوئی قول و فعل سرزد ہو تو ان کو برا بھلا نہ کہنا چاہیئے جیسا کہ حضور اکرم کا ارشاد ہے۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ یعنی میں رحمٰن کا نفس یمن کی جانب سے پاتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ نے یہ غیبی آواز سنی کہ اے ابوالحسن تو نکیرین سے کیوں نہیں ڈرتا۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح جوانمرد اونٹ کی گھنٹی سے خائف نہیں ہوتا اسی طرح میں بھی مردوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ پھر ندا آئی کہ تو قیامت سے اور اس کی اذیت سے خوفزدہ کیوں نہیں ہوتا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب تو مجھے زمین سے اٹھا کر میدان حشر میں کھڑا کرے گا تو میں

Marfat.com

ابوالحسنی لباس اتار کر بحرِ وحدانیت میں غوطہ لگا دوں گا تاکہ وحدانیت کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ اور جب ابوالحسن ہی نہیں ہوگا تو ملائکہ کس پر عذاب کریں گے۔

ایک مرتبہ رات کو نماز میں آپ نے یہ غیبی آواز سُنی کہ اے ابوالحسن تیری کیا یہ خواہش ہے کہ تیرے متعلق جو کچھ ہم کو علم ہے اس کو مخلوق پر ظاہر کر دیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اے خدا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ جو کچھ میں تیرے کرم سے مشاہدہ کرتا ہوں اور جس کا مجھے تیری رحمت سے علم ہے اس کو مخلوق پر کھول دوں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ انقباضِ روح کے لئے فرشتۂ اجل کو میرے پاس نہ بھیجنا کیونکہ یہ روح نہ تو مجھے فرشتۂ اجل نے عطا کی ہے اور نہ میں اس کو سپرد کرنے کو تیار ہوں بلکہ یہ روح تیری امانت ہے اور تجھ کو ہی واپس کرنا چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے یہ آواز سُنی کہ ایمان کیا شے ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ایمان وہی ہے جو تُو نے مجھے بخشا ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ندا آتی ہے کہ تو ہمارا ہے اور ہم تیرے ہیں لیکن میں جواب دیتا ہوں کہ تو قادرِ مطلق ہے اور میں بندۂ عاجز۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت میں عرش کے قریب پہنچا تو ملائکہ نے صف در صف میرا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ ہم کروبیاں ہیں۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ہم روحانیاں ہیں۔ لیکن میں نے جواب دیا کہ ہم الہیان ہیں۔ یہ سن کر ملائکہ بہت نادم ہوئے اور مشائخین کو میرے اس جواب سے مسرت حاصل ہوئی۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضورِ اکرمؐ کے مدارج اور معرفتِ الٰہی کی انتہا مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکی یعنی ان چیزوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے قدم عطا کئے جن سے میں عرش سے تحت الثریٰ تک پہنچ گیا اور وہاں سے پھر عرش پر لوٹ آیا لیکن مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ میں کہاں اور کدھر گیا۔ پھر غیبی ندا آئی کہ جس کے قدم اور سیر ایسے ہوں ظاہر ہے کہ وہ کہاں تک پہنچ سکتا ہے میں نے دل میں کہا کہ عجیب دراز اور عجیب کوتاہ سفر ہے کہ میں گیا بھی اور سفر بھی کیا لیکن پھر اپنی جگہ موجود ہوں۔ فرمایا کہ میں نے صرف چار ہزار باتیں خدا سے سُنی تھیں اور اگر کہیں دس ہزار قول سُن لیتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا اور کیا چیزیں ظہور میں آتیں۔ فرمایا کہ خدا نے مجھے اتنی طاقت عطا کر دی تھی کہ جس وقت میں نے قصد کیا کہ ٹاٹ دیبا ئے رومی میں تبدیل ہو جائے "تو فوراً" ہو گیا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ طاقت آج بھی میرے اندر موجود ہے۔ فرمایا کہ گو میں اَن پڑھ ہوں لیکن خدا نے اپنے کرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے اور میں اس کا شکر گذار ہوں کہ اس نے اپنی حقیقت میں مجھے گم کر دیا ہے۔ یعنی ظاہری جسم صرف خیالی ہے کیونکہ میرا ذاتی وجود ختم ہو چکا ہے۔ فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ درد عطا کیا ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی نکل پڑے تو طوفانِ نوح سے بھی زیادہ طوفان آ جائے۔ فرمایا کہ مرنے کے بعد بھی میں اپنے معتقدین کی نزع کے وقت مدد کروں گا۔ اور جس وقت فرشتۂ اجل ان کی روح قبض کرنا چاہے گا تو میں اپنے قبر میں سے اپنا ہاتھ نکال کر ان کے لب و دنداں پر لطفِ الٰہی کا چھینٹا دوں گا تاکہ وہ شدتِ تکلیف میں خدا سے غافل نہ ہو سکیں۔ فرمایا کہ اے اللہ مجھے وہ شے عطا کر دے جو حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کسی کو عطا نہ کی گئی ہو کیونکہ میں جھوٹی چیز بنتا پسند نہیں کرتا۔

Marfat.com

پھر مریدین سے فرمایا کہ مشائخین طریقت کے ساتھ جو بھلائیاں آج تک کی گئی ہیں وہ سب تمہارے مرشد کے ساتھ کی گئیں۔ فرمایا کہ میں عشاء کے بعد اس وقت تک آرام نہیں کرتا جب تک دن بھر کا حساب خدا کو نہیں دے لیتا۔ فرمایا کہ اگر قیامت میں اللہ میرے طفیل سے پوری مخلوق کی مغفرت فرما دے جب بھی میں اپنی علو ہمتی کی بنا پر جو مجھے بارگاہ خداوندی میں حاصل ہے منہ موڑ کر نہ دیکھوں گا۔ فرمایا کہ اے لوگوں تمہارا اس بندے کے متعلق کیا خیال ہے جس کو آبادی و ویرانہ کچھ بھی اچھا نہ لگتا ہو لیکن یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے بندے کو وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ قیامت میں اس کے دم سے ایسا نور پھیلے گا کہ آبادی اور ویرانے سب منور ہو جائیں گے اور خدا اس کے صدقہ میں تمام مخلوق کی مغفرت فرما دے گا حالانکہ وہ شخص دنیا میں کبھی دعا نہیں کرتا اور قیامت میں بھی کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔ فرمایا کہ گوشۂ تنہائی میں کبھی اللہ تعالےٰ مجھے ایسی قوت عطا کر دیتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور اگر چاہوں تو دم زدن میں تحت الثریٰ کی سیاحت کر آؤں۔ فرمایا کہ میرا ہر فعل ایک کرامت ہے حتیٰ کہ جب میں ہاتھ پھیلاتا ہوں تو ہوا میرے ہاتھ میں سونے کا ذرہ محسوس ہوتی ہے جب کہ میں نے کبھی اظہار کرامت کے لئے ہوا میں ہاتھ نہیں پھیلایا کیونکہ جو اظہار کرامت کے لئے ظہور کرامت کی خواہش کرتا ہے اس پر اللہ تعالےٰ کرامت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ جب تک تمہارے قلوب مردہ ہیں سکون نہیں مل سکتا۔ فرمایا کہ کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر درویش پتھر سے کوئی سوال کرے تو پتھر اس کو جواب دے۔ پھر فرمایا کہ لوگ تو اپنی منزل مقصود کے حصول کے لئے دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں لیکن خدا نے مجھے اپنے کرم ہی سے منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ فرمایا کہ جب میں شکم مادر میں چار ماہ کا تھا اس وقت سے آج تک کی تمام باتیں یاد ہیں۔ اور جب مر جاؤں گا تو قیامت تک کا حال لوگوں سے بیان کرتا رہوں گا۔ فرمایا کہ میں جن و انس، ملائکہ، اور چرند پرند سب سے زیادہ واضح نشانیاں بتا سکتا ہوں کیونکہ خدا نے تمام چیزیں میرے سامنے کر دی ہیں اور اگر اس کنارے سے لے کر اس کنارے تک کسی کی انگلی میں پھانس چبھ جائے تب مجھے اس کا حال معلوم رہتا ہے اور اگر میں ان رازوں کو جو میرے اور خدا کے مابین ہیں مخلوق پر ظاہر کر دوں تو کسی کو یقین نہیں آ سکتا اور جو انعامات خدا کے میرے اوپر ہیں اگر ان کا انکشاف کر دوں تو روئی کی طرح پوری مخلوق کے قلوب جل اٹھیں اور میں ندامت محسوس کرتا ہوں کہ ہوش و حواس میں رہ کر خدا کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ آہ و لب کشائی کروں اور حضور اکرمؐ جس قافلہ کے میر کارواں ہوں میں خود کو اس قافلہ سے جدا کر لوں۔ فرمایا کہ خالق نے مخلوق کے لئے ایک ابتدا اور انتہا مقرر کی ہے۔ ابتدا تو یہ ہے کہ مخلوق دنیا میں جو اعمال کرتی ہے اور اس کی انتہا صلہ آخرت ہے اور خدا نے میرے لئے ایک ایسا وقت عطا کیا ہے کہ دین و دنیا دونوں ہی اس وقت کے متمنی ہیں۔ فرمایا کہ میں فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور اسی سے خوفزدہ رہتا ہوں۔ فرمایا کہ میں خاص بندوں سے اللہ تعالےٰ کی مخصوص باتیں اس لئے بیان نہیں کرتا کہ وہ اس کے رموز سے واقف نہیں اور اپنی ذات سے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور خدا نے میری زبان کو وہ طاقت بھی عطا نہیں کی جس کے ذریعہ میں اس کے بھیدوں کو ظاہر کر سکوں۔ فرمایا کہ میں تو شکم مادر ہی میں جل کر راکھ ہو چکا تھا اور پیدائش کے وقت جلا اور پگھلا ہوا پیدا ہوا اور جوانی سے قبل ہی بوڑھا ہو گیا۔ فرمایا کہ پوری مخلوق تو ایک کشتی ہے اور میں اس کا ملاح ہوں اور میں ہمیشہ اسی میں تنہا ہوں

Marfat.com

فرمایا کہ خدا نے اپنے کرم سے وہ فکر عطا کی ہے جس کے ذریعہ میں پوری مخلوق کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں شب دروز اسی کے شغل میں زندگی گذارتا رہا جس کی وجہ سے میری فکر بینائی میں تبدیل ہو گئی، پھر شمع بنی، پھر انبساط پھر ہیبت، پھر میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ میری فکر حکمت بن گئی اور جب میری توجہ شفقت مخلوق کی طرف مبذول ہوئی تو میں نے اپنے سے زیادہ کسی کو بھی مخلوق کے حق میں شفیق نہیں پایا۔ اس وقت میری زبان سے نکلا کہ کاش تمام مخلوق کے بجائے صرف مجھے موت آجاتی اور تمام مخلوق کا حساب قیامت میں صرف مجھ سے لیا جاتا اور جو لوگ سزا کے مستحق ہوتے ان کے بدلے میں صرف مجھے عذاب دے دیا جاتا۔ فرمایا کہ خدا اپنے محبوب بندوں کو اس مقام میں رکھتا ہے جہاں مخلوق کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ اگر میں عوام کے سامنے خدا کے کرم کا ادنیٰ سا بھی اظہار کر دوں تو سب لوگ مجھے پاگل کہنے لگیں اور جو کچھ میں نے کھایا پیا دیکھا سنا اور جو کچھ خدا نے تخلیق کیا مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ عہد ہے کہ میں تجھ کو اپنے نیک بندوں سے ملواؤں گا۔ اور بدبختوں کی صورت بھی تجھے نظر نہیں پڑے گی۔ چنانچہ میں دنیا میں آج جن لوگوں سے ملاقات کر رہا ہوں قیامت میں بھی اسی طرح مسرت کے ساتھ ان سے ملاقات کروں گا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خدا سے دعا کی کہ اب مجھے دنیا سے اٹھا لیا جائے تو آواز آئی کہ اے ابوالحسن میں تجھے اسی طرح قائم رکھوں گا تاکہ میرے محبوب بندے تیری زیارت کر سکیں اور جو اس سے محروم رہیں وہ تیرا نام سن کے غائبانہ تعلق قائم کر سکیں اور میں نے تجھے اپنی پاکی سے تخلیق کیا ہے اس لئے تجھ سے ناپاک بندے ملاقات نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ ہر عبادت کا ثواب معین ہے لیکن اولیاء کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر بلکہ خدا جتنا اجر دینا چاہے گا دے دیگا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے جس عبادت کا اجر خدا کی دین پر موقوف ہو اس کی برابر کونسی عبادت ہو سکتی ہے لہذا بندوں کو چاہیئے کہ خدا کے محبوب بن کر ہر وقت اسی کی عبادت میں مشغول رہیں۔ فرمایا کہ میں پچاس سال سے اس طرح خدا سے ہمکلام ہوں کہ میرے قلب و زبان کو بھی اس کا علم نہیں اور ستر سال تک میں نے اس انداز سے زندگی گذاری کہ کبھی ایک سجدہ بھی شریعت کے خلاف نہیں کیا اور لمحہ کے لئے بھی نفس کی موافقت نہیں کی اور دنیا میں اس طرح رہا کہ میرا ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک اور ایک قدم تحت الثریٰ سے عرش تک رہا۔ فرمایا کہ مجھے خدا نے فرمایا کہ اگر تو غم و الم لے کر میرے سامنے آئے گا میں تجھے خوش کر دوں گا۔ اگر فقر و نیاز کے ساتھ حاضر ہو گا تو تجھے مالدار بنا دوں گا اور اگر خودی سے کنارہ کش ہو کر پہنچے گا تو تیرے نفس کو تیرا فرمانبردار کر دوں گا اور اگر فقر و نیاز کے ساتھ حاضر ہو گا تو تجھے مالدار بنا دوں گا اور اگر خودی سے کنارہ کش ہو کر پہنچے گا تو تیرے نفس کو تیرا فرمانبردار کر دوں گا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خدا نے تمام عالم کے خزانے میرے سامنے پیش کر دیئے لیکن میں نے کہا کہ میں ان پر گرویدہ نہیں ہو سکتا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ اے ابوالحسن دین و دنیا میں تیرا کوئی حصہ نہیں بلکہ دونوں کے بدلے میں تیرے لئے ہوں۔ فرمایا کہ ترک دنیا کے بعد نہ تو میں نے کبھی کسی کی طرف دیکھا اور نہ خدا سے کلام کرنے کے بعد کسی سے کلام کیا۔ فرمایا کہ خدا نے جو مرتبہ مجھے عطا فرمایا مخلوق اس سے نابلد ہے۔ آپ نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم حضرت خضر سے ملنا چاہتے ہو، اس نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا تم نے تو ساٹھ سالہ زندگی کو رائیگاں کر دیا لہذا اب تمہیں اس قدر کثرت سے عبادت کی ضرورت

Marfat.com

ہے جو تمہاری بربادی کا ازالہ کر سکے۔ کیونکہ حضرت خضر اور تم کو خدا نے تخلیق فرمایا ہے اور تم خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے ملاقات
کے خواہش مند ہو جب کہ مخلوق کا یہ فرض ہے کہ سب کو چھوڑ کر صرف خالق کی جانب رجوع کرے۔ میری حالت تو یہ ہے کہ جب
سے مجھے خدا کی معیت حاصل ہوئی ہے مجھے کبھی مخلوق کی صحبت کی تمنا نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ مخلوق میری تعریف سے اس لئے قاصر
ہے کہ وہ جو کچھ بھی میری تعریف میں کہے گی میں اس کے برعکس ہوں۔ فرمایا کہ جب تک اپنی ہستی پہ نظر ڈالی تب مجھے اپنی نیستی
کا پتہ چلا اور جب نیستی پہ نگاہ ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے اشارے سے نواز دیا۔ اور جب مجھے اس واقعہ سے حیرت ہوئی
تو ندا آئی کہ اپنی ہستی کا اقرار کر۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تیرے سوا تیری ہستی کا کون اقرار کر سکتا ہے جیسا کہ تو نے قرآن
میں فرمایا ہے۔ شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو۔ اور جب خدا تعالیٰ نے یہ راستہ کشادہ کر دیا تو میں سال بسال اس
راہ کی روشنی میں کفر سے ثبوت تک پہنچ گیا۔ فرمایا کہ خدا نے مجھکو وہ جرأت و ہمت عطا کی ہے کہ میں ایک قدم میں ایسے مقام
تک پہنچ سکتا ہوں جہاں ملائکہ کی رسائی بھی ممکن نہیں۔ پھر فرمایا کہ جب خودی سے میرا قلب متنفر ہو گیا تو میں نے اپنے آپ
کو پانی میں گرا دیا لیکن ڈوب نہ سکا۔ پھر آگ میں جھونکا مگر خاکستر نہ ہو سکا پھر فنا ہونے کی نیت سے مکمل چار ماہ دس یوم
تک کچھ نہیں کھایا لیکن پھر بھی موت سے ہمکنار نہ ہو سکا۔ اور جب میں نے عجز کو اپنایا تو اللہ نے مجھے کشادگی عطا فرما کر ان
مراتب تک پہنچا دیا جن کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ فرمایا کہ میں نے راستہ میں ہر کر ارض و سما کی تمام مخلوقات کے اعمال کا
مشاہدہ کیا لیکن ان کے اعمال میری نظر میں بے وقعت ثابت ہوئے کیونکہ مجھے ان کی ملکیت سے مکمل طور پر باخبر کر دیا گیا تھا
اس وقت مجھے غیب سے یہ آواز سنائی دی کہ اے ابوالحسن جس طرح تمام مخلوقات کے اعمال تیری نگاہ میں ہیچ ہیں اسی طرح
ہمارے سامنے تیری بھی کوئی وقعت نہیں۔ آپ اس طرح مناجات کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے زہد و عبادت اور علم و تصوف پر
قطعاً اعتماد نہیں اور نہ میں خود کو عالم و زاہد اور صوفی تصور کرتا ہوں اے اللہ تو یکتا ہے اور میں تیری یکتائی میں ایک ناچیز مخلوق
ہوں۔ فرمایا کہ جو لوگ خدا کے سامنے ارض و سما اور پہاڑوں کی مانند ساکت و جامد ہو کر کھڑے نہیں ہوتے انہیں جوانمرد نہیں
کہا جا سکتا۔ بلکہ مرد وہ ہیں جو خود کو فنا کر کے اس کی ہستی کو یاد کرتے رہیں۔ پھر فرمایا کہ نیک بندہ وہی ہے جو خود کو نیک کہہ
کر ظاہر نہ کرے کیونکہ نیکی صرف خدا کی صفت ہے۔ فرمایا کہ اہل کرامت بننے کے لئے ضروری ہے کہ ایک یوم کھانا کھا کر تین یوم
تک فاقہ کیا جائے پھر ایک مرتبہ کھانا کھا کر ۲ یوم تک فاقہ کیا جائے پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد تیس چالیس یوم تک بھوکا
رہا جائے پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد چار ماہ تک کچھ نہ کھایا جائے پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد ایک سال تک فاقہ کش رہنا
چاہیے اور جب ایک سال تک فاقہ کشی کی قوت تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی تو غیب سے ایک ایسی شئے کا ظہور ہوگا کہ اس کے
منہ میں سانپ جیسی کوئی چیز ہوگی اور وہ تمہارے منہ میں دیدی جائے گی جس کے بعد کبھی کھانے کی خواہش رہنا نہ ہوگی۔
اور مجاہدات و فاقہ کشی کرتے کرتے جب میری آنتیں قطعی خشک ہو گئیں اس وقت وہ سانپ ظاہر ہوا اور میں نے خدا سے
عرض کیا کہ مجھے کسی واسطے کی حاجت نہیں جو کچھ بھی عطا کرنا ہے بلاواسطہ عطا فرما دے۔ اس کے بعد میرے معدے میں ایک

ایسی شیرینی پیدا ہوگئی جو مشک سے زائد خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیرین تھی پھر ندا آئی کہ ہم تیرے لئے خالی معدے سے کھانا پیدا کریں گے اور تشنہ جگر سے پانی عطا کریں گے۔ اور اگر اس کا یہ حکم نہ ہوتا تو میں ایسی جگہ سے کھانا کھاتا اور پانی پیتا کہ مخلوق کو علم بھی نہ ہو سکتا۔ فرمایا کہ جب تک میں نے خدا کے سوا دوسروں پر بھروسہ کیا میرے عمل میں اخلاص پیدا نہ ہو سکا اور جب میں نے مخلوق کو خیرباد کہہ کر صرف خدا کی جانب دیکھا تو میری سعی کے بغیر ہی اخلاص پیدا ہو گیا اور اس کی بے نیازی کے مشاہدہ کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس کے نزدیک پوری مخلوق کا علم جو برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔ اور اس کی رحمت کے مشاہدے سے معلوم ہوا کہ وہ اتنا بڑا رحیم ہے کہ پوری مخلوق کے گناہ بھی اس کی رحمت کے آگے ہیچ ہیں۔ فرمایا کہ میں رسول خدا کے امور میں اس طرح حیرت زدہ رہا کہ میری عقل سلب کر لی گئی تھی اس کے باوجود بھی مخلوق مجھے دانشور سمجھتی رہی۔ فرمایا کہ کاش فردوس و جہنم کا وجود نہ ہوتا تاکہ یہ معلوم ہو سکتا کہ تیرے پرستاروں کی تعداد کتنی ہے اور جہنم سے بچنے کے لئے کتنے بندے تیری عبادت کرتے ہیں۔

فرمایا کہ میں یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو غموں سے نجات دے کر مجھے دائمی غم عطا کر دے اور اتنی قوت برداشت دے دے کہ میں اس بار عظیم کو سنبھال سکوں۔ فرمایا کہ میرے سر کی ٹوپی عرش پر اور قدم تحت الثریٰ میں ہیں اور میرا ایک ہاتھ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ یعنی خدا نے مجھکو ارض و سما اور مشرق و مغرب کے تمام حالات سے باخبر کر دیا ہے اور تمام حجابات مجھ سے دور کر دیئے گئے ہیں۔ فرمایا کہ خدا تک رسائی کے لئے بےشمار راستے ہیں یعنی خدا نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے اسی قدر خدا تک رسائی کے راستے بھی ہیں اور ہر مخلوق اپنی بساط کے مطابق ان راہوں پر گامزن رہتی ہے اور میں نے ہر راہ پر چل کر دیکھ لیا لیکن کسی راہ کو خالی نہیں پایا۔ پھر میں نے خدا سے دعا کی کہ مجھے ایسا راستہ بتا دے جس میں تیرے اور میرے سوا کوئی اور نہ ہو۔ چنانچہ اس نے وہ راستہ مجھکو عطا کر دیا۔ لیکن اس راستہ پر چلنے کی کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ طالبین الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ غم و الام میں بھی خوشی کے ساتھ اطاعت الٰہی کرتے رہیں کیونکہ ایسے عالم میں اطاعت کرنے والوں کو دوسری کی بہ نسبت بہت جلد قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جوانمرد وہی ہے جس کو دنیا نامرد تصور کرتی ہو اور جو دنیا کے نزدیک مرد ہوتا ہے وہ حقیقت میں نامرد ہے۔ فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ یہ ندا سنی کہ اے ابوالحسن میرے احکام کی تعمیل کرتا رہ میں ہی وہ زندہ رہنے والا ہوں جس کو کبھی موت نہیں اور میں تجھے بھی حیات جاوداں عطا کر دوں گا۔ میری ممنوعہ چیزوں سے احتراز کر کیونکہ میری سلطنت اتنی مستحکم ہے جس کو کبھی زوال نہیں اور میں تجھکو ایسا ملک عطا کر دوں گا جس کو کبھی زوال نہ ہو گا۔ فرمایا کہ جب میں نے خدا کی دعا بت پر لب کشائی کی تو میں نے دیکھا کہ ارض و سما میرا طواف کر رہے ہیں لیکن مخلوق کو اس کا قطعاً علم نہیں۔ فرمایا کہ میں نے یہ ندائے غیبی سنی کہ مخلوق ہم سے جنت کی طالب ہے حالانکہ اس نے ابھی تک ایمان کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ مفہوم یہ ہے کہ شکر نعمت کے بغیر بندے کو طالب جنت نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے بغیر جنت کبھی نہیں ملتی۔ فرمایا کہ ہر صبح علما اپنے علم کی زیادتی اور زہاد اپنے زہد میں زیادتی طلب کرتے ہیں لیکن میں ہر صبح خدا سے ایسی شے طلب کرتا ہوں جس سے مومن بھائیوں کو مسرت حاصل ہو سکے۔ فرمایا کہ مجھ سے صرف وہی لوگ ملاقات کریں جو یہ ذہن نشین کر لیں کہ میں محشر میں سب سے قبل مسلمانوں کو جہنم سے نجات دلاؤں گا اس کے بعد

خود جنت میں جاؤں گا اور جو شخص اس عزم میں پختہ نہ ہو اس کو چاہیئے کہ نہ تو میری ملاقات کے لئے آئے اور نہ مجھے سلام کرے۔ فرمایا کہ خدا نے مجھے ایسی شے عطا کی ہے جس کی وجہ سے میں مردہ ہو چکا ہوں۔ اور اس کے بعد وہ زندگی دی جائے گی جس میں موت کا تصور تک نہ ہو گا۔ فرمایا کہ اگر میں علماء بیت اپر کے سامنے ایک جملہ بھی زبان سے نکال دوں تو وہ وعظ گوئی ترک کر کے کبھی منبر پر نہ چڑھیں فرمایا کہ میں نے خالق و مخلوق سے اس طرح صلح کر لی ہے کہ کبھی جنگ نہیں کروں گا۔ فرمایا کہ اگر مجھ کو مخلوق سے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میں حضرت بایزید کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہوں تو وہ بات جو بایزید نے اللہ تعالیٰ سے کہی ہے مخلوق کے سامنے بیان کر دیتا۔ اس لئے کہ جہاں تک بایزید کی فکر پہنچی ہے وہاں میرا قدم گیا ہے اور خدا نے ان سے کہیں زائد مجھے مراتب عطا فرمائے ہیں کیونکہ بایزید کا قول تو یہ ہے کہ میں نہ مقیم ہوں اور نہ مسافر۔ اور میرا قول یہ ہے کہ میں خدا کی وحدانیت میں مقیم ہوں اور اس کی یکتائی میں سفر کرتا ہوں۔ فرمایا کہ جس دن سے خدا تعالیٰ نے میری خود کو دور فرمادیا ہے جنت میری خواہش مند ہے اور جہنم مجھ سے دور بھاگتی ہے۔ اور جس مقام پر خدا نے مجھے پہنچا دیا ہے اگر اس میں فردوس جہنم کا گذر ہو جائے تو دونوں اپنے باشندوں سمیت اس میں فنا ہو جائیں۔ فرمایا کہ مخلوق تو وہ باتیں بیان کرتی ہے جس کا تعلق خالق و مخلوق سے ہے لیکن میں وہ بات بیان کرتا ہوں جو خدا کی ابوالحسن کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرمایا چونکہ میرے والدین نسل آدم سے تھے اس لئے ان کو آدمی کہا جاتا ہے لیکن میرا مقام وہ ہے جہاں نہ آدم ہے نہ آدمی۔ پھر فرمایا کہ جس نے ہر حال میں مجھ کو زندہ پایا ہے وہ صرف حضرت بایزید ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْد یعنی تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔ پھر فرمایا کہ میری گرفت اس کی گرفت سے بھی شدید ترین ہے اس لئے کہ وہ تو مخلوق کو پکڑتا ہے اور میں نے اس کا دامن پکڑ رکھا ہے۔ فرمایا کہ میرے قلب پر عشق کا ایسا غم ہے کہ پوری دنیا میں کوئی بھی اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مجھے اپنے قریب بلا کر فرمائے گا کہ کیا طلب کرتا ہے؟ میں عرض کروں گا کہ یا اللہ میں ان لوگوں کو طلب کرتا ہوں جو میرے زمانے میں دنیا میں میرے ہمراہ تھے اور ان لوگوں کو جو میری وفات کے بعد سے میرے مزار کی زیارت کرتے رہے۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے میرا نام سنا یا نہیں سنا۔ اس وقت باری تعالیٰ فرمائے گا کہ چونکہ دنیا میں تو نے ہمارے احکام کے مطابق کام کئے اس لئے آج ہم بھی تیری بات مان لیتے ہیں اور جب سب لوگوں کو میرے سامنے لایا جائے گا تو حضور اکرم ارشاد فرمائیں گے کہ اگر تو چاہے تو اپنے آگے میں تیرے لئے جگہ خالی کر دوں۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ حضور میں تو دنیا میں بھی آپ کی اتباع کرتا رہا اور یہاں بھی آپ ہی کا تابعدار ہوں۔ پھر حکم الٰہی سے ملائکہ ایک نورانی فرش بچھا دیں گے جس پر میں کھڑا ہو جاؤں گا اور حضور اکرم امت کے ان بزرگوں کو حاضر فرمائیں گے جن کا ثانی پیدا نہیں ہوا اور خدا تعالیٰ نے ان کے مقابلے میں مجھ کو کھڑا کر کے فرمائے گا اے ہمارے محبوب وہ سب تمہارے مہمان ہیں لیکن یہ ہمارا مہمان ہے۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے میرا کلام سن لیا یا آئندہ سنیں گے ان کا معمولی درجہ یہ ہو گا کہ قیامت میں وہ بلا حساب بخش دیئے جائیں گے۔ فرمایا کہ اے اللہ تیرے نبی نے مجھے تیری دعوت دی اور میں نے ان کے سوا تمام مخلوق کو تیری دعوت دی۔ فرمایا کہ قیامت میں مخلوق کا ایک دوسرے سے ناطہ ختم ہو جائے گا لیکن میرا جو رشتہ خدا سے قائم ہے وہ نہیں ختم ہو گا۔ فرمایا کہ محشر میں تمام انبیاء کرام منبر نور پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام اولیاء کرام کی کرسیاں

نزانی ہوں گی تاکہ مخلوق انبیاء و اولیاء کا نظارہ کر سکے لیکن ابوالحسن فرش یکتائی پر بیٹھے گا تاکہ خدا تعالےٰ کا نظارہ کرتا رہے۔ فرمایا کہ صرف مقامات طے کر لینے سے قرب الٰہی حاصل نہیں ہو جاتا بلکہ بندے نے جو کچھ خدا تعالےٰ سے لیا ہے اس کو واپس کر دے۔ یعنی فنا ہو جائے کیونکہ فنائیت کے بعد ہی ذات خداوندی سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ سے کہتا ہوں کہ مجھے وہ مقام عطا نہ کر جس میں تیرے سوا میری خودی کا وجود باقی رہ جائے۔ فرمایا کہ آزار پہنچانے والے سے مخلوق دور بھاگتی ہے اور اے اللہ میں تجھے ہمیشہ آزردہ کئے رکھتا ہوں پھر بھی تو میرے نزدیک ہے جس کا میں کسی طرح شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ میں نے اپنی ہر شے تیری راہ میں قربان کر دی حتیٰ کہ جس شے پر تیری ملکیت تھی اس کو بھی خرچ کر دیا۔ اب تو یہ خواہش ہے کہ میرے وجود کو ختم کر دے تاکہ تو ہی تو باقی رہ جائے۔ فرمایا کہ میں چالیس قدم چلا جن میں سے ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک تھا اور باقی قدموں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ میری تخلیق صرف تیرے لئے ہے لہٰذا مجھے کسی دوسرے کے دام میں گرفتار نہ کرنا۔ اے اللہ بہت سے بندے نماز و طاعت کو اور بہت سے جہاد و حج کو اور بہت سے علم و سجادگی کو پسند کرتے ہیں لیکن مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیرے سوا کسی شے کو پسند نہ کر سکوں۔ فرمایا کہ اے اللہ مجھے ایسے بندے سے ملا دے جو تیرا نام لینے کے لئے حق کی طرح لیتے ہوں تاکہ میں بھی اس کی صحبت سے فیضیاب ہو سکوں۔ فرمایا کہ محشر میں راہ مولیٰ میں جان فدا کرنے والے شہدا کی ایک جماعت ہو گی لیکن میں ایسا شہید اٹھوں گا جس کا مرتبہ ان سب شہدا سے بلند ہو گا کیونکہ مجھے خدا کی شوق شمشیر نے قتل کیا ہے اور میں ایسا اہل درد ہوں جس کا درد ہستی کی انتہا تک قائم رہے گا۔ فرمایا کہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تو بہت ہوتے ہیں مگر جواں مرد وہی ہے جو ساٹھ سالہ زندگی اس طرح گزار دے کہ اس کے اعمال نامہ میں کچھ درج نہ کیا جائے اور اس مرتبہ کے بعد بھی خدا سے نادم رہتے ہوئے عجز سے کام لے۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو افراد ایسے تھے جن میں سے ایک مسلسل ایک سال تک سجدے میں پڑا رہتا تھا اور دوسرا دو سال تک سجدے میں رہتا۔ لیکن امت محمدی کی ایک لمحہ کی فکر و مشاہدہ ان دونوں کی سال دو سال کی عبادت سے کہیں زائد ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تم اپنے قلب کو موج دریا کی طرح پاتے لگو گے تو اس میں سے ایک آگ نمودار ہو گی اور جب تم خود کو اس میں جھونک کر راکھ بن جاؤ گے تو تمہاری راکھ سے ایک درخت نکلے گا اور اس میں پھلوں کی بجائے ثمر لقا نکلے گا اور اس کو کھاتے ہی تم وحدانیت میں فنا ہو جاؤ گے۔ فرمائے کہ خدا نے ایسے بندے تخلیق کئے ہیں جن کا قلب نور توحید سے اس طرح منور کر دیا گیا ہے کہ اگر ارض و سما کی تمام اشیاء اس نور میں سے گذریں، تو وہ سب کو جلا کر راکھ کر دے۔ مفہوم یہ ہے کہ خدا نے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن کو یاد الٰہی کے سوا کسی شے سے سروکار نہیں۔ فرمایا کہ جو راز قلب اولیاء میں نہاں ہوتے ہیں اگر وہ ان میں سے ایک راز بھی ظاہر کر دیں تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق پریشان ہو جائے۔ فرمایا کہ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں تو چاند تاروں کی رفتار تک ان کو نظر آتی رہتی ہے اور ملائکہ بندوں کی نیکی اور بدی لے کر آسمان پر جاتے ہیں وہ بھی ان کو نظر آتے رہتے ہیں۔ یعنی خدا تعالےٰ اپنے کرم سے تمام حجابات ان کی نگاہوں سے اٹھا دیتا ہے۔ فرمایا کہ دوست، دوست کے پاس پہنچ کر عالم محویت میں خود بھی گم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ روح کی مثال ایسے مرغ کی طرح ہے جس کا ایک بازو مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے اور قدم تحت الثریٰ میں۔ فرمایا کہ جس کے قلب میں مغفرت کی طلب

Marfat.com

ہر وہ دوستی کے قابل نہیں۔ فرمایا کہ اہل اللہ کا راز یہ ہے کہ نہ تو وہ دین و دنیا میں کسی پر ظاہر کریں اور نہ خدا تعالیٰ اس پر کسی کو ظاہر ہونے دے۔ فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ ہی سے یہ فرما دیا گیا کہ "تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا" تو پھر اس کا مشاہدہ کرنے کی کس میں مجال ہے اور لَنْ تَرَانِیْ فرما کر ان لوگوں کی زبان بند کر دی گئی جو اس کے دیدار کے متمنی رہتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا نے اہل اللہ کے قلوب پر ایسا بار رکھ دیا ہے کہ اگر اس کا ایک حبّہ بھی مخلوق پر ظاہر ہو جائے تو فنا ہو جائے لیکن خدا تعالیٰ نے چونکہ خود ان کی نگرانی فرما رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ اس بار کو اٹھانے کے قابل رہتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ ان کی نگہداشت سے دست بردار ہو جائے تو ان کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور کسی طرح بھی اس بوجھ کو برداشت نہ کر سکیں۔ فرمایا کہ جب خدا کے مخصوص بندے اس کو پکارتے ہیں تو چرند پرند خاموش ہو جاتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب وہ بندے ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تو پوری کائنات خوف سے لرزہ براندام ہو جاتی ہے اور اولیا کرام پر تین وقت ایسے بھی آتے ہیں جب ملائکہ بھی خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ اول انقباض روح کے وقت ملک الموت، دوم اندراج اعمال کے وقت کراماً کاتبین، سوم قبر میں نکیرین سوال کرتے وقت۔

فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی نوازش کے بعد بندے کو ایسی لسان غیبی عطا کر دی جاتی ہے کہ وہ جو کچھ بھی زبان سے نکال دیتا ہے اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جب تک مجھے یہ ایقان کامل نہیں ہو گیا کہ میرا رزق خدا کے پاس ہے اس وقت تک میں اپنی کوشش سے پیچھے نہیں ہٹا۔ اور جس وقت تک یہ یقین نہیں ہو گیا کہ مخلوق ہر شے سے عاجز ہے اس وقت تک مخلوق سے کنارہ کش نہیں ہوا۔ فرمایا کہ زندگی اس طرح گذارنی چاہیے کہ کراماً کاتبین بھی معطل ہو کر رہ جائیں اور خدا کے سوا کسی پر اظہار اعمال نہ ہو سکے۔ اور اگر اس طرح زندگی بسر نہ کر سکو تو کم از کم اس طرح زندگی گذارو کہ رات میں کراماً کاتبین کو چھٹی مل جائے اور پوری رات خدا کے سوا تمہارے امور سے کوئی آگاہ نہ ہو سکے اور سب سے ادنیٰ درجہ زندگی بسر کرنے کا یہ ہے کہ جب کراماً کاتبین بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوں تو عرض کریں کہ تیرے فلاں بندے نے نیکی کے سوا کوئی برا کام نہیں کیا۔ فرمایا کہ اہل اللہ کے غم اور خوشی منجانب اللہ ہوا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ خدا کے سوا مخلوق سے کوئی تعلق نہ رکھو کیونکہ صرف دوست سے تعلق رکھا جاتا ہے اور خدا سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ خدا نے کچھ بندوں کو وہ قوت عطا کی ہے جو ایک شب و روز میں مکہ معظمہ پہنچ کر لوٹ بھی آتے ہیں اور بعض ایک لمحہ میں یہ فاصلے طے کر لیتے ہیں۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو مخلوق سے جدا کر کے فکر مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو اس کو وہ قرب عطا کرتا ہے کہ اس بندے کو مخلوق اور اس کے لوازمات سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں سے وہ تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور بعض بندوں کو وہ مراتب عطا کرتا ہے کہ وہ ان کے ذریعہ لوح محفوظ کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تمام مشائخین کی خدمت میں وقت گذارا لیکن کسی کو اپنا مرشد اس لئے نہیں بنایا کہ میرا مرشد صرف خدا تعالیٰ ہے

کسی دانشمند نے آپ سے سوال کیا کہ عقل و ایمان اور معرفت کا مقام کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے تم مجھے ان چیزوں کا رنگ بتا دو پھر میں ان کا مقام بھی بتا دوں گا۔ وہ شخص آپ کا جواب سن کر رونے لگا۔ پھر کسی نے پوچھا کہ واصل الی اللہ کون لوگ ہوتے ہیں فرمایا کہ حضور اکرم کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ یہ مرتبہ محبوب خدا کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ اہل اللہ

Marfat.com

وہ ہیں جو دنیا سے اس طرح علیحدہ ہو جائیں کہ اہل دنیا کو پتہ بھی نہ چل سکے کیونکہ مخلوق سے وابستگی میں مخلوق ان سے آگاہ رہے گی فرمایا کہ اولیاء اللہ اپنے مراتب کے اعتبار سے مخلوق سے ہمکلام نہیں ہوتے بلکہ مخلوق کے مراتب کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں کیونکہ ان کے مراتب کی گفتگو نہیں سمجھ سکتی۔ فرمایا کہ جو لوگ کچھ نہ جاننے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ جانتے ہیں وہ درحقیقت کچھ بھی نہیں جانتے اور جب یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے تو اس وقت اللہ تعالےٰ ہر شے سے انہیں واقف کر دیتا ہے اور معرفت کے انتہائی مدارج ان کو عطا فرماتا ہے۔ فرمایا کہ اپنے عقل و گمان سے خدا کو کوئی نہیں پہچان سکتا بلکہ جس قدر بھی جان لیا ہو یہی تصور کرے کہ کماحقہٗ میں خدا کو اس سے زیادہ جان سکتا۔ فرمایا کہ نیک بندوں کو موت سے قبل ہی رجوع الی اللہ ہو جانا چاہیئے۔ فرمایا کہ سب سے بہتر مریض قلب وہی ہے جو یاد الٰہی میں بیمار رہا ہو کیونکہ جو اس کی یاد میں مریض ہوتا ہے وہ شفایاب بھی ہو جاتا ہے فرمایا کہ صدق دلی سے عبادت کرنے والوں کو خدا تعالےٰ اپنے کرم سے ان تمام اشیاء کا مشاہدہ کرا دیتا ہے جو قابل دید ہوتی ہیں اور وہ باتیں سنوا دیتا ہے جو سماعت کے لائق ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ راہ مولا میں ایک ایسا بازار بھی ہے جس کو شجاعان طریقت کا بازار کہا جاتا ہے اور اس میں ایسی ایسی حسین صورتیں ہیں کہ سالکین وہاں پہنچ کر قیام کرتے ہیں وہ حسین صورتیں یہ ہیں کرامت، اطاعت، ریاضت عبادت، زہد۔ فرمایا کہ دین، دنیا اور جنت کی راحتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں پڑ جانے والا خدا سے دور ہو جاتا ہے اور کبھی اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بندے کو چاہیئے کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر یاد الٰہی میں گوشہ نشینی اختیار کرے اور سجدے میں گر کر بحر کرم کو عبور کر جائے اور خدا کے سوا ہر شے کو اس طرح نظر انداز کر تا جائے کہ اس کی وحدانیت میں گم ہو کر اپنے وجود کو فنا کر دے۔ فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں اول ظاہری۔ دوم باطنی، علم ظاہری کا تعلق علماء سے ہے اور علم باطنی علمائے باطن کو حاصل ہوتا ہے لیکن علم باطن سے بھی فزوں تر وہ علم ہے جس کا تعلق اللہ تعالےٰ کے سربستہ رازوں سے ہے اور جس کی مخلوق کو ہوا تک نہیں لگ سکتی، پھر فرمایا کہ دنیا طلب کرنے والوں پر دنیا حکمراں بن جاتی ہے اور تارک الدنیا دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ فرمایا کہ فقیر وہی ہے جو دین و دنیا سے بے نیاز ہو جائے کیونکہ یہ دونوں چیزیں فقر سے کم درجہ کی ہیں اور قلب کا ان دونوں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ اوقات نماز سے قبل تم سے نماز کا طالب نہیں ہوتا تو پھر تم بھی قبل از وقت طلب رزق سے احتراز کرو۔ فرمایا کہ صاحب حال اپنی حالت سے خود بھی بے خبر ہوتا ہے کیونکہ جس حال سے وہ آگاہ ہو جائے اس کو کسی طرح بھی حال سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کو علم کہا جائے گا۔ فرمایا کہ جس جماعت میں سے اللہ تعالےٰ کسی کو سرافراز کرنا چاہتا ہے اس کے تصدق میں پوری جماعت کو بخش دیتا ہے۔ فرمایا کہ علماء کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم جانشین انبیاء ہیں بلکہ درحقیقت انبیاء کے جانشین اولیاء کرام ہیں کیونکہ ان کو علم باطن حاصل ہوتا ہے اور حضور اکرمؐ کے اکثر اوصاف ان میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً فقر و سخا، امانت و دیانت وغیرہ اس کے علاوہ جس طرح حضور اکرمؐ کو ہمہ وقت دیدار الٰہی حاصل تھا جس طرح خیر و شر کو منجانب اللہ تصور فرماتے تھے اور خیر و شر پر صبر سے کام لیتے تھے اور مخلوق سے زیادہ ربط و ضبط سے کام نہ لیتے تھے اور پابندیٔ وقت کے کبھی ان چیزوں سے خائف نہیں ہوتے تھے جن سے مخلوق خوفزدہ رہتی ہے اور نہ کبھی آپ ان چیزوں سے توقعات وابستہ فرماتے تھے جن سے مخلوق کو توقع

ہوتی ہے۔ اسی نوعیت کی بہت سی چیزیں اولیاء کرام میں بھی پائی جاتی ہیں اسی لئے صحیح معنوں میں جانشین انبیاء وہی لوگ ہیں فرمایا کہ حضور اکرمؐ ایک ایسا بحرِ بیکراں تھے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی باہر آجاتا تو کل کائنات اس میں غرق ہوجاتی فرمایا کہ کسی سبب کے باوجود بھی تمہیں سمجھنا چاہیئے کہ تم خدا کے لائق نہیں ہو۔ اور نہ تمہیں اس قسم کا دعویٰ کرنا چاہیئے ورنہ دلیل کے بعد تمہارا دعویٰ غلط ثابت ہوگا۔ فرمایا کہ تم جو چاہو خدا سے طلب کرو لیکن نفس کے بندے اور جاہ و مرتبت کے غلام نہ ہو کیونکہ محشر میں مخلوق ہی مخلوق کی دشمن ہوگی لیکن ہمارا دشمن اللہ تعالےٰ ہے اور وہ جس کا دشمن ہوجائے اس کا فیصلہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ اگر تم خدا کے سوا دوسری چیزوں کے طالب ہو تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ علوِ ہمتی کا ثبوت پیش کرو کیونکہ عالی ہمت لوگوں کو اللہ تعالےٰ ہر شے سے نواز دیتا ہے۔ فرمایا کہ مست لوگ وہی ہیں جو شرابِ محبت کا جام پی کر مدہوش ہوجاتے ہیں۔ فرمایا کہ مخلوق کی یہ خواہش رہتی ہے کہ دنیا سے عقبیٰ کے لائق کوئی چیز ساتھ لے جائیں۔ لیکن فنائیت کے سوا عقبیٰ کے قابل کوئی شے نہیں۔ فرمایا کہ امام وہی ہے جس نے تمام راہیں طے کرلی ہوں۔ فرمایا کہ بندوں کو کم از کم اتنا ذکرِ الٰہی ضرور کرنا چاہیئے کہ تمام احکامِ شریعہ کی مکمل تکمیل ہوتی رہے۔ اور اتنا علم بہت کافی ہے کہ اوامر و نواہی سے کما حقہٗ واقفیت حاصل ہوجائے اور اتنا یقین بہت کافی ہے جس سے یہ علم ہوسکے کہ جتنا رزق مقدر ہوچکا ہے ضرور مل کر رہے گا اور اتنا زہد بہت کافی ہے کہ اپنے مقرر کردہ رزق پر اکتفا کرتے ہوئے زیادہ کی تمنا باقی نہ رہے۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ کسی کو اس کے مراتب کے اعتبار سے علیین میں پہنچا دے جب بھی اس کی یہ خواہش نہ ہونی چاہیئے کہ اس کے احباب بھی علیین میں داخل ہوجائیں۔ فرمایا کہ اگر تم ارض و سما اور خدا کی ذات کے ذریعہ خدا کو جاننا چاہو گے جب بھی نہیں پہچان سکتے البتہ نورِ یقین کے ساتھ اگر اس کو جاننا چاہو گے تو اس تک رسائی حاصل کرلوگے۔ فرمایا کہ چشمے کے بجائے دریا سے گزر کر بھی پانی کے بجائے خونِ جگر پیتے رہو تاکہ تمہارے بعد آنے والے کو یہ اندازہ ہوسکے کہ یہاں سے کوئی سوختہ جگر بھی گذرا ہے۔ فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر کے وقت ایک سفید ابر برستا رہتا ہے اور ذکرِ الٰہی کے وقت سبز رنگ کا عشق کا بادل برستا ہے لیکن نیکیوں کا ذکر عوام کے لئے رحمت اور خواص کے لئے غفلت ہے۔ پھر فرمایا کہ تین ہستیوں کے علاوہ سب ہی لوگ مسلمان کا شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ اول اللہ تعالےٰ مومن کا شکوہ نہیں کرتا۔ دوم حضور اکرمؐ شکوہ نہیں کرتے۔ سوم ایک مومن دوسرے کا شکوہ نہیں کرتا۔ فرمایا کہ سفر کی بھی پانچ اقسام ہیں۔ اول قدموں سے سفر کرنا۔ دوم قلب سے سفر کرنا، سوم ہمت سے سفر کرنا، چہارم دیدار کے ذریعہ سفر کرنا، پنجم فنائیت نفس کے ساتھ سفر کرنا۔ فرمایا کہ جب میں نے مردانِ حق کے مراتب کا اندازہ کرنے کے لئے جانب عرش نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہاں تمام اولیاء کرام بے نیاز ہیں۔ اور یہی بے نیازی ان کے مراتب ان کے مراتب کا انتہائی درجہ ہے اور یہ درجہ بھی اس وقت حاصل ہوتا ہے جب بندہ اچھی طرح خدا تعالےٰ کی پاکی کا مشاہدہ کرلیتا ہے۔ فرمایا کہ ہزاروں بندے شریعت پر گامزن ہوتے ہیں جب کہیں ان میں سے صرف ایک بندہ ایسا نکلتا ہے جس کے اطراف میں شریعت بھی گردش کرنے لگتی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اولیاء کرام کے لئے ننانوے عالم تخلیق فرمائے ہیں جن میں سے صرف ایک عالم کی وسعت مشرق سے مغرب تک اور عرش سے تحت الثریٰ تک ہے۔ باقی اٹھانوے عالم کے احوال بیان کرنے کے لئے کسی میں لب کشائی کی طاقت نہیں۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی مثال روز روشن کی طرح ہے اور جس طرح دن کو آفتاب کی روشنی درکار ہوتی ہے اولیاء کرام کو آفتاب کی

Marfat.com

ضرورت نہیں رہتی۔ اور جس طرح شب تاریک کو ماہ انجم کی روشنی درکار ہوتی ہے اولیاکرام اس سے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ خود مہ و خورشید سے زیادہ منور ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اس کے لئے راہوں کی طوالت ختم ہوجاتی ہے جس کو خدا راستہ دکھانا چاہتا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ قلوب صوفیا کے قلوب کو نور کی بینائی عطا فرماتا ہے اور اس بینائی میں اس وقت تک اضافہ ہوتا جاتا ہے جب تک وہ بینائی مکمل ذات الٰہی نہیں بن جاتی۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بندوں کو اپنی جانب مدعو کرکے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل سے راہیں کشادہ کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ بذریعہ معرفت کوئی ملاح اپنی کشتی کو غرقاب سے نہیں بچا سکتا۔ ہزاروں آئے اور غرق ہوتے چلے گئے بس ایک ذات باری تعالےٰ کا وجود باقی رہ گیا۔ فرمایا کہ روز محشر جب حضور اکرم مخلوق کے معائنہ کے لئے جنت میں تشریف لے جائیں گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر باری تعالےٰ سے سوال کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ فنا فی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچائے گا کہ ان کو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ فرمایا کہ خدا تعالےٰ تک رسائی کے لئے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے اور اس منزل سے کم بہت افراد آگے نہیں بڑھ سکتے اور اگلی منازل سے محروم رہ جاتے ہیں فرمایا کہ ہدایت و ضلالت دو الگ جداگانہ راہیں ہیں ہدایت کی راہ تو خدا تک پہنچا دیتی ہے لیکن ضلالت کی راہ بندے کی جانب سے اللہ کی طرف جاتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا تک پہنچ گیا۔ وہ جھوٹا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھے خدا تک پہنچایا گیا ہے وہ اپنے قول میں ایک حد تک صادق ہے۔ فرمایا کہ خدا کو پالینے والا خود باقی نہیں رہتا لیکن وہ کبھی فنا بھی نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے اہل مراتب بندے بھی پیدا کئے ہیں جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق و مغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ فرمایا کہ مردہ ہیں وہ قلوب جن میں خدا کے سوا کسی اور کی محبت جاگزیں ہو خواہ وہ کتنے ہی عبادت گذار کیوں نہ ہوں۔ پھر فرمایا کہ تین چیزوں کا تحفظ بہت دشوار ہے اول مخلوق سے خدا کے رازوں کی حفاظت، دوم مخلوق کی برائی سے زبان کی حفاظت، سوم پاکیزگیٔ عمل کی حفاظت۔ فرمایا کہ خدا اور بندے کے مابین سب سے بڑا حجاب نفس ہے اور جس قدر نیک لوگ گزر گئے ان سب کو نفس سے شکایت رہی حتیٰ کہ حضور اکرم بھی نفس سے شاکی رہتے تھے۔ فرمایا کہ دین کو جتنا ضرر حریص عالم اور بے عمل زاہد سے پہنچتا ہے اتنا نقصان ابلیس سے نہیں پہنچتا۔ فرمایا کہ سب سے افضل امور ذکر الٰہی، سخاوت، تقویٰ اور صحبت اولیا رہیں۔ فرمایا کہ اگر تم اہل دنیا کی نگاہوں سے ایک ہزار میل دور بھی بھاگنا چاہو گے تو یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں بہت سے مفاد مضمر ہیں۔ فرمایا کہ ایک مومن کی زیارت کا ثواب ایک سو حج کے مساوی اور ہزار دینار صدقہ کر دینے سے بھی افضل ہے اور جس کو کسی مومن کی زیارت نصیب ہو جائے اس پر خدا کی رحمت ہے۔ فرمایا کہ قبلے درحقیقت پانچ ہیں۔ پہلا قبلہ کعبہ ہے جو مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ دوسرا بیت المقدس جو حضور اکرم کے سوا گذشتہ تمام انبیاء کرام کا قبلہ ہے سوم بیت المعمور جو آسمانی ملائکہ کا قبلہ ہے چہارم عرش جو دعا کا قبلہ ہے پنجم ذات باری تعالےٰ جو جوانمردوں کا قبلہ ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ یعنی جس طرف تم منہ پھیرو اسی طرف اللہ موجود ہے۔ پھر فرمایا کہ طالب جب راستہ میں دس مقام پر زہر کھا سکتا ہے تب کہیں گیارہویں جگہ شکر نصیب ہوتی ہے۔ یعنی ابتداً طالبین خدا کو بے حد لطیف واذیتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے

Marfat.com

پھر کہیں قربِ الٰہی میسر آتا ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں مکمل طور پر جستجو کی توفیق عطا نہ فرما دے اس وقت تک جستجو سے احتراز کرو کیونکہ توفیقِ الٰہی کے بغیر اگر کوئی عمر بھر بھی اس کی جستجو کرتا رہے جب بھی نہیں پا سکتا۔ پھر فرمایا کہ نفع بخش علم وہی ہے جس پر عمل کیا جائے اور بہتر عمل وہ ہے جو فرض کر دیا گیا۔ فرمایا کہ دانشمند لوگ نورِ قلبی کے ذریعہ خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں اور دوست نور الیقین سے دیکھتے ہیں اور جوانمرد نورِ معائنہ سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے خدا کو کہاں دیکھا تو فرمایا کہ جس مقام پر میں خود کو نہیں دیکھتا وہاں خدا کو دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ اکثر لوگوں نے دعویٰ تو کر دیا لیکن نہیں سوچا کہ یہ دعویٰ خود اس بات کی دلیل ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ دعویٰ خود ان کے لئے حجاب بن گیا۔ فرمایا کہ حق و باطل کا اندیشہ کرنے والے اہلِ حق نہیں ہو سکتے فرمایا کہ عمل کرنا گو بہتر شے ہے لیکن اتنی واقفیت ہونا ضروری ہے کہ عامل تم خود ہو یا تمہارے پس پردہ کوئی دوسرا ہے کیونکہ عمل وہی اچھا ہے جس کے پس پردہ کوئی دوسرا نہ ہو بلکہ وہ عمل تم خود کر رہے ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تاجر اپنے مالک کے مال سے تجارت کرتے ہوں اور جب وہ سرمایہ واپس لے لیا جائے تو وہ مفلس ہو کر رہ جائے۔ فرمایا کہ خدا کو ہر جگہ اس طرح حاضر سمجھو کہ تمہارا وجود باقی نہ رہے کیونکہ تم اپنی ہستی کی بقا تک اس کی ہستی سے محروم رہو گے۔ فرمایا کہ عبادت یا تو جسمانی ہوتی ہے یا زبانی یا قلب سے اس کی اطاعت کرنا ہے۔ پھر فرمایا کہ معرفتِ الٰہی ظاہری عبادت و لباس سے حاصل نہیں ہوتی اور جو لوگ اس کے مدعی ہیں، کہ معرفت عبادت و لباس سے حاصل ہو جاتی ہے وہ آزمائش میں مبتلا ہیں۔ فرمایا کہ نفس کی ایک خواہش پوری کرنے والا راہِ مولیٰ میں ہزارہا تکالیف برداشت کرتا ہے۔ فرمایا کہ مخلوق میں تقسیم رزق کے وقت خدا نے جوانمردوں کو غم و اندوہ عطا کیا اور انہوں نے قبول بھی کر لیا۔ فرمایا کہ اولیاء کرام مخلوق سے متنفر ہو کر راہِ مولیٰ میں لگے رہتے ہیں اور اپنا حال کبھی مخلوق پر ظاہر نہیں ہونے دیتے اور جب اہلِ دنیا ان کے مراتب کو پہچان کر شہرت دیتے ہیں تو ان کا عیش بے نمک کھانے جیسا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر فرد کو یہ توفیق عطا فرما دے کہ اپنے اعمال کو پس پشت ڈال کر صدق دلی سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے فرمایا کہ مقدرات پر شاکر رہنا ایک ہزار مقبول عبادات سے افضل ہے۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بحرِ کرم کا ایک قطرہ بھی کسی پر ٹپک جائے تو دنیا میں نہ تو کسی شے کی خواہش باقی رہے نہ کسی سے بات کرنے کو دل چاہے اور نہ کسی کی بات سننا گوارا ہو۔ فرمایا کہ دنیا میں کسی سے معاندت کرنا سب سے بدتر شے ہے۔ فرمایا کہ صوم و صلوٰۃ گو افضل المال ہیں لیکن غرور و تکبر قلب سے نکال دینا اس سے بھی بہتر عمل ہے فرمایا کہ چالیس سال تک عبادت کرنا ضروری ہے۔ دس سال تو اس لئے کہ زبان میں صداقت و راستبازی پیدا ہو جائے اور دس سال اس لئے کہ جسم کا بڑھا ہوا گوشت کم ہو جائے اور دس سال اس لئے کہ خدا سے قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے اور دس سال اس لئے کہ تمام احوال درست و اصلاحی ہو جائیں اور جو شخص اس طرح چالیس سال عبادت کرے گا وہ مراتب میں سب سے بڑھ جائے گا۔ فرمایا کہ دنیا میں مخلوق سے نرمی اختیار کرو اور مکمل آداب کے ساتھ اتباعِ سنت کرتے رہو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ پاکیزگی کی زندگی بسر کرو کیونکہ وہ خود بھی پاک ہے اس لئے پاکیزہ لوگوں کو محبوب رکھتا ہے اور یہ راستہ مستوں اور دیوانوں کا راستہ ہے۔ فرمایا کہ موت سے قبل تین چیزیں حاصل کر لو اول یہ کہ حبِ الٰہی میں اس قدر گریہ و زاری کرو کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے لہو جاری ہو جائے دوم یہ کہ خدا سے اس قدر

Marfat.com

خائف رہو کہ پیشاب کی جگہ خون آنے لگے، سوم اس کے احکام کی بجا آوری کے ساتھ عبادت میں اس طرح شب بیداری کرو کہ تمام جسم پگھل جائے۔ فرمایا کہ خدا کو اس انداز سے یاد کرو کہ پھر دوبارہ یاد نہ کرنا پڑے یعنی اس کو کسی وقت بھی فراموش نہ کرو، فرمایا کہ ایک مرتبہ اللہ کہنے سے اس طرح زبان جل جاتی ہے کہ دوبارہ اللہ نہیں کہہ سکتا۔ اور جب تم اس کو دوبارہ اللہ کہتے سنو تو سمجھ لو کہ وہ خدا کی تعریف ہے جو اس کی زبان پر جاری ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یاد الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سود مند نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ خدا کے ہمراہ مشاہدہ کرنے کا نام بقا ہے۔ فرمایا کہ جس کو مخلوق میں تم مردہ تصور کرتے ہو وہ خدا کے روبرو نامرد ہے اور جو مخلوق کی نظروں میں نامرد ہے وہ خدا کے سامنے مرد ہے۔ فرمایا کہ خدا نے اپنے کرم سے تو مخلوق کو آگاہ فرما دیا اگر اپنی ذات سے آگاہ کرا دیتا تو لا الٰہ الا اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوتا۔ یعنی ذات الٰہی کی واقفیت کے بعد بنارے بحر تحیر میں اس طرح غرق ہو جاتے کہ کلمہ بھی یاد نہ رہتا۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو آتش محبت سے خاکستر ہو چکے ہوں اور بحر غم میں غرق ہوں۔ فرمایا کہ درویش وہی ہے جس میں حرکت و سکون باقی نہ رہے اور نہ مروّت و غم سے بہرہ ور ہو۔ فرمایا کہ لوگ صرف صبح و شام عبادت کر لینے ہی سے خدا کی جستجو کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں لیکن حقیقت میں اس کی جستجو کرنے والے وہ ہیں جو ہر لحہ اس کی تلاش میں رہیں۔ فرمایا کہ اس طرح سکوت اختیار کرو کہ سوائے اللہ اللہ کے اور کچھ منہ سے نہ نکلے اور قلب میں سوائے فکر الٰہی کے اور کوئی فکر باقی نہ رہے اور تمام امور دنیاوی سے کنارہ کش ہو کر اپنے اعضا کو خدا کی جانب متوجہ رکھو تاکہ تمہارا ہر معاملہ مبنی بر اخلاص ہو اور اس کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ فرمایا کہ اولیا کے قلوب مٹ جاتے ہیں ان کے اجسام فنا ہو جاتے ہیں اور ان کی روحیں جل جاتی ہیں۔ فرمایا کہ خدا کی ایک لحہ کی عبادت مخلوق کی عمر بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ فرمایا کہ اعمال کی مثال شیر جیسی ہے اور جب بندہ اپنا قدم شیر کی گردن پر رکھتا ہے تو وہ شیر لومڑی کی طرح ہو جاتا ہے یعنی جب عمل پر قابو پا لیا جائے تو عمل آسان ہو جاتا ہے۔ فرمایا بزرگوں کا یہ قول ہے کہ جو مرید عمل کے بل پر عمل کرتا ہے اس کے لئے عمل سود مند نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ جنت میں داخلہ کی راہ قریب ہے لیکن واصل الی اللہ ہونے کی راہ دور ہے۔ فرمایا کہ دن میں تین ہزار مرتبہ مر کر زندہ ہونا چاہیے پھر ممکن ہے کہ ایسی حیات جاوداں حاصل ہو جائے جس کے بعد موت نہ ہو۔ فرمایا کہ جب تم راہ خدا میں اپنی ہستی کو فنا کر لوگے تب تمہیں ایسی ہستی مل جائے گی جو فنا ہونے والی نہیں۔ فرمایا کہ منجانب اللہ بندے کے لئے ایک ایسا راستہ ہے جس سے معرفت و شہادت نصیب ہوتی ہے۔ اور اسی راستہ سے اللہ تعالیٰ خود کو بندے پر ظاہر کر دیتا ہے اور یہ ایسا مرتبہ ہے جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا کرم اپنے دوستوں کے لئے محفوظ رکھتا ہے اور امن و راحت اپنے معصیت کار بندوں کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ خدا کی دوستی اس لئے ضروری ہے کہ جب مسافر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس کا دوست موجود ہو تو راہ کی تمام تکالیف بھول جاتا ہے اور اس کے قلب کو تقویت حاصل رہتی ہے لہٰذا جب تم قیامت میں اسی طرح مسافروں کی طرح پہنچو گے جہاں خدا تعالیٰ تمہارا دوست ہوگا تو تمہیں مسرت حاصل ہوگی۔ فرمایا کہ جو لوگ مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آتے ان کے قلوب میں مخلوق کی دوستی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور جو لوگ اپنی حیات کو امور خداوندی میں صرف نہیں

Marfat.com

کرتے ان کی آسانی کے ساتھ پلصراط سے گذر نہیں ہو سکتی۔

ایک خراسانی سے حج پر روانہ ہوتے وقت آپ نے سوال کیا کہ کہاں کا قصد ہے؛ اس نے جواب دیا مکہ معظمہ کا، آپ نے فرمایا کہ وہاں کیوں جا رہے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ خدا کی طلب میں جا رہا ہوں۔ فرمایا کیا خراسان میں خدا نہیں ہے اور جیسا کہ حضور اکرم نے فرمایا ہے کہ "علم حاصل کرو خواہ وہ چین میں ہو" لیکن یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی تلاش میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاتے پھرو۔ فرمایا کہ جس سانس میں بندہ خدا سے خوش ہو جائے وہ سانس برسوں کے صوم و صلوٰۃ سے افضل ہے۔ فرمایا کہ ہر مخلوق مومن کے لئے ایک حجاب ہے اور نہ جانے مومن اس دام و حجاب میں کب پھنس جائے۔ فرمایا کہ جو بندہ ایک شب و روز اس حال میں گذار دے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے تو وہ شخص ایک شب و روز حضور اکرم کی صحبت میں رہا۔ اور جو شخص مومن کو کسی دن اذیت پہنچاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی اس یوم کی عبادت قبول نہ کرتا۔ فرمایا کہ جو بندہ دنیا میں انبیاء و اولیاء اور خدا سے شرم کرتا ہے عقبیٰ میں اللہ تعالےٰ اس سے شرم کرتا ہے۔ فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اول مجرد اور صاحب علم کو، دوم صاحب سجادہ کو، اہل کسب دہنر کو۔ فرمایا کہ نان جویں کھانے اور ٹاٹ کا لباس پہن لینے ہی سے صوفی نہیں بن جاتا کیونکہ اگر صوفی بننے کا دارومدار اسی پر موقوف ہوتا تو تمام اون والے اور جو کھانے والے جانور صوفی بن جایا کرتے۔ بلکہ صوفی وہ ہے جس کے قلب میں صداقت اور عمل میں اخلاص ہو۔ فرمایا کہ مجھے مرید کرنے کی خواہش نہیں کیونکہ میں مرشد ہونے کا دعویدار نہیں بلکہ میں تو ہر وقت اللہ کافی کہا کرتا ہوں۔

فرمایا کہ اگر تم نے عمر میں ایک مرتبہ بھی خدا تعالےٰ کو آزردہ کیا ہو تو زندگی بھر اس سے معذرت چاہتے رہو کیونکہ اگر وہ اپنی رحمت سے معاف بھی کر دے جب بھی تمہارے قلب سے یہ داغ حسرت محو نہ ہونا چاہیئے کہ تم نے اللہ تعالےٰ کو آزردہ کیا ہے۔ فرمایا کہ قابل صحبت وہی ہے جو آنکھ سے اندھی، کان سے بہری اور منہ سے گونگی ہو، یعنی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے جو اپنی آنکھ سے خدا کے سوا کسی کو نہ دیکھتا ہو، جو اپنے کانوں سے حق کے سوا کوئی بات نہ سنتا ہو اور زبان سے حق کے سوا کچھ نہ کہتا ہو۔ فرمایا کہ افسوس ہے اس پرندے پر جو اپنے آشیانے سے دانے کی جستجو میں نکل کر آشیانے کا راستہ ہی بھول جائے اور ہر سمت بھٹکتا پھرے، فرمایا کہ حقیقت میں غریب وہی ہے جس کا زمانے میں کوئی ہم نوا نہ ہو، لیکن میں خود کو غریب اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ نہ تو میں دنیا و اہل دنیا کا موافق ہوں اور نہ دنیا ہی میرے موافق ہے۔ فرمایا کہ اللہ اللہ دنیا اور اس کی دولت سے خوش نہیں ہوا کرتے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو یہ تین مراتب عطا فرماتا ہے۔ اول یہ کہ بندہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اللہ اللہ کہتا رہے، دوم بندہ عالم وجد میں اللہ کو پکارتا پھرے، سوم بندہ اللہ کی زبان بن کر اللہ اللہ کہے۔ پھر فرمایا کہ بندہ چار چیزوں کے ساتھ خدا سے پیش آتا ہے۔ اول جسمانی طور پر، دوم قلبی اعتبار سے، سوم زبان کے ذریعہ، چہارم مال کے لحاظ سے، لیکن اگر بندہ صرف جسمانی طور سے خدا کی اطاعت اور زبان سے اس کا ذکر کرتا رہے تو اس کے لئے بے سود ہو گا کیونکہ قلب کو اس کے سپرد کرنا اور مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے اور جب ان چار چیزوں کو اس کی راہ میں صرف کر دے تو یہ چار چیزیں خدا سے طلب کرے۔ محبت، ہیبت، خدا کے ساتھ زندگی گذارنا، اس کے راستہ میں یگانگت و موافقت۔ فرمایا کہ خدا نے ہر بندے کو کسی نہ کسی شغل سے دوچار کر کے اپنے سے جدا کر دیا لیکن شجاعت یہ ہے کہ تم تمام

Marfat.com

چیزوں کو چھوڑ کر خدا کو اس طرح پکڑ لو کہ وہ تمہیں اپنے سے جدا ہی نہ کر سکے۔ فرمایا کہ زمین پر چلنے پھرنے والے لوگ مردہ ہیں اور زمین میں بہت سے مدفون لوگ زندہ ہیں۔ فرمایا کہ علمائے کرام یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم کی نو عدد ازواج مطہرات تھیں، اور بعض کے لئے آپ سال بھر کا کھانے کا سامان بھی جمع فرما لیتے تھے اور صاحب اولاد بھی تھے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ۶۳ سال عمر ہونے کے باوجود بھی آپ دونوں جہان سے دل بر داشتہ رہے، یعنی آپ کے نزدیک سب مردہ تھے، اور جو کچھ آپ ذخیرہ اندوزی فرماتے تھے وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے۔ فرمایا کہ جس کا قلب شوق آتش الٰہی سے جل جاتا ہے اس کو محبت اٹھا کر لے جاتی ہے اور اس سے ارض و سما کو لبریز کر دیتی ہے۔ لہٰذا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دیکھنے، سننے اور چکھنے والے بن جاؤ تو وہاں حاضر رہو لیکن وہاں حضوری کے لئے تجرّد اور جوانمردی کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ عبادت و معصیت کو چھوڑ کر بحر کرم اور دریائے بے نیازی میں اس طرح غوطہ لگاؤ کہ خود کو نیست کر کے اس کی ہستی میں ابھرو۔ فرمایا کہ دریائے غیب میں مخلوق کا ایمان گھاس پھوس کی طرح کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہوا اس کو ساحل پر پھینک دیتی ہے۔ فرمایا کہ علما و علم کو عابدین، عبادت کو زاہدین زہد کو معرفت الٰہی کا ذریعہ تصور کر کے اس کے سامنے پیش کرتے ہیں لیکن وہ اس لیئے بے سود ہوتا ہے کہ قرب الٰہی کا ذریعہ صرف پاکیزگی ہے اور وہ پاک بے نیاز پاکی ہی کو پسند فرماتا ہے۔ فرماتا ہے کہ جس کی زندگی خدا کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتی وہ اپنے نفس اور قلب و روح پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔ فرمایا کہ اگر فانی اور باقی کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہو تو جس طرح بندۂ فانی خدا کو پہچان لیتا ہے اسی طرح قیامت میں اس کے نور سے اس کا مشاہدہ کرے گا اور نور لقا کے ذریعہ نور خدا کو دیکھ لے گا۔ پھر فرمایا کہ اولیا کرام صرف خدا کے محرم ہی کو دیکھتے ہیں جس طرح تمہاری اہلیہ کو کوئی غیر محرم نہیں دیکھ سکتا۔ فرمایا کہ مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا ہے اسی قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ لوگ تو دریا میں مچھلی پکڑتے ہیں لیکن اللہ والے خشکی میں مچھلی پکڑتے ہیں اور لوگ تو خشکی میں سوتے ہیں لیکن اہل اللہ دریا میں آرام کرتے ہیں۔ فرمایا کہ دنیا میں ایک ہزار تمناؤں کو قربان کر دینے کے بعد آخرت میں صرف ایک تمنا پوری ہوتی ہے اور ایک ہزار تلخ گھونٹ زہر پی لینے کے بعد شربت کا ایک گھونٹ نصیب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہزاروں سردار قبروں میں جا سوئے لیکن دین کی سرداری کے قابل ایک بھی نہ بن سکا۔ فرمایا کہ فنا و لقا اور مشاہدہ پاکیزگی موت میں پنہاں ہیں کیونکہ ظہور الٰہی کے بعد سوائے اس کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ فرمایا کہ مخلوق سے وابستگی میں بشریت سے گذر کر تمام غم و آلام فنا ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ پابند صوم صلوٰۃ مخلوق سے قریب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ معرفت سے حقیقت تک ایک ہزار منازل ہیں اور حقیقت سے عین حقیقت تک ایک ہزار ایسے ایسے مقامات ہیں کہ ہر مقام سے گذرنے کے لئے عمر نوح اور صفائے قلب محمدی کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ قلب بھی تین طرح کے ہوتے ہیں اول قلب خانی جو فقر کا مسکن ہے۔ دوم طالب نعمت قلب جو امارت کی آماجگاہ ہے سوم قلب باقی جو اللہ تعالٰے کی قیامگاہ ہے۔ پھر فرمایا کہ عبادت گذار تو بہت ہوتے ہیں لیکن عبادت کو دنیا سے ساتھ لے جانے والے بہت قلیل اور ان سے بھی قلیل وہ ہیں جو

Marfat.com

عبادت کر کے خدا کے حوالے کر دیتے ہیں لیکن شجاعت یہی ہے کہ انتقال کے وقت دنیاوی عبادت کو اپنے ہمراہ لے جائے فرمایا کہ بحر عشق میں مخلوق کا گذر نہیں اور ایک ایسی در آمد و بر آمد بھی ہے جس میں بندے کے علم و کمال کا گذر نہیں۔ فرمایا کہ ناعاقبت اندیش ہیں وہ لوگ جو خدا کو دلیل کے ذریعہ شناخت کرنا چاہتے جب کہ صرف اس کو اسی کے کرم سے بے دلیل پہنچاننے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی معرفت کے لئے تمام دلائل بے سود ہیں۔ فرمایا کہ عاشق خدا کو پالینے کے بعد خود گم ہو جاتے ہیں فرمایا کہ لوح محفوظ کا نوشتہ صرف مخلوق کے لئے ہے اس کا تعلق اہل اللہ سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اہل اللہ کو وہ چیزیں عطا فرماتا ہے جو لوح محفوظ میں نہیں ہیں۔ فرمایا کہ دنیا میں غم و آلام برداشت کرتے رہو ممکن ہے کہ اس کے صلہ میں آخرت حاصل ہو جائے اور دنیا میں گریہ وزاری کرتے رہو تاکہ آخرت میں مسکرا سکو اور وہاں تمہیں مخاطب کر کے فرمایا جائے کہ کیونکہ تم دنیا میں روتے رہے اس لئے آج تمہیں دائمی مسرت عطا کی جاتی ہے۔ فرمایا کہ تمام انبیاء و اولیاء دنیا کے اندر اس غم میں مبتلا رہے کہ کاش اللہ تعالےٰ کو جان سکتے لیکن خدا کو جاننے کا جو حق ہے اس طرح نہیں جان سکے۔ فرمایا، کہ محبت کی انتہا یہ ہے کہ اگر کائنات کے تمام سمندروں کا پانی بھی محبت کرنے والے کے حلق میں انڈیل دیا جائے جب بھی اس کی تشنگی رفع نہ ہو سکے اور مزید کی خواہش باقی رہے اور خدا سے منقطع ہو کر اپنی کرامات پر تکبر نہ کرے۔ فرمایا کہ شجاعت تو یہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کسی کو ایک کرامت اور اس کے مومن بھائی کو ایک ہزار کرامتیں عطا فرما دے جب بھی وہ اپنی ایک کرامت کو جذبہ ایثار کے تحت اپنے بھائی کی نذر کر دے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کو موت سے ڈر نہیں لگتا فرمایا کہ مُردے موت سے ڈرا نہیں کرتے کیونکہ اللہ کی ہر وہ وعید جو بندوں کے لئے فرمائی گئی ہے میرے غم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اور ہر وہ وعدہ جو مخلوق سے آسائش و آرام کا کیا گیا ہے میری امید کے مقابلہ میں بے حقیقت ہے اور اگر تم سے یہ سوال کیا جائے کہ ابوالحسن سے جو فیض تمہیں حاصل ہوا ہے اس کے صلہ میں کیا چاہتے ہو تو تم کیا صلہ طلب کرو گے۔ اس پر ہر فرد نے اپنی خواہشات کے مطابق جواب دیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ تم محبت مخلوق کے صلہ میں کیا معاوضہ چاہتے ہو تو میں جواب دوں گا کہ میں ان سب کو چاہتا ہوں۔

مشہور ہے کہ آپ نے کسی دانشور سے یہ سوال کیا کہ تم خدا کو دوست رکھتے ہو۔ یا اللہ تعالےٰ تمہیں دوست رکھتا ہے؛ اس نے جواب دیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو اس کی معیت اختیار کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ دوست کی صحبت میں رہنا بہت ضروری ہے ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ سب سے اچھی چیز کونسی ہے؛ اس نے جواب دیا کہ مجھے علم نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جیسے بے علم کو تو بہت زیادہ خوفزدہ رہنا چاہیئے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سب سے بہتر شے وہ ہے جس میں کوئی برائی نہ ہو۔ مشہور ہے کہ جب لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ حضرت جنید دنیا میں باہوش آئے اور ہوش ہی کے ساتھ چلے گئے اور حضرت شبلی مدہوش آئے اور مدہوش لوٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ان دونوں سے پوچھا جائے کہ تم دنیا میں کس طرح آئے اور کس طرح واپس ہوتے تو یہ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی

بھی نہیں جانتا کہ وہ کس طرح آیا اور کس طرح واپس ہو گیا اور آپ نے جس وقت یہ جملہ فرمایا تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن تو نے بالکل درست کہا کیونکہ جو خدا سے آگاہ ہو جاتا ہے اس کو خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور جب لوگوں نے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ زندگی کو نامرادی میں گذارنے کا نام بندگی ہے۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ ہمیں کیا چیزیں اختیار کرنی ہوں گی جس کی بنیاد پر ہم میں بیداری پیدا ہو۔ فرمایا کہ عمر کو ایک سانس سے زیادہ تصور نہ کرو۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ فقر کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ قلب پر ایسا زنگ چڑھ جائے جس پر دوسرا کوئی رنگ نہ چڑھ سکے۔ فرمایا کہ میں خدا کے سوا کسی کو اپنے قلب میں جگہ نہیں دیتا اور اگر کوئی خیال آ بھی جاتا ہے تو فوراً نکال پھینکتا ہوں۔ فرمایا کہ میں اس مقام پر ہوں جہاں ذرے ذرے کی تحقیق کا مجھے علم ہے۔ فرمایا کہ میں نے پچاس سال اس طرح گذارے ہیں کہ خدا کے ساتھ اس اخلاق سے رہا کہ مخلوق کی اس میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اور نماز عشاء سے لے کر صبح تک حالت قیام میں رہا اور صبح سے شام تک عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اس عرصہ میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھا۔ جب کہیں اس کے صلہ میں یہ مراتب حاصل ہوئے کہ ظاہری طور پر میں دنیا میں سوتے ہوئے فردوس و جہنم کی سیر کرتا رہتا ہوں۔ اور دونوں عالم میرے لئے ایک ہو چکے ہیں اس لئے کہ میں ہمہ اوقات خدا کی معیت میں رہتا ہوں۔ فرمایا کہ پہلا راستہ نیاز کا ہے اس کے بعد خلوت اس کے بعد دیدار اور اس کے بعد بیداری ہے فرمایا کہ میں ظہر سے عصر تک پچاس رکعتیں پڑھا کرتا تھا لیکن بیداری کے بعد ان سب کی قضا کرنی پڑی۔ فرمایا کہ میں ہر سال سے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں کرتا صرف مہمان کے کھانے کا انتظام کر لیتا ہوں اور اسی کے طفیل میں خود بھی کھا لیتا ہوں۔ فرمایا کہ امکانی حد تک مہمان نوازی کرتے رہو کیونکہ اگر مہمان کو دونوں جہان کی نعمتوں کا لقمہ بنا کر بھی کھلا دو گے جب بھی حق مہمان نوازی ادا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ کسی مرد حق کی زیارت کے لئے مشرق سے مغرب تک سفر کرنے کی صعوبتوں کا اجر اس کی زیارت سے کم ہے۔ فرمایا کہ چالیس سال سے میرا نفس ایک گھونٹ سرد پانی کا خواہش مند ہے لیکن میں نے محروم کر رکھا ہے فرمایا کہ میں نے ستر سال خدا کی معیت میں اس طرح گذارے ہیں کہ اس دوران ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی اتباع نفس نہیں کی۔

چالیس سال تک آپ کو بینگن کھانے کی خواہش رہی لیکن آپ نے نہیں کھائے اور جب ایک دن والدہ کے اصرار پر کھا لئے تو اسی رات کسی نے آپ کے صاحبزادے کو قتل کر کے چوکھٹ پر ڈال دیا اور جب آپ کو علم ہوا تو اپنی والدہ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ میرا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اب آپ نے اپنے اصرار کا نتیجہ دیکھ لیا۔

جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کی اور دوسری مسجدوں میں کیا فرق ہے۔ فرمایا کہ شرعی حیثیت تو تمام مساجد کی ایک ہی ہے لیکن میری مسجد کا قصہ طولانی ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے دوسری مساجد سے ایک نور نکل کر صرف آسمان تک جاتا ہے لیکن میری مسجد کا قبہ اس کے کرم کے نور سے منور ہو کر آسمان سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور جب اس مسجد کی تکمیل کے بعد میں اس میں جا کر بیٹھا تو ملائکہ نے یہاں آکر ایک سبز پرچم نصب کر دیا جس کا ایک سرا عرش سے ملحق تھا اور آج تک وہ پرچم اسی طرح قائم ہے اور تا حشر قائم رہے گا۔ پھر ایک دن میں نے یہ غیبی آواز سنی کہ اے ابوالحسن جو لوگ تیری مسجد میں داخل ہو جائیں گے

ان پر آتش جہنم حرام ہو جائے گی۔ اور جو لوگ تیری حیات میں یا وفات کے بعد اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر لیں گے ان کا حشر عبادت گزار بندوں کے ساتھ ہو گا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کے لئے ہر جگہ مسجد ہے اور ہر یوم، یوم جمعہ اور ہر مہینہ ماہ صیام ہے لہٰذا بندہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی معیت اختیار کرے۔ فرمایا کہ دنیا سے میں چار سو دینار کا مقروض ہو کر جانا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ کسی سائل کے سوال کو رد کر دوں۔ پھر فرمایا کہ جب قیامت میں مجھ سے یہ سوال ہو گا کہ تو دنیا سے کیا لے کر آیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ تو نے دنیا میں کتے کو میرا ساتھی بنا دیا تھا اور میں ہر لحہ اس کی نگرانی میں لگا رہتا تھا تاکہ وہ مجھے اور دوسرے لوگوں کو کاٹ نہ لے اور تو نے مجھے نجاست سے لبریز فطرت عطا کی تھی جس کی پاکیزگی کے لئے میں نے تمام عمر صرف کر دی۔ فرمایا کہ لوگ تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے اللہ عالم نزع اور قبر میں ہماری اعانت فرمانا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ ہر لحہ اور ہر گھڑی ہماری اعانت فرما اور میری فریاد رسی کر۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے تیری محبت میں ساٹھ سال گزار دیئے اور آج تک تیری امید سے وابستہ ہوں۔ اس پر جواب ملا کہ تو صرف ساٹھ ہی سال سے ہماری محبت میں گرفتار ہے اور ہم تجھ کو ازل سے اپنا دوست بنائے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ ایک شب خواب میں مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرا بن جاؤں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا تیری یہ تمنا ہے کہ تو میرا ہو جائے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ تمام گزشتہ لوگوں کو تو یہ تمنا رہی کہ میں ان کا ہو جاؤں، پھر آخر تجھے یہ تمنا کیوں نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ جو اختیارات تو مجھ کو عطا فرمانا چاہتا ہے اس میں بھی تیری کوئی مصلحت یقیناً ہو گی کیونکہ تو کبھی دوسروں کی مرضی کے مطابق کام نہیں کرتا۔ فرمایا کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے میرا اصلی روپ دکھا دے میں نے دیکھا کہ میں ٹاٹ کے لباس میں ملبوس ہوں اور جب میں نے غور سے دیکھ لینے کے بعد پوچھا کہ کیا میرا اصلی روپ یہی ہے تو فرمایا گیا کہ ہاں تیری اصلی ہیئت یہی ہے۔ پھر جب میں نے پوچھا کہ میری ارادت و محبت اور خشوع و خضوع کہاں چلے گئے تو فرمایا گیا کہ وہ تو سب کچھ ہمارا تھا تیری اصلی حقیقت تو یہی ہے۔

وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ کاش میرا قلب چیر کر مخلوق کو دکھایا جاتا کہ ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ خدا کے ساتھ بت پرستی درست نہیں۔ پھر لوگوں کو وصیت فرمائی کہ مجھے زمین سے تیس گز نیچے دفن کرنا کیونکہ یہ سرزمین بسطام کی سرزمین سے زیادہ بلند ہے اور یہ سوئے ادبی کی بات ہے۔ کہ میرا مزار حضرت جنید بسطامی کے مزار سے اونچا ہو جائے۔ چنانچہ اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ لیکن آپ کی وفات سے دوسرے ہی دن ایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ کے مزار پر رکھا ہوا ہے اور قریب ہی میں شیر کے قدموں کے نشان ہیں جس سے یہ اندازہ کیا گیا کہ یہ پتھر شیر ہی نے لاکر رکھا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے مزار کے اطراف میں شیر کو گھومتے ہوئے بھی دیکھا گیا۔ لیکن

Marfat.com

زبان زد خلق عام یہی ہے کہ آپ کے مزار کو سھام کر جو دعا بھی مانگی جائے گی وہ ضرور قبول ہو گی اور بہت سے تجربات بھی اس کے شاہد ہیں۔

بعض لوگوں نے خواب میں دیکھ کر آپ سے سوال کیا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ فرمایا کہ میرا اعمالنامہ میرے ہاتھ میں دے دیا گیا جس پر میں نے عرض کیا کہ تو مجھے اعمالنامے میں کیوں الجھانا چاہتا ہے جب کہ میرے اعمال سے قبل ہی تو مجھ سے بخوبی واقف تھا کہ مجھ سے کس قسم کے اعمال سرزد ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا میرا اعمالنامہ کراماً کاتبین کے حوالے کر کے مجھے اس جھنجھٹ سے نجات دے دے۔ تاکہ میں ہر وقت تجھ سے ہم کلام رہ سکوں۔

حضرت محمد بن حسین نے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شدید بیمار ہوا تو میں خوف آخرت سے بہت ہی متاثر تھا اسی دوران ایک دن آپ عیادت کے لئے تشریف لائے اور مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ مجھے بیماری کا نہیں ملک الموت کا خوف ہے آپ نے فرمایا کہ موت سے خائف نہ ہونا چاہیے کیونکہ اگر میں تم سے بیس قبل ہی مر جاؤں گا جب بھی عالم نزاع میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ اس لئے تم موت سے مت خوفزدہ ہو۔ اس کے بعد مجھے صحت یابی حاصل ہو گئی۔ اور جب آپ کی وفات کے بیس سال بعد حضرت محمد حسین مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ان کے صاحبزادے کا بیان یہ ہے کہ وہ نزعی کیفیت میں اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے کوئی کسی کے لئے تعظیماً کھڑا ہو جاتا ہے پھر وعلیکم السلام کہا اور جب میں نے پوچھا کہ آپ کے سامنے کون ہے تو فرمایا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی نے عالم جانکنی میں آنے کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا وہ تشریف لے آئے ہیں اور دوسرے بہت سے اولیاء کرام بھی آپ کے ہمراہ ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ موت سے نہ ڈرو۔ یہ کہتے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی تاریخ وفات "تذکرۃ الاولیاء" کے بعض متروح نسخوں میں ان دونوں شعروں سے ملتی ہے۔

بوالحسن آنکہ بود خرقانی	شنیدم مثال او ثانی
شدہ تاریخ صاحب خرقان	بوالحسن زیب جائے عدن جناں

۴۲۴ھ

باب ۷۸

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ معرفت و حقیقت کے منبع و مخزن تھے اور آپ کا شمار معتبر صوفیائے کرام میں ہوتا تھا گو جائے ولادت میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ بغداد میں تولد ہوئے اور سنِ بلوغ تک وہیں مقیم رہے۔ آپ کی کرامات و ریاضت اور زکات و رموز بیشمار ہیں جن کو یکجا کرنا بہت دشوار ہے۔ آپ نے اپنے دور کے تمام بزرگوں کو دیکھا اور فیض بھی حاصل کیا۔ آپ امام مالک کے پیروکار تھے اور بہت سی احادیث بھی آپ نے تحریر کر رکھی تھیں اس کے علاوہ آپ کی عبادت و ریاضت میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اور ستر سال کی عمر پا کر ۳۳۴ھ ماہ ذی الحجہ میں انتقال ہوا۔

حالات آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تیس سال تک حدیث و فقہ کا درس لیا جس کے بعد میرے سینے سے ایک خورشید طلوع ہو گیا اور جب مجھ کو خدا کی طلب کا اشتیاق پیدا ہوا تو میں نے بہت سے اساتذہ کی خدمت میں رجوع ہو کر اپنا مقصد ظاہر کیا لیکن کوئی بھی مجھے راستہ نہ دکھا سکا۔ کیونکہ ان میں سے ایک بھی بذات خود راستے سے واقف نہیں تھا بس مجھ سے تو اتنا کہہ دیتے تھے کہ ہم غیب کے سوا سب کچھ جانتے ہیں۔ چنانچہ میں نے حیرت زدہ ہو کر ان سے عرض کیا کہ آپ لوگ تاریکی میں ہیں اور میں روزِ روشن میں ہوں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی۔ یہ سن کر سب لوگ برہم ہو گئے اور میرے ساتھ بہت ہی ناروا سلوک کیا۔

ابتدا میں آپ نہاوند نامی جگہ کے سردار تھے اور جب تمام امیروں اور سرداروں کو دربارِ خلافت میں طلب کیا گیا تو آپ بھی وہاں تشریف لے گئے اور جس وقت خلیفہ سب کو خلعت عطا کر کے رخصت کرنے والا تھا اس وقت ایک امیر کو چھینک آئی اور اس نے خلعت کی آستین سے ناک صاف کر لی جس کی سزا میں خلیفہ نے خلعت واپس لے کر اس کو برطرف کر دیا۔ اس وقت آپ کو یہ تنبیہ ہوئی کہ جو شخص مخلوق کی عطا کردہ خلعت سے گستاخی کر کے ایسی سزا کا مستوجب ہو سکتا ہے تو خدا کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ گستاخی کرنے والے کی تو نہ جانے کیا سزا ہو گی۔ اس خیال کے بعد آپ نے خلیفہ سے عرض کیا کہ تو مخلوق ہو کر اس چیز کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی تیری عطا کردہ خلعت سے بے ادبی نہ کرے جب کہ تیری اور تیری خلعت کی مالک الملک کی خلعت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ لہٰذا اس نے مجھکو اپنی معرفت کی جو خلعت عطا فرمائی ہے میں بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کو ایک مخلوق کے سامنے کثیف کر دوں۔ یہ کہہ کر دربار سے باہر نکلے اور

Marfat.com

حضرت خیر نساج کے ہاتھ پر جاکر بیعت ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ ان سے فیض حاصل کرنے کے بعد انہیں کے حکم سے حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور ان سے عرض کیا کہ لوگوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ کے پاس ایک گوہر نایاب ہے لہٰذا آپ یا تو اس کو میرے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیں، یا پھر بغیر قیمت کے دے دیں۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ اگر میں فروخت کرنا چاہوں تو تم خرید نہیں سکتے کیونکہ تمہارے اندر قوت خرید نہیں ہے اور اگر مفت دے دوں تو تم اس کی قدر و قیمت نہ سمجھ سکو گے کیونکہ بلا محنت کے حاصل کردہ شے کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر تم وہ گوہر حاصل کرنا چاہتے ہو تو بحر توحید میں غرق ہو کر فنا ہو جاؤ پھر اللہ تعالےٰ تمہارے اوپر صبر و انتظار کے دروازے کشادہ کر دے گا اور جب تم ان دونوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو وہ گوہر تمہارے ہاتھ لگ جائے گا۔ پھر آپ نے حضرت جنید سے پوچھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم ایک سال تک گندھک بیچتے پھرو۔ چنانچہ ایک سال تک تعمیل حکم کرتے رہے۔ پھر حضرت جنید نے فرمایا کہ اب ایک سال تک بھیک مانگو۔ چنانچہ آپ نے ایک سال یہ بھی کیا حتیٰ کہ آپ نے بغداد کے ہر دروازے پر بھیک مانگی لیکن کبھی آپ کو کسی نے کچھ نہیں دیا۔ اور جب اس کی شکایت آپ نے حضرت جنید سے کی تو انہوں نے مسکرا کر فرمایا کہ اب تو شاید تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ مخلوق کے نزدیک تمہاری کوئی حیثیت نہیں لہٰذا اب کبھی مخلوق سے دلبستگی کا خیال نہ کرنا اور نہ کبھی کسی چیز پر مخلوق کو فوقیت دینا۔ پھر حضرت جنید نے حکم دیا کہ چونکہ تم نہاوند کے امیر رہ چکے ہو، لہٰذا وہاں جاکر ہر فرد سے معافی طلب کرو۔ چنانچہ آپ نے وہاں پہنچ کر بچے بچے سے معافی چاہی لیکن ایک شخص وہاں موجود نہیں تھا تو اس کے بجائے لاکھ درم خیرات کئے لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے قلب میں خلش باقی رہ گئی اور جب دوبارہ حضرت جنید کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی تمہارے قلب میں حب جاہ باقی ہے لہٰذا ایک سال تک اور بھیک مانگتے رہو۔ لہٰذا بھیک کے ذریعہ جو کچھ ملتا اس کو حضرت جنید کے پاس لاکر فقراء میں تقسیم کر دیتے لیکن آپ خود بھوکے رہتے۔ پھر سال کے اختتام پر حضرت جنید نے وعدہ کیا کہ اب تمہیں اپنی صحبت میں رکھوں گا بشرطیکہ تمہیں فقراء کی خدمت گذاری منظور ہو۔ چنانچہ آپ ایک سال تک فقراء کی خدمت گذاری میں مشغول رہے۔ پھر حضرت جنید نے پوچھا کہ اب تمہارے نزدیک نفس کا کیا مقام ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں خود کو تمام مخلوقات سے کمتر تصور کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ اب تمہارے ایمان کی تکمیل ہو گئی ہے ابتدائی دور میں جو کوئی آپ کے سامنے خدا کا نام لیتا تو آپ اس کا منہ شکر سے بھر دیتے اور بچوں میں محض اس نیت سے شیرینی تقسیم فرمایا کرتے تھے کہ وہ آپ کے سامنے صرف اللہ اللہ کہتے رہیں۔ پھر بعد میں یہ کیفیت ہو گئی کہ خدا کا نام لینے والوں کو روپیہ اور اشرفیاں دے دیا کرتے۔ پھر اس مقام پر پہنچ گئے کہ شمشیر برہنہ لے کر پھرتے اور فرمایا کرتے کہ جو کوئی میرے سامنے اللہ کا نام لے گا اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنا پہلا رویہ کیوں تبدیل کر دیا؟ فرمایا کہ پہلے مجھے یہ خیال تھا کہ لوگ حقیقت و معرفت کے اعتبار سے خدا کا

نام لیتے ہیں لیکن اب یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ محض عادتاً نام لیتے ہیں جس کو میں جائز تصور نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ آپ نے یہ غیبی ندا سنی کہ اسم ذات کے ساتھ کب تک وابستہ رہے گا اگر طلب صادق ہے تو مسمیٰ کی جستجو کر۔ یہ ندا سن کر عشق الٰہی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی لیکن ایک موج نے پھر کنارے پر پھینک دیا۔ پھر اسی کیفیت میں آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی آپ کے اوپر اثر انداز نہ ہو سکی۔ اس کے اکثر مہلک و مہیب مقامات پر پہنچ کر خود کو ہلاک کرنے کی سعی کرتے رہے مگر اللہ تعالےٰ تو اپنے محبوب بندوں کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ اس لئے کسی جگہ بھی کوئی گزند نہیں پہنچی اور ہر یوم ذوق و شوق میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے اور آپ اکثر چیخ چیخ کر فرماتے کہ تاسف ہے اس شخص پر جو نہ پانی میں غرق ہو سکا اور نہ آگ میں جل سکا۔ نہ درندوں نے پھاڑا اور نہ پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو سکا۔ پھر آپ نے یہ ندائے غیبی سنی کہ جو مقبول الٰہی ہوتا ہے اس کو خدا کے سوا دوسرا کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد آپ کے احوال یہاں تک پہنچ گئے کہ لوگوں نے دس مرتبہ زنجیروں میں جکڑا مگر پھر بھی آپ کو سکون میسر نہ آسکا۔ پھر آپ کو پاگل تصور کر کے پاگل خانے بھیج دیا گیا اور ہر شخص آپ کو دیوانہ کہنے لگا۔ لیکن آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم سب مجھکو دیوانہ کہتے ہو حالانکہ تم سب خود پاگل ہو اور انشاء اللہ قیامت میں تمہاری دیوانگی سے میری دیوانگی کا مرتبہ زائد ہوگا۔

قید خانے میں جب آپ سے چند حضرات بغرض ملاقات حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم سب آپ کے احباب ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ نے ان پر سنگ باری شروع کر دی اور فرمایا کہ تم کیسے احباب ہو جو میری مصیبت پر صبر نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ آپ ہاتھ میں آگ لئے ہوئے پھر رہے تھے تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آگ کیوں لے رکھی ہے، فرمایا کہ میں اس سے کعبہ کو پھونک دینا چاہتا ہوں تاکہ مخلوق کعبہ والے کی طرف متوجہ ہو جائے۔ پھر دوسرے دن لوگوں نے دیکھا کہ آپ دو جلتی ہوئی لکڑیاں لئے پھر رہے ہیں اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ درخت پر بیٹھی ہوئی کوئل کو کو کر کے پوچھتی رہتی ہے کہ وہ کہاں ہے اور میں بھی اسی کی موافقت میں ہُو ہُو کرتا رہتا ہوں۔ آپ کے اس عمل کا کوئل پر ایسا اثر ہوا کہ جب آپ خاموش ہو جاتے تو وہ بھی سکوت اختیار کر لیتی۔

ایک مرتبہ بچوں نے آپ کے پاؤں پر ایسا پتھر مارا کہ لہو لہان ہو گیا اور زخم سے جو قطرے زمین پر گرتے ان میں سے ہر قطرۂ خون سے اللہ کا نقش ابھرتا تھا۔

ایک مرتبہ عید کے دن سیاہ لباس میں ملبوس تھے اور وجد کا عالم تھا اور جب لوگوں نے سیاہ لباس پہننے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے مخلوق کے ماتم میں سیاہ لباس پہنا ہے۔ اس لئے کہ پوری مخلوق خدا سے غافل ہو چکی ہے۔ ابتداء میں آپ سیاہ لباس ہی استعمال فرماتے تھے لیکن تائب ہونے کے بعد مرقع پہننا شروع کر دیا تھا اور عید کے دن سیاہ لباس پہن کر اپنے لباس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ سیاہی نے ہم کو تاریکی کے ایسے عالم میں پہنچا دیا کہ ہم درمیان میں غرق ہو گئے۔

مجاہدات کے دوران آپ اس لئے اپنی آنکھوں میں نمک بھر لیتے تھے تاکہ نیند کا غلبہ نہ ہو حتیٰ کہ تھوڑی تھوڑی مقدار کر کے آپ نے سات من نمک آنکھوں میں بھر لیا تھا اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے تجلی فرما کر مجھ سے فرمایا ہے کہ سونے والے مجھ سے غافل ہو جاتے ہیں اور مجھ سے غفلت کرنے والا محجوب ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ چمٹی لے کر آپ نے اپنا گوشت نوچنا شروع کر دیا تو حضرت جنید نے اس کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ جو حقائق مجھ پر منکشف ہوتے ہیں ان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس لئے یہ عمل کر رہا ہوں تاکہ ایک لمحہ کے لئے سکون مل سکے۔

ابتدائی دور میں آپ ہمہ وقت گریہ وزاری کرتے رہتے تھے جس پر حضرت جنید نے فرمایا کہ خدا نے شبلی کو ایک امانت سونپ کر چاہا کہ وہ اس میں خیانت نہ کرے اس لئے اس کو گریہ زاری میں مبتلا کر دیا کیونکہ شبلی کا وجود مخلوق کے درمیان عین الٰہی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت جنید کی مجلس میں آپ بھی حاضر تھے تو حضرت جنید کے بعض ارادت مندوں نے آپ کی تعریف میں یہ جملے کہے کہ صدق و شوق اور علو ہمتی میں آپ کا کوئی مماثل نہیں ہے یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ تم لوگوں کا یہ قول درست نہیں بلکہ حقیقت میں شبلی مردود اور خدا سے بہت دور ہے۔ لہٰذا شبلی کو میری مجلس سے باہر نکال دو۔ اور جب آپ نکل گئے تو حضرت جنید نے مریدین سے فرمایا کہ تم تعریف کر کے اس کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ تمہارے یہ تعریفی جملے اس کے لئے تلوار تھے۔ اور اگر اس کا معمولی سا اثر بھی اس پر ہو جاتا تو اس کے نفس میں سرکشی رونما ہو جاتی اور وہ فوراً ہلاک ہو جاتا۔ لیکن میری ہجو اس کے لئے ڈھال بن گئی اور وہ ہلاکت سے بچ گیا۔

آپ اپنے معمول کے مطابق تہہ خانے میں عبادت کیا کرتے تھے اور لکڑیوں کا گٹھا اس لئے اپنے ہمراہ لے جاتے کہ جب عبادت سے ذرا سی بھی غفلت ہوتی تو ایک لکڑی نکال کر خود کو زدوکوب کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک ایک کر کے تمام لکڑیاں ختم ہو جاتیں اور بعد میں آپ اپنے جسم کو دیواروں سے ٹکراتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ تنہائی میں عبادت کر رہے تھے کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دے کر کہا کہ ابوبکر حاضر ہوا ہے لیکن آپ نے جواب دیا کہ اگر اس وقت حضرت ابوبکر صدیق بھی تشریف لے آئیں جب بھی میں دروازہ نہیں کھول سکتا۔ لہٰذا براہ کرم تم واپس چلے جاؤ۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری پوری زندگی اسی خواہش میں گذر گئی کہ کاش ایک لمحہ کے لئے خدا تعالیٰ سے مجھے ایسی خلوت نصیب ہو جاتی کہ میرا وجود باقی نہ رہتا اور چالیس سال سے یہ تمنا ہے کہ کاش ایک لمحہ کے لئے خدا کو جان اور پہچان سکتا۔ اور کاش میں پہاڑوں میں اس طرح روپوش ہو جاتا کہ نہ تو مخلوق مجھ کو دیکھ سکتی اور نہ میرے احوال سے باخبر ہوتی۔ پھر فرمایا کہ میں خود کو یہودیوں سے بھی زیادہ اس لئے ذلیل تر تصور کرتا ہوں کہ میں نفس و دنیا اور ابلیس و خواہشات کی بلاؤں میں گرفتار ہوں اور مجھے تین مصیبتیں یہ بھی لاحق ہیں کہ میرے قلب سے اللہ تعالیٰ دور ہو گیا ہے دم میرے قلب میں

Marfat.com

باطل جانگزیں ہوگیا ہے سوم میرا نفس ایسا کافر بن گیا ہے کہ اس کو مصائب کو دور کرنے کا تصور تک نہیں آتا پھر فرمایا کہ دنیا محبت کا اور آخرت نعمت کا مکان ہے لیکن ان دونوں سے قلب بہتر ہے کیونکہ یہ معرفت الٰہی کا مکان ہے پھر فرمایا کہ اگر میں بادشاہ کا خدمت گذار نہ ہوتا تو بزرگوں کی خدمت بھی نہ کرتا۔

ایک مرتبہ نئے کپڑے جسم پر سے اتار کر جلا ڈالے اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلا وجہ مال کا ضیاع حرام ہے تو فرمایا کہ قرآن نے کہا ہے "وہ جس شے پر تمہارا قلب مائل ہوگا ہم اس کو بھی تمہارے ساتھ آگ میں جلا دیں گے"۔ چونکہ میرا قلب اس وقت نئے کپڑوں پر مائل ہوگیا تھا اس لئے میں نے ان کو دنیا میں ہی جلا ڈالا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ شروع ہوا تو آپ نے وعظ گوئی کو اپنا مشغلہ بنا لیا اور اس میں لوگوں کے سامنے حقیقت کا اظہار بھی کرنا شروع کر دیا جس پر حضرت جنید نے فرمایا کہ ہم نے جن چیزوں کو زمین میں مدفون کر رکھا تھا تم انہیں برسر منبر عوام کے سامنے بیان کرتے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ جن حقائق کا میں اظہار کرتا ہوں وہ لوگوں کے ذہنوں سے بالاتر ہیں کیونکہ میری باتیں حق کی جانب سے ہوتی ہیں اور حق ہی کی جانب لوٹ جاتی ہیں اور اس وقت شبلی کا وجود درمیان میں نہیں ہوتا۔ حضرت جنید نے فرمایا کہ گو تمہارا یہ قول درست ہے پھر بھی تمہارے لئے اس قسم کی چیزیں بیان کرنی مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دین و دنیا طلب کرنے والوں کے لئے ہماری مجلس نشینی حرام ہے۔

ایک مرتبہ مجلس میں آپ نے کئی مرتبہ اللہ اللہ کہا لیکن اسی مجلس میں ایک درویش نے اعتراض کیا کہ آپ لاالٰہ الااللہ کیوں نہیں کہتے۔ آپ نے ایک ضرب لگا کر فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ رہتا ہے کہ میں (لا) کہوں یعنی نفی کر دوں اور (سیدہ) میری روح نکل جائے آپ کے اس قول سے وہ درویش لرزہ براندام ہوگیا اور اسی وقت اس کا دم نکل گیا۔ اور جب اس کے اعزا آپ کو قاتل کہہ کر دربار خلافت میں لے گئے تو آپ کے اوپر وجدانی کیفیت طاری تھی اور دربار میں حاضری کے بعد جب آپ سے صفائی پیش کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس درویش کی جان تو عشق الٰہی سے خارج ہو کر پہلے ہی سے لقائے جلال باری میں فنا ہونے والی تھی اور اس کی روح علائق دنیاوی سے رابطہ ختم کر چکی تھی اس لئے اس کو میرے قول کے سماعت کی طاقت نہ رہی اور برق مشاہدہ جمال کی چمک سے اس کی روح مرغ بسمل کی طرح پرواز کر گئی لہٰذا اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ یہ بیان سن کر خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ کو باہر لے جاؤ کیونکہ اگر میں کچھ دیر ان کی گفتگو اور سن لوں گا تو میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔

آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے والا جب طریقت کا طالب گار ہوتا تو آپ حکم دیتے کہ صحرا میں جا کر توکل اختیار کرو اور بغیر زاد راہ اور سواری کے حج کے سفر پر چلے جاؤ اسی وقت تمہیں توکل و تجرد حاصل ہوگا اور جب ان دونوں مجاہدات سے فراغت پا لو اس وقت میرے پاس آنا اس لئے کہ ابھی تمہارے اندر میری صحبت کی صلاحیت نہیں ہے اور آپ اکثر تائب ہونے والوں کو اپنے اصحاب کے ہمراہ بغیر زاد راہ اور سواری کے صحرا میں بھیج دیا کرتے تھے۔ اور جب لوگ یہ کہتے کہ آپ تو مخلوق کی ہلاکت کے درپے ہیں تو آپ جواب دیتے کہ میری نیت ہرگز یہ نہیں لیکن جو لوگ میرے پاس آتے ہیں ان کا مقصد میری صحبت نہیں ہوتا بلکہ وہ معرفت

الٰہی کے متمنی ہوتے ہیں اس لئے کہ اگر وہ مصاحبت کے خواہاں ہوں تو گویا بت پرستی کے مرتکب کہلائے جائیں گے لہٰذا ان کے واسطے یہی بہتر ہے کہ اپنی پہلی حالت پر قائم رہیں اس لئے کہ فاسق موحد رہبانیت پسند زاہد سے افضل ہے اسی وجہ سے میں اپنے پاس آنے والوں کو خدا کا راستہ بتا دیتا ہوں اس میں اگر وہ ہلاک بھی ہو جائیں جب بھی اپنے مقصد سے محروم نہیں رہیں گے۔ اور اگر سفر کی صعوبتیں حاصل کر لیں گے تو انہیں وہ مقام حاصل ہو جائے گا جو دس سالہ مجاہدات سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا آپ کا قول تھا کہ جب راستے میں میری نظر مخلوق پر پڑتی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ہر نیک بخت کی پیشانی پر لفظ سعید اور ہر بد بخت کی پیشانی پر لفظ شقی تحریر ہوتا ہے۔ بعض اوقات آپ ضرب لگا کر آہ افلاس آہ افلاس کہا کرتے تھے اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ انسانوں کی مجالست ان کی محبت، ان سے ربط و ضبط، اور ان کی خدمت کرنے سے مفلس ہو گیا

ایک مرتبہ بہت بڑا ہجوم ایک جنازے کے ساتھ تھا اور اس کے پیچھے ایک شخص الا من فراق الوالد کہتا ہوا چل رہا تھا لیکن جب آپ کی نظر جنازے پر اور اس شخص پر پڑی تو اپنے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے فرمایا الا من فراق الاحد اس کے بعد فرمایا کہ ابلیس نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تم اپنے صفائے باطن پر نازاں نہ ہو کیونکہ اس تہہ میں تاریکیاں پنہاں ہیں۔

ایک دن آپ نے عالم وجد میں حضرت جنید کے یہاں پہنچ کر ان کے بندھے ہوئے صافے کو کھول ڈالا اور لوگوں کے سوال پر فرمایا کہ اس کی بندش مجھے بھلی معلوم ہوئی اس لئے کھول ڈالا۔

ایک دن حضرت جنید کی بیوی اپنے گھر میں بیٹھی کنگھی کر رہی تھیں کہ اسی دوران اچانک آپ بھی وہاں جا پہنچے اور جب انہوں نے پردہ کرنے کا قصد کیا تو حضرت جنید نے فرمایا کہ پردے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ جماعت صوفیاء کے مستوں کو فردوس و جہنم تک کی تو خبر ہوتی نہیں پھر بھلا وہ کسی عورت پر کیا نظر ڈال سکتے ہیں اور جب کچھ وقفہ کے بعد حضرت شبلی نے رونا شروع کیا تو حضرت جنید نے اپنی زوجہ کو پردے میں چلے جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اب یہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت جنید نے فرمایا مَنْ طَلَبَ وَجَدَ یعنی جس نے خدا کو طلب کیا پا لیا۔ آپ نے کہا یہ بات نہیں بلکہ یوں کہئے کہ مَنْ وَجَدَ طَلَبَ یعنی جس نے پا لیا اس نے طلب کیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جنید نے خواب میں حضور اکرمؐ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور حضرت شبلی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور جب حضرت جنید نے حضرت شبلی سے پوچھا کہ تم کیا عمل کرتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نماز مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر یہ آیت تلاوت کرتا ہوں۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ یہ مرتبہ تمہیں اسی لئے حاصل ہوا ہے

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے وضو کرکے مسجد کا قصد کیا تو راستہ میں یہ غیبی ندا سنی کہ ایسی گستاخانہ وضو کے ساتھ ہمارے گھر میں جانا چاہتا ہے۔ یہ سن کر جب آپ واپس ہونے لگے تو یہ آواز سنی کہ ہمارے گھر سے لوٹ جانا چاہتا ہے بھلا یہاں سے لوٹ کر کہاں جائے گا۔ آپ نے جب ایک زوردار ضرب لگائی تو یہ آواز سنی کہ تو ہم پر طعنہ زنی کرتا ہے یہ سن کر آپ خموشی کے ساتھ بیٹھ گئے پھر ندا آئی کہ تو صبر و ضبط کا بھی دعویدار ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میں تجھ سے ہی فریاد چاہتا ہوں۔

کسی درویش نے درماندگی و پریشانی کے عالم میں حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا کہ دین کے واسطے سے میری داد رسی فرمایئے کیونکہ میں انتہائی بدحالی کا شکار ہوں اگر آپ حکم دیں تو میں اس راستہ کو چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کفر کے دروازے پر دستک دے رہے ہو کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ یعنی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یہ سن کر درویش نے عرض کیا کہ اب مجھے کچھ طمانیت حاصل ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کو آزمانا چاہتے ہو کیا تم نے اس کا یہ قول نہیں سنا۔ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ ۔ نہیں بے خوف ہوتی اللہ کے مکر سے لیکن خسارے والی قوم۔ یہ سن کر درویش نے سوال کیا کہ پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا کہ اللہ کی چوکھٹ کو سر کو دے مار حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے۔ اس کے بعد شاید تجھے کشادگی حاصل ہو سکے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک حضرت ابوالحسن خضری کو اپنے پاس قیام کرنے کی اجازت دے دی لیکن یہ فرمادیا کہ اگر تم نے میری صحبت میں خدا کے سوا کسی اور کا تصور کیا تو میری صحبت تمہارے لئے حرام ہے۔

ایک مرتبہ چند ارادت مندوں کے ہمراہ آپ جنگل میں پہنچے تو وہاں ایک کھوپڑی دیکھی جس پر تحریر تھا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ آپ نے ایک ضرب لگا کر فرمایا کہ یہ کھوپڑی کسی نبی یا ولی کی ہے اور اس میں یہ راز مضمر ہے کہ جس وقت تک راہ خدا میں دین و دنیا کو نہ ختم کر دو گے اس کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔

ایک مرتبہ علالت کے دوران اطباء نے آپ کو پرہیز کا مشورہ دیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا میں اس چیز کا پرہیز کروں جو میرا رزق ہے یا اس چیز کا جو میرے رزق میں داخل نہیں اس لئے کہ جو میرا رزق ہے وہ تو خود ہی مجھے مل جائے گا اور جو میرا رزق نہیں ہے وہ خود ہی نہیں ملے گا اس لئے جو میرا رزق ہے اس میں پرہیز کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

ایک مرتبہ کسی پیالی فروش نے یہ آواز لگائی کہ صرف ایک پیالی باقی رہ گئی ہے تو آپ نے ضرب لگا کر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ صرف ایک ہی باقی رہ گیا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک میت پر بجائے چار کے پانچ تکبیریں کہیں اور جب لوگوں نے عرض کیا کہ نماز جنازہ میں تو شریعت نے چار تکبیریں رکھی ہیں پھر آپ نے پانچ تکبیریں کیوں کہیں۔ فرمایا کہ میں نے چار تکبیریں میت پر اور ایک تکبیر دنیا اور اہل دنیا پر کہی۔

ایک مرتبہ آپ کئی یوم تک لاپتہ رہے اور تلاش کرنے پر ہیجڑوں کے محلہ میں ملے اور لوگوں نے جب سوال کیا کہ

Marfat.com

آپ یہاں کیوں مقیم ہیں۔ فرمایا کہ جس طرح اس جماعت کا شمار نہ مردوں میں ہے نہ عورتوں میں اسی طرح میں بھی دنیا میں انہیں جیسا ہوں اس لئے انہیں کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتا ہوں۔

آپ نے چند بچوں کو ایک اخروٹ کی تقسیم پر لڑتے دیکھ کر ان کے ہاتھ سے اخروٹ لے کر فرمایا لاؤ میں سب میں تقسیم کر دوں۔ لیکن جب آپ نے اس کو توڑا تو اس میں سے کچھ بھی نہیں نکلا۔ اس وقت غیبی ندا آئی کہ تم نے اپنی جانب سے حصہ تقسیم کرنے کا جو قصد کیا تھا اسی قاعدے کے مطابق تقسیم کر دو۔ یہ سن کر آپ سکتے کے عالم میں رہ گئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زائد متعصب رافضی اور خارجی ہیں کیونکہ دوسرے فرقے تو اپنے ہی حق میں خلاف کرتے ہیں لیکن یہ دونوں فرقے تعصبات میں اپنی زندگی ضائع کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں حسبی اللہ کہنے کا قصد کرتا ہوں تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میں جھوٹ بولنا چاہتا ہوں لہٰذا یہ سوچ کر خاموشی اختیار کر لیتا ہوں۔

جب لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اتنی مقدار میں نمک آپ اپنی آنکھوں میں نہ بھرا کریں کیونکہ اس سے بینائی کے زائل ہو جانے کا خطرہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے میں میرے لئے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ میرا قلب جس شے کا خواہشمند ہے وہ چشم ظاہر سے پوشیدہ ہے۔

جب لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپ کو غیر اطمینانی حالت میں دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ یا تو آپ خدا کے ساتھ نہیں ہیں یا خدا آپ کے ساتھ نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں اس کے ساتھ ہوتا تو میں ہی ہوتا لیکن میں تو اس کی ذات میں گم ہو گیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں ہمیشہ اس خیال سے خوش ہوتا ہوں کہ مجھے خدا کا مشاہدہ و انس حاصل ہے لیکن اب محسوس ہوا کہ انس تو صرف اپنے ہی ہم جنس سے ہو سکتا ہے۔

فرمایا کہ مرید اسی وقت درجہ کمال تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جب اس کے نزدیک سفر و حضر اور حاضر و غائب سب برابر ہوں۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ابوتراب کی بھوک کی وجہ سے تمام صحرا ان کے لئے کھانا بن گیا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ تو رفیق تھے اگر مقام تحقیق میں ہوتے تو یہ کہتے کہ میں اللہ کی خدمت میں رہتا ہوں اور وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔

جب حضرت جنید نے پوچھا کہ جب تمہیں ذکر الٰہی میں صدق حاصل نہیں تو تم کس طرح اس کو یاد کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میں مجازی اعتبار سے جب اس کو بکثرت یاد کرتا ہوں تو ایک مرتبہ وہ بھی مجھے حقیقت کے ساتھ یاد کر لیتا ہے حضرت جنید یہ جملہ سن کر نعرے لگاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ بارگاہ الٰہی سے کبھی تو خلعت عطا کیا جاتا ہے اور کبھی تازیانہ۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ دنیا ذکر و شغل کے لئے ہے اور عقبیٰ احوال کے لئے لہٰذا راحت کس جگہ مل سکتی ہے؟ فرمایا کہ دنیا کے ذکر و شغل سے بے نیاز ہو جاؤ تاکہ احوال آخرت سے نجات حاصل ہو جائے۔

Marfat.com

جب لوگوں نے آپ سے توحید تجرد کے موضوع پر کچھ بیان کرنے کی فرمائش کی تو فرمایا کہ توحید کی خبر دینے والے کو ملحد کہا جاتا ہے اور جو اس کی طرف اشارہ کرے اس کو ثنوی کہتے ہیں اور اس کی جانب ایماء کرنے والے کو بت پرست کہا جاتا ہے اور اس کے متعلق گفتگو کرنے والے کو غافل کہتے ہیں اور خموشی اختیار کرنے والے کو کامل کہا جاتا ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس کو پالیا وہ نامراد ہیں۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہم و عقل سے جس شئے کو شناخت کیا جا سکے وہ بے سود اور مصنوعی ہے کیونکہ ذات باری تعالےٰ کی تعریف یہ ہے جو وہم و گمان اور عقل سے بالاتر ہے۔ فرمایا کہ صوفیاء وہی ہیں جو دنیا میں اس طرح زندگی گذاریں جیسے دنیا میں آنے سے قبل تھے۔ پھر فرمایا کہ تصوف قوت و حواس کا خیال رکھنے اور انفاس کی نگرانی کا نام ہے اور صوفی اسی وقت صوفی ہو سکتا ہے جب تمام مخلوق کو اپنے بچوں جیسا سمجھ کر سب کا بوجھ برداشت کر سکے اور جو مخلوق سے منقطع ہو کر خدا سے اس طرح وابستہ ہو جائے جیسے خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو مخلوق سے جدا کر دیا تھا۔ جس پر خدا کا یہ قول صادق ہے وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي یعنی ہم نے تم کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور صوفیاء کرام ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی آغوش کرم میں بچوں کی طرح پرورش پاتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں بے علم ہو کر زندگی بسر کرنے کا نام تصوف ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد سے بذریعہ وحی فرمایا کہ "میرا ذکر کرنے والوں کے لئے مخصوص ہے۔ فرمایا کہ جس شئے سے محبت ہو اس کو محبوب کے نام پر خرچ کرنا ہی محبت ہے اور اگر حبِّ الٰہی کا دعویدار خدا کے سوا کسی اور شے کا طالب ہو تو وہ محبت کے بجائے خدا کا مذاق اڑاتا ہے۔ فرمایا کہ ہیبت الٰہی قلب کو گھلاتی ہے اور آتش محبت جان کو پگھلاتی ہے اور شوق نفس کو فنا کرتا ہے۔ فرمایا کہ توحید کو اپنی جانب بلانے والا کبھی موحد نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں۔ اول معرفت الٰہی جو فکر کی محتاج ہے، دوم معرفت نفس جو ادائیگی فرض کی محتاج ہے سوم معرفت باطن یہ تقدیر الٰہی پر رضامندی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جب بلاؤں پر عذاب کرنا چاہتا ہے تو ان کو قلوب عارفین میں جگہ دے دیتا ہے۔ فرمایا کہ عارف کی شان یہ ہے کہ کبھی تو اپنے جسم پر مچھر نہیں بیٹھنے دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اٹھا لیتا ہے، ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کے کلام میں تضاد کیوں ہوتا ہے کبھی آپ ایک بات کہتے ہیں اور کبھی دوسری بات؟ آپ نے فرمایا کہ ہم کبھی عالم بے خودی میں ہوتے ہیں اور کبھی خودی میں۔ فرمایا کہ خدا شناس کبھی خدا کے سوا کسی سے نہیں ملتا اور جو ایسا کرتے ہیں وہ خدا کو ہرگز نہیں پا سکتے۔ فرمایا کہ عارف وہی ہے جو نہ تو خدا کے سوا کسی کا مشاہدہ کرے، نہ کسی سے محبت اور بات کرے اور نہ کسی کو اپنے نفس کا محافظ تصور کرے۔ فرمایا کہ عارف کا زمانہ موسم بہار کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح بہار میں گرج چمک سے پانی برسنے کے بعد خنک ہوائیں چلتی ہیں رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں اور پھولوں پر بلبلیں نغمہ سنج ہوتی ہیں، اسی طرح عارف بھی ابر کی طرح روتا ہے، برق کی طرح مسکراتا ہے، بادل کی گرج کی طرح نعرے مارتا ہے ہوا کی مانند

آہیں بھرتا ہے اور سر کو جنبش دے دے کر اپنی مرادوں کے پھول کھلاتا ہے اور پھولوں کو دیکھ کر بلبلوں کی طرح خدا کی یاد میں نغمہ سنج کرتا ہے۔ فرمایا کہ دعوت تین طرح کی ہوتی ہے اول دعوت علم، دوم دعوت معرفت، سوم دعوت معائنہ، اور دعوت علم کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ذات کے معائنہ کے بعد اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے۔ پھر فرمایا کہ علم الیقین کا علم ہمیں پیغمبروں سے حاصل ہوا، کیونکہ علم الیقین کا مفہوم یہ ہے کہ جو قلوب میں بلا واسطہ نور ہدایت سے حاصل ہوا ہو۔ اور حق الیقین یہ ہے کہ اس عالم میں اس حد تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ فرمایا کہ ہمت نام ہے خدا کی طلب کا کیونکہ ماسوا اللہ کی طلب کو ہر گز ہمت کا نام نہیں دیا جاسکتا اور اہل ہمت خدا کے سوا کبھی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن صاحب ارادت بہت جلد دوسری جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کے سوا ہر شے سے استغنا کا نام فقر ہے۔ فرمایا کہ درویشوں کے چار سو مقامات ہیں جن میں سب سے ادنیٰ مقام یہ ہے اگر دنیا کی پوری دولت بھی ان کو حاصل ہو جائے اور تمام اہل دنیا ان کی دولت کو استعمال کریں جب بھی انہیں اگلے دن کے کھانے کی فکر نہ ہو۔ فرمایا کہ عبادت الٰہی شریعت ہے اور خدا کی طلب طریقت۔ فرمایا کہ غفلت کا نام زہد ہے کیونکہ دنیا ناچیز ہے اور ناچیز شے میں زہد اختیار کرنا غفلت ہے بلکہ یاد الٰہی میں مخلوق سے بے نیازی کا نام زہد ہے۔ فرمایا کہ صادق وہی ہے جو حرام شے کو زبان پر نہ رکھے۔ اور انس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ذات سے بھی تنفر پیدا ہو جائے، ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے جو مراتب عارفین کو عطا فرمائے ہیں ان کا علم کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شے پایہ ثبوت ہی کو نہ پہنچ سکے اس کی تحقیق ممکن نہیں۔ اور جو شے پوشیدہ ہو اس پر بندے کو سکون نہیں مل سکتا۔ اور جو شے ظاہر ہو اس سے ناامیدی نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ بندے کا بندے کی آنکھ میں ظہور عبودیت اور صفات الٰہی کا ظہور مشاہدہ ہے۔ فرمایا کہ لوگوں سے محبت کرنا اخلاص کی علامت ہے اور ذکر الٰہی کے سوا کسی دوسرے کے ذکر کے لئے لب کشائی وسوسہ ہے۔ اور خدا کے سوا ہر شے سے انقطاع حق کی علامت ہے اور اپنی ضروریات سے زائد مخلوق کی ضروریات پر نظر رکھنا علو ہمتی ہے۔ فرمایا کہ ہر وہ سانس جو خدا کے لئے ہو وہ تمام عالم کے عابدین کی عبادت سے فزوں تر ہے۔ پھر فرمایا کہ جس دن بھی مجھ پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے اسی دن میرے اوپر حکمت و عبرت کے در کھل جاتے ہیں۔ فرمایا کہ نعمتوں کو نظر انداز کر کے منعم کا مشاہدہ کرنا شکر ہے، فرمایا کہ رات کو ایک گھڑی غفلت کے ساتھ سونے سے عقبیٰ کی ہزار سالہ راہ سے پیچھے رہ جاتا ہے اور اہل معرفت کے لئے معمولی سی غفلت بھی شرک ہے۔ فرمایا کہ جس نے اللہ کی پاکیزگی کو پالیا وہ مراتب میں اس بندے سے بڑھ جاتا ہے جس کو خدا کی رحمت و مغفرت نے سہارا دیا ہو اور جو خدا سے دور ہو جاتا ہے خدا بھی اس سے بُعد اختیار کر لیتا ہے۔ فرمایا کہ وعظ میں عاداً آنے والے کے لئے سماعت وعظ سود مند نہیں ہوتی بلکہ وہ بلاء کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ تم سب ماسوا اللہ سے دست بردار ہو کر ہمیشہ اللہ کی اطاعت میں سرگرم عمل رہو۔ اور اگر میں پوری طرح خدا کی ہستی سے واقف ہو جاتا تو خدا کے سوا ہر گز کسی سے خائف نہ ہوتا۔ فرمایا کہ مجھ سے خواب میں دو افراد نے کہا کہ جو شخص فلاں فلاں چیزوں پر کاربند ہو جاتا ہے اس کا شمار دانشمندوں میں ہونے لگتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنی ساری زندگی اسی تمنا میں گزار دی کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ صرف ایک سانس لے سکوں اور قلب کو بھی اس

Marfat.com

کی خبر نہ ہو سکے۔ لیکن آج تک میری یہ تمنا تشنہ تکمیل ہے۔ فرمایا کہ اگر پوری دنیا کا لقمہ بنا کر شیر خوار بچے کے منہ میں رکھ دیا جائے جب بھی میں یہی سمجھوں گا کہ اس کا پیٹ نہیں بھرا۔ اور اگر پوری دنیا میرے قبضہ میں آجائے اور میں اس کو ایک یہودی کے سپرد کر دوں تو اس کے قبول کر لینے پر میں اس کا ممنون رہوں گا۔ فرمایا کہ کائنات میں ہرگز یہ طاقت نہیں کہ مجھے اپنا بنا کر میرے قلب پر قابو پا سکے پھر بھلا کائنات اس پر کس طرح قابو حاصل کر سکتی ہے جو خدا سے واقف ہو۔

واقعات ایک دن آپ کو عالم وجد میں مضطرب دیکھ کر حضرت جنید نے کہا کہ اگر تم اپنے امور خدا کے سپرد کر دو تو تمہیں سکون مل سکتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے تو اسی وقت سکون مل سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ میرے امور میرے اوپر چھوڑ دے۔ یہ سن کر حضرت جنید نے فرمایا کہ شبلی کی تلوار سے خون ٹپکتا ہے۔

آپ نے کسی کو یارب یارب کہتے سن کر فرمایا کہ تو کب تک یہ جملہ کہتا رہے گا جب کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت عبدی عبدی فرماتا رہتا ہے لہٰذا اس کی بات سن لے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو عبدی عبدی ہی سن کر یارب یارب کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو تیرے لئے یہ جملہ کہنا جائز ہے۔ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ میری گردن میں آسمان کا طوق اور پاؤں میں زمین کی بیڑی ڈال دے اور ساری دنیا بھی دشمن ہو جائے جب بھی میں اس سے منہ نہیں پھیر سکتا۔

وفات وفات کے وقت جب آپ کی نگاہوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تو ناقابل بیان حد تک بیقرار ہو کر لوگوں سے راکھ طلب کر کے اپنے سر پر ڈالتے رہے اور جب لوگوں نے بیقراری کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس وقت مجھے ابلیس پر رشک آرہا ہے اور آتش رشک میرے تمام جسم کو بھسم کئے دے رہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو خلعت لعنت سے نوازا جیسا کہ قرآن مبین ہے۔ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی اے شیطان تجھ پر قیامت تک میری لعنت رہے گی۔ لیکن مجھ تشنہ کو خدا نے وہ خلعت کیوں نہیں عطا فرمایا کیونکہ لعنت کی خلعت کو شیطان کے لئے مخصوص ہے لیکن اس کا عطا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی خلعت کا مستحق ابلیس کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے لیکن پھر عالم اضطراب میں فرمایا کہ اس وقت کرم کی ایک ہوا چل رہی ہے اور دوسری قہر کی۔ جن پر کرم کی ہوا چلی ان کو منزل مقصود تک پہنچا دیا اور جن پر قہر کی ہوا چلی وہ لوگ راستے ہی میں رہ گئے اور اس قسم کے حجابات ان کے سامنے آگئے کہ وہ منزل تک نہ پہنچ سکے لیکن مجھے یہ اضطراب ہے کہ میرے اوپر کونسی ہوا چلنے والی ہے اگر مجھے یہ علم ہو جائے کہ کرم کی ہوا چلے گی تو میں ابد کرم میں تمام نامرادیوں کو بخوشی برداشت کر سکتا ہوں اور اگر خدانخواستہ قہر کی ہوا چل گئی تو ایسی مصیبت تک سامنا کرنا پڑے گا جس کے سامنے تمام مصائب ہیچ ہیں۔

انتقال کے وقت حاضرین سے فرمایا کہ مجھے وضو کرا دو چنانچہ وضو کرتے ہوئے اضطرابی کیفیت میں داڑھی میں خلال کرنا بھول گئے لیکن آپ نے غلطی پر متنبہ کر کے اعادہ کروا لیا۔

وفات کے وقت آپ اپنے یہ دو شعر پڑھتے رہے ؏

Marfat.com

كُلُّ بَيْتٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ — أَيْنَ مُحْتَاجٌ إِلَى السِّرَاجِ
جس گھر میں تو قیام پذیر ہو جائے — اس کو چراغ کی حاجت نہیں ہوتی
وَجْهُكَ الْمَأْمُولُ حُجَّتُنَا — يَوْمَ تَأْتِي النَّاسُ بِالْحُجَجِ
تیرا حسین چہرہ ہی ہمارے لئے حجت ہے — اس دن کے لئے جب لوگ حجتیں پیش کریں گے

پھر انتقال کے وقت سے قبل ہی ایک جماعت نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آ پہونچی۔ تو آپ نے بذریعہ کشف اس جماعت کے قصد کو محسوس کر کے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ زندہ ہی کی نماز پڑھنے چلے آئے ہیں۔ پھر جب لوگوں نے عرض کیا کہ لاالٰہ الا اللہ کہیئے تو فرمایا جب غیر ہی نہیں ہے تو نفی کس کی کروں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت کا حکم ہے کہ ایسے وقت میں کلمہ پڑھنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ سلطان محبت فرما رہا ہے کہ میں رشوت قبول نہیں کروں گا اس کے بعد کسی نے باواز بلند لاالٰہ الا اللہ کہنے کی تلقین کی تو فرمایا کہ مردہ زندہ کو نصیحت کرتا ہے۔ پھر جب کچھ وقفہ کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ اب آپ کی حالت کیا ہے تو فرمایا کہ میں اپنے محبوب سے مل گیا۔ یہ فرما کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے سوال کیا کہ منکر نکیر سے آپ نے کیسے چھٹکارا حاصل کیا فرمایا کہ جب انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے میں نے جواب دیا کہ میرا رب وہ ہے جس نے آدم کو تخلیق کر کے مجھے اور دوسرے ملائکہ کو سجدے کا حکم دیا اور اس وقت میں حضرت آدم کی پشت میں موجود رہ کر تم سب کو سجدہ کرتے دیکھ رہا تھا یہ جواب سن کر نکیرین نے کہا کہ اس شخص نے تو پوری اولاد آدم کی جانب ہی سے جواب دے دیا اور یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

کسی بزرگ نے خواب میں آپ سے پوچھا کہ خدا تعالے نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا کہ ان تمام دعووں کے باوجود جو میں نے دنیا میں کئے تھے ان کے متعلق خدا نے مجھ سے کوئی باز پرس نہیں فرمائی۔ البتہ ایک بات کی گرفت ضرور کی اور وہ یہ ایک مرتبہ میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اس سے زیادہ مضر اور کوئی بات نہیں کہ بندہ جنت کا مستحق نہ ہو اور جہنم رسید کر دیا جائے۔ اس پر اللہ تعالے نے فرمایا کہ بندوں کے لئے سب سے زیادہ مضر یہ ہے کہ وہ محجوب ہو کر میرے دیدار سے محروم ہو جائیں۔

کسی نے آپ سے خواب میں سوال کیا کہ آپ نے بازار آخرت کو کیسا پایا؟ فرمایا کہ یہ بازار قطعی بے رونق ہے کیونکہ اس میں سوختہ جگر اور شکستہ قلب لوگوں کے سوا کوئی نہیں دکھائی دیتا اور ایسے لوگوں کی یہاں ایسی بھیڑ بھاڑ ہے کہ سوختہ جگر لوگوں کے زخم پر مرہم لگا کر ان کی سوزش کو دور کر دیا جاتا ہے اور شکستہ قلوب کو جوڑ کر ان کی شکستگی دور کر دی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ سوائے دیدار الٰہی کے کسی دوسری شے پر نظر نہیں ڈالتے۔

Marfat.com

باب ۷۹

حضرت ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت بڑے عالم و عارف اور ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور خاتم فقرا کے نگینہ تھے لیکن آپ کے مکمل حالات و اوصاف کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ آپ کی ایک تصنیف کتاب لمع بہت مشہور ہے، آپ نے حضرت سری سقطی اور حضرت سہیل تستری کو بھی دیکھا تھا اور آپ کا وطن اصلی طوس تھا ایک مرتبہ ماہ صیام میں بغداد پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے نہایت گرمجوشی سے استقبال کر کے آپ کو مسجد شونزیہ کے ایک حجرے میں ٹھہرا دیا اور آپ کی امامت میں پورے ماہ میں پانچ قرآن سنے۔ ایک خادم ہر شب آپ کے حجرے کے سامنے روٹی کی ایک ٹکیہ رکھ دیا کرتا تھا لیکن آپ اس کو اٹھا کر حجرے کے ایک گوشے میں رکھ دیا کرتے تھے اور ماہ صیام کے خاتمہ پر عید کی نماز ادا کر کے نامعلوم سمت کی جانب نکل گئے اور جب لوگوں نے حجرے میں جا کر دیکھا تو ایک گوشہ میں تیس ٹکیاں روٹی کی جمع تھیں۔

حالات موسم سرما کی ایک رات میں آپ اپنے ارادت مندوں سے معرفت سے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے اور آپ کے سامنے آگ روشن تھی۔ دوران بیان آپ کو ایسا جوش آیا کہ اٹھ کر آگ کے اوپر سجدہ شکر میں گر پڑے، لیکن سر اٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا ایک بال بھی آگ سے متاثر نہیں ہوا۔ پھر مریدین سے فرمایا کہ بارگاہ الٰہی میں اظہار عجز کرنے والے ہمیشہ سرخرو رہیں گے اور آگ کبھی ان کو جلا نہیں سکے گی۔

اقوال زریں آپ فرمایا کرتے تھے کہ سینۂ عشاق میں ایک ایسی آگ شعلہ فگن رہتی ہے کہ اپنے شعلوں کی لپیٹ میں خدا کے سوا ہر شے کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ اہل ادب کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم اہل ادب کی وہ ہے جس کو اہل دنیا فصاحت و بلاغت وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جن کو اہل باطن سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک طہارت اور بھیدوں کی حفاظت اور اعضا و نفس کا مؤدب بنانا اور ریاضت نفس وغیرہ ادب میں شامل ہے۔ تیسرے گروہ کو خاصان خدا سے تعبیر کیا جاتا ہے ان کے نزدیک تحفظ اوقات، ایفائے عہد، نفس پر عدم توجہی، مقام حضوری اور مقام قرب میں شائستگی اختیار کرنے کا نام ادب ہے۔ آپ نے اپنی حیات ہی میں یہ فرما دیا تھا کہ میرے مزار کے قریب جو جنازہ لایا جائے گا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ آج تک اہل طوس ہر جنازے کو کچھ دیر کے لئے آپ کے مزار کے قریب رکھ کر بعد میں دفن کرتے ہیں۔

باب ۸۰
حضرت شیخ ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا شمار اپنے دور کے صدیقین میں ہوتا تھا۔ آپ کو تقویٰ و طہارت کی وجہ سے نفس کی خامیاں معلوم کر لینے میں بڑا درک حاصل تھا۔ لوگ آپ کو عامل مملکت کے خطاب سے یاد کرتے تھے اور حضرت شیخ ابوالخیر جیسے عظیم المرتبت بزرگ آپ کے ارادت مندوں میں شامل تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگ تم سے یہ سوال کریں کہ کیا تم خدا شناس ہو تو تم ہرگز یہ نہ کہنا کہ ہم پہچانتے ہیں بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے معرفت عطا کر دی ہے۔

ارشادات آپ کا ارشاد ہے کہ خلق الٰہی اختیار کرو ورنہ سدا غم و آلام میں گرفتار ہو گے اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا خواہاں ہوتا ہے اس کے اعضا کو مکمل علم بنا کر ہر عضو کو سلب کر کے اپنی جانب کھینچ کر نیست کر دیتا ہے تاکہ اس کی نیستی میں اپنی ہستی کا ظہور فرما دے اور جب بندہ نیست ہو جاتا ہے اور اس پر خدا کی ہستی کا ظہور ہوتا ہے تو اپنی صفات کے ذریعہ جب مخلوق کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ بندہ مخلوق کو میدان قدرت میں ایک گیند کی طرح پاتا ہے اور اس گیند کو اللہ تعالیٰ گردش دیتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ تمام مخلوق خدا سے آزادی طلب کرتی رہتی ہے لیکن میں اس سے بندگی کا طالب رہتا ہوں، کیونکہ بندے کی سلامتی اس کی بندگی میں ہی ہے اور آزادی طلب کرنے سے بندہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ میرے اور تمہارے مابین یہ فرق ہے کہ میں اپنا مدعا خدا کے سامنے بیان کرتا ہوں اور تم اپنا مدعا مجھ سے بیان کرتے ہو اور میں اس کو دیکھتا اور سنتا ہوں لیکن تم مجھے دیکھتے اور سنتے ہو حالانکہ انسان ہونے میں ہم دونوں مساوی ہیں۔ فرمایا کہ مرید مرشد کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور اس آئینہ میں اسی طرح دیکھا جا سکتا ہے جیسے مرید نور ارادت سے مشاہدہ کرتا ہے، اور صحبت مرشد کا اجر ایک سو رکعت نفل سے بھی فزوں تر ہے۔ فرمایا کہ اہل دنیا کی محبت سے زیادہ ثواب اس چیز میں ہے کہ معدہ میں ایک لقمہ کم کھایا جائے اور اہل دنیا جس شے کو عزت و توقیر کی نظروں سے دیکھتے ہیں عقبیٰ میں ان کی حیثیت ذرہ برابر بھی نہیں۔ فرمایا کہ ہر صوفی کسی شے یا مرتبہ کا خواہش مند ہوتا ہے لیکن میں کسی بھی شے اور مرتبہ کا خواہاں نہیں ہوں البتہ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خودی کو مجھ سے دور فرما دے۔ فرمایا کہ میری طاعت دو چیزوں سے وابستہ ہے، اول جب میں کھانا کھاتا ہوں تو میرے اندر ارتکاب معصیت کا جذبہ رونما ہوتا ہے دوم کھانا نہ کھانے کی صورت میں جذبہ عبادت پیدا ہو جاتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ کھانے سے عبادت الٰہی سے نفرت اور رغبت گناہ پیدا ہوتی ہے اور فاقہ کشی سے نفسانی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور خود بخود عبادت کی جانب قلب متوجہ ہوتا ہے اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ترک غذا خود ایک ایسی عبادت ہے

Marfat.com

جو عبادت کی رغبت پیدا کرتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ علم ظاہری پر بحث کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ علم ظاہری وہ جوہر ہے کہ تمام انبیاء کرام اسی کے ذریعہ دعوت دیتے رہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس جوہر کے ذریعہ حجاب تو حید اٹھا دے تو علم ظاہری خود پردہ عدم میں روپوش ہو جائے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فنا و لقا اور نور و ظلمت ہر شے سے مبرا ہے۔ فرمایا کہ حضور اکرمؐ ہر گز مردہ نہیں ہیں بلکہ تم خود مردہ ہو اسی لئے تمہاری آنکھیں ان کو مردہ دیکھتی ہیں۔ فرمایا کہ خدا نے دنیا میں ایسے لوگ بھی پیدا کئے جنھوں نے دنیا کے ہر عیش و راحت کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دیا اور عقبیٰ کی تمام راحتیں اہل عقبیٰ کے لئے چھوڑ دیں اور خود اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو گئے اور ان کو اس پر فخر بھی ہے کہ خدا نے بارگاہ ربوبیت میں مرتبہ سعودیت عطا کر کے اپنا بندہ ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔ اس لئے ہمیں دین و دنیا میں اس کے سوا کسی دوسری شے کی احتیاج باقی نہیں رہی۔ فرمایا کہ بندوں میں سب سے زائد خوش نصیب وہ بندہ ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے کرم سے اس کی ہستی پر آگاہ فرما دے۔ فرمایا کہ نیکوں کی صحبت اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور تمہیں ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جن کی صحبت ظاہر و باطن کو نور معرفت سے مجلی کر دے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں بندوں میں سے صرف کسی ایک ہی کو اپنے قرب سے نوازتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا تو نجس ہے لیکن وہ قلب اس سے بھی زیادہ نجس ہے جس نے دنیا کی محبت اختیار کرلی۔ فرمایا کہ قرب الٰہی میں رہنے والے بندے مخلوق سے دور رہتے ہیں اور مخلوق کو ان کے احوال کا پتہ نہیں چلتا۔ فرمایا کہ جب تک من و تو کا جھگڑا باقی رہتا ہے اس وقت تک اشارات و عبارات بھی ظاہر رہتی ہیں لیکن جب یہ فرق ختم ہو جاتا ہے تو اشارات و عبارات یکسر طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے کما حقہٗ واقف ہونے والوں میں یہ قوت باقی نہیں رہتی کہ وہ خود کو خداشناس کہہ سکیں۔ فرمایا کہ شب و روز میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں بندوں پر خدا کا فیضان نہ ہوتا ہو اور خدا کے سوا دوسری شے کے طلب گار در حقیقت دو خداؤں کے پرستار ہوتے ہیں۔ فرمایا میں یہ نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرا ادب کرو کیونکہ بہت ہی کم شعور ہے وہ ماں جو اپنے شیر خوار بچوں سے ادب کی طالب ہو۔ فرمایا کہ ابلیس کشتۂ خداوندی ہے اور کشتۂ الٰہی کو سنگسار کرنا شجاعت کے منافی ہے۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ محشر میں تمام مخلوق کا حساب میرے سپرد کر دے تو میں مخلوق کو چھوڑ کر تمام حساب کتاب ابلیس ہی سے کروں گا لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ بات ممکن نہیں۔ پھر فرمایا میرے مراتب کو اہل دنیا نے نہیں دیکھا کیونکہ ہر فرد اپنے ہی مرتبہ کی حیثیت سے مجھکو دیکھتا ہے اس لئے جس مرتبہ کے وہ لوگ ہیں اس مرتبہ کا مجھکو بھی تصور کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میرا وجود حضرت آدم کے لئے باعث فخر اور حضور اکرمؐ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یعنی قیامت میں حضرت آدم اس بات پر فخر کریں گے کہ میں ان کی اولاد میں ہوں اور حضور اکرمؐ کی آنکھیں اس چیز سے ٹھنڈک حاصل کریں گی کہ میں ان کی امت میں ہوں۔ فرمایا کہ محشر میں تمام پرچموں سے زیادہ بلند میرا پرچم ہوگا اور جب تک حضرت آدم سے لے کر حضرت موسیٰ تک میرے پرچم تلے نہیں آجائیں گے میں باز نہیں آؤں گا۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ یہ قول بھی اسی قول کی طرح ہے جیسا ہم پہلے حضرت بایزید بسطامی کا قول نقل کر چکے ہیں کہ میرا پرچم حضرت موسیٰ کے پرچم سے

Marfat.com

بڑا ہے. فرمایا کہ میرے زہد کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ میں نے ہاتھ میں بیلچہ لئے ہوئے بحر غیب کے ساحل پر ایک بیلچہ مارا، تو عرش سے تحت الثریٰ تک ہر شے کو منہدم کر دیا پھر دوسرا بیلچہ مارا تو کچھ بھی باقی نہ رہا. یعنی پہلے ہی اقدام میں تمام چیزیں میرے سامنے سے ہٹ گئیں. فرمایا کہ اللہ تعالےٰ محشر میں ایک جماعت کو جنت میں اور دوسری کو جہنم میں بھیج کر دونوں کو دریائے غیب میں غرق کر دے گا. فرمایا کہ جہاں اللہ تعالےٰ کا قیام ہے وہاں ارواح کے سوا کسی کا گذر ممکن نہیں. بعض لوگوں نے پوچھا کہ قیامت میں جب تمام لوگ فردوس و جہنم میں جاچکے ہوں گے تو جواں مرد کہاں ہوں گے. فرمایا کہ جوانمردوں کے لئے دنیا و عقبیٰ میں کہیں جگہ نہیں.

حالات

کسی نے خواب میں قیامت کو دیکھا اور ہر سمت آپ کی جستجو میں پھرنے کے باوجود کہیں آپ کا پتہ نہیں چلا پھر بیداری کے بعد جب اس نے آپ سے مفصل خواب بیان کیا تو فرمایا کہ بودونابود کو تم وہاں کیسے پاسکتے تھے کیونکہ میں تو خدا سے بے پناہ طلب کرتا رہتا ہوں کہ لوگ مجھے قیامت میں پاسکیں. یعنی خدا تعالےٰ مجھکو ایسا نسبت کر دے کہ قیامت میں بھی اس کے سوا مجھے کوئی نہ دیکھ سکے.

ایک مرتبہ آپ تنہائی میں عبادت کر رہے تھے تو مسجد میں موذن نے قد قامت الصلوٰۃ کہا اور آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہاں سے اٹھ کر خدا کی بارگاہ میں آنا میرے لئے دشوار ہے لیکن جب شریعت کا خیال آیا تو مسجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کرلی.

Marfat.com

باب ۸۱

حضرت ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد خواص رحؒ کے حالات و مناقب

تعارف آپ طریقت و حقیقت کے سرچشمہ اور تجرید و توحید کے منبع و مخزن تھے اور آپ کا شمار عظیم ترین بزرگوں میں ہوتا تھا اسی وجہ سے آپ کو رئیس المتکلمین کہا جاتا تھا آپ حضرت جنید بغدادی اور حضرت ابوالحسن کے ہمعصر اور بہت سے مشائخ کے فیض یافتہ تھے۔ حقائق و معاملات کے موضوع پر آپ کی بہت سی تصانیف بھی ہیں آپ نے اکثر توکل و تجرید کی بنا پر صحرا نوردی بھی کی ہے آپ کو خواص اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ زنبیل بنایا کرتے تھے اور اپنے ہی وطن رے ۲۹۱ھ میں وفات پائی۔

حالات آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے صرف اس خوف سے کہ کہیں میرے توکل میں فرق نہ آجائے کبھی حضرت خضر کو اپنی صحبت میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں خدا کے سوا کسی اور کو اپنے قلب میں جگہ دوں۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ ہمیشہ اپنے ساتھ سوئی دھاگہ، قینچی اور ڈوری رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ چیزیں توکل کے منافی نہیں ہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ صحرا میں مجھے ایک عورت نظر آئی جس پر وجدانی کیفیت طاری تھی اور پریشان حال و سر برہنہ پھر رہی تھی۔ میں نے کہا کہ اپنا سر تو ڈھانپ لے تو اس نے جواب دیا، کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو۔ میں نے جواب دیا کہ میں عاشق ہوں اور عشاق کا شیوہ آنکھیں بند کرنا نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ میں مست ہوں اس لئے سر ڈھانپنا مستوں کا بھی شیوہ نہیں اور جب میں نے پوچھا کہ تو نے کس میکدے سے پی ہے جس کی وجہ سے مست ہو گئی ہے، اس نے کہا کہ یہاں دوسرا اور کوئی میکدہ نہیں کیونکہ میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ دونوں عالم میں خدا کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو میرے ہمراہ رہنا پسند کرے گی تو اس نے نفرت سے کہا کہ میں مرد کے ہمراہ نہیں رہنا چاہتی بلکہ فردگی کی خواہاں ہوں۔

جب کسی نے آپ سے ایمان کی حقیقت کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ فی الوقت تمہارے سوال کا جواب دینا اس لئے ضروری نہیں سمجھتا کہ میرا جواب قول کے ذریعہ ہوگا جب کہ میں تمہیں فعل کے ذریعہ جواب دینا چاہتا ہوں۔ لیکن تمہیں اپنے جواب کے لئے میرے ہمراہ مکہ معظمہ کا سفر کرنا ہوگا اور دوران سفر تمہیں خود بخود اپنے سوال کا جواب مل جائے گا چنانچہ وہ شخص آپ کے ہمراہ سفر میں چلنے کے لئے آمادہ ہو گیا اور جب آپ نے جنگل میں پہنچ کر سفر شروع کیا تو ہر یوم غیب سے آپ کے پاس دو ٹکیاں روٹی اور دو آبخوروں میں پانی آپ کے پاس پہنچ جاتے تھے جس میں سے ایک ٹکیہ اور آبخورہ آپ

Marfat.com

اس شخص کو دے دیتے تھے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ جب میں آپ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا تو ایک سن رسیدہ بزرگ گھوڑے پر سوار تشریف لائے اور حضرت خواص کو دیکھ کر گھوڑے پر سے اُتر پڑے اور بہت دیر تک دونوں میں کچھ باتیں ہوتی رہیں اس کے بعد وہ بزرگ گھوڑے پر سوار ہو کر رخصت ہو گئے ان کے جانے کے بعد جب میں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے تو فرمایا کہ یہ بزرگ تمہارے سوال کا جواب تھے میں نے عرض کیا کہ یہ بات میرے فہم سے بالاتر ہے ذرا وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا یہ حضرت خضر تھے اور میری صحبت اختیار کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے اس خوف سے کہ کہیں میرا توکل مجروح نہ ہو جائے ان کو منع کر دیا تاکہ خدا کے سوا میرا اعتماد کسی اور کا محتاج نہ بن جائے اور یہی ایمان کی حقیقت ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے جنگل میں حضرت خضر کو مرغ کی طرح اڑتے ہوئے دیکھ کر اس نیت سے اپنا سر جھکا لیا کہ کہیں میرے توکل میں فرق نہ آجائے۔ اس عمل کے بعد حضرت خضر نے نیچے اتر کر مجھ سے فرمایا کہ اگر تم میری جانب دیکھ لیتے تو تم سے ملاقات کرنے نہ اترتا۔ اور جس وقت میرے پاس تشریف لائے تو میں نے توکل کی حفاظت میں انہیں سلام تک نہیں کیا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ دوران سفر میں شدت پیاس سے بے ہوش ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد دیکھا، تو ایک شخص میرے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے رہا ہے پھر اس نے مجھے پانی پلا کر اپنے ہمراہ چلنے کی پیش کش کی اور جب ہم چند ایام ہی میں مدینہ منورہ پہنچ گئے تو اس نے یہ کہہ کر کہ اب تم مدینہ میں داخل ہو چکے ہو، مجھے گھوڑے پر سے اتارتے ہوئے کہا کہ جب روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت حضور اکرمؐ سے میرا سلام عرض کر دینا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جنگل میں ایک ایسے درخت کے قریب پہنچا جہاں پانی موجود تھا لیکن وہاں ایک شیر غراتا ہوا جب میری طرف بڑھا تو میں راضی برضا ہو کر خاموش کھڑا ہو گیا اور قلب میں یہ تصور کر لیا کہ اگر میری موت اسی شیر کے ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے تو میں بچ کر کہیں نہیں جا سکتا اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ مجھے ہرگز ہلاک نہیں کر سکتا۔ اور جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لنگڑا ہے اور پاؤں زخمی ہونے کی وجہ سے متورم ہو گیا ہے جس کی اذیت سے وہ مضطربانہ طور پر جب میرے قریب آ کر زمین پر لوٹنے لگا تو میں نے ایک لکڑی سے اس کا زخم کھرچ کر خون اور پیپ قطعاً صاف کر دیا اور اپنی گدڑی میں سے کپڑا پھاڑ کر زخم پر پٹی باندھ دی جس کے بعد وہ اٹھ کر ایک طرف چلا گیا اور کچھ وقفہ کے بعد ہی اپنے دو بچوں کے ہمراہ میرے پاس آیا اور اس کے بچے بطور اظہار تشکر میرے چاروں طرف گھومنے لگے اور اس حرکت سے ان کا یہ مفہوم معلوم ہوتا تھا کہ ہم تیرے احسان کے صلہ میں اپنی جان تک تجھ پر نثار کر سکتے ہیں۔ اس وقت روٹی کی چند ٹکیاں ان کے منہ میں تھیں جن کو میرے سامنے نکال کر رکھ دیا۔

ایک مرتبہ آپ کسی مرید کے ہمراہ جنگل میں تھے کہ اچانک شیر کے غرانے کی آواز آئی اور وہ مرید خوفزدہ ہو کر ایک درخت پر چڑھ گیا لیکن اس کے باوجود بھی اس کے خوف میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی مگر آپ نے بے خوف ہو کر مصلے پر نماز کی نیت باندھ لی اور جب شیر نے قریب آ کر آپ کو مشغول عبادت پایا تو کچھ دیر ادھر ادھر چکر لگا کر واپس لوٹ گیا

Marfat.com

اور جب وہ مرید نیچے اُترا تو آپ اس مقام سے کچھ فاصلے پر جا چکے تھے وہاں آپ کے پاؤں میں ایک مچھر نے ایسا کاٹا کہ آپ شدتِ تکلیف سے مضطرب ہو گئے اس وقت مرید نے پوچھا کہ آپ شیر سے تو ذرا سا بھی خوفزدہ نہیں ہوئے لیکن مچھر کے کاٹنے پر اس قدر بے چین ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنے آپ سے باہر کر دیا تھا اور اس وقت میں اپنے آپ میں ہونے کی وجہ سے مچھر کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔

حامد اسود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ کا ہمسفر تھا تو ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں کثرت کے ساتھ سانپ تھے چنانچہ میں بھی آپ کے ہمراہ پہاڑ کی ایک کوہ میں مقیم ہو گیا اور جب رات کو سانپ اپنے سوراخوں سے باہر نکلے تو میں نے آپ کو آواز دی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کو یاد کرو۔ چنانچہ میں نے اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور جب تمام سانپ ادھر ادھر گھوم کر اپنے سوراخوں میں واپس چلے گئے تو صبح کے وقت میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ آپ کے قریب کنڈل مارے بیٹھا ہے میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کو اس موذی کی خبر نہیں ہے فرمایا کہ آج کی رات سے زیادہ افضل میرے لئے اور کوئی رات نہیں گذری اور صد حیف ہے اس شخص پر جو ایسی افضل رات میں خدا کے سوا کسی دوسری چیز سے خبردار ہو۔ کسی نے آپ کے کپڑوں پر بچھو کو پھرتے دیکھ کر مارنے کا قصد کیا تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے کسی چیز کا ضرورت مند نہیں کیا اور سب کو میرا محتاج بنا دیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں راستہ بھول کر کئی یوم تک پریشان پھرتا رہا لیکن راستہ نہیں ملا۔ پھر مجھے ایک سمت سے مرغ کے اذان دینے کی آواز آئی تو میں نے خیال کیا کہ اسی طرف چلنا چاہیئے شاید وہاں کوئی آبادی ہو گی۔ لیکن کچھ ہی دور چلنے کے بعد ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اور میری گردن پر ایسا مکہ رسید کیا کہ میں نے مضطرب ہو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ یا اللہ کیا متوکلین کی یہی عزت ہوا کرتی ہے؟ ندا آئی کہ جب تک تو نے ہمارے اوپر توکل کیا مخلوق نے تیری عزت کی لیکن اب مرغ پر توکل کرنے کی وجہ سے تو لوگوں کی نظروں میں گر گیا اور اگر مرغ پر توکل کرنے والے کو اس سے بھی شدید سزا دی جائے جب بھی کم ہے۔ یہ سن کر میں گھونسے کی تکلیف سے نڈھال آگے چل دیا۔ پھر کچھ دور چلنے کے بعد یہ غیبی ندا آئی کہ اسے خواص کیا تجھے اسی شخص نے گھونسہ مارا تھا اور جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسی گھونسہ مارنے والے کی لعش میرے سامنے پڑی تھی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ملک شام کی جانب سفر کر رہا تھا تو راستہ میں ایک حسین نوجوان کو نفیس لباس میں اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اور میرے قریب پہنچ کر اس نے کہا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ سفر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میرا ہمسفر بننے کی شکل میں تجھے بھوکا رہنا پڑے گا۔ چنانچہ وہ میری شرط منظور کر کے میرا ہمسفر بن گیا اور ہم دونوں مسلسل چار یوم تک بھوکے پیاسے سفر کرتے رہے لیکن چوتھے دن ایک مقام پر نہایت نفیس کھانا مہیا ہو گیا اور جب میں نے اس سے کھانے کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ میرا تو یہ عزم ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے بلاواسطہ کھانا عطا نہیں کرے گا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ لیکن میں نے کہا کہ یہ عزم تو بہت سخت ہے جس کی تکمیل نہایت دشوار ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر طرح سے رزق عطا کرنے پر قادر ہے وہ تو صرف اپنے بندوں کا

Marfat.com

امتحان لیتا رہتا ہے لیکن آپ کے قول سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اللہ پر توکل نہیں کیا۔ کیونکہ توکل کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ سختی اور فاقہ کے عالم میں توکل پر قائم رہتے ہوئے حیلہ تلاش نہ کرے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں صحرا میں توکل علی اللہ کئے ہوئے چل رہا تھا کہ دور سے ایک آتش پرست نوجوان نے میرا نام لے کر سلام کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ اجازت دیدیں، تو میں بھی آپ کا ہم سفر بن جاؤں، میں نے کہا کہ جہاں میں جانا چاہتا ہوں وہاں تمہارا گذر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس نے کہا کہ میں ہر شے سے بے پرواہ ہو کر آپ کے ہمراہ چلوں گا تاکہ کچھ نہ کچھ فیض مجھکو بھی حاصل ہو جائے یہ کہہ کر وہ میرے ہمراہ ایک ہفتہ سفر کرتا رہا لیکن آٹھویں دن کہنے لگا کہ اپنے خدا سے کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایئے کیونکہ میں بھوک کی شدت سے نڈھال ہو چکا ہوں، اس کی استدعا پر میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اپنے حبیب کے تصدق میں مجھے اس آتش پرست کے سامنے ندامت سے بچالے۔ اسی وقت غیب سے ایک خوان نعمت نازل ہوا جس میں گرم روٹیاں، تلی ہوئی مچھلی، تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی موجود تھا۔ چنانچہ ہم دونوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور اس کے بعد پھر ایک ہفتہ فاقہ کشی کے عالم میں سفر کرتے رہے پھر آٹھویں دن میں نے اس آتش پرست سے کہا کہ آج تم بھی اپنا کوئی کمال پیش کرو یہ سن کر اس نے اپنا عصا زمین پر ٹیک کر زیر لب کچھ پڑھا جس کے فوراً بعد پہلا جیسا خوان نعمت غیب سے نازل ہوا اور مجھے یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوئی کہ یہ کمال اس میں کیسے پیدا ہو گیا اور جب اس نے کہا کہ آیئے ہم دونوں مل کر کھالیں تو میں نے احساس ندامت سے کہا کہ مجھے اس وقت بھوک نہیں ہے تم تنہا کھالو۔ لیکن اس نے کہا کہ آپ حیرت زدہ نہ ہوں بلکہ اطمینان سے کھانا کھا لیں۔ اس کے بعد میں آپ کو دو خوشخبریاں سناؤں گا۔ اول یہ کہ آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیں چنانچہ وہ اسی وقت صدق دل سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ جس وقت آپ نے مجھ سے کمال پیش کرنے کے لئے کہا تو میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس بزرگ کے صدقہ میں مجھے ندامت سے بچالے۔ چنانچہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں میرے کمال کو قطعاً دخل نہیں۔ پھر ہم دونوں کھانا کھا کر مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر وہ جوان کعبہ کا مجاور بن گیا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جنگل میں راستہ بھول گیا تو ایک شخص نے نمودار ہو کر مجھے سلام کرنے کے بعد کہا کہ میرے ہمراہ چلو گے تو راستہ مل جائے گا۔ چنانچہ چند قدم چلنے کے بعد ہی وہ غائب ہو گیا اور جب میں نے غور سے دیکھا تو واقعی میں صحیح راستہ پر پہنچ گیا تھا اور اس کے بعد سے نہ تو کبھی راستہ بھولا نہ کبھی بھوک پیاس محسوس ہوئی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ رات کو میرا ایسے صحرا میں گذر ہوا جہاں اچانک شیر میرے سامنے آگیا اور میں اس کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ یکایک ندائے غیبی سنائی دی کہ پریشان مت ہو کیونکہ تیرے تحفظ کے لئے سات ہزار ملائکہ ہر وقت تیرے ساتھ رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جنگل میں مجھے ایک شخص نظر آیا اور جب میں نے پوچھا کہ اس قدر طویل سفر کے باوجود نہ تو تمہارے پاس زادراہ ہے اور نہ سواری کا کوئی انتظام۔ اس نے کہا کہ میری جماعت کا ہر فرد تمہاری ہی طرح بے توشہ و سواری سفر کرتا رہتا ہے اور جب میں نے اس سے سوال کیا کہ توکل کس کو کہتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ صرف خدا ہی سے طلب کرنے کا نام توکل ہے۔

کسی درویش نے آپ سے استدعا کی کہ مجھے آپ کے ہمراہ رہنے کی خواہش ہے آپ نے فرمایا کہ میں اس شرط کے ساتھ تمہیں اپنے ہمراہ رکھ سکتا ہوں کہ ہم دونوں میں ایک حاکم بن جائے اور دوسرا محکوم تاکہ راستے کے تمام امور بہتر طریق سے انجام پا سکیں۔ درویش نے عرض کیا کہ آپ حاکم بن جائیں اور میں محکوم چنانچہ اس شرط کے ساتھ دونوں نے سفر شروع کر دیا لیکن پہلی ہی منزل پر آپ نے درویش سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں پانی لے کر آتا ہوں اس کے بعد پھر آپ نے خود ہی اپنے ہاتھ سے آگ جلائی، غرضیکہ پورے سفر میں تمام امور آپ نے خود ہی انجام دیئے اور درویش سے کوئی کام نہیں لیا۔ اور اگر وہ کسی کام کا قصد بھی کرتا تو آپ منع فرما دیتے اور جب درویش بہت زیادہ مُصر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے حاکم بنایا ہے لہٰذا بحیثیت محکوم تمہیں میرا ہر حکم تسلیم کرنا پڑے گا اس درویش کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ راستے میں رات کے وقت شدید بارش شروع ہو گئی تو آپ نے اپنی چادر سائبان کی طرح میرے سر پر تان کر کھڑے ہو گئے اور پوری رات اسی طرح کھڑے رہے، چنانچہ رات ختم ہونے پر میں نے عرض کیا کہ آپ حاکم کے حکم کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ حکم سے سرتابی اس وقت تصور کی جا سکتی ہے جب میں تم سے اپنی خدمت کے لئے کہوں جب کہ محکوم ہونے کی وجہ سے تمہاری خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ آخر کار مکہ معظمہ تک آپ کا یہی معمول رہا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد میں نے آپ کی معیت ترک کر دی۔ پھر منیٰ میں آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی میری ہی طرح دوستوں سے حسنِ سلوک کرنے کا موقع عطا فرمائے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شام کے گرد و نواح میں گھوم رہا تھا تو ایک جگہ ترش انار کے بہت سے درخت نظر آئے، لیکن میں نے طبیعت چاہنے کے باوجود ترشی کے خوف سے ایک دانہ بھی زبان پر نہیں رکھا۔ پھر آگے چل کر ایک لنجا اور ٹنڈا شخص جس کے جسم میں کیڑے پڑے ہوئے تھے نظر آیا، میں نے ازراہ ترحم اس سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری صحت یابی کے لئے دعا کر دوں۔ لیکن اس نے منع کر دیا۔ اور جب میں نے پوچھا کہ تم نے دعا کرنے کے لئے کیوں منع کرتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ عافیت تو مجھے پسند ہے لہٰذا میں نے اسی کی پسند کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔

پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے جسم پر سے مکھیاں وغیرہ اڑا دوں جس کے جواب میں اس نے کہا کہ پہلے اپنے قلب میں سے شیریں انار کی خواہش تو نکال دو اس کے بعد میری صحت یابی کی جانب توجہ دینا۔ اور جب میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میرے قلب میں شیریں انار کی خواہش ہے تو اس نے جواب دیا کہ خدا شناس پر خدا تعالیٰ نے ہر شے واضح کر دیتا ہے۔ پھر جب میں نے یہ سوال کیا کہ کیا تمہیں اپنے جسم کے کیڑے مکوڑے سے اذیت نہیں ہوتی تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب اللہ کے حکم ہی سے میرے جسم کو اذیت پہنچاتے ہیں اس لئے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھ کر دریافت کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو اس نے بتایا سامغون سے اور جب میں نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے تو اس نے بتایا مکہ معظمہ کا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ وہاں کیوں جا رہے ہو تو اس نے جواب دیا کہ آبِ زمزم سے ہاتھ دھونے جا رہا ہوں کیونکہ میں نے اپنی والدہ کو اپنے ہاتھ سے لقمہ بنا بنا

Marfat.com

گر کھانا کھلایا ہے جس کی وجہ سے میرے ہاتھ بھر گئے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہاں سے واپسی کب ہوگی تو اس نے کہا کہ شام تک گھر واپس جاؤں گا۔ اس لئے کہ مجھے والد کا بستر بچھانا ہے۔ یہ کہہ کر وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ لوگوں نے مجھے یہ اطلاع دی کہ ایک راہب روم کے کلیسا میں ستر سال سے گوشہ نشین ہے اور جب میں روم میں اس کلیسا کے قریب پہونچا تو اس راہب نے دریچہ سے سر نکال کر کہا کہ اے ابراہیم تم یہاں کیا لینے آئے ہو میں راہب نہیں ہوں، بلکہ اپنے نفس کی جس نے کتے کی شکل اختیار کر لی ہے نگرانی کرتا رہتا ہوں اور اس کو مخلوق کے شر سے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں، یہ سن کر میں نے دعا کی کہ اے اللہ اس گمراہی کے باوجود اس راہب کو ہدایت فرما دے۔ پھر اس راہب نے کہا کہ مردوں کی جستجو میں تم کب تک پھرتے رہو گے جا کر خود کو تلاش کرو اور جب تم اپنے آپ کو پالو تو اپنے نفس کی نگرانی کرو کیونکہ خواہشات نفسانی دن میں تین سو ساٹھ قسم کا لباس الوہیت تبدیل کر کے بندے کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہیں۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ صحرا میں مجھے شدت کی بھوک محسوس ہوئی تو ایک بڈھے نے نمودار ہو کر کہا کہ اے بیٹو شخص بھوک کی خواہش توکل کے منافی ہے فرمایا کہ میں ہر لمحہ خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے دنیا ہی میں حیات جاوداں عطا کر دے تاکہ میں سدا تیری عبادت کرتا ہوں۔ اور جب اہل جنت جنت میں پہنچ کر وہاں کی نعمتوں میں مشغولیت کے بعد اللہ کو فراموش کر دیں تو میں اس وقت بھی مصائب دنیاوی کو فراموش کرتے ہوئے آداب شریعت کے ساتھ محل عبودیت میں مشغول رہتے ہوئے اللہ تعالٰی کی ربوبیت کا ذکر کرتا رہوں۔

ارشادات

فرمایا کہ جس کو خدا تعالٰی اس کی معرفت کے مطابق پہچان لیتا ہے وہ شخص عہد وفا کو اپنے اوپر لازمی قرار دے لیتا ہے اور صدق دلی سے خدا پر اعتماد کر کے اسی کی ذات کو اپنے لئے وجہ سکون و راحت بنا لیتا ہے۔ فرمایا کہ علم کی زیادتی عالم نہیں بنتا بلکہ عالم وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل پیرا ہو کر اتباع سنت میں سرگرم عمل ہو خواہ اس کا علم کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ فرمایا کہ کامل علم کا انحصار صرف ان دو کلموں پر موقوف ہے اول یہ کہ جس شے کا اللہ نے تمہیں مکلف بنایا ہے اس میں تکلیف برداشت نہ کرو۔ دوم یہ کہ جو شے خدا نے تمہارے اوپر لازمی قرار دی ہے اس کی ادائیگی میں نہ تو کوتاہی کرو اور نہ اس کو ضائع ہونے دو۔ فرمایا کہ جو بندہ معرفت الٰہی کا دعویدار بن کر ماسوا اللہ سے سکون حاصل کرتا ہو اس کو شدید ابتلا میں گرفتار کر دیا جاتا ہے لیکن جب وہ گڑگڑا کر پناہ طلب کرتا ہے تو اس کی مصیبت رفع کر دی جاتی ہے اور جو بندہ معرفت الٰہی کا دعویدار بن کر مخلوق سے ربط و ضبط ترک نہیں کرتا اللہ تعالٰی اس کو اپنی رحمت سے دور کر کے لایعنی قرار دے دیتا ہے اور اس کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ مخلوق بھی اس سے نفرت کرنے لگتی ہے اور وہ دین و دنیا میں کہیں کا نہیں رہتا۔ اور سوائے ندامت کے اس کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا۔ فرمایا کہ دنیا میں جس بندے کے اوپر مخلوق روتی ہو وہ بندہ قیامت میں ہنسنے والا ہوگا اور جو شخص لوگوں میں یہ ظاہر کرتا ہو کہ اس نے خواہشات و شہوات کو ترک کر دیا وہ دروغ گو اور ریاکار ہے اور اس کو کسی طرح بھی تارک شہوات نہیں کہا جا سکتا۔ پھر فرمایا کہ صحیح معنوں میں متوکل وہی ہے جس کے

Marfat.com

توکل کا اثر دوسرے دل پر بھی پڑے اور اس کی صحبت اختیار کرنے والا بھی متوکل بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والا ہی متوکل ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن و حدیث کے احکام کے مطابق استقلال کے ساتھ بندگی کرنے کا نام صبر ہے۔ فرمایا کہ مراعات سے مراقبہ اور مراقبہ سے ظاہر و باطن میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمام خواہشات کو فنا کر دینے اور بشری تقاضوں کو جلا ڈالنے کا نام محبت ہے۔ فرمایا کہ قلب کا علاج پانچ چیزوں میں مضمر ہے اول قرآن کو غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرنا، دوم شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھانا، سوم تمام رات عبادت میں مشغول رہنا، چہارم سحر کے وقت، بارگاہ الٰہی میں دعا و گریہ و زاری کرنا، پنجم صالحین و نیکو کاروں کی صحبت اختیار کرنا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو گریہ سحری میں تلاش کرو اور اگر گریہ سحری میں تلاش نہ کر سکے تو پھر تم اس کو کہیں نہ پا سکو گے۔

آپ سینہ پر ہاتھ مار مار کر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اسی خدا کے دیدار کا اشتیاق ہے جو مجھے ہر لمحہ دیکھتا رہتا ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ نہیں ظاہری طور پر تو کہیں سے کھانا آتا ہوا نظر نہیں آتا پھر آپ کھانا کہاں سے کھاتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ مجھے کھانا اس جگہ سے ملتا ہے جہاں سے شکم مادر میں بچے کو ملتا ہے اور جہاں سے جنگلی جانور کھاتے ہیں وہیں سے میں بھی کھاتا ہوں جیسا کہ باری تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ وَ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق پہونچاتا ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ متوکل لالچی ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ یقیناً لالچی ہوتا ہے اس لئے کہ لالچ نفس کی صفت ہے جس کا قلب میں داخل ہونا لازمی ہے لیکن متوکل کے لئے لالچ اس لئے مضر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو لالچ پر غلبہ عطا کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے لالچ اس کا محکوم بن جاتا ہے کیونکہ متوکل مخلوق سے کسی قسم کی توقعات وابستہ نہیں کرتا۔

حیات کے آخری حصہ میں، ایک مرتبہ آپ رے کی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ یکایک پیچش شروع ہو گئی اور اس میں اس قدر اضافہ ہوا کہ آپ دن میں ساٹھ مرتبہ رفع حاجت کے لئے جاتے اور ہر مرتبہ غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے، اور جب لوگوں نے پوچھا کہ کیا کسی چیز کو آپ کی طبیعت چاہتی ہے تو فرمایا کہ بھنی ہوئی کلیجی کی خواہش ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے غسل کیا اور انتقال فرما گئے اور جس وقت لوگوں نے آپ کی میت کو مسجد سے ایک مکان میں منتقل کر دیا تو ایک بزرگ نے تشریف لا کر آپ کا تکیہ اٹھا کر دیکھا جس کے نیچے روٹی کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر ان بزرگ نے فرمایا کہ اگر یہ روٹی کا ٹکڑا نہ برآمد ہوتا تو میں نماز جنازہ نہ پڑھاتا۔ کیونکہ اگر یہ صورت نہ ہوتی تو میں یہ سمجھتا کہ آپ کا انتقال محض توکل ہی پر ہوا ہے اور توکل سے اگلا مقام رد توکل آپ کو حاصل نہیں ہو سکا۔ جب کہ ہر صوفی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام مراتب حاصل کرے نہ یہ کہ صرف ایک صفت پر ایسا جم جائے کہ دوسری صفات سے محروم رہ جائے۔

کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا کہ گو میں نے دنیا

میں بہت زیادہ عبادت کے ساتھ ساتھ توکل بھی اختیار کیا لیکن انتقال کے وقت چونکہ میں باوضو تھا اس لئے مجھے توکل و عبادت کے اجر کے ساتھ طہارت کے صلہ میں وہ اعلیٰ و ارفع مرتبہ عطا فرمایا گیا جس کے سامنے جنت کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابراہیم یہ مرتبہ تیری طہارت و پاکیزگی کے صلہ میں عطا کیا گیا ہے کیونکہ ہماری بارگاہ میں پاکیزہ و باطہارت افراد سے زیادہ کسی کو کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

باب ۸۲

حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ اپنے زہد و تقویٰ کے اعتبار سے عدیم المثال تھے اور کثیر مشائخین کی فیض صحبت حاصل کرنے کی وجہ سے عوام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مورخین کے قول کے مطابق آپ کا انتقال ۲۹۹ھ میں ہوا۔

حالات آپ ہمہ وقت اپنی خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے تھے اور کسی کو اندر داخلہ کی اجازت نہیں تھی۔ اور اگر کوئی دروازے پر دستک دیتا تو پہلے آپ یہ دریافت فرماتے کہ تم مسافر ہو یا مقیم اگر کوئی کہتا کہ میں مسافر ہوں تو دروازہ کھول دیتے اور جب تک وہ آپ کے پاس قیام کرتا تو آپ نہایت خاطر و مدارات سے پیش آتے لیکن اگر کوئی مقامی شخص آتا تو آپ یہ کہہ کر واپس کر دیتے کہ چونکہ تمہارے قیام سے میرے قلب میں تمہاری جانب رغبت پیدا ہو جائے گی اور تمہاری واپسی کے بعد میرے لئے تمہاری جدائی ناقابل برداشت ہو جائے گی۔

کسی نے آپ سے دعا کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں پہنچ جاؤ وہاں میری دعا کی حاجت نہیں رہے گی اور جب اس نے پوچھا کہ مجھے تو بارگاہ خداوندی کا علم نہیں ہے لہٰذا اگر آپ وہیں بھیجنا پسند کرتے ہیں تو پھر مجھے اس کا پتہ اور مقام بتا دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ بارگاہ خداوندی وہیں ہے جہاں تمہارا وجود باقی نہ رہے۔ یہ سن کر وہ شخص گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے کرم سے سعادت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ پھر ایک مرتبہ ایسا سیلاب آیا کہ آبادی کے تمام مکانات غرق ہونے لگے لیکن آپ کی خانقاہ بلندی پر تھی اس لئے تمام لوگ پناہ لینے اسی طرف چل دیئے۔ اسی دوران آپ نے اسی گوشہ نشینی اختیار کرنے والے شخص کو دیکھ کر کہ وہ پانی کنارے پر مصلے بچھائے ہوئے چلا آرہا ہے اور جب آپ نے اس سے دریافت کیا کہ آج کل تم کس مقام پر ہو تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ تو آپ ہی کے فیض کا کرشمہ ہے کیونکہ خدا نے مجھ کو آپ کی دعا سے ہی ماسوا اللہ سے مستغنی کر دیا

Marfat.com

ہے۔ جیسا کہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج سے یہ اندازہ ہوگیا کہ فقر کے لئے جد وجہد بھی ضروری ہے پھر اس کے بعد سے آپ نے کسی درویش کے ساتھ مذاق نہیں کیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ کسی درویش نے مجھ سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے لئے حلوہ تیار کردوں۔ یہ سن کر میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ ارادت اور حلوہ کا کیا تعلق۔ یہ سنتے ہی وہ درویش اٹھ کر رخصت ہوگیا۔ اور چلتے چلتے اس جملہ کو دوہراتا رہا کہ ارادت و حلوہ کا کیا تعلق۔ اور یہی کہتے کہتے ایک جنگل میں پہنچ کر انتقال کر گیا۔ اور جب اس واقعہ کا علم آپ کو ہوا تو آپ نے بہت توبہ کی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کچھ مقروض ہوگیا جس کی وجہ سے شدید پریشان تھا کہ رات کو خواب میں کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی کہ اے کنجوس تیرا قرض ہم ادا کردیں گے ذرا سے قرض کی وجہ سے اس قدر پریشان ہے۔ ضرورت کے وقت تیرا کام قرض لینا ہے اور ہمارے ذمہ اس کی ادائیگی۔ ہے اس کے بعد سے پھر کبھی میں نے اپنے قرض خواہوں سے کوئی حساب طلب نہیں کیا بلکہ جو حساب وہ بتا دیتے میں ادا کردیتا۔

اقوال زریں

آپ کے اقوال زریں لامحدود ہیں جن کو یکجا جمع کرنا بہت دشوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بتوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں بعض لوگ نفس کو بت بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ بعض دولت کو بت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوتے ہیں بعض بیوی بچوں کی پرستش میں بیوی بچوں کو بت بنائے ہوئے ہیں۔ بعض صنعت و تجارت کو بت سمجھ کر اس کی پرستش میں گرفتار ہیں بعض صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ کو بت تصور کرکے اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پوری مخلوق کسی نہ کسی شے کی پرستش میں گرفتار ہے۔ اور کسی کو بھی پرستش سے مفر نہیں۔ البتہ اس شخص کو کسی شے کا پرستار نہیں کہا جاسکتا جو اپنے نفس کی نیکی وبدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدف ملامت بنائے رہتا ہے۔ فرمایا کہ مرید کے لئے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے اور تمام خواہشات نفس سے کنارہ کش ہوکر اتباع سنت لازمی ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کسی بزرگ سے ملاقات نہیں کی جب تک اپنے تمام علوم وحالات کو ترک نہیں کردیا اور جب ان چیزوں سے دستبردار ہوکر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے اقوال کو غور سے سننے کے بعد ان کی برکتوں سے فیوض حاصل کئے اور اسی کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان مراتب سے سرفراز فرمایا۔ فرمایا کہ اگر کسی ادنیٰ سی قدر وخودی کے ساتھ بزرگوں سے ملتا ہے تو اس کے لئے بزرگوں کے اقوال وصحبت سب بے سود ہیں۔ فرمایا کہ اہل خیر کی صحبت سے قلب میں صلح وخیر پیدا ہوتی ہے اور اہل شر کی صحبت قلب کو فتنہ وفساد کی جانب مائل کردیتی ہے۔ فرمایا کہ علائق کے تین اسباب ہیں۔ اول ان اشیاء کی جانب رغبت جن کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ۔ یعنی انسان اسی شے کی حرص کرتا ہے جس سے اس کو منع کیا جائے سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوم گذشتہ لوگوں کے حالات پر غور کرنا سوم قناعت کو زائل کردینا۔ فرمایا کہ انسان کے لئے وہ وقت بہترین ہوتا ہے جس میں وہ مخلوق سے کنارہ کش ہوکر خالق سے نزدیک تر ہوجاتا ہے اور ان اشیاء سے قلب کو خالی

Marfat.com

کر لیتا ہے جن کی جانب سے مخلوق کا رجحان ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اشیا اہل دنیا کے نزدیک پسندیدہ ہیں وہ اشیاء ہرگز پسندیدگی کے قابل نہیں ہیں۔ فرمایا کہ اگر کوئی متقدمین و متاخرین کے اعمال و حکمت کو مجتمع کر کے ولی و سادات ہونے کا دعویدار ہو تو اس کو کسی طرح بھی عارفین کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ معرفت کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ بندہ خلوص قلب سے اللہ اللہ کہنے کے ساتھ فقر و احتیاج اختیار کرے۔ فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں اول تمام امور میں غور کرنا کہ ان کو کس انداز سے قائم کیا گیا ہے دوم مقدرات کے سلسلہ میں یہ غور کرنا کہ ان کو کس طرح مقدر کیا گیا ہے۔ سوم مخلوق کے بارے میں غور کرنا کہ ان کی تخلیق کس طرح عمل میں آئی ہے۔ فرمایا کہ جمع کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو توحید میں جمع کیا گیا اور تفرقہ اس کو کہتے ہیں جس کو شریعت نے متفرق کر دیا ہے۔ فرمایا کہ خدا کا راستہ بہت دور ہے اور صبر کرنا بہت دشوار ہے۔ یعنی حصول معرفت کی راہیں بہت کٹھن ہیں اور ان راہوں میں تکالیف پر صبر کرنا نہایت مشکل ہے۔ فرمایا کہ حکماء نے فکر و خموشی کے ساتھ حکمت کو حاصل کیا ہے اور انبیاء کرام کی ارواح کشف و مشاہدے کے عالم میں ہیں اور صدیقین کی ارواح قربت و اطلاع میں ہیں۔ فرمایا کہ صفائی قلب کے ساتھ خدا کا پسندیدہ عمل کرنے اور مخلوق سے کنارہ کش رہنے کا نام تصوف ہے۔ فرمایا کہ تصوف اختیار و عدم اختیار کے اظہار کا نام ہے اور لغو چیزوں کو ترک کر دینے کا نام بھی تصوف ہے۔ فرمایا جس شے پر نفس و قلب راغب ہو اس کو ترک کر دینا توکل ہے۔ فرمایا کہ حالت بھوک میں نماز پڑھنا اور جب طاقت نہ رہے تو سو جانے کا نام فقر ہے کیونکہ تین چیزوں سے اللہ تعالےٰ کبھی درویش کو خالی نہیں رکھتا، یا تو قوت عطا کر دیتا ہے یا موت سے ہمکنار کر دیتا ہے تاکہ ہر شے سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

وفات انتقال کے وقت جب لوگوں نے مزاج پرسی کی تو فرمایا کہ کیا تم مجھ سے کچھ پوچھ رہے ہو؟ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ لا الہ الا اللہ کہیے تو آپ نے دیوار کی جانب رخ پھیر کر فرمایا کہ میں تو مرتا یا تیرے اندر فنا ہو چکا ہوں اور کیا تجھ کو دوست رکھنے والوں کا یہی معاوضہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تیس سال سے میرے سامنے جنت پیش کی جاتی رہی لیکن میں نے اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور تین سال سے میں نے اپنے قلب کو گم کر دیا ہے لیکن آج تک اس کو پانے کی تمنا نہیں ہوئی کیونکہ صدیقین کی یہی خواہش ہوا کرتی ہے کہ قلب کو ذات الٰہی میں فنا کر دے۔ یہ فرمانے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا

Marfat.com

باب ۸۱۳

حضرت ابواسحٰق ابراہیم شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ کا ممتاز روزگار مشائخین میں شمار ہوتا تھا اور آپ بہت بڑے عابد و زاہد اور متقی تھے تاحیات وجد و حال اور مراقبہ میں رہے۔ حضرت شیخ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ آپ فقراء اور اہل ادب کے لئے خدا کی علامتوں میں سے ایک علامت تھے۔

حالات آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چالیس سال حضرت عبداللہ مغربی کی خدمت میں بسر کئے لیکن اس عرصہ میں کبھی کوئی ایسی شئے نہیں کھائی جو عام لوگوں کی غذا ہوا کرتی ہے اور نہ کبھی خانہ کعبہ کی چھت کے سوا کسی دوسری چھت کے نیچے آرام کیا لیکن اس عرصہ میں نہ تو کبھی میرے بال و ناخن بڑھے اور نہ کبھی میرا لباس کثیف ہوا حتیٰ کہ اسّی سال سے لے کر آج تک میں نے اپنی خواہش سے کبھی کوئی شئے نہیں کھائی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ملک شام کے سفر میں میری طبیعت مسور کی دال کھانے کو چاہی اور اسی وقت میرے سامنے مسور کی دال سے لبریز ایک پیالہ آگیا جس کو میں نے شکم سیر ہو کر کھایا اس کے بعد شام کو جب میں بازار میں سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ ایک جگہ چند مٹکے رکھے ہوئے ہیں اور جب میں نے ان پر غور سے نظر ڈالی تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان میں شراب بھری ہوئی ہے۔ یہ سن کر مجھے خیال ہوا کہ جب یہ بات میرے علم میں آچکی ہے کہ یہ شراب سے لبریز ہیں تو پھر ان سب کو توڑ دینا میرا فرض ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی میں نے تمام مٹکے توڑ ڈالے جن میں سے شراب سڑک پر بہنے لگی اور جس شخص نے مجھے بتایا تھا کہ یہ شراب کے مٹکے ہیں وہ مجھے حاکم وقت تصور کر کے خاموش ہو گیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ میں حاکم نہیں ہوں تو وہ مجھ کو پکڑ کر ابن طولون کے پاس لے گیا اور اس نے پورا واقعہ سننے کے بعد حکم دیا کہ ان کو سو چھڑیاں مار کر قید میں ڈال دیا جائے اس طرح میں مدتوں قید میں پڑا رہا۔ پھر ایک دن جب حضرت شیخ عبداللہ کا اس طرف سے گذر ہوا تو ان کی سفارش پر مجھے قید سے رہا کر دیا گیا اور جب رہائی کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے سوال کیا کہ تم کو کس جرم کی سزا میں قید ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ ایک دن میں نے شکم سیر ہو کر مسور کی دال کھائی تھی جس کی سزا میں سو چھڑیاں بھی ماری گئیں اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ تمہارے جرم کے مقابلے میں یہ سزا تو بہت کم ہے۔

جس وقت آپ سفر حج پر تشریف لے گئے تو پہلے مدینہ منورہ میں حضور اکرمؐ کے روضۂ اقدس پر حاضری دیکر

Marfat.com

عرض کیا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ جس کے جواب میں روضۂ اقدس کے اندر سے آواز آئی وعلیک السلام یا ابن شیبان۔ اس کے بعد آپ حج کرنے چلے گئے اور یہ سلسلہ مدتوں جاری رہا۔

ارشادات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حمام میں غسل کر رہا تھا کہ حمام کے روشندان میں ایک حسین جوان شخص نے آواز دے کر کہا کہ ظاہری نجاست کو دھونے میں کب تک وقت ضائع کرتے رہو گے، جاؤ طہارت باطنی کی جانب توجہ دے کر قلب کو ماسوا اللہ سے پاک کر ڈالو۔ اور جب میں نے اس سے پوچھا کہ تم انسان ہو یا جن یا فرشتہ ہو کیونکہ آج تک میں نے کسی انسان کو ایسی شکل میں نہیں دیکھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نہ انسان ہوں نہ جن ہوں نہ فرشتہ ہوں بلکہ لفظ بسم اللہ کا نقطہ ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کیا یہ ساری مملکت تمہاری ہے۔ اس نے کہا کہ ذرا اپنی پناہ گاہ سے باہر نکل تاکہ تجھے مملکت نظر آسکے۔ پھر فرمایا کہ فنا و بقا کا علم موقوف ہے وحدانیت کے اخلاص و عبودیت پر اور اس کے علاوہ ہر شے غلط راستہ پر ڈال کر ملحد و زندیق بنا دیتی ہے۔ فرمایا کہ اپنی ہستی سے آزادی کے لئے خلوص کے ساتھ عبادت الٰہی کی ضرورت ہے کیونکہ عبادت میں ثبات قدمی ماسوا اللہ سے نجات دے دیتی ہے۔ پھر فرمایا کہ صرف زبانی اخلاص کا دعویدار چونکہ اپنی عبادت میں خلوص پیدا نہیں کر سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اور دنیا کی نگاہوں میں رسوا بنا دیتا ہے۔ فرمایا کہ صحبت اولیا سے کنارہ کشی کرنے والا ایسے جھوٹے دعووں میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بری باتوں سے کنارہ کشی کے لئے احکام شریعت کی پابندی ضروری ہے اور جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا اور احسان کرنے کے بعد احسان جتاتا ہے، وہ نہایت کمینہ ہے۔ فرمایا کہ تواضع بزرگی کی اور قناعت آزادی کی ضامن ہے۔ فرمایا کہ خائف رہنے والے قلب میں دنیا کی محبت اور شہوت باقی نہیں رہتی۔ فرمایا کہ توکل بندے اور خدا کے مابین ایک ایسا راز ہے جس کو کبھی ظاہر نہ کرنا چاہیے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں خدا کی یاد زیادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں روز محشر جنت عطا فرمائے گا اور جو شخص صرف خدا کے واسطے سے مسلمانوں سے ملاقات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔

جب بعض لوگوں نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ دعا کس طرح کروں جب کہ وقت کی مخالفت سوئے ادبی ہے۔ ایک شخص نے جب آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا کہ ہر لمحہ خدا کو یاد کرتے رہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر ہر لمحہ موت کو یاد کرو۔

Marfat.com

باب ۸۴

حضرت ابوبکر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ زہد و ورع کا سرچشمہ اور وفاء رضا کا منبع و مخزن تھے۔ آپ فارس کے باشندے تھے اور نیشاپور کے مقام پر ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت شبلی آپ کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔

ارشادات آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کارخانہ حکمت بنایا ہے اور ہر فرد اپنی استعداد و کشف کے مطابق فیوض سے بہرہ ور ہوتا رہتا ہے۔ فرمایا کہ انسان کے لیۓ خدا کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا دوست ہوں اور اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا کر دونوں عالم کی مرادیں پوری کرا سکیں۔ فرمایا کہ عالم اوامر و نواہی کی پابندی کے ساتھ اپنے علم کی روشنی میں جہالت کی تاریکیوں سے دور ہو جاتا ہے لیکن جو علوم خدا سے جدا کر دیں ان کی جانب کبھی متوجہ نہ ہونا چاہیے اس لئے کہ ان کا حصول تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین صدق اختیار کیا وہ مخلوق سے چھٹکارا پا گیا۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جس قدر مخلوقات تخلیق فرمائی ہیں اسی قدر اپنی جانب آنے کی راہیں بھی بنائی ہیں اور ہر فرد اپنی استعداد کے مطابق کسی ایک راستے پر گامزن ہو کر خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ فرمایا کہ خدا کی جانب سے تو بندے کی جانب راہ ہے لیکن بندے کی جانب سے خدا کی طرف راہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ خالق کے ساتھ زیادہ ہمنشینی اختیار کرتے ہوئے مخلوق سے رابطہ کم کر دو۔ فرمایا کہ سب سے بہتر ہے وہ بندہ جو دوسروں کو اپنے سے افضل تصور کرے اور یہ سمجھے کہ خدا کی جانب بہت سی جانے والی راہوں میں سب سے بہتر اسی کی راہ ہے۔ فرمایا کہ بندہ حالت توکل میں اپنے نفس کی کوتاہیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے احسانات کو بھی پیش نظر رکھے۔ فرمایا کہ ہر بندے کے لیۓ یہ ضروری ہے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو اللہ تعالیٰ کے لیۓ وقف کر دے اور شدید ضرورت کے بغیر اپنی حرکات و سکنات کو کبھی دنیا کے لیۓ استعمال نہ کرے اور ہمیشہ اپنی زبان کو لغو باتوں سے محفوظ رکھے۔ فرمایا کہ خموشی اختیار نہ کرنے والا فضولیات کا شکار رہتا ہے خواہ وہ اپنی جگہ ساکن ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا کہ ہم جنس کو طلب کرنے والا اور غیر ہم جنس سے کنارہ کش رہنے والے کو مرید کہا جاتا ہے۔ اور مرید کی زندگی فنائے نفس اور حیات قلب میں مضمر ہے کیونکہ قلب کی زندگی نفس کی موت بن جاتی ہے۔ اور اعانت خداوندی کے بغیر انسان کو نفس امارہ سے کبھی رہائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ جب تک بندہ اعتقاد و ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دوستی حاصل نہیں کر لیتا اور ماسوا اللہ سے بے نیاز نہیں ہو جاتا اس وقت

Marfat.com

تک نفس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ فرمایا کہ بندے کے لئے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ نفس کی قید سے رہائی حاصل کرے کیونکہ نفس ہی اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے اور جب تک نفس مردہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک خدا کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ آخرت کے دروازوں میں سے موت بھی ایک دروازہ ہے جس کے بغیر خدا تک رسائی ممکن نہیں۔ فرمایا کہ ساری کائنات میرے لئے ایک حجاب و دشمن ہے لیکن اس میں، میں کیا کر سکتا ہوں۔ فرمایا کہ جس نیک کام میں نمود و ریا کی جھلک ہو اس پر فخر نہ کرو۔ فرمایا کہ ہمیشہ ہمت پر نظر رکھو کیونکہ ہمت ہی ہر شے کی پیشرو ہے اور ہمت ہی پر تمام کاروبار کا انحصار ہے اور تمام چیزیں صرف ہمت ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہیں۔

وفات آپ کے انتقال کے بعد مریدین نے جب ایک تختی بطور یادگار آپ کا نام لکھ کر مزار پر لگا دی لیکن وہ جتنی مرتبہ تختی لگاتے وہ گم ہو جاتی اور جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت ابوعلی دقاق کو دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ ابوبکر صیدلانی خود کو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ بھی ان کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں آپ لوگ بھی کوئی اقدام نہ کریں۔

باب ۸۵
حضرت ابوحمزہ محمد بن ابراہیم بغدادیؒ کے حالات و مناقب

تعارف آپ تجرید و تفرید کی راہوں پر گامزن ہونے کے ساتھ ساتھ مشائخین کی نگاہوں میں بھی بہت ہی فضیلت مآب تھے۔ جس کی وجہ سے تمام اولیاء کرام آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ پند و موعظت کے علاوہ تفسیر و حدیث پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل تھا اور حضرت حارث محاسبی کے ارادت مندوں میں سے تھے اس کے علاوہ حضرت سری سقطی اور ابوالخیر نساج جیسے عظیم المرتبت بزرگوں سے بھی فیض صحبت حاصل کرتے رہے۔ اور ہمیشہ بغداد کی مسجد رصافہ میں وعظ و نصیحت فرماتے رہے اور حضرت امام حنبل کو جب کسی مسئلہ میں کوئی اشکال پیش آتا تو آپ ہی کی جانب رجوع فرماتے۔ ۲۸۹ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

حالات ایک مرتبہ جب آپ حضرت حارث محاسبی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وہ نہایت نفیس و پاکیزہ لباس میں ملبوس ہیں اور ان کے قریب ایک سیاہ پرندہ پنجرے میں بند ہے۔ لیکن جب وہ پرندہ بولا تو

Marfat.com

حضرت ابوحمزہ نے ایک ضرب لگائی۔ لبیک یا سیدی۔ حضرت حارث یہ سن کر شدید غصہ کے عالم میں چھرا لے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے دوڑے لیکن مریدین کی منت وسماجت نے ان کو روک دیا لیکن حضرت حارث نے اسی غصہ کے عالم میں فرمایا کہ اے ابوحمزہ مسلمان بن جا اور جب مریدین نے عرض کیا کہ ہم تو ان کو موحد اولیاء میں شمار کرتے ہیں اور آپ ان کو شان میں کلمات کفر فرما رہے ہیں۔ حضرت حارث نے کہا کہ میں خود بھی ان کو بہت نیک و متقی تصور کرتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کا باطن توحید میں غرق ہے لیکن انہوں نے حلولیوں جیسے افعال کی مانند بات کیوں کہی اور ایک پرندے کی آواز پر از خود رفتہ کیوں ہو گئے جب کہ عشاق الٰہی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ صرف خدا کے کلام سے سکون و راحت حاصل کرتے رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے اندر حلول نہیں کرتا۔ اور ذات قدیم کے لئے آمیزش جائز بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوحمزہ نے عرض کیا کہ گو میں درحقیقت حلول و اتحاد سے دور تھا لیکن میرا قول و فعل چونکہ ایک گمراہ جماعت کے مطابق تھا اس لئے میں توبہ کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا جہراً مشاہدہ کیا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا کہ اے ابوحمزہ وسوسوں کی اتباع نہ کرتے ہوئے مخلوق کا سہارا نہ بن۔ مگر آپ کا یہ قول جب مخلوق کے کانوں تک پہنچا تو اس قول کو لغو تصور کر کے آپ کو بے حد اذیتیں پہنچائی گئیں۔

ارشادات آپ نے فرمایا کہ فقراء کی دوستی اس قدر دشوار ہے کہ سوائے صدیقین کے ان کی دوستی کا کوئی تحمل نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنا راستہ دکھانا ہوتا ہے تو اس کے لئے راہ مولیٰ پر چلنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور جو شخص خدا کا راستہ دلائل و واسطے سے اختیار کرنا چاہتا ہے وہ کبھی تو صحیح راستے پر آ جاتا ہے اور کبھی غلط راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مندرجہ ذیل تین چیزیں عطا فرما دے وہ بہت سی بلاؤں سے نجات پا جاتا ہے۔ اول خالی پیٹ رہنا، دوم قناعت اختیار کرنا، سوم ہمیشہ فقر پر قائم رہنا۔ فرمایا تم نے اس وقت حقوق کی ادائیگی کی جب تمہارے نفس نے تم سے سلامتی حاصل کر لی۔ فرمایا کہ سچے صوفی کی شناخت یہ ہے کہ وہ عزت کے بعد ذلت، امارت کے بعد فقر، اور شہرت کے بعد گمنامی اختیار کرے اور جو اس کے برعکس ہو وہ جھوٹا صوفی ہے۔ فرمایا کہ فاقہ کشی کے عالم میں میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بھی منجانب اللہ ایک تحفہ ہے جس کو قبول کرنا ضروری ہے اور جب یہ بات میرے علم میں آتی ہے کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ فاقے کسی پر نہیں ہوئے تو میں بخوشی فاقہ کشی برداشت کر کے اس کے ساتھ موافقت اختیار کرتا ہوں۔

وفات آپ انتہائی سنجیدگی اور شیریں کلامی سے بات کیا کرتے تھے چنانچہ ایک دن یہ غیبی ندا سنی کہ اے ابوحمزہ تو بہت سوچ سمجھ کر اور میٹھی بات کرتا ہے لیکن تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ تو بات ہی کرنا چھوڑ دے اور کسی پر اپنی شیریں سخنی کا اظہار نہ ہونے دے۔ بس اسی وقت سے آپ نے چپ سادھ لی اور اسی ہفتہ میں وفات پا گئے۔

لیکن بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ جمعہ کے دن بر سر منبر وعظ فرما رہے تھے اور منبر پر سے گر جانے کی وجہ سے ایسی شدید ضرب آئی کہ آپ کا اسی میں انتقال ہو گیا۔

باب ۸۶
حضرت شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ طریقت و حقیقت میں ممتاز زمانہ اور عشق و محبت الٰہی میں یکتائے روزگار اور تفسیر و حدیث میں مکمل عبور رکھتے تھے۔ آپ کے اقوال اس قدر دقیق ہوتے کہ عوام ان کے سمجھنے سے قاصر رہتے۔ آپ کی ریاضت و کرامات کا احاطہ تحریر میں لانا کسی طرح ممکن نہیں۔ آپ نے بیشمار بزرگان دین سے فیوض باطنی حاصل کئے اور آپ کے سوز و گداز سے اس دور کے لوگوں نے آپ کو نوحہ گر قوم کا خطاب دے دیا تھا۔

حالات آپ کا ابتدائی دور مرو میں گذرا اور اس دور کے ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ زمین مرو میں شیطان کو رنجیدہ اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ تو نے اپنی یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے اور کس مصیبت اور پریشانی نے تجھے یہ حالت بنانے پر مجبور کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جس خلعت کو سات لاکھ سال سے طلب کر رہا وہ خلعت اس نے ایک آٹا فروش کو پہنا دی۔

حضرت شیخ علی فارمدی کا قول ہے کہ جس وقت قیامت میں مجھ سے یہ سوال ہوگا کہ تو نے دنیا میں کیا کیا نیک کام انجام دیئے تو میرے لئے اس وقت صرف ایک ہی جواب ہوگا کہ میں نے شیخ ابو علی دقاق سے عشق کیا اور انہیں کا عقیدتمند رہا آپ فرمایا کرتے تھے کہ خود رو درخت کو نہ تو کوئی پانی دیتا ہے نہ دیکھ بھال کرتا ہے اس پر بھی پتے نکل آتے ہیں لیکن اس پر اکثر پھل نہیں آتا اور اگر آتا بھی ہے تو بد مزہ ہوتا ہے۔ اور بے سود بھی۔ اسی طرح مرشد کی خدمت کے بغیر مرید کو کبھی کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ قول صرف میرا ہی نہیں بلکہ حضرت شیخ ابو القاسم نصر آبادی سے بھی میں نے ایسا ہی سنا ہے۔ اور انہوں نے حضرت ابو بکر شبلی سے بھی ایسا ہی سنا ہے غرض کہ اپنے دور کے ہر بزرگ نے اپنے پیشرو بزرگوں سے ایسا ہی سنا ہے۔ فرمایا کہ جب میں حضرت ابو القاسم نصر آبادی کی خدمت میں حاضری کا قصد کرتا تو پہلے غسل ضرور کر لیتا اور ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا کہ میں بغیر غسل کئے ان کی خدمت میں پہنچ گیا ہوں۔

آپ مدتوں مرو میں مقیم رہ کر وعظ گوئی میں مشغول رہے اس کے بعد آپ متعدد مقامات پر تشریف لے گئے اور تقریباً

Marfat.com

ہر جگہ عوام کو ہدایت کا راستہ دکھاتے رہے۔

ایک مرتبہ آپ کے پاس پہننے کو کوئی کپڑا نہ تھا تو آپ حالت برہنگی میں حضرت عبداللہ عمر کی خانقاہ میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص نے آپ کو شناخت کرکے بہت تعظیم کی، پھر آہستہ آہستہ سب نے آپ کو پہچان کر گھیرے میں لے لیا اور اصرار کرنے لگے کہ آپ یہاں پر کچھ درس دیں لیکن آپ کے انکار پر لوگوں نے وعظ فرمانے کی فرمائش چنانچہ پہلے تو آپ نے انکار کیا لیکن بے حد اصرار کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے اور داہنی طرف اشارہ کرکے اللہ اکبر' اور بائیں جانب اشارہ کرکے واللہ خیر و ابقیٰ فرمایا اس کے بعد قبلہ رو ہو کر ورضوان من اللہ اکبر فرمایا اس وقت لوگوں پر بے خودی و مستی کا عالم طاری ہو گیا اور مجلس میں ہر سمت سے ایسا شور و غوغا بلند ہوا کہ بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے اور آپ اسی کیفیت میں منبر پر سے اتر کر نہ جانے کس طرف چل دیے۔ پھر جب لوگوں کی حالت ٹھیک ہوئی تو مردہ افراد کی تدفین سے فارغ ہو کر آپ کو تلاش کرنے لگے لیکن آپ کا کہیں پتہ نہ چلا اور آپ وہاں سے سیدھے مرو پہنچے اور کچھ دنوں وہاں قیام کرنے کے بعد نیشاپور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ طبری دستار باندھے تشریف فرما ہیں اور وہ دستار مجھے بہت خوبصورت معلوم ہوئی تو میں نے آپ سے پوچھا کہ توکل کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مردوں کی دستار کی خواہش کو اپنے قلب سے نکال دینے کا نام توکل ہے۔ یہ فرما کر اپنی دستار اتار کر مجھ کو مرحمت فرما دی۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں مرو میں بیمار پڑ گیا اور دوران علالت جب نیشاپور جانے کا قصد کیا تو غیب سے ندا آئی کہ ابھی تو یہاں سے باہر نہیں جا سکتا کیونکہ جنات کی ایک جماعت کو تیرا کلام بہت پسند آیا ہے اور وہ تیرے کلام کی سماعت کے لئے تیرے پاس پہنچ رہی ہے اور جب تک تو ان کے اپنے اقوال سے سیراب نہ کر دے' یہاں سے باہر جانا ممکن نہیں ہے۔

منقول ہے کہ کسی مجلس میں کوئی ایسی چیز ہوتی کہ جس پر خواہ مخواہ لوگوں کی نظر پڑنے لگتی تو آپ فرماتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ جو چیز جاری ہو وہ تر جا سکے۔

ایک دن بر سر منبر اپنے وعظ میں انسانی کوتاہیوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ اس سلسلہ میں فرمایا کہ انسان ظلم کرنے والا جہل میں مبتلا رہنے والا اور خود بینی و حسد کرنے والا ہوتا ہے اور یہ تمام صفات معیوب ہیں اس لئے ان سے احتراز ضروری ہے۔ اسی محفل میں کسی درویش نے انسان کی برائی سن کر کھڑے ہو کر کہا کہ گو انسان برائیوں کا مجسمہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو محل دوستی بھی قرار دیا ہے اور یہ سب سے بہتر صفت ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ واقعی تو صحیح کہتا ہے اور تیرا قول اس آیت قرآنی کے مطابق ہے کہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ یعنی اللہ ان کو محبوب سمجھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب تصور کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ نے دوران وعظ تین مرتبہ اللہ اللہ اللہ فرمایا تو اسی مجلس میں ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تجھے علم نہیں تو اس نے کہا جب آپ کو اللہ کا علم ہی نہیں ہے تو پھر آپ بار بار اس کا نام کیوں لیتے ہیں آپ نے پوچھا کہ اگر اس کا نام نہ لوں تو پھر کس کا نام لوں۔

ایک دوکاندار اکثر آپ کی خانقاہ میں حاضر ہو کر اکثر فقراء کے ہمراہ کھانے میں شریک ہوتا اور خود بھی اپنے ساتھ کھانے کی کچھ چیزیں لے کر آتا۔ اسی طرح برسوں اپنے ہاں سے فقراء کی خدمت کرتا رہا۔ اس کے متعلق ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص صاحب باطن ہے اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل کی چھت پر بہت سے بزرگان دین کا اجتماع ہے لیکن آپ بے حد کوشش کے باوجود اوپر نہیں پہنچ سکے دریں اثنا وہی شخص آکر کہنے لگا کہ ان راہوں میں شیر لومڑیوں سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کو اوپر پہنچا دیا۔ دوسرے دن جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور وہی شخص حاضر ہوا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو راستہ دے دو کیونکہ اگر کل یہ ہماری اعانت نہ کرتا تو ہم شکستہ پائی کا شکار ہو جاتے۔ یہ سن کر اس شخص نے عرض کیا کہ میں تو ہر شب وہیں ہوتا ہوں لیکن آج تک کسی سے تذکرہ نہیں کیا اور آپ صرف ایک ہی شب پہنچے تو لوگوں کے سامنے اظہار کر کے مجھکو بھی ذلیل کیا۔

کسی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں طول طویل سفر طے کر کے آپ سے ملاقات کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قطع مسافت اس لئے معتبر نہیں کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس سے صرف ایک قدم جدا ہو جائے تاکہ تمام مقاصد پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں۔

کسی نے آپ سے شکایت کی کہ وساوس شیطانی مجھے بہت ستاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تم اپنے قلب سے علائق دنیاوی کے شجر کو اکھاڑ کر پھینک دو تاکہ اس کے اوپر کوئی پرندہ بیٹھ ہی نہ سکے یعنی دنیا کو چھوڑ دو تاکہ وساوس شیطانی کا غلبہ ہی نہ ہو سکے۔

ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید تاجر بیمار ہو گیا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور سوال کیا کہ تمہاری بیماری کا کیا سبب ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک رات نماز تہجد کے لئے بیدار ہوا تو جیسے ہی وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہوا تو کمر میں شدید قسم کا درد اٹھا اور فوراً ہی تیز بخار ہو گیا۔ یہ سن کر آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ تجھے نماز تہجد سے کیا غرض تھی تیرے لئے تو یہی بہت ہے کہ تو خواہشات دنیاوی کو ترک کر دے اور تیرے لئے نماز تہجد سے بھی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو یقیناً کمر کے درد میں گرفتار رہے گا اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور وہ پاؤں پر دوا لگائے یا کسی کا ہاتھ ناپاک ہو جائے اور وہ آستین کو دھونے بیٹھ جائے تو قطعاً بے سود ہو گا کیونکہ اس طرح کے فعل سے نہ تو سر کا درد رفع ہو سکتا ہے اور نہ ہاتھ کی نجاست ختم ہو سکتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ کسی مرید کے یہاں تشریف لے گئے جو بہت عرصے سے آپ کی ملاقات کا متمنی تھا چنانچہ وہ آپ کی

تشریف آوری اور زیارت سے مشرف ہو کر بہت خوش ہوا اور آپ سے دریافت کیا کہ آپ کب تک یہاں قیام فرما رہیں گے اور کب روانگی کا قصد ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ابھی تو ملاقات ہی سے دل نہیں بھرا ہے اور تو ابھی سے جدائی کی باتیں کر رہا ہے۔

ایک درویش جو آپ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا اس کو چھینک آ گئی تو آپ نے فرمایا یرحمک ربک یہ سن کر وہ درویش چلنے کی غرض سے اٹھا تو لوگوں نے اس سے اس طرح اٹھ کر جانے کی وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کیا کہ صحبت شیخ سے میرا مقصد ہی یہ تھا کہ شیخ کی زبان میرے حق میں رحمت کا مژدہ سنا دے چنانچہ وہ آرزو پوری ہو چکی اس لئے جانا چاہتا ہوں۔

ایک دن آپ دیدہ زیب لباس میں ملبوس تھے تو شیخ ابوالحسن نوری کہنہ و بوسیدہ پوستین پہنے ہوئے آپ کے سامنے آ گئے۔ آپ نے مسکرا کر سوال کیا کہ اے ابوالحسن تم نے یہ پوستین کس قیمت میں خریدی ہے؟ انہوں نے ایک ضرب لگا کر کہا کہ میں نے پوری دنیا کے معاوضے میں اس کو خریدا ہے اور یہ مجھے اس قدر عزیز ہے کہ اگر اس کے بدلے میں تمام جنتیں بھی عطا کر دی جائیں جب بھی اپنی پوستین نہیں دوں گا۔ یہ جواب سن کر آپ نے روتے ہوئے فرمایا آج سے کبھی کسی درویش سے تمسخر نہیں کروں گا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک دن کسی درویش نے میری خانقاہ میں حاضر ہو کر استدعا کی کہ خانقاہ کا ایک گوشہ میرے لئے بھی خالی کر دیں تاکہ میں اس میں اپنی جان دے دوں۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے ایک جگہ متعین کر دی اور اس نے وہاں پہنچ کر اللہ اللہ کہنے شروع کر دیا اور میں اس کو چھپ کر دیکھتا رہا۔ لیکن اس نے کہا کہ اے ابوعلی مجھے پریشان نہ کرو، یہ سن کر میں وہاں سے واپس آ گیا اور وہ درویش کچھ دیر اللہ اللہ کر کے وہیں فوت ہو گیا۔ اور جب میں ایک شخص کو اس کی تجہیز و تکفین کا سامان لینے کے لئے بھیج کر مکان کے اندر واپس آیا تو وہ مردہ درویش وہاں سے غائب تھا اس واقعہ سے میں حیرت زدہ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ تو نے میری ملاقات ایک ایسے اجنبی سے کروائی جو مرنے کے بعد غائب ہو گیا آخر اس میں تیرا کیا راز ہے اس سے مجھ کو بھی مطلع فرما دے۔ غیبی آواز آئی کہ جو ملک الموت کو تلاش کرنے پر بھی نہ مل سکا تو آخر اس کی جستجو کیوں کرنا چاہتا ہے اور جو ملائکہ اور حوروں کو نہ مل سکا تجھے اس کی تلاش کیوں ہے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ وہ آخر ہے کس جگہ۔ جواب ملا کہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی وہ مجلس صدق میں مقتدر بادشاہ کے پاس ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک ویران مسجد میں ایسے ضعیف العمر شخص کو بیقراری کے ساتھ گریہ و زاری کرتے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے اشکوں کے بجائے لہو جاری تھا جس سے مسجد کا فرش بھی خون آلودہ ہو چکا تھا میں نے اس کے نزدیک پہنچ کر دریافت کیا کہ اپنے حال پر رحم کھاتے ہوئے اس قدر گریہ و زاری ترک کرو! اس نے میری جانب

Marfat.com

دیکھتے ہوئے کہا کہ جوان میں تنہا نہیں سکتا کہ میری نوت اس کی خواہش دید میں ختم ہو چکی ہے، یہ کہنے کے بعد اس نے ایک واقعہ بیان کیا کہ کسی غلام سے اس کا آقا ناراض ہو گیا اور اسے اپنے پاس سے نکال دیا لیکن لوگوں کی سفارش پر اس کا قصور معاف کر دیا اس کے باوجود بھی وہ غلام ہر وقت گریہ وزاری کرتا رہتا اور جب لوگوں نے اس سے پوچھا کہ اب تو آقا نے تیرا قصور معاف کر دیا ہے پھر کیوں روتا رہتا ہے۔ لیکن غلام نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر آقا نے کہا کہ اب اس کو میری رضا کی خواہش ہے کیونکہ یہ اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ میرے بغیر اس کے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے خانقاہ میں آکر آپ سے یہ سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے قلب میں تصور گناہ پیدا ہو گیا تو کیا اس سے جسمانی پاکیزگی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر آپ نے مریدین سے روتے ہوئے فرمایا کہ اس کو جواب دو، چنانچہ حضرت زین الاسلام کہتے ہیں کہ میں نے یہ جواب دینا چاہا کہ تصور گناہ ظاہری پاکی کے لئے مضرت رساں نہیں ہوتا البتہ باطنی پاکیزگی ختم ہو جاتی ہے مگر ادب مرشد کی وجہ سے بغیر جواب دیئے خاموش ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میری آنکھوں میں ایسے شدید درد اٹھا کہ میں اس کی اذیت سے مضطرب و بے چین ہو گیا اور اسی حالت اضطراب میں مجھے نیند آگئی اور خواب میں میں نے کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے اور جب میری آنکھ کھلی تو درد ختم ہو چکا تھا جس کے بعد سے پھر کبھی میری آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں راستہ بھول جانے کی وجہ سے مسلسل بندرہ یوم تک جنگلوں میں بھٹکتا پھرا اس کے بعد مجھے راستہ مل گیا اور ایک فوجی نے مجھے ایسا شربت پلایا کہ جس کی ظلمت و تاریکی کا اثر آج تک مجھے اپنے قلب میں محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ اس واقعہ کو تیس سال بیت چکے ہیں۔

آپ کے ارادت مندوں میں جو لوگ قوی الجثہ تھے ان کو آپ موسم سرما میں سرد پانی سے غسل کرنے کا حکم دیتے اور نحیف الجثہ لوگوں کو اس کا حکم نہ دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص سے اس کی طاقت و قوت کے مطابق ہی مشقت لینا ضروری ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو شخص بنیاد نقال بننا چاہتا ہے اس کے لئے تو بہت سے برتنوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جو اس کو پسند نہیں کرتا اس کے لئے ایک کوزہ اور چند برتن کافی ہیں یعنی اگر علم کو مراتب و نمود کے لئے حاصل کیا جائے تو زیادہ علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اگر حصول علم کا مقصد صرف زاد آخرت کا مہیا کرنا ہو تو پھر عبودیت کی شرائط سے ہی واقف ہونا اور اپنے قلیل علم پر عمل کرنا ہی مقصد اصل ہے۔

کسی نے مرو میں آپ کو مدعو کیا تو وہاں جاتے ہوئے راستہ میں ایک بڑھیا مل گئی جو یہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ تو نے

Marfat.com

مجھے کثیر الاولاد ہونے کے باوجود فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا ہے آخر اس میں تیری کیا مصلحت ہے آپ اس کے یہ جملے سننے کے بعد خاموشی سے چلے گئے اور جب مرو میں اپنے میزبان کے یہاں پہنچے تو اس نے فرمایا کہ ایک طباق میں بہت سا کھانا بھر کر لے آؤ یہ سن کر وہ شخص بہت خوش ہوا اور یہ خیال کیا کہ شاید آپ گھر پہ لے جا کر کھانا چاہتے ہیں حالانکہ آپ کا گھر در کچھ بھی نہیں تھا اور جب وہ میزبان طباق بھر کر لے آیا تو آپ اس کو سر پر رکھے ہوئے بڑھیا کے مکان کی طرف چل دیئے اور شام کھانا اس کے مکان پر دے آئے۔ یہ عجز و انکساری بھی اللہ تعالیٰ کسی کسی کو ہی عطا کرتا ہے جب کہ عام لوگ اس سے محروم رہتے ہیں

ایک دن آپ نے فرمایا کہ اگر محشر میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم رسید کیا تو کفار مجھے اپنا مصاحب دیکھ کر بہت مسرور ہوں گے اور میرا مذاق اڑائیں گے اور مجھ سے پوچھیں گے کہ آج ہمارے اور تیرے اندر کیا فرق ہے؟ میں انہیں جواب دوں گا کہ جواں مردوں کو فردوس و جہنم کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ ہے۔

فَلَمَّا اَضَاءَ الصُّبْحُ فَرَّقَ بَيْنَنَا ۔ وَاَیُّ نَعِيمٍ لَا يُكَدِّرُهُ الدَّهْرُ

پھر جب صبح ہوئی تو اس کی روشنی نے ہمارا اندر جدائی کر دی ۔ اور کونسی ایسی نعمت ہے جس کو زمانہ نے مکدر نہیں کیا

حضرت مصنف کا قول ہے کہ اس کے بعد آپ کا یہ فرمانا تعجب خیز ہے کہ اگر میرے علم میں آ جاتا کہ روز محشر کوئی قدم میرے قدم کے علاوہ ہوگا تو ہر وہ عمل جو میں نے کیا ہے اس سے روگرداں ہو جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ آپ نے محویت عبودیت کے عالم میں فرمایا ہو اور سراپا ربوبیت میں غرق ہوں۔

ایک مرتبہ عید کے دن عیدگاہ کے ایک بہت بڑے مجمع میں آپ بھی شریک تھے اور وہاں آپ کو ایسا جوش آ گیا کہ اسی جوش کے عالم میں آپ نے فرمایا کہ اے اللہ مجھے تیری عظمت کی قسم اگر مجھے آج یہ علم ہو جاتا کہ مجھ سے قبل کسی کو قیامت میں تیرا دیدار حاصل ہوگا تو اسی وقت میری روح جسم سے جدا ہو جائے گی۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اس قول سے شاید آپ کا یہ مقصد ہو کہ قیامت میں زمانے کی کوئی قید نہ ہوگی اور جب زمانے کی قید ہی نہیں ہوگی تو پھر آگے پیچھے دیکھنا ممکن نہیں لیکن اس قول کی تشریح بھی خود ایک راز ہے۔ لَيْسَ عِنْدَ اللّٰهِ صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاءٌ یعنی اللہ کے نزدیک صبح و شام نہیں ہے

ارشادات آپ نے فرمایا کہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے مخلوق سے دشمنی مت کرو کیونکہ ذاتی دشمنی سے اپنی خودی کا دعویٰ کرنا ہے حالانکہ تم خود کچھ بھی نہیں بلکہ دوسرے کی ملکیت ہو، اور خودی کے دعویدار بن جانے کے بعد گویا تم اس بات کے بھی دعویدار ہو گئے کہ نہ تو تم ہیچ ہو اور نہ تم دوسرے کی ملکیت اور ایسی صورت میں تمہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مالک نہیں ہے تو پھر کون مالک ہے۔ فرمایا کہ اس مردے کی طرح زندگی گذارو جس کو مرے ہوئے بھی تین دن گذر چکے ہوں۔ فرمایا کہ جو محبوب کے مکان کا جاروب کش نہ بن سکے اس کا شمار عشاق میں نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جو خدا کے سوا کسی سے انس رکھتا ہو وہ خدا کے انس کو قطع کر دینے والا ہے اور ذکر الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور کا ذکر کرنا لغو و بے سود ہے۔ فرمایا کہ مرشد کی مخالفت مرشد کے تعلق کو منقطع کر دیتی ہے اور جو مرید اپنے مرشد

Marfat.com

کے قول و فعل پر معترض ہوتا ہے اس کے لئے مرشد کی صحبت بے سود ہے اور مرشد کی نافرمانی کرنے والی کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ سوئے ادبی ایک ایسا شجر ہے جس کا ثمر مردود ہوتا ہے۔ فرمایا کہ شاہی دربار میں گستاخی کرنے والا بلند مرتبے سے گر کر دربانی پر آجاتا ہے اور وہاں سے بے ادب شخص گر کر سار بانی پر پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ سوئے ادبی سے کام لینے والا بہت جلد اپنے کیفر کردار تک پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا کہ استاذ و مرشد کے وسیلے کے بغیر کوئی بندہ خدا تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص ابتدا میں استاد و مرشد کی اتباع نہیں کرتا وہ جب تک کسی کامل استاد و مرشد کو اپنا رہنما نہیں بنا لیتا اس وقت تک طریقت سے محروم رہتا ہے۔ فرمایا کہ بارگاہ کے دروازے تک تو خدمت و بزرگی ہے لیکن بارگاہ میں داخلے کے بعد ایک رعب طاری ہو جاتا ہے اس کے بعد مقام قرب میں افسردگی رہتی ہے اور اس کے بعد فنائیت رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ ریاضت و مجاہدات سے اولیاء کرام کے حالات سکون و راحت میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ان کی ظاہری حالت پہلی جیسی حالت سے تبدیل ہو جاتی ہے پھر فرمایا کہ جو مرید ابتدا میں ہم و غم سے کنارہ کش رہتا ہے وہ انتہا میں جا کر ہمت چھوڑ بیٹھتا ہے۔ یہاں ہم سے مراد خود کو ظاہری عبادت میں مشغول کر دینا ہے اور ہمت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے باطن کو مراقبہ کے ساتھ جمع رکھے۔ فرمایا کہ مسرت طلب وجدان و دریافت کی مسرت سے اس لئے زیادہ ہے کہ مسرت وجدان میں جان کا خطرہ ہے اور مسرت طلب میں وصال کی امید۔ فرمایا کہ وصال صرف ریاضت اور جد و جہد سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک فطری شے ہے جیسا کہ باری تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم ان سب کو دوست رکھتے ہیں اور وہ سب ہم کو دوست رکھتے ہیں" لیکن اس جگہ اللہ تعالےٰ نے عبادت و طاعت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف محبت کو بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ میری آج کی مصیبت کل کی دوزخ کی مصیبت سے زیادہ ہے کیونکہ قیامت میں تو محض اہل جہنم ہی کا ثواب فوت ہو گا لیکن میرا آج کا لقد وقت مشاہدہ الٰہی میں فوت ہو رہا ہے اس لئے میری مصیبت اہل جہنم کی مصیبت سے زائد ہے، فرمایا کہ حرام چیزوں کو چھوڑ دینے والا جہنم سے نجات پائے گا اور مشتبہ اشیا سے احتراز کرنے والا داخل جنت ہو گا اور زیادہ کی ہوس سے کنارہ کشی کرنے والا واصل الی اللہ ہو جائے گا۔ فرمایا کہ کوئی جوانمرد ان مراتب کو بذریعہ جوانمردی حاصل نہیں کر سکتا اور جوان مراتب پر فائز ہو جاتا ہے اس کی جوانمردی کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ یہاں سے چھٹکارا طلب نہ کرے۔ فرمایا کہ جو شے منجانب اللہ بندوں کو بے طلب حاصل ہوتی ہے اس سے روح منور ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جس شخص نے پوری عمر میں احکام الٰہی کے خلاف کام کیا ہو گا اس کو اگر اللہ تعالےٰ قیامت میں جنت کا محل بھی عطا فرما دے گا جب بھی اپنی نافرمانی کو یاد کر کے اس کے حق میں جنت کی راحتیں عذاب جہنم بن کر رہ جائیں گی۔ اور جس نے پوری عمر میں صدق دل کے ساتھ ایک کام بھی انجام دیا ہو گا اور اس کو قیامت میں اللہ تعالےٰ جہنم میں بھیجدے گا تو جس وقت بھی اس کو اپنا وہ فعل یاد آئے گا جہنم کی آگ اس کے لئے سرد بن جائے گی۔ اور وہ جہنم میں بھی جنت کی لذت سے ہم کنار ہو گا۔ فرمایا کہ اگر کوئی ظاہری چیز کا مطالبہ کرے تو فوراً اس سے محاسبہ کیا جائے گا لیکن اگر کوئی غائب شے کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ محاسبہ سے بچ جائے گا۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ

Marfat.com

بندوں پر عذاب کرتا ہے تو یہ بھی اس کی قدرت و طاقت کا اظہار ہے کیونکہ بندے اسی کے مستحق ہیں اور اگر وہ بخش دیتا ہے تو اس کی رحمت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کی رحمت کے مقابلہ میں تمام دنیا کے گناہ ذرہ برابر بھی وقعت نہیں رکھتے فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو آخرت کو دنیا کے مقابلے میں فروخت کر دے۔

فرمایا کہ جو شخص اس آیت کو سن لیتا ہے اس کے نزدیک راہ خدا میں جان دینا کوئی دشوار نہیں لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا۔ یعنی ان لوگوں کو مردہ خیال نہ کرو جو اللہ کے راستہ میں قتل ہو گئے۔ فرمایا۔ کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کو پیش نظر رکھنا عین شریعت ہے یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ امر حقیقی ہے یعنی ہم تجھ سے ہی اعانت طلب کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تم بہشت کے لئے خدا کے ہاتھ فروخت ہو چکے تو تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ تم اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دو۔ اس لئے کہ نہ تو یہ خرید و فروخت جائز ہے اور نہ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں نہیں کوئی فائدہ ہو گا۔ فرمایا کہ مراتب بھی تین قسم کے ہیں اول سوال، دوم دعا، سوم ثنا۔ سوال تو دنیا طلب کرنے والے کے لئے ہے۔ دعا آخرت کے طالبین کے لئے ہے اور ثنا صرف خدا کی طلب کے واسطے۔ اسی طرح سخاوت کے بھی تین درجے ہیں۔ اول سخا، دوم جود، سوم ایثار۔ جو شخص خدا کو اپنے نفس کے لئے قبول کرے اس کو صاحب سخا کہا جائے گا اور جو خدا کو اپنے قلب کے لئے قبول کرے اس کو صاحب جود کہا جائے گا اور جو اللہ کو اپنی جان کے لئے قبول کرے وہ صاحب ایثار ہے۔ فرمایا کہ حق گوئی سے خاموش رہنے والا گونگے شیطان کی طرح ہوتا ہے۔ فرمایا کہ شاہوں کی صحبت سے احتراز کرو کیونکہ ان کا مزاج بچوں جیسا ہوتا ہے اور ان کا دبدبہ شیر جیسا۔ فرمایا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کا مفہوم پناہ طلب کرنا ہے فراق و قطعیت سے۔ فرمایا کہ امراء کی تواضع فقراء کے لئے دیانت ہے۔ اور فقراء کی تواضع امراء کے لئے خیانت ہے۔ فرمایا کہ جب طالب علم کے لئے ملائکہ پر بچھاتے ہیں تو اندازہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ علم کے صلہ میں اس کو کیا کچھ نہیں عطا فرمائے گا۔ اور جس طرح علم کی طلب فرض ہے اسی طرح معلوم کی طلب بھی فرض عین ہے۔ فرمایا کہ مرید اس کو کہا جائے گا جو ہوائے نفس اور سونے کو ترک کر دے۔ جس طرح حضور اکرمؐ معراج سے واپسی کے بعد آخر عمر تک کبھی نہیں سوئے کیونکہ آپ مکمل قلب بن چکے تھے پھر فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تمہیں ذبح کر دینے کا حکم دیا گیا ہے تو حضرت اسمٰعیل نے عرض کیا کہ نہ آپ سوتے نہ خواب دیکھتے۔ فرمایا کہ دیدار الٰہی دنیا میں رموز و اسرار کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن عقبیٰ بصارت کے ذریعہ۔

واقعات ایک مرتبہ آپ استدراج کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے کہ کسی نے استدراج کا مفہوم پوچھا، آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ مدینہ میں فلاں شخص نے فلاں کا گلا گھونٹ دیا۔ بس اسی کو استدراج کہتے ہیں۔

آخر میں آپ کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ شام کے وقت اپنے بالاخانے پر جو آپ کے مزار کے نزدیک اور اس وقت بیت المفتوح کے نام سے مشہور ہے آفتاب کی جانب منہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اے مملکتوں میں گردش کرنے والے آج تیری حالت کیا رہی۔ اور ملک و ملک الموت کے گرد تو نے کس طرح گردش کی۔ اور یہ تبا دے کہ کیا تو نے کسی جگہ مجھ جیسا شیدائی اور اشتیاق دید رکھنے والا بھی دیکھا، غرض کہ غروب آفتاب کے وقت تک آپ اسی طرح باتیں کرتے رہتے تھے۔ آخری دور میں آپ کا کلام اس قدر ذومعنی اور دقیق ہونے لگا تھا کہ لوگ اس کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہ جاتے اس سے آپ کی مجلس وعظ میں سترہ اٹھارہ افراد سے زیادہ شرکت نہ کرتے تھے۔ حضرت انصاری کا قول ہے کہ جب آپ کا کلام بہت گہرا اور بلند ہو گیا تھا تو آپ کی محفل مخلوق سے خالی نظر آنے لگی تھی۔

حالت غلبہ میں آپ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے تھے اے اللہ مجھے چیونٹی کی طرح عاجز تصور کر اور خشک گھاس کی تتی کی مانند سمجھ کر اپنے کرم سے میری مغفرت فرما دے۔ پھر فرماتے کہ اے اللہ مجھکو دنیا کے سامنے رسوائی سے بچانا کیونکہ میں نے منبر پر بیٹھ کر دنیا کے سامنے بہت لاف زنی کی ہے اور اگر تجھے رسوا کرنا ہی منظور ہو تو پھر مجھکو صوفیا کے لباس ہی میں جہنم میں رکھنا تاکہ ہمیشہ تیرے فراق کے غم میں گھلتا رہوں۔ اے اللہ میں نے گناہوں سے اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کر لیا اور اپنے سیاہ بالوں کو سفیدی میں تبدیل کر لیا لہٰذا ہماری سیاہی پر نظر نہ ڈالنا بلکہ اپنے سفید کئے بالوں کی لاج رکھ لینا۔ اے اللہ تجھ سے واقفیت رکھنے والا کبھی تیرے طلب سے نہیں رکتا خواہ اس کو یہ علم بھی ہو جائے کہ وہ تجھے کبھی نہیں پا سکے گا۔ اے اللہ تو اگر اپنے کرم سے جنت بھی عطا فرما دے جب بھی میرے قلب سے یہ داغ نہیں مٹے گا کہ میں نے تیری بندگی میں بہت کوتاہیاں کی ہیں۔

حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری نے آپ کے انتقال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے تمام گناہ معاف کر کے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی۔ البتہ ایک گناہ مجھ سے ایسا سرزد ہو گیا تھا کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے مجھے ندامت محسوس ہوئی جس کی وجہ سے میں پسینے میں شرابور ہو گیا اور میرا چہرہ ست گیا۔ اور وہ گناہ یہ تھا کہ میں نے اپنی نوعمری میں ایک لڑکے کو شہوت بھری نگاہوں سے دیکھ لیا تھا۔ پھر ایک مرتبہ کسی بزرگ نے آپ کو بے قراری کے ساتھ خواب میں روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیا آپ دوبارہ دنیا میں آنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ لیکن میں اپنی بھلائی کے لئے دنیا میں واپسی نہیں چاہتا، بلکہ مخلوق کو اللہ کی جانب راغب کرنے کے لئے واپسی چاہتا ہوں۔ اور ان کو یہاں کے حالات سے باخبر کرنے کی خواہش ہے پھر کسی بزرگ نے خواب میں سوال کیا کہ وہاں آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ اول تو اللہ تعالیٰ نے میرے تمام اچھے برے اعمال کا محاسبہ کیا اس کے بعد سب معاف کر کے میری مغفرت فرما دی۔

Marfat.com

باب ۸۷
حضرت شیخ ابو علی محمد بن عبد الوہاب ثقفی کے حالات و مناقب

تعارف آپ مشائخین کے امام اور اہل مصر کے لئے ہر دلعزیز تھے۔ حضرت ابو حفص اور حضرت حمدون کے فیض صحبت سے فیضیاب ہوکے اور ظاہری و باطنی علوم پر عبور حاصل ہونے کی وجہ سے نیشاپور میں اپنے دور کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ تمام علماء آپ کو اپنا راہبر تصور کرتے تھے اور جب تصوف کا غلبہ ہوا تو تمام علوم ظاہری کو چھوڑ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور ۳۲۸ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

حالات آپ کے پڑوس میں ایک کبوتر باز رہتا تھا اور جب وہ ایک دن کبوتر اڑاتے وقت ان کو کنکر مارنے لگا تو آپ کی پیشانی پر آکر لگا جس کی وجہ سے آپ لہولہان ہو گئے یہ دیکھ کر مریدین کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے قصد کر لیا کہ حاکم کے سامنے کبوتر باز کو لے جا کر مستوجب سزا قرار دیا جائے لیکن آپ نے مریدین کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو درخت کی ایک ٹہنی دے آؤ اور یہ سمجھا دو کہ آئندہ سے کنکر مارنے کے بجائے اس سے کبوتروں کو اڑایا کرے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک میت کو تین مرد اور ایک عورت اٹھا کرلے جا رہے ہیں چنانچہ جس جانب عورت تھی اس طرف پہنچ کر میں نے اپنے کاندھے پر لے لیا اور اسی طرح قبرستان تک کاندھا بدلتا ہوا پہنچا وہاں پہنچ کر میں نے عورت سے سوال کیا کہ کیا تمہارے محلہ میں کوئی اور مرد کاندھا دینے والا نہ تھا۔ اس نے جواب دیا کہ مرد تو بہت تھے لیکن یہ جنازہ ہیجڑے کا ہے اس لئے لوگوں نے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اور ان تین افراد کے علاوہ کوئی کاندھا دینے پر تیار نہ ہوا۔ یہ واقعہ سن کر مجھے بہت رحم آیا اور میں نے کچھ رقم اور گندم ان لوگوں کو دیئے۔ پھر اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اس میت کا چہرہ سورج کی طرح روشن ہے اور بہت نفیس قسم کا لباس زیب تن کئے مسکرا کر کہہ رہا ہے کہ میں وہی ہیجڑا ہوں اور مخلوق کی حقارت بینی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے میری مغفرت فرما دی۔

ارشادات آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مکمل علوم پر دسترس حاصل کرکے اولیاء کرام کی صحبت میں رہے پھر بھی اس وقت تک اس کو اولیاء کرام کا رتبہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی مرشد کامل کی ہدایت کے مطابق ریاضت نفس نہ کرلے۔ کیونکہ ادب سیکھنے والوں کو پہلے خدمت و صحبت کے فوائد سے آگاہ کیا جاتا ہے اور ممنوع چیزوں سے روک کر اعمال کی برائیوں سے واقف کرایا جاتا ہے اور فریب نفس و خود بینی پر اس کو تنبیہ کی جاتی ہے کیونکہ جو شخص ان افعال پر کاربند نہیں ہوتا وہ ایسا غافل ہے جس کی اتباع کسی چیز میں نہ کرنی چاہیئے اور جو خود ہی راستی سے آگاہ نہ ہو،

اس سے راستی کی امید رکھنا بے سود ہے اور جو ادب ہی سے نا واقف ہو اس سے ادب طلب کرنا مہمل اور بے معنی ہے۔ اور جو شخص صحبت میں رہنے کے باوجود مرشد کا ادب نہیں کرتا وہ مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہتا ہے۔

فرمایا کہ جو شخص اعمال و افعال کی درستگی اور اتباعِ سنت کا خواہاں ہو اس کے لئے باطنی خلوص کا حصول بہت ضروری ہے۔ فرمایا کہ مردانِ حق کے لئے چار باتیں بہت ضروری ہیں اول قول میں صداقت دوم مروّت میں صداقت، سوم امانت میں صداقت، چہارم عمل میں صداقت، فرمایا کہ علم حیاتِ قلب ہے کیونکہ یہ جہالت کی تاریکیوں سے دور رکھتا ہے۔ اور علم آنکھ کا نور ہے اس لئے کہ تاریکیوں میں منور رہتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں مشغولیت تباہی ہے اور دنیا سے منہ پھیر لینا حسرت ہے۔ پھر فرمایا کہ دین کو دنیا کے معاوضہ میں فروخت نہ کرو، فرمایا کہ ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے جب مومنین منافقین کی صحبت سے مسرور ہوں گے۔

باب ۸۸

حضرت ابو علی احمد بن محمد رودباری ؒ کے حالات و مناقب

تعارف آپ نے مجاہدات و مشاہدات کے لئے بہت زیادہ اذیتیں برداشت کیں اور بدرجہ اتم ریاضت و کرامت میں عبور حاصل کیا۔ گو آپ کا زیادہ وقت مصر میں گذرا لیکن وطن اصلی بغداد تھا اور حضرت جنید و حضرت ابوالحسن سے فیض صحبت حاصل کیا۔ اور ۳۲۸ھ میں مصر ہی میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حالات آپ نے فرمایا کہ ایک درویش کی تدفین کے وقت میں نے یہ قصد کیا کہ اس کی پیشانی پر مٹی مل دوں اور جیسے ہی اس مقصد سے میں نیچے جھکا تو اس نے آنکھیں کھول کر کہا کہ اے ابو علی جس نے مجھے عزت عطا فرمائی، تم اس کے سامنے مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہو، لیکن آپ نے اپنے عزم پر قائم رہتے ہوئے سوال کیا کہ کیا فقراء مرنے کے بعد بھی زندہ ہو جاتے ہیں اس نے جواب دیا کہ بلاشبہ کیونکہ خدا کے دوستوں کو کبھی موت نہیں آتی اور جب روزِ محشر اللہ تعالےٰ مجھے عزت عطا فرمائے گا تو میں تمہاری اعانت کر کے اپنے قول کی صداقت کو بہترین طریقے پر ثابت کر دوں گا۔ فرمایا کہ صوفیاء کے کلام نہ تو علماء سے دلچسپی رکھتے ہیں اور نہ حالت مشاہدات میں گھبراتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مدتوں میری یہ کیفیت رہی کہ طہارت کرنے کے بعد بھی مجھے اپنے طاہر ہونے کا یقین نہیں ہوتا تھا اور اسی تصور کے تحت ایک مرتبہ کے بعد پھر دوبارہ طہارت کرتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ طلوعِ آفتاب سے قبل طہارت سے فارغ

Marfat.com

ہو گیا لیکن عدم اطمینان کی وجہ سے مسلسل گیارہ مرتبہ طہارت کے باوجود مجھے اپنے طاہر ہونے کا اطمینان نہیں ہوا۔ اور اسی ادھیڑ بن میں آفتاب طلوع ہو گیا لیکن مجھے یہی افسوس رہا کہ میں اپنے طاہر نہ ہونے کی وجہ سے اتنی دیر تک عبادت سے محروم رہا۔ پھر میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مجھے سکون عطا کر تو ندا آئی کہ سکون تو علم میں مضمر ہے۔

ارشادات

آپ نے فرمایا کہ ادنیٰ لباس استعمال کرنا، نفس پر ظلم کرنا، تارک الدنیا ہو جانا اور اتباع سنت کا نام تصوف ہے۔ اور صوفی وہی ہے جو دس فاقوں کے بعد بھی خدا کی ناشکری کا مرتکب نہ ہو، فرمایا کہ در الٰہی کے علاوہ تمام در چھوڑ دینے کا نام تصوف ہے۔ اور صوفی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ سو مرتبہ سے بھی زائد مرتبہ راندۂ درگاہ کر دے لیکن خدا سے اپنا رشتہ قائم رکھے۔ فرمایا کہ بیم و رجا اختیار کی حد تک ہونا چاہیے کیونکہ یہ دونوں چیزیں بندوں کے لئے ایسی ہیں جیسے مرغ کے دو بازو ہوتے ہیں کہ اگر ایک بازو بھی بیکار ہو جائے تو دوسرا یقیناً ناقص ہو جاتا ہے اور بیم و رجا کو اختیار نہ کرنا شرک کے مرادف ہے۔ فرمایا کہ خدا کے سوا کسی غیر سے خوفزدہ نہ ہونے کا نام بیم ہے اور کسی سے توقع نہ رکھنے کا نام رجا ہے۔ فرمایا کہ استقامت قلب کا نام توحید ہے اور ایقان کامل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ قوی تر تصور کرتا رہے۔ فرمایا کہ اولیاء کرام ہمت کو اس لئے محبوب رکھتے ہیں کہ اہل ہمت ان کو محبوب تصور کرتے ہیں فرمایا کہ ہم اس راہ میں ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے اور ذرا سی لغزش جہنم واصل کر سکتی ہے۔ اور اگر ہمیں دیدار میسر نہ ہو تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے، فرمایا کہ جس طرح انبیاء کرام کو اظہار معجزات کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح اولیاء کرام پر کرامات کی پوشیدگی بھی فرض کی گئی ہے اور ان کے مراتب سے کسی کو بھی باخبر نہیں کیا جاتا۔ فرمایا کہ راہ توحید پر گامزن ہونے والے جہنم سے نجات حاصل کر لیتے ہیں اور قلب کو بھی حکمت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی دنیا اور دولت دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ نفس کے ذریعہ مذمت اور روح کے ذریعہ مکاشفہ حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں سماع سے اس لئے چھٹکارا چاہتا ہوں کہ اس میں کثیر آفات مضمر ہیں اور ہمیشہ تین ہی چیزیں مصیبت میں مبتلا کرتی ہیں اول طبیعت کی بیماری، دوم ایک ہی عادت پر قائم رہنا، سوم بری صحبت، طبیعت کی بیماری کا مفہوم تو یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ اشیاء استعمال کرے۔ عادت کا مرض یہ ہے کہ غیری طرف نظر رکھتے ہوئے غیبت کرے اور سنے، اور صحبت کی بیماری یہ ہے کہ بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ فرمایا کہ بندہ نقل کی چار چیزوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا اول لائق شکر نعمت سے، دوم ایسی سنت جو ذکر کا باعث ہوتی ہے، سوم ایسی محبت جو صبر کا باعث ہو، چہارم ایسی ذلت جو استغفار کا باعث ہو۔ فرمایا کہ حیا قلب کے لئے ناصح ہوتی ہے اور خدا سے حیا کرنا تمام اچھائیوں سے زیادہ اچھائی ہے۔

فرمایا کہ حالت سماع میں مشاہدۂ محبوب کے باعث وجد و اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں۔ فرمایا کہ صفت و موصوف کے مابین ایسا رشتہ ہے جس میں صفت پر نظر ڈالنے کے بعد محجوب ہونا پڑتا ہے اور موصوف پر نظر ڈالنے والا محجوب ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مرید وہ ہے جو خدا کی رضا پر راضی رہے اور جواں مرد وہ ہے جو دونوں عالم میں خدا کے سوا کسی کا طالب

Marfat.com

نہ ہو۔ فرمایا کہ بردوں کی صحبت نیکوں کے لئے آفت ہے۔

وفات انتقال کے وقت آپ نے اپنی ہمشیرہ کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں کھولتے ہوئے فرمایا کہ آسمان کے دریچے کھل چکے ہیں اور ملائکہ بہشت کو سجا کر کہہ رہے ہیں کہ ہم تجھے ایسی جگہ پہنچا دیں گے جو تیرے وہم و گمان سے بھی باہر ہے۔ اور حوریں میرے دیدار کی منتظر ہیں۔ لیکن میرا قلب یہ صدا لگا رہا ہے بحقک لا تنظر والی غیری کے یعنی تجھے تیرے حق کی قسم ہے کہ غیر کی جانب نہ دیکھنا اور میں نے اپنی حیات کا بڑا حصہ اس انتظار میں گذارا ہے اور اس وقت بھی میں اس کے سوا کچھ طلب نہیں کروں گا اور جنت کی رشوت پر ہرگز راضی نہ ہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے انتقال فرمایا۔

باب ۸۹

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم جعفری کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت عظیم روحانی پیشوا اور سرچشمہ حکمت و عصمت تھے۔ گو آپ مصر کے باشندے تھے لیکن عمر کا بیشتر حصہ بغداد میں گذار کر ۳۹۱ھ میں وفات پائی۔

آپ نے فرمایا کہ حقیقت میں صوفی وہی ہے جو مخلوق سے کنارہ کش ہو کر صرف خالق کا ہو رہے، اور اس کے حصول قرب کے بعد قرب مخلوق سے بے نیاز ہو جائے۔

حالات حضرت احمد جو آپ کے ارادت مندوں میں سے تھے انہوں نے آپ کے ہمراہ ساٹھ حج ادا کئے اور اکثر خراسان سے روانگی کے وقت ہی احرام باندھ لیا کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کی زبان سے مشائخین مکہ کے سامنے ایک ایسا جملہ نکل گیا جو سب کے لئے ناگواری کا باعث ہوا جس کی وجہ سے ان کو مکہ سے نکال دیا گیا اس وقت شیخ ابوالحسن نے فرمایا کہ آئندہ کبھی اس خراسانی نوجوان کو میرے سامنے نہ آنے دینا۔ لیکن جب کچھ عرصہ کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے تو شیخ احمد آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے مگر دربان نے روکتے ہوئے کہا کہ فلاں وقت شیخ نے آپ کو سامنے آنے سے منع فرما دیا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت احمد بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے کے بعد بھی مدتوں اسی جگہ پڑے رہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد شیخ باہر نکلے تو ان کو دیکھ کر فرمایا کہ تمہاری سوئے ادبی کی یہ سزا ہے کہ روم کے شہر طرطوس میں جا کر مکمل ایک سال تک سوّر چراتے رہو اور شب بیدار رہ کر عبادت کرتے رہو۔

Marfat.com

چنانچہ بہ تعمیل حکم میں ایک سال پورا کرنے کے بعد جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فوراً باہر نکل کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے احمد تم میری اولاد اور آنکھوں کا نور ہو۔ یہ سن کر حضرت احمد بہت خوش ہوئے اور حج کی نیت سے جب مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں کے مشائخین نے بھی استقبال کرتے ہوئے یہی جملہ کہا کہ تم ہماری اولاد اور ہماری آنکھوں کا نور ہو۔

ارشادات آپ نے فرمایا کہ میں صبح کے وقت اس طرح مناجات کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے راضی ہے۔ اسی وقت یہ ندا آئی کہ اے جھوٹے اگر تو ہم سے راضی ہوتا تو کیا ہماری رضا طالب نہ کرتا۔ فرمایا کہ عہد شباب ہی سے میں وظیفہ خوانی کا عادی تھا اور جس دن وظیفہ ناغہ ہو جاتا اسی دن مجھ پر عتاب الٰہی نازل ہوتا۔ فرمایا کہ جب میں نے اپنے قلب پر نظر ڈالی تو سب سے بلند اپنے قلب کو پایا اور جب اہل عزت پر نگاہ ڈالی تو سب سے زیادہ اپنی عزت کو پایا۔ فرمایا کہ ہماری حالت توحید پانچ چیزوں پر موقوف ہے۔ رفع حدیث، اثبات قدم، ہجر اوطان اور مفارقت احوال۔ اور نسیان۔ یعنی جس شئے کا علم ہو اس کو فراموش کر دے۔ اور جس کا علم نہ ہو اس کی جستجو نہ کرے اور ہر شئے کو چھوڑ کر صرف اللہ کے ساتھ مشغولیت اختیار کرے۔ فرمایا کہ توفیق و عنایت الٰہی کے بغیر موافقت و محبت کا اظہار نہیں ہوتا۔ اور ماسوا اللہ کو ترک کئے بغیر وصال خدا حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جو شخص حقیقت اشیاء کا دعویدار ہو اس کے دلائل و شواہد اس کو جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ حالت مشاہدہ میں ایک لمحہ کی فکر بھی ہزار مقبول حجوں سے افضل ہے۔ فرمایا کہ میں نے اکثر و بیشتر صوفیائے کرام سے زہد کی تعریف پوچھی تو سب نے یہی کہا کہ مرغوب اشیاء کے ترک کر دینے کا نام زہد ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ ملامتی کون ہیں۔ آپ نے ضرب لگا کر فرمایا کہ اگر موجودہ دور میں پیغمبروں کا جواز ہوتا تو فرقہ ملامتیوں میں سے بھی ایک پیغمبر ضرور ہوتا۔ فرمایا کہ سماع کے لئے ایسی دائمی تشنگی و اشتیاق کی ضرورت کہ جس قدر بھی پانی پیا جائے تشنگی میں اضافہ ہوتا رہے اور یہ سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو۔ فرمایا کہ جب صوفی واصل الی اللہ ہو جاتا ہے تو اس کے اوپر حوادث کا اثر نہیں پڑتا۔ اور صوفی وہی ہے جو عدم کے بعد موجود نہ رہے۔ اور وجود کے بعد معدوم نہ دیکھے اور مخالفین کی کدورت سے قلب کو صاف رکھنے کا نام تصوف ہے۔ فرمایا کہ پریشانیاں اور تفرقہ صرف ہستی کے ساتھ ہی وابستہ ہے لیکن جب صوفی نیست ہو جاتا ہے تو اس کو خدا کے سوا نہ تو کچھ نظر آتا ہے اور نہ کسی سے بات کرتا ہے

Marfat.com

باب ۹۰
حضرت شیخ ابو عثمان سعید بن سلام مغربیؒ کے حالات و مناقب

تعارف آپ حقائق و دقائق کا سرچشمہ اور کرامت و ریاضت کا منبع و مخزن تھے۔ مدتوں حرم شریف کے مجاور رہے اور بیشمار بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔ اور ایک سو تیس سال کی عمر میں نیشاپور کے مقام پر وفات پائی۔

حالات آپ ابتدائی دور میں تیس سال صحراؤں میں گوشہ نشین رہے حتیٰ کہ کثرت عبادت کے باعث جسم کا گوشت تک گھل گیا تھا اور آنکھوں میں حلقے پڑ جانے کی وجہ سے انتہائی بھیانک شکل ہو گئی تھی۔ اسی دوران الہام ہوا کہ مخلوق سے ربط و ضبط قائم کرو، چنانچہ جس وقت آپ مکہ معظمہ پہنچے تو مقامی مشائخین نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا اور آپ کی خستہ حالی کو دیکھ کر کہا کہ تم نے بیس سال تک جس انداز میں زندگی گذاری یہ طریقہ آج تک کسی نے نہیں اختیار کیا اور اسی وجہ سے تم سب پر سبقت لے گئے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے صحرا نشینی میں کیا حاصل کیا اور وہاں سے واپس کیوں آگئے آپ نے فرمایا کہ سُکر کی جستجو میں گیا تھا اور سُکر کی مصیبت کو دیکھ کر ورنا امید و عاجز ہو کر واپس آگیا اور جس حقیقت کی جستجو میں نکلا تھا اس کو کہیں نہ پا سکا۔ اور اسی وقت یہ غیبی ندا سُنی کہ اے ابو عثمان فرعات میں مستی کا تصور اور اصل واسطہ حاصل کرنا آسان نہیں ہے کیونکہ صحو حقیقی تو ہمارے دست قدرت میں ہے پس کریں نا امیدی کے عالم میں لوٹ آیا۔ آپ کا قول سننے کے بعد مشائخین نے فرمایا کہ تم نے تو مکمل حق ادا کر دیا۔ اور اب کسی دوسرے کو سُکر و صحو کا بیان کرنا زیبا نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مجاہدات کی ابتدا میں میری یہ کیفیت تھی کہ اگر مجھے آسمان سے نیچے پھینک دیا جاتا جب بھی مجھے اس لئے خوشی ہوتی کہ میں ایسی الجھن میں پھنس گیا تھا کہ کھانا کھایا جائے یا نماز فرض کے لئے وضو کی جائے اور انہیں دو الجھنوں کی وجہ سے میرے لئے لذت ذکر مفقود ہو چکی تھی جو میرے لئے انتہائی اذیت کا باعث تھی۔ پھر حالت ذکر میں میرے اوپر ایسی چیزیں منکشف ہونے لگیں کہ اگر دوسروں پر منکشف ہو جاتیں وہ ان کو کرامتوں سے تعبیر کرنے لگتے لیکن میں اس کو گناہ کبیرہ سے بھی بڑھ کر تصور کرتا تھا۔ اور نیند کو بھگانے کے لئے ایسے پتھروں پر جا بیٹھتا جن کی تہہ میں بہت عمیق غار ہوتے تاکہ ذرا بھی پلک جھپکے تو غار میں جا پڑوں۔ اس کے باوجود اگر کبھی مجھے اتفاق سے اس پتھر پر نیند آجاتی تو بیداری کے بعد دیکھتا کہ ہوا میں معلق پتھر پر بیٹھا ہوا ہوں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ عید کی شب میں حضرت ابو الغوارس کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ محو خواب ہیں اس وقت میرے قلب میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر فی الوقت کہیں سے گھی دستیاب ہو جاتا تو احباب کے لئے فلاں چیز تیار کرتا۔ لیکن حضرت ابو الغوارس نے سوتے ہی سوتے فرمایا کہ اس گھی کو بلا پس و پیش پھینک دے۔ اور آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ پھر بیداری کے بعد میں نے ان سے واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ میں خواب میں دیکھ رہا تھا کہ ہم ایک بہت بلند محل میں ہیں اور وہاں سے دیدار الٰہی کی تمنا کر رہے ہیں۔ لیکن تمہارے ہاتھ میں گھی ہے اس لئے میں نے کہا کہ گھی کو فوراً پھینک دو۔

کسی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خیال کیا کہ اگر اس وقت حضرت شیخ اپنی کسی خواہش کا اظہار کریں تو میں فوراً اس کی تکمیل کر دوں لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نہ تو خدا کے سوا کسی سے خواہش کا اظہار کرتا ہوں اور نہ مجھے کسی کی اعانت درکار ہے۔

حضرت ابو عمر و زجاجی نے بیان کیا کہ میں برسوں اس طرح آپ کی خدمت میں رہا ہوں کہ لمحہ بھر کے لئے بھی جدا نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ میں نے اور دوسرے مریدین نے خواب میں یہ غیبی آواز سنی کہ تم لوگ ابو عثمان کی چوکھٹ سے وابستہ رہ کر ہماری بارگاہ سے دور ہوتے ہو۔ اور یہ خواب جب آپ سے بیان کرنے کا قصد کیا تو آپ نے برہنہ پا گھر سے نکل کر فرمایا کہ تم لوگوں نے خود بھی سن لیا اور اب میں بھی یہی کہتا ہوں کہ تم لوگ چلے جاؤ اور تم سب لوگ بھی خدا کے ہو جاؤ اور مجھے بھی اسی کی یاد میں مشغول رہنے دو۔

حضرت ابو بکر فورک نے بیان کیا کہ آپ نے ایک مرتبہ مجھ سے یہ فرمایا کہ پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالےٰ ذات ہے اور جہت میں ہے لیکن بغداد پہنچنے کے بعد میرا عقیدہ درست ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ جہت سے منزہ ہے۔ پھر میں نے مشائخین مکہ کو مکتوب ارسال کیا کہ میں بغداد پہنچ کر از سر نو مسلمان ہو گیا ہوں۔

آپ نے کسی مرید سے پوچھا کہ اگر تم سے کوئی یہ سوال کرے کہ تمہارا معبود کس حالت پر قائم ہے تو کیا جواب دو گے؟ اس نے کہا کہ میں یہ جواب دوں گا کہ جس حالت پر ازل میں تھا اس پر اب بھی ہے پھر آپ نے پوچھا کہ اگر تم سے کوئی یہ سوال کرے کہ تمہارا معبود ازل میں کس حالت پر قائم تھا تو تم کیا جواب دو گے۔ اس نے کہا کہ میرا یہ جواب ہو گا کہ وہ جس حالت پر اب ہے ازل میں بھی اسی حالت پر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا جواب درست ہے۔

حضرت عبد الرحمان سلمی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں تھا کہ قریبی کنوئیں سے کوئی پانی کھینچ رہا تھا اور چرخ کی آواز آ رہی تھی۔ اس وقت آپ نے پوچھا کہ تم سمجھتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اور جب میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا کہ یہ اللہ اللہ کہتا ہے۔

ارشادات

آپ نے فرمایا کہ جس کے اندر پرندوں کے چہچہانے اور درختوں کے ملنے کے ساتھ ہوا چلنے سے کیفیت سماع پیدا نہ ہو تو وہ اپنے دعوئے سماع میں کاذب ہے۔ فرمایا کہ ذاکر حقیقی کو اللہ تعالےٰ وہ نور عطا

Marfat.com

کر دیتا ہے جس کے ذریعہ وہ ہستی کے ذرّے ذرّے کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور ایسی لذت سے ہم کنار ہو جاتا ہے کہ فنائیت کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں لذت کی قوت برداشت باقی نہیں رہتی حتی کہ آپ بھی جب اس لذت کو برداشت نہ کر سکے تو خلوت سے نکل کر ہر سمت دوڑتے ہوئے فرماتے جاتے کہ ذاکر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے علم میں کلمہ لاالٰہ الااللہ کو شامل کرے۔ اور اسی کلمہ کی اعانت سے اپنے قلب میں سے ہر نیک و بد کا خیال نکال پھینکے اور اسی شمشیر عبرت سے ان خیالات کا سر قلم کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے جُدا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ عارف و ذاکر کے سو مدارج موت سے بھی زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ موت بھی ان کو ذکر و معرفت سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ فرمایا کہ خدا تک رسائی کے لئے دو راہیں ہیں اول نبوت، دوم اتباع نبوت۔ لیکن نبوت کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا لہٰذا اتباع نبوت طالبین حق کے لئے لازمی ہے کیونکہ اتباع نبوت کے بغیر واصل الی اللہ ہونا ممکن نہیں۔ فرمایا کہ جو شخص خلوت اختیار کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ یادِ الٰہی کے لئے ہر شے کی یاد کو اپنے قلب سے خارج کر دے۔ اور رضائے الٰہی کا طالب ہو کر خواہشات نفس کو ترک کر دے اور جو ان چیزوں پر کاربند نہیں ہو سکتا اس کے لئے خلوت مصیبت بن جاتی ہے۔ فرمایا کہ جس وقت تک قلب طالب میں ذرہ برابر بھی نفس و دنیا کی محبت باقی رہتی ہے اس کو خاصان خدا کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ گناہگار دعویٰ کرنے والے سے اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے لیکن مدعی اپنے دعوے میں خود ہی اسیر رہتا ہے۔

فرمایا کہ جو شخص نفسانی خواہش و حرص کی وجہ سے مالداروں کا کھانا کھاتا ہے اس کو نہ تو فلاح میسر آتی ہے اور نہ وہ اس سلسلہ میں کوئی عذر پیش کر سکتا ہے۔ لیکن مجبوری کی وجہ یہ عذر قابل قبول ہو سکتا ہے اور مخلوق کی جانب متوجہ ہونے والا اپنے احوال کو ضائع کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ فقراء سے محبت منقطع کر کے مالداروں سے محبت کرنے والوں کو اندھا کر دیا جاتا ہے فرمایا کہ مرد کے مجاہدے کی مثال قلب کی پاکی کے لئے ایسی ہوتی ہے جیسے کسی سے یہ کہا جائے کہ فلاں درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک لیکن وہ اس کو اکھاڑنے پر قدرت رکھتے ہوئے بھی نہیں اکھاڑ سکتا۔ اور اگر وہ اس خیال سے توقف کرتا ہے کہ جب مجھ میں قوت آجائے گی اس وقت اس کو اکھاڑ دوں گا تو یہ تصور بھی اس لئے غلط ہے کہ وہ جس قدر بھی توقف کرے گا خود کمزور ہوتا جائے گا اور درخت قوی ہوتا رہے گا۔ فرمایا کہ فرائض و نوافل میں خلل اندازی کے بعد راہ سلوک نہیں حاصل ہو سکتی۔ فرمایا کہ خالق و مخلوق کی ماہیت سے واقفیت کا نام معرفت ہے۔ فرمایا کہ اعلیٰ ترین خصلت یہ ہے کہ جس شے کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند نہ کرو۔ اور جو شے تمہارے پاس موجود ہو اس کو پیش کر دو لیکن خود اس سے کچھ طلب نہ کرو اور خود ظلم سے احتراز کرتے ہوئے اس کے ظلم پر صبر و تحمل سے کام لو اور خود اس کی مذمت کرتے رہو لیکن خود اس سے کوئی خدمت نہ لو، فرمایا کہ بہترین عمل وہ ہے جو علم کے مطابق ہو۔ پھر فرمایا کہ سب سے بڑا اعتکاف یہ ہے کہ ہمیشہ اوامر و نواہی کو ملحوظ رکھا جائے

Marfat.com

فرمایا کہ ہر شے کو اس کی ضد ہی سے پہچانا جاتا ہے اس لئے جب تک صاحب اخلاص ریا کی برائی سے واقف نہ ہو، اخلاص کی اچھائی کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ فرمایا کہ مرد وہی ہے جو خوف کی جگہ خوف اور رجا کی جگہ رجا اختیار کرے۔ فرمایا کہ امر کے مشاہدے کے بعد اتباع اوامر کا نام عبودیت ہے۔ فرمایا کہ عیش و راحت میں موت کو یاد رکھنا شوق کی علامت ہے۔ فرمایا کہ عارفین کو وہ نور اور علم معرفت عطا کی جاتی ہے جس کے ذریعہ وہ عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ بندہ ربانی چالیس یوم تک کھانا نہیں کھاتا اور بندہ صمدانی اسی یوم بھوکا رہتا ہے فرمایا کہ اولیاء کرام کے ماننے والوں کو اللہ تعالٰی اولیاء کرام ہی میں شامل کر دیتا ہے۔

وفات انتقال کے قریب جب اطبا کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اطباء کی حیثیت میرے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے حضرت یوسف کے بھائیوں کی حیثیت ان کے لئے تھی۔ اور جس نوعیت سے ان کے بھائیوں کی ایذا رسانی کے باوجود اللہ تعالٰی نے ان کو نبوت و حکومت پر فائز کیا اسی طرح اطبا کی دوا بھی میرے لئے سود مند نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد آپ نے سماع کی فرمائش کی اور اسی حالت میں انتقال ہو گیا۔

باب ۹۱

حضرت شیخ ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف و ارشادات آپ بہت بڑے متقی اور صاحب ورع بزرگوں میں سے تھے آپ کو مروت و فتوت کا قبلہ و کعبہ تصور کیا جاتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے کہ ریاضت کے ابتدائی دور میں مکمل بارہ سال تک میں سرگرداں پھرا ہوں جب کہیں مجھے ایک گوشہ قلب کا انکشاف ہوا ہے۔ فرمایا کہ عام لوگوں کی تو یہ تمنا ہوتی ہے کہ اللہ تعالٰی ان کے ہمراہ ہو لیکن میری خواہش یہ ہے کہ اللہ کی توفیق سے میں اپنی ذات کا مشاہدہ کر سکوں لیکن آج تک میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ پھر فرمایا کہ مخلوق کے ساتھ قلیل اور خالق کے ساتھ کثیر صحبت اختیار کرو۔ فرمایا کہ فقر کی انتہا تصوف کی ابتدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ تصوف نام ہے اپنے مراتب کے اخفا اور مسلمانوں کی عزت کرنے کا۔ کسی نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی تجھے اچھی موت دے۔

حالات آپ ٹوپیاں سیا کرتے تھے اور جب تک ایک ٹوپی فروخت نہ ہو جاتی دوسری نہیں سیتے اس کے علاوہ ایک ٹوپی کی قیمت دو درم سے کم نہ لیتے نہ زیادہ اور دو درم میں ٹوپی فروخت کرنے کے بعد ایک درم تو

اس شخص کو دے دیتے جو سب سے پہلے آپ کے پاس آتا اور ایک درم کی روٹی خرید کر کسی درویش کے ہمراہ گوشہ میں بیٹھ کر کھا لیتے تھے۔

کسی صاحب نصاب مرید نے آپ سے پوچھا کہ زکوٰۃ کس کو دوں۔ فرمایا کہ جس کو تم مستحق زکوٰۃ سمجھتے ہو۔ یہ سننے کے بعد جب وہ رخصت ہوا تو راستے میں ایک بہت ہی شکستہ حال فقیر نظر پڑا چنانچہ اس نے بطور زکوٰۃ کے ایک اشرفی اس کو دے دی لیکن دوسرے دن دیکھا کہ وہی نابینا فقیر ایک شخص سے کہہ رہا ہے کہ کل ایک شخص نے مجھ کو اشرفی دی تھی جس کی میں نے فلاں مغنیہ کے ساتھ بیٹھ کر شراب پی۔ اس واقعہ کا ذکر جب مرید نے آپ کے سامنے کرنے کا قصد کیا تو اسکے کچھ کرنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ جاؤ میرا یہ ایک درم بھی اس شخص کو دے دو جو تم کو سب سے پہلے مل جائے۔ چنانچہ باہر نکلتے پر اس کو ایک سید مل گیا جس کو اس نے وہ درم پیش کر دیا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ لیکن وہ سید بجائے آبادی کے جنگل میں پہنچا اور اپنے دامن میں سے مردہ تیتر نکال کر پھینک دیا اور جب مرید نے یہ واقعہ سید صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آج سات یوم سے میرے بیوی بچے فاقے سے ہیں اور میں سوال کرنے کی ذلت سے بچنے کے لئے جب رزق کی تلاش میں گھر سے نکلا تو جنگل میں یہ مردہ تیتر مل گیا اور میں نے اہل وعیال کے کھانے کے لئے اس کو اٹھا لیا لیکن تمہارے ایک درم دے دینے کے بعد میں اس کو پھینکنے یہاں آ گیا۔ یہ واقعہ مرید نے جب شیخ سے بیان کرنے کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حرام کمائی کا مال شراب خانے کی نذر ہو جاتا ہے اور جائز کمائی ایک سید کو مردار کھانے سے بچا لیتی ہے۔

ایک رومی آتش پرست آپ کی تعریف سن کر صوفیا کے لباس اور انہیں کے طور طریق اختیار کر کے عصا ہاتھ میں لئے ہوئے امتحان کی نیت سے شیخ ابو العباس قصاب کی خانقاہ میں پہنچ گیا لیکن انہوں نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اشنادل میں بیگانوں کا کیا کام یہ سن کر وہ آتش پرست وہاں کے بجائے سیدھا آپ کے یہاں پہنچ گیا اور مہینوں مقیم رہ کر فقراء کے ہمراہ وضو کر کے فریب دہی کے لئے نمازیں پڑھتا رہا۔ لیکن آپ نے جانتے بوجھتے اس کو کبھی نہیں ٹوکا مگر جب اس نے وہاں سے واپسی کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو جوانمردی کے خلاف ہے کہ تو جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس ہو جائے یہ سن کر وہ آتش پرست صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور آپ کی خدمت کر کے ایسے معراج کمال تک پہنچا کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کا جانشین ہوا۔

Marfat.com

باب ۹۲

حضرت ابو عمرو ابراہیم زجاجی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ کا شمار اپنے دور کے عظیم ترمشائخین میں ہوتا تھا۔ آپ حضرت ابو عثمان کے تلامذہ میں سے تھے اور عرصہ دراز تک مکہ معظمہ میں مجاور رہے وہیں ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔

حالات ایک مرتبہ شیخ ابوالقاسم نصر آبادی مشغول سماع تھے کہ اتفاق سے آپ بھی وہاں سے گذرے اور ان سے سوال کیا کہ سماع کیوں سنتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ سماعت سماع با ہم بیٹھ کر غیبت و بدگوئی کرنے اور سننے سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے ممکن ہے کہ حالت سماع میں کوئی ایسا فعل سرزد ہوجائے جو غیبت و بدگوئی کرنے اور سننے سے سیکڑوں درجہ بُرا ہو۔

باب ۹۳

حضرت شیخ ابوالحسن صائغ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف آپ صدق وعشق کا مجسمہ تھے اور آپ کا شمار مصر کے عظیم ترمشائخین میں ہوتا تھا۔ حضرت ابوعثمان کا قول ہے کہ میں نے حضرت یعقوب نہرجوری سے زیادہ کسی کو نورانی نہیں دیکھا اور حضرت ابوالحسن صائغ سے زیادہ کوئی باہمت نظر نہیں آیا۔ اور حضرت مشاد دینوری کا قول ہے کہ میں نے آپ کو دینور میں اس طرح نماز میں مشغول دیکھا کہ گدھ آپ کے سر پر سایہ فگن تھا۔

حالات و ارشادات جب آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ غائب پر شاہد کو کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عدیم المثال ذات کے لئے کوئی دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔ فرمایا معرفت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر دم اللہ تعالے کا احسان مند رہتے ہوئے اس کی نعمتوں کی شکر گذاری سے خود کو قاصر تصور کرے اور خدا کے سوا ہر شے سے قطع تعلق کرکے سب کو اللہ تعالے سے کمتر خیال کرے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے جب آپ سے پوچھا کہ مرید کی کیا تعریف ہے، فرمایا کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ۔ یعنی تنگ ہوگئی ان پر زمین کشادگی کے

باوجود اوران پران کے نفوس تنگ ہوگئے۔ مفہوم یہ ہے کہ مریداس عالم کے سوا دوسرے عالم کا طالب رہتا ہے فرمایا کہ اہل محبت آتش عشق میں بھی ان لوگوں سے زیادہ خوش رہتے ہیں جو جنت کے عیش سے خوش ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنی ذات کو محبوب رکھنا ہلاکت کی نشانی ہے۔ فرمایا کہ جو حالت خوف کی وجہ سے ہوتی ہے وہی حالت ذوق حال سے رونما ہوتی ہے اور خوف کو اختیار کرنے والا نفس سے کنارہ کش ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ فساد طبع کی علامت یہ ہے کہ خواہشات و آرزو میں گرفتار رہے۔

باب ۹۴

حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ واقف رموز عشق و معرفت اور شوق محبت کے بحر بے کنار تھے اس کے علاوہ آپ کو تمام علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔ اور حدیث کے موضوع پر آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ تمام لوگ آپ کو صاحب سلسلہ بزرگ تصور کرتے ہیں۔ حضرت شبلی کے بعد آپ کو اہل خراسان کا استاد تسلیم کرتے تھے۔ آپ حضرت شبلی سے بیعت تھے اور بہت سے بزرگوں سے شرف نیاز بھی حاصل کیا، مدتوں مکہ معظمہ میں مجاور کی حیثیت سے زندگی گذاری۔

حالات آپ کے جذب و وجد کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ کعبہ کے نزدیک آگ روشن دیکھ کر اسی کا طواف شروع کر دیا اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے اللہ تعالے کو برسوں کعبہ میں تلاش کیا، لیکن نہیں ملا۔ اور اب یہاں بھی اس کی جستجو میں آیا ہوں شاید وہ یہاں مل جائے اور اسی کی جستجو میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہوں یہ جملے سن کر لوگوں نے آپ کو نیشاپور سے نکال دیا۔

آپ نے ایک دن کسی یہودی سے یہ سوال کیا کہ مجھے بوزہ خریدنے کے لئے نصف دانگ رقم دے دے، لیکن اس نے جھڑک دیا اس کے باوجود بھی اس کے پاس تین چار مرتبہ جا کر اپنا سوال دہرایا مگر وہ ہمیشہ تلخ کلامی سے جواب دیتا رہا اور جب آخری بار آپ نے اس سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ تم عجیب قسم کے انسان ہو، اتنی مرتبہ منع کر دینے کے باوجود بھی اپنے سوال سے باز نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر فقراء اتنی سی بات پر خوفزدہ ہو جائیں تو ان کو اعلےٰ مدارج کیسے حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ قول سن کر وہ یہودی خلوص قلب کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

ایک مرتبہ آپ نے کعبہ کے اندر کچھ لوگوں کو مشغول گفتگو دیکھ کر لکڑیاں جمع کرنی شروع کر دیں اور جب لوگوں نے

Marfat.com

اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں آج کعبہ کو نذرِ آتش کئے دیتا ہوں کہ لوگ خود بخود اللہ کے ساتھ مشغولیت حاصل کر سکیں
ایک مرتبہ آپ حرم کے اندر تھے اور تند و تیز ہوا کے جھونکوں سے حرم کے پردے ہلنے لگے، آپ کو یہ منظر بہت اچھا معلوم ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر پردہ پکڑ کر فرمایا کہ گفت اے رعنا عروس سرفراز + درمیاں تو کہ بنشستہ بناز
اے پردے تو نے جو خود کو دلہن کی طرح آراستہ کیا ہے بتا کہ تیرے اندر کون صاحب ناز جلوہ فرما ہے جب کہ مخلوق شدت پیاس اور گرمی کی وجہ سے ببول کے پتوں کی طرح تباہ ہے۔ اے حرم اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ بیتی فرمایا ہے تو ستر مرتبہ عبدی بھی فرمایا ہے۔

آپ نے توکل علی اللہ ستر حج کئے اور ایک مرتبہ سفر حج کے دوران ایک کتے کو بھوک سے نڈھال دیکھ کر فرمایا کہ ہے کوئی جو ایک روٹی کے معاوضہ میں مجھ سے چالیس حج کا ثواب خریدلے۔ یہ سن کر ایک شخص نے حامی بھرتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایک روٹی پیش کر دی اور آپ نے چالیس حج کا ثواب اس کی نذر کر دیا۔ روٹی لے کر آپ نے اس فاقہ زدہ کتے کو کھلا دی یہ واقعہ سننے کے بعد ایک بزرگ نے آپ کے پاس پہنچ کر غضبناک لہجہ میں فرمایا کہ کیا تو نے اپنے نزدیک یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جب کہ اس کی اہمیت اس لئے کچھ بھی نہیں کہ حضرت آدم نے تو دو گیہوں کے عوض آٹھ جنتوں کو فروخت کر دیا۔ یہ سن کر آپ سرنگوں ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھے۔

ایک مرتبہ موسم گرما میں جبل رحمت پر آپ کو تیز بخار آ گیا اس وقت آپ کے ایک عجمی دوست نے پوچھا کہ کیا کسی چیز کو آپ کی طبیعت چاہتی ہے۔ فرمایا کہ ٹھنڈے پانی کی خواہش ہے۔ یہ سن کر وہ اس لئے بہت پریشان ہو گیا کہ گرمی کے موسم میں سرد پانی کہاں سے لاؤں۔ پھر بھی ایک آبخورہ لے کر پانی کی جستجو میں چل پڑا۔ راستہ میں اچانک ابر آیا اور اولے پڑنے لگے اور تمام اولے سمٹ سمٹ کر اس شخص کے پاس جمع ہو گئے یہ دیکھ کر اس نے سمجھ لیا کہ یہ سب آپ ہی کی کرامت کا ظہور ہے اور تمام اولے آبخورے میں جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیئے اور جب آپ نے سوال کیا کہ موسم گرما میں تم یہ سرد پانی کہاں سے لائے اس نے جب پورا واقعہ بیان کر دیا تو آپ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ صرف میری کرامت کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے نفس کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھے تو سرد پانی کی بجائے گرم پانی ملنا چاہیئے۔ ایک مرتبہ دوران سفر جنگل میں آپ کو بیحد تکان محسوس ہوئی لیکن اتفاق سے جب چاند پر آپ کی نظر پڑی تو اس پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ۔ یعنی اللہ تمہارے لئے کافی ہے یہ دیکھ کر مجھ میں قوت آ گئی جس کی وجہ سے بہت تقویت پہنچی۔

ایک مرتبہ آپ کو خلوت میں یہ الہام ہوا کہ تو بہت بے ہودہ باتیں کرتا ہے اس کی سزا میں ہم تیرے اوپر مصیبت نازل کریں گے آپ نے عرض کیا کہ اگر تو میری یاوہ گوئی کی مخالفت کرے گا تو میں بھی اس سے باز نہیں آؤں گا پھر الہام ہوا کہ ہمیں تیری یہ بات پسند آئی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت موسیٰ کے مزار کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو میں نے ہر ذرہ خاک سے ارنی کی صدا سنی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر حج کے دوران میں نے ایک شخص کو اذیت دیتے چینی کے دوران زمین پر تڑپتے ہوئے

دیکھ کر یہ قصد کیا کہ اس پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دوں لیکن ندا آئی کہ اس کو یونہی تڑپنے دو کیونکہ یہ اہل بیت کا دشمن ہے۔

ایک مرتبہ آپ کی محفل وعظ میں ایک ایسا شخص پہنچ گیا جو رقص و سرود کا ماہر تھا لیکن وہ آپ کے وعظ سے حد درجہ متاثر ہو کر اضطرابی کیفیت میں گھر پہنچا۔ اور اپنی والدہ سے کہا کہ میری موت کا وقت قریب ہے اس لئے میرے انتقال کے بعد میری قبا تو گورکن کو دے دینا اور پیراہن غسال کے سپرد کر دینا اور ستار کی مضراب کو میری آنکھوں میں پیوست کر کے یہ کہنا کہ جس طرح تو نے زندگی گذاری اسی طرح مر گیا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے یہ شکایت کی کہ علی قوال رات کو شراب پیتا ہے اور صبح کو آپ کی محفل میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے سکوت اختیار کر لیا۔ پھر اتفاق سے ایک دن وہی قوال آپ کو راستے میں بدمست پڑا ہوا نظر آیا۔ تو ایک مرید نے عرض کیا کہ دیکھئے یہ وہی علی قوال ہے جو شراب سے بدمست پڑا ہے۔ آپ نے اس طعنہ زنی کرنے والے مرید کو حکم دیا کہ اس کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دو، چنانچہ اس مرید نے بادل نخواستہ اپنے کاندھوں پر ڈال کر اس کے گھر پہنچا دیا، لیکن ہوش آنے کے بعد اس قوال نے آپ کے ہاتھ پر ایسی توبہ کی کہ بعد میں درجہ ولایت تک پہنچا۔

ارشادات آپ نے فرمایا کہ بندہ دو نسبتوں کے مابین محصور ہے ایک نسبت آدم ہے جو شہوت و آفت کا موجب ہونے کی وجہ سے نسبت بشریت سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ نسبت محشر میں منقطع ہو جائے گی لیکن دوسری نسبت جو حق تعالےٰ سے منسلک ہے اور جس کے ذریعہ کشف و ولایت حاصل ہوتی ہے اس کا تعلق عبودیت سے ہے اور یہ نسبت کبھی منقطع نہیں ہوتی کیونکہ جب باری تعالےٰ بندے کی نسبت اپنی جانب منسوب کر لیتا ہے تو پھر بندے پر کسی قسم کا غم و خوف باقی نہیں رہتا اور وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔

فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا بار صرف وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو اس کا بار اٹھانے کے قابل ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَفْرَاسًا یَرْکُضُوْنَ جَمِیْعًا۔ فرمایا کہ جس نے خود کو خدا کے ساتھ وابستہ کر لیا وہ فتنہ و فساد اور وساوس شیطانی سے نجات پا گیا اور جس میں خدا کو یاد رکھنے کی صلاحیت و قدرت ہوتی ہے وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ علوم ظاہری کے ذریعہ مرید کو راستہ دکھانے کے بجائے علوم باطنی سے تربیت دینی چاہیئے۔ فرمایا کہ جب بندے پر منجانب اللہ کوئی شئے وارد ہونے لگے تو اس کے لئے فردوس و جہنم کو نظر انداز کر دینا ضروری ہے اور جب اس حال سے واپس ہو تو ہر اس شئے کو عزیز خیال کرے جس کو اللہ تعالےٰ نے عزت عطا کی ہو۔ فرمایا کہ موافقت امر نیک ہے اور اس امر نیک کی موافقت اس سے بھی افضل ہے اور جس کو خدا کی موافقت حاصل ہو جاتی ہے وہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم کی صفت سے آگاہ کرنا چاہا تو فرمایا عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ اور جب اپنی صفت بیان کرنی مقصود ہوئی تو فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ پھر فرمایا چونکہ اصحاب کہف، بلا واسطہ خدا پر ایمان لائے اس لئے وہ جوانمرد کہلانے کے مستحق ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ غیور ہے اور اس کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک وہ کسی کو توفیق دعا نہ کرے اس کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا فرمایا کہ مصنوعات کا وجود ہی صانع کی دلیل ہے۔ پھر فرمایا کہ اتباع سنت سے محبت، ادائیگی فرض سے قربت اور نوافل

Marfat.com

سے محبت حاصل ہوتی ہے پھر فرمایا کہ جو شخص خود اپنے نفس کو مودّب نہ بنا سکے اس کو واقف ادب نہیں کہا جا سکتا اور قالب کے آداب سے ناآشنا ہو وہ کبھی ادب سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور ادب روح سے نابلد ہو اس کو کبھی قرب حاصل نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض مرد عورتوں کی صحبت میں بیٹھ کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کو دیکھنے کے باوجود بھی معصوم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک نفس موجود ہے اس وقت تک اوامر ونواہی کی پابندی ضروری ہے اور اس سے کسی کو بھی بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور ایسے مقامات پر کبھی ڈھٹائی سے کام نہ لینا چاہیئے جب تک حرمت سے روگرداں نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ اعمال صالحہ یہ ہیں۔ قرآن پر عمل پیرا ہونا خواہشات و بد عادات کو ترک کر دینا۔ مرشد کا اتباع کرنا، مخلوق کو معذور خیال کرنا۔ اوراد و وظائف پر حیلہ جوئی نہ کرتے ہوئے مداومت کے ساتھ پابند رہنا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ جو اوصاف مرشد میں ہونے چاہئیں کیا وہ آپ میں موجود ہیں۔ فرمایا کہ نہیں۔ ان کے چھوٹ جانے کا غم اور نہ حاصل کرنے کا افسوس ہے پھر لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کی کرامتیں کیا ہیں۔ فرمایا کہ اہل نصر آباد نے تو پاگل کہہ کر مجھے وہاں سے نکال دیا۔ نیشاپور میں پہنچا تو وہاں بھی یہی سلوک کیا گیا۔ بغداد میں حضرت شبلی کی خدمت میں رہا اور چند ہی سال میں دو تین ہزار افراد واصل الی اللہ ہوئے لیکن میرا ذکر کہیں نہیں آیا۔ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کی عزت کیا ہے۔ فرمایا کہ منبر پر سے اس لئے اتارا گیا کہ اس کی مجھ میں اہلیت نہیں تھی پھر پوچھا گیا کہ تقویٰ کی کیا تعریف ہے۔ فرمایا ماسوا اللہ سے گریز کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ پھر پوچھا گیا کہ ہم آپ کے اندر خدا کی محبت کا اثر نہیں پاتے۔ فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن میں آتش محبت میں جلتا رہتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اہل محبت کا خدا کے ساتھ ایک ہی سا حال رہتا ہے اگر آگے قدم اٹھائیں تو غرق ہو جائیں اور اگر پیچھے ہٹیں تو نادم ہوں۔ پھر فرمایا کہ راحت عتاب سے لبریز ظرف ہے۔ پھر فرمایا کہ ہر شئے کے لئے ایک قوت ہوا کرتی ہے لیکن روح کی قوت سماع ہے۔ فرمایا کہ قلب جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کی برکتیں جسم پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور روح جو کچھ حاصل کرتی اس کی برکتیں قلب پروارد ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ جسم بندے کے لئے ایک قید خانہ ہے اور جب تک وہ اس سے باہر نہیں آجاتا سکون حاصل نہیں ہو سکتا اور نفس کی ذلت جسم کی قید سے نجات عطا کر دیتی ہے پھر فرمایا کہ ابتدا میں تو یاد الٰہی کی تمیز باقی رہتی ہے لیکن انتہا میں یہ تمیز بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ تصوف نور الٰہی میں سے ایک ایسا نور ہے جو حق کی دلیل ہوا کرتا ہے۔ فرمایا کہ رجا بندگی کی جانب مائل کرتی ہے اور خوف معصیت دنیا قربانی سے دور کر دیتا ہے۔ اور یہی خدا کے راستہ کے لئے مراقبہ ہے۔ فرمایا کہ زہاد کو قتل سے بچا کر عباد کا خون گرایا گیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ کچھ قبرستان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے چاروں کونوں کو ملائکہ اٹھا کر ان میں دفن شدہ لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت میں جھٹک دیں گے اور انہیں میں سے جنت البقیع کا قبرستان ہے اسی لئے حضرت ابو عثمان نے اپنی قبر وہاں کھدوا رکھی ہے، اور ایک دن جب حضرت ابوالقاسم کا وہاں سے گذر ہوا تو پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ابو عثمان نے اپنے لئے کھدوائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو خواب میں یہ دیکھا ہے کہ جنت البقیع کے مردے ہواؤں میں پرواز کر رہے ہیں اور جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ جس شخص یہاں

Marfat.com

کے مراتب کی اہلیت نہیں ہوتی اس کو اگر یہاں دفن بھی کر دیا جائے جب بھی ملائکہ اس کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہیں اور جب آپ کی ملاقات حضرت ابو عثمان سے ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے نقیع میں اپنے لئے جو قبر کھدوائی ہے اس میں تو میں دفن ہونگا اور تم نیشاپور میں وفات پاؤ گے۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد ابو عثمان کو لوگوں نے وہاں سے نکال دیا اور وہ وہاں سے بغداد پھر رے اس کے بعد نیشاپور پہنچ کر وفات پا گئے۔ اور حیرہ میں مدفون ہوئے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اس خواب کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خواب حضرت ابو القاسم نے نہیں بلکہ کسی اور نے دیکھا تھا۔

وفات استاد اسحاق زاہد خراسانی اکثر موت کا ذکر کرتے رہتے تھے لیکن آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ موت کے بجائے محبت کا ذکر کیا کرو۔ لیکن آپ نے اپنے انتقال کے وقت ایک نیشاپوری باشندے سے جو اس وقت آپ کے سرہانے موجود تھا فرمایا کہ جب تم نیشاپور جاؤ تو استاد اسحاق سے کہدینا کہ جیسا تم بیان کیا کرتے تھے واقعی موت بہت سخت و دشوار شے ہے۔ آخر کار آپ اس قبر میں مدفون ہوئے جو نقیع میں ابو عثمان نے اپنے لئے تیار کرائی تھی۔ کسی نے انتقال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھ کر حال پوچھا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ پر ایسا عتاب نہیں کیا جیسا دوسرے زبردست کیا کرتے تھے۔ البتہ یہ تدارک ضرور کرائی کہ اے ابو القاسم وصال کے بعد جدائی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ مجھے لحد میں رکھدیا گیا اب تو احد تک پہنچا دے

باب ۹۵

حضرت ابو الفضل حسن سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مناقب

تعارف آپ بہت صاحب کرامت و فراست بزرگ اور حضرت ابو سعید خیر کے مرشد اور سرخس ہی میں تولد ہوئے

حالات جب حضرت ابو سعید پر قبض کی کیفیت طاری ہوتی تو حضرت ابو الفضل کے مزار اقدس کا طواف کیا کرتے تھے جس کے بعد آپ کے اوپر بسط کی کیفیت نمودار ہو جاتی اور حضرت ابو الفضل کے ارادت مندوں میں سے جو بھی حج کا قصد کرتا تو حضرت ابو سعید اس کو آپ کے مزار کی زیارت کا مشورہ دیتے ہوئے فرماتے کہ وہاں کی زیارت سے تمام مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ حضرت ابو سعید کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے پر میں اور دوسرے کنارے پر حضرت ابو الفضل کھڑے ہوئے تھے اور اس وقت آپ کی مجھ پر ایسی نظر پڑی کہ میرے مدارج میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ امام خرامی بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں درخت پر چڑھا ہوا شہتوت توڑ رہا تھا کہ آپ کا ادھر سے گذر ہوا لیکن آپ نے مجھے دیکھے بغیر سر اٹھا کر کہا کہ اے اللہ میں سال بھر سے حجامت بنوانے کے لئے تجھ سے ایک دانگ طلب کر رہا ہوں لیکن تو نہیں دیتا کیا دوستوں کے ہمراہ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ امام خرامی کہتے ہیں کہ اس وقت جب میری نظر درخت پر پڑی تو اس کی تمام شاخیں اور پتے

سونے کے بن گئے لیکن یہ صورت دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ قلب کی آسودگی کے لئے تجھ سے کوئی بات تو کہنی چاہیئے۔

منقول ہے کہ سرخس میں ایک بے نمازی دیوانہ وار پھرا کرتا تھا اور جب اس سے لوگوں نے نماز پڑھنے کے لئے اصرار کیا تو اس نے کہا کہ وضو کرنے کے لئے پانی کہاں ہے یہ سن کر لوگ اس کو کنویں پر پکڑ کر لے گئے اور اس کے ہاتھ میں رسی و ڈول تھما کر کہا کہ اس میں سے پانی کھینچ کر وضو کرے لیکن وہ دیوانہ تیرہ یوم تک اسی طرح رسی پکڑے بیٹھا رہا اور اتفاق سے جب آپ کا ادھر سے گذر ہوا تو فرمایا کہ یہ تو غیر مکلف ہونے کی وجہ سے قیود شریعت سے قطعاً آزاد ہے جاؤ اسے اس کے گھر پہنچا دو۔

ایک دن آپ کے یہاں لقمان سرخسی پہنچے تو آپ کو ایک جزدہا تھ میں لئے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیا تلاش کرتے ہو، فرمایا کہ جس کو تم ترک میں تلاش کرتے ہو۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر یہ خلاف کیوں ہے۔ فرمایا کہ خلاف تو تمہیں نظر آرہا ہے جس کی وجہ سے پوچھتے ہو کہ کیا تلاش کرتا ہے اب ہستی سے ہوشیار اور ہوشیاری سے بیدار ہو جاؤ تاکہ تمہاری نگاہوں سے خلاف دور ہو سکے اور تم سمجھ سکو کہ ہم دونوں کس شے کی جستجو میں ہیں۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو خواب میں مردہ دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کوئی آیت تلاوت کرو چنانچہ اس نے یہ آیت تلاوت کی تماشے یا اللّٰہ لا یموت ابداً۔ یعنی جس نے اللہ کے ساتھ زندگی گذاری وہ کبھی نہیں مرتا۔

ارشادات ایک مرتبہ حضرت ابوسعید کو آپ نے اپنے یہاں قیام کا حکم دیا اور رات کے وقت ان سے فرمائش کی کہ کوئی آیت تلاوت کرو چنانچہ جب انہوں نے یہ آیت تلاوت کی یحبونھم کحب اللّٰہ تو آپ نے اس کے سات سو معانی بیان کئے جو ایک دوسرے سے قطعاً جدا تھے حتیٰ کہ پوری رات اسی میں گذر گئی اور آپ نے فرمایا کہ شب رفت وحدیث ما بپایاں نرسید۔ شب را چہ گناہ حدیث ما بود دراز۔ یعنی رات گذر گئی اور ہماری بات ختم نہ ہو سکی لیکن اس میں رات کا اس لئے کوئی قصور نہیں کہ ہماری بات ہی طویل تھی فرمایا کہ موافقت امر نیک ہے اور اس امر نیک کی موافقت اس سے بھی افضل ہے، فرمایا کہ جس کو خدا کی موافقت حاصل ہو جاتی ہے وہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے صفت آدم سے آگاہ کرنا چاہا تو فرمایا عصیٰ آدم ربہ اور جب اپنی صفت فضل سے آگاہ کرنا چاہا تو فرمایا ان اللّٰہ اصطفیٰ آدم۔ فرمایا کہ چونکہ اصحاب کہف بلا واسطہ خدا پر ایمان لائے اس لئے وہ جوانمرد کہلانے کے مستحق ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اور اس کی غیرت اس کی متقاضی ہے کہ جب تک وہ کسی کو توفیق عطا نہ کرے اس کی جانب راہ نہیں پاتا۔ فرمایا کہ مصنوعات کا وجود ہی صانع کی دلیل ہے فرمایا کہ جو شخص خود اپنے نفس کو مؤدب نہ بنا سکے اس کو واقف ادب نہیں کہا جا سکتا۔ اور جو آداب قلب سے نابلد ہو وہ کبھی ادب سے واقف نہیں ہو سکتا اور جو ادب روح سے ناآشنا ہو اس کو کبھی قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض مرد و عورتوں کی صحبت میں بیٹھ کر یہی کہتے ہیں کہ ہم معصوم ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تک نفس موجود ہے اس وقت تک اوامر و نواہی کی پابندی ضروری ہے اور اس سے کسی کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور ایسے مقامات پر ڈھٹائی سے کام نہ لینا چاہیئے جب تک حرمت سے روگرداں نہ ہو۔

Marfat.com

واقعات ایک مرتبہ قحط کے دوران لوگوں نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ پانی ضرور برسے گا چنانچہ اس قدر بارش ہوئی کہ تمام خشک درخت سرسبز ہو گئے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کیا دعا کی تھی فرمایا کہ میں نے رات کو ٹھنڈا پانی پی لیا تھا جس کی وجہ سے خدا نے سب کا دل ٹھنڈا کر دیا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ قطب دوراں تھے کیونکہ یہ چیزیں اقطاب ہی میں پائی جاتی ہیں ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے جابر بادشاہ وقت کے لئے دعائے خیر کی درخواست کی تو فرمایا کہ مجھے تو اس کا افسوس ہے کہ تم لوگ بادشاہ کو اپنے دربان کیوں لے آئے۔

اقوال زریں آپ نے فرمایا کہ نہ تو عہد ماضی کو یاد کرو اور نہ مستقبل کا انتظار کرو بلکہ حال ہی کو غنیمت سمجھو، پھر فرمایا کہ عبودیت کی حقیقت دو چیزوں میں منحصر ہے اول یہ کہ خود کو اللہ تعالے کا محتاج تصور کرو کیونکہ یہی عبودیت کی بنیاد ہے اور دوسرے اتباع سنت کرتے رہو کیونکہ اس میں راحت نفس نہیں ہے۔

وفات انتقال کے قریب لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم آپ کو فلاں شیخ کے مقبرے میں دفن کریں آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ مجھے فلاں ٹیلے پر دفن کرنا جہاں آوارہ گرد قسم کے لوگ دفن ہیں کیونکہ وہ خدا کی رحمتوں کے زیادہ مستحق ہیں۔

باب

حضرت ابوالعباس السیاروی کے حالات و مناقب

تعارف آپ شریعت کے بہت بڑے عالم اور طریقت کے عظیم بزرگ گذرے ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر واسطی کے ارادت مندوں میں سے تھے اور سرزمین مرو پر آپ نے بہت سے حقائق کا انکشاف فرمایا ہے۔

حالات آپ کو اپنے والد کی میراث میں بہت زیادہ مال و اسباب ملا تھا لیکن سب کچھ راہ مولیٰ میں لٹا دیا اور حضور اکرم کا موئے مبارک جو آپ کے پاس تھا اس کی برکت سے آپ کو بیعت و تلویہ کی توفیق نصیب ہوئی اور ایسے مراتب تک پہنچے کہ امام حنفی کے نام سے مشہور ہوئے اور صوفیائے کرام اس گروہ کو طائفہ سیارگان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایک دن آپ اخروٹ خریدنے ایک دکان پر پہنچے اور اس کو اخروٹ کی رقم دے دی۔ دکاندار نے اپنے ملازم سے کہا آپ کو بہت نفیس اخروٹ چھانٹ کر دے دو، آپ نے پوچھا کہ کیا تم ہر خریدار کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کرتے ہو، اس نے جواب دیا کہ نہیں لیکن آپ کو عالم ہونے کی وجہ سے خراب چیز دینا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے علم کو اخروٹ کے معاوضہ میں فروخت کرنا معیوب تصور کرتا ہوں یہ فرما کر قیمت واپس لئے بغیر چلے گئے۔

Marfat.com

لوگ آپ کو جبریہ فرقہ کا فرد کہتے تھے کیونکہ آپ کا قول یہ تھا کہ لوح محفوظ میں تحریر شدہ شے کو بندہ ترک نہیں کر سکتا اور مقدرات کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس عقیدے کی وجہ سے آپ نے بے حد اذیتیں برداشت کیں لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان اذیتوں سے چھٹکارا دے دیا۔

ارشادات جب دانشوروں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو رزق کہاں سے مہیا ہوتا ہے فرمایا کہ اس کے ہاں سے جو بلا سبب اپنی مرضی کے مطابق لوگوں کے رزق میں تنگی و فراخی کرتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ لالچ کی تاریکی نور مشاہدہ کے لئے حجاب بن جاتی ہے۔ فرمایا کہ جب تک مومن اپنی ذلت پر اس طرح صبر نہیں کرتا جس طرح اپنی عزت پر صابر رہتا ہے، اس وقت تک اس کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ سچے لوگوں کی زبان پر اللہ تعالیٰ علم و حکمت کا اجرا کر دیتا ہے فرمایا، کہ انبیاء کو خطرات اولیاء کو وسواس عوام کو افکار اور مشاق کے لئے عزائم ہوا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جس پر خدا کی مہربانی ہوتی ہے اس پر لوگ بھی مہربان رہتے ہیں لیکن جس پر قہر نازل ہوتا ہے لوگ بھی اس سے دور بھاگتے ہیں فرمایا کہ معارف سے باہر آنے کا نام معرفت ہے اور توحید کی تعریف یہ ہے کہ سوائے خدا کے قلب میں کسی کا گذر نہ ہو، یعنی توحید کا غلبہ اس حد تک فزوں ہو جائے کہ جو شے قلب میں داخل ہو اس پر توحید کا رنگ چڑھ جائے اور موحد وہی ہے جو بحر توحید میں غرق ہو کر خود بھی احد کی شکل اختیار کرے جیسا کہ فرمایا گیا كُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا یعنی ہم اس کی سماعت و بصارت بن جاتے ہیں فرمایا کہ حالت مشاہدہ میں غافل کو کبھی لذت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن کا مشاہدہ تھا کا نام ہے۔

جس وقت لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ خدا تعالیٰ سے کیا طلب کرتے ہیں فرمایا کہ وہ جو کچھ بھی دے دے کیونکہ میں تو گدا ہوں اور گدا کو جو کچھ بھی مل جائے وہی اس کے لئے بہت غنیمت ہے، پھر لوگوں نے سوال کیا کہ مرید کے لئے بہترین ریاضت کونسی ہے فرمایا کہ شریعت کے احکام پر صبر، ممنوعہ اشیاء سے احتراز، اور صالحین کی صحبت افضل ترین ریاضتیں ہیں۔ فرمایا کہ عطا کی دو قسمیں ہیں اول کرامت دوم استدراج، کرامت تو یہ ہے جو تمہارے لئے قابل ہو، اور استدراج سے جو خوشی تمہاری طرف رد کر دی جائے، پھر فرمایا کہ اگر تلاوت قرآن کے بدول نماز کا جواز ہو سکتا ہے تو یہ شعر مکمل طور پر صادق آتا

لاتمنی علی الزمان محالا ۔ ان تریٰ فی الحیوۃ طلعت حرا

میری ایک زمانہ سے یہ تمنا رہی ہے کہ کاش میں اپنی حیات میں کسی مرد آزاد کو دیکھ سکتا

وفات انتقال کے وقت آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ وفات کے وقت میرے منہ میں حضور اکرمؐ کا موئے مبارک رکھ دیا جائے چنانچہ بس مرگ آپ کی وصیت پر عمل کر دیا گیا۔ آپ کا مزار مرو میں ہے اور آج تک تکمیل حاجات کے لئے مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

ختم شد

تصحیح و ترتیب: محمد عبد العلیم مظفر — مترجم مولانا زبیر افضل عثمانی کراچی

Marfat.com